من لا یحضرہ الفقیہ

(اردو)

للشیخ الجلیل الأقدم

الصدوق

أبی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی

مترجم :۔ سید امداد حسین صاحب

ممتاز الافاضل

پیشکش :۔ سید اشفاق حسین نقوی



ناشر

الکساء پبلیشرز

آر ۔ ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



نام کتاب: من لایحضرہ الفقیہ (اردو)

مولف: شیخ الصدوق علیہ الرحمہ

مترجم: سید حسن امداد صاحب ممتاز الافاضل (غازی پوری)

تزئین: سید فیضیاب علی رضوی

کمپوزنگ: شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافک سینٹر
B 1/62 بلاک 3 میزانائن فلور الکرم اسکوائر لیاقت آباد کراچی

طباعت: قریشی آرٹ پریس ناظم آباد کراچی

اشاعت اول: نومبر 1994ء

تعداد: ایک ہزار

قیمت: 150 روپے

الکساء پبلیشرز

آر۔ ۱۵۱ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

پروردگار عالم نے اپنی رحمت بے پایاں کے تحت اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے اور جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آئمہ طاہرین علیہم السلام کا سلسلہ قائم کیا جن کی طرف سے ہدایت تا قیامت جاری رہے گی۔ چونکہ آئمہ طاہرین علیہم السلام علم لدُنّی کے حامل تھے اس لئے ان ذواتِ مقدسہ کے طفیل مختلف النوع علوم کے بے شمار باب کھلے۔ ان علوم کو عام کرنے کے لئے ہمارے بزرگوں نے بیش بہا کاوشیں کیں اور علوم و ارشادات معصومین علیہم السلام پر مبنی ان گنت کتب و رسائل تالیف و تصنیف کئے۔ جن میں سرِ فہرست کتب اربعہ ہیں یعنی الکافی، من لا یحضرہ الفقیہ، تہذیب الاحکام اور الاستبصار۔ بلاشبہ ان میں من لایحضرہ الفقیہ کو منفرد مقام حاصل ہے۔ یہ کتاب گیارہ سو برس پہلے مرتب کی گئی تھی لیکن مذہب اثنا عشری کی بنیادی کتاب ہونے کے باوجود اس کا ابھی تک کسی بھی زبان میں ترجمہ نہیں کیا گیا۔ بادی النظر میں اس کی مندرجہ ذیل وجوہات تھیں۔

(۱) جن طلباء یا لوگوں نے اس سے استفادہ کیا وہ عربی زبان سے واقف تھے اس لئے ان میں سے ایک کثیر تعداد کے غیر عربی ہونے کے باوجود ان کو اس کے ترجمے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔

(۲) اس کتاب کو صرف خواص یعنی مولوی حضرات سے متعلق سمجھ لیا گیا اور عوام کو اس سے روشناس کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔ لیکن اس سلسلے میں ایک لطیف نکتے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے وہ یہ کہ اس کتاب کا نام اس طرز فکر کی نفی کرتا ہے۔ "من لایحضرہ الفقیہ" یعنی جس کے پاس کوئی فقیہ نہ ہو۔ ظاہراً وہ خود بھی فقیہ نہیں ہوگا۔ اور یہ کتاب ایسے ہی فرد کے لئے مرتب کی گئی ہے۔

(۳) مذکورہ کتاب کا ترجمہ نہ کرنے کی وجوہات میں ایک دلیل یہ بھی دی گئی کہ ابھی عوام الناس کی ذہنی سطح اس قابل نہیں ہوئی کہ وہ اس کتاب کو سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

اس دلیل کا جھول خاصا نمایاں ہے۔ کیونکہ آئمہ طاہرین علیہم السلام نے سوائے چند مسائل کے باقی تمام مسائل عام لوگوں کے سامنے ہی بیان فرمائے تھے۔ جن کی ذہنی سطح آج کے عام لوگوں کی ذہنی سطح سے کہیں کم تھی۔ چنانچہ جب اُن افراد نے ان مسائل کو سمجھ کر ان پر عمل کیا تو آج کا انسان جس کی ذہنی سطح یقیناً سابقہ دور کے انسان سے کہیں بلند ہے وہ ان مسائل کو کیوں نہ سمجھے گا؟

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا یہ قول نقل کر دیا جائے کہ "ہماری جو باتیں تمہاری سمجھ میں نہ آئیں انہیں آئندہ آنے والے لوگوں کے لئے چھوڑ دو۔" اس کلام امامؑ سے جہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چودہ سو (۱۴۰۰) برس پہلے کے انسان کی ذہنی سطح نسبتاً کم تھی وہاں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ذہنی سطح بتدریج بلند ہوتی جائے گی۔ گو ہم اس وقت بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ انسان کا ذہن اپنی حد کمال تک پہنچ گیا ہے۔ لیکن اتنا وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ چودہ سو برس قبل کے انسان کی نسبت آج کے انسان کی ذہنی سطح یقیناً بہت اونچی ہے۔ چنانچہ آج وہ پہلے کے انسان کے مقابلے میں بہتر طور پر ان احادیث کو سمجھ سکتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

بہرحال ایک طرف مندرجہ بالا وسوسے دوسری طرف دینی کتابیں پڑھنے کے رجحان کا فقدان نیز کچھ دیگر ناگفتی وجوہات نے ناشرین کو کتب ہائے اثنا عشریہ کے تراجم شائع کرنے سے روکے رکھا۔ قابل ستائش ہیں وہ افراد جنہوں نے لگ بھگ نصف صدی قبل برصغیر میں مذہب اثنا عشری کی کتب کے تراجم شائع کرنے شروع کئے۔ لیکن اس وقت سے اب تک جو کچھ بھی کام ہوا ہے وہ اصل کام کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ مزید مقام تاسف یہ ہے کہ ہماری بنیادی کتابوں پر ابھی تک کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا۔ سوائے "الکافی" کے۔ لیکن اس کی بھی سولہ ہزار ایک سو ننانوے (۱۶۱۹۹) احادیث میں سے صرف چند سو کا ترجمہ ہوا۔ جب کہ دیگر کتب اب تک محتاج ترجمہ رہیں۔

کم مائیگی کی اسی صورت حال نے چند ہم خیال احباب سید برکت حسین رضوی (ریٹائرڈ سرکاری آفیسر)، سید فیضیاب علی رضوی (الیکٹریکل انجینیئر) اور سید اشفاق حسین نقوی (بینک آفیسر) کو مہمیز دی کہ حتی المقدور کتب مذہب اثنا عشریہ کے اردو تراجم شائع کرائے جائیں تاکہ ان کا بے مثال افادہ کروڑوں اردو داں حضرات تک پہنچ سکے۔ لہٰذا ادارہ الکساء پبلیشرز کا قیام عمل میں لایا گیا۔ الحمد اللہ ادارہ کی پہلی ہی اشاعت "علل الشرائع" کو عوام الناس اور قوم کے باشعور طبقے نے بے حد پسند فرمایا جس کے نتیجے میں اس کتاب کو چند ماہ بعد ہی دوبارہ چھاپنا پڑا۔ اب ادارہ کی دوسری کتاب من لایحضرہ الفقیہ پیش خدمت ہے۔ اس کتاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تمام مسائل کا حل معصومین علیہم السلام کے ارشادات کے ذریعے بتایا گیا ہے جو مذہب اثنا عشریہ کی رُو سے نص ہے۔ واضح رہے کہ پہلی نص کتاب باری تعالیٰ ہے۔ من لایحضرہ الفقیہ چار جلدوں پر مشتمل ہے اور دینی مسائل اور مختلف عبادات کے طریقوں کا مجموعہ ہے۔ اس کے علاوہ اس میں مستحبات اور واجبات کے ایسے فوائد بیان کئے گئے ہیں جو شاید آج تک عوام الناس کی نظروں سے اوجھل تھے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی بے اولاد شخص اپنے گھر میں باآواز بلند اذان دے گا تو پروردگار عالم اسے اولاد کی دولت سے نواز دے گا، بیماریوں سے چھٹکارا دلائے گا اور نعمتوں کو فراواں کرے گا، اگر کوئی شخص کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرے گا تو اس کی آمدنی میں اضافہ ہوگا، اگر کوئی شخص حج کی نیت کرتے وقت دوسروں کو بھی شریک کرے گا تو نہ صرف دوسروں کو حج کا ثواب ملے گا بلکہ اس حاجی کو بذات خود حج کے ثواب کے علاوہ صلہ رحمی کا ثواب بھی ملے گا۔ ضمانت

دی گئی ہے کہ دوسروں کے لئے دعا کرنے کا ثواب ایک لاکھ گنا ہے۔ اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کے پیچھے ملائیکہ کی دو صفیں نماز پڑھتی ہیں۔ غرض رب العالمین کی جانب سے رحمتوں اور برکتوں کے خزانے کھلے ہوئے ہیں جو جس قدر چاہے حاصل کرے۔

یہ کتاب اتحاد بین المسلمین کی ایک اہم دستاویز بھی ہے اور ان لوگوں کے لئے عظیم اور حیران کن اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے جو اس سلسلے میں آگے بڑھیں (ملاحظہ فرمائیں احادیث نمبر ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۸ اور ۱۵۹۸)

کچھ ایسے احکام بھی یہاں ملیں گے جو معاشرہ میں رائج طریقوں کی تقریباً ضد ہیں مثلاً تہجد کی نماز قضا کر کے پڑھنا امامؑ کے نزدیک افضل ہے اس سے کہ وقت سے پہلے یہ نماز ادا کر لی جائے۔

یہاں مناسب ہوگا کہ مذکورہ کتاب کے ایک اور افادی پہلو کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے اور وہ ہے لب ہائے مبارک معصومین علیہم السلام سے بیش قدر دعاؤں کا سلسلہ۔ جن کا ترجمہ پڑھتے ہوئے ایک طرف آپ کو دعا مانگنے کا سلیقہ آتا ہے تو دوسری طرف خداوند عالم کی بے پایاں عظمتوں اور رحمتوں کا احساس ہوتا ہے ساتھ ہی ایک جذبہ تشکر و احسان مندی نمایاں ہوتا ہے کہ پروردگار نے ہمیں کیسے رؤف و مہربان اور صاحبان معرفت و عرفان رہنما عطا کئے ہیں۔

"کبیرنا و صغیرنا سواء" (ہمارے بڑے اور چھوٹے سب ایک جیسے ہیں) کی ایک تفسیر آپ اس وقت دیکھیں گے جب قحط سالی کے وقت بارش کے لئے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کم سنی کے دور میں دعاؤں کی تلقین کر رہے ہوں گے۔ شوکت الالفاظ کا یہ ذخیرہ انتہائی عاجزانہ انداز میں آپ کو اس گھرانے کے سوا اور کہیں سے نہیں مل سکتا۔

موجودہ ترجمہ آقائے اکبر غفاری کے مرتب کردہ نسخے سے کیا گیا ہے دعاؤں کے عربی متن میں کہیں کہیں بریکٹ میں بھی بعض الفاظ نظر آئیں گے جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ دیگر نسخوں میں مذکورہ الفاظ بھی مرقوم ہیں۔

اس کی نسبت اگر اردو ترجمے میں بریکٹ میں کوئی عبارت نظر آئے تو اسے وضاحت سمجھا جائے۔

دعاؤں کے عربی متن پر اعراب لگا دیئے گئے ہیں تاکہ انہیں صحت لفظی سے ادا کیا جائے ساتھ ہی ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والے سمجھ سکیں کہ وہ اپنے پروردگار سے کیا مانگ رہے ہیں اور کس سلیقے سے مانگ رہے ہیں۔

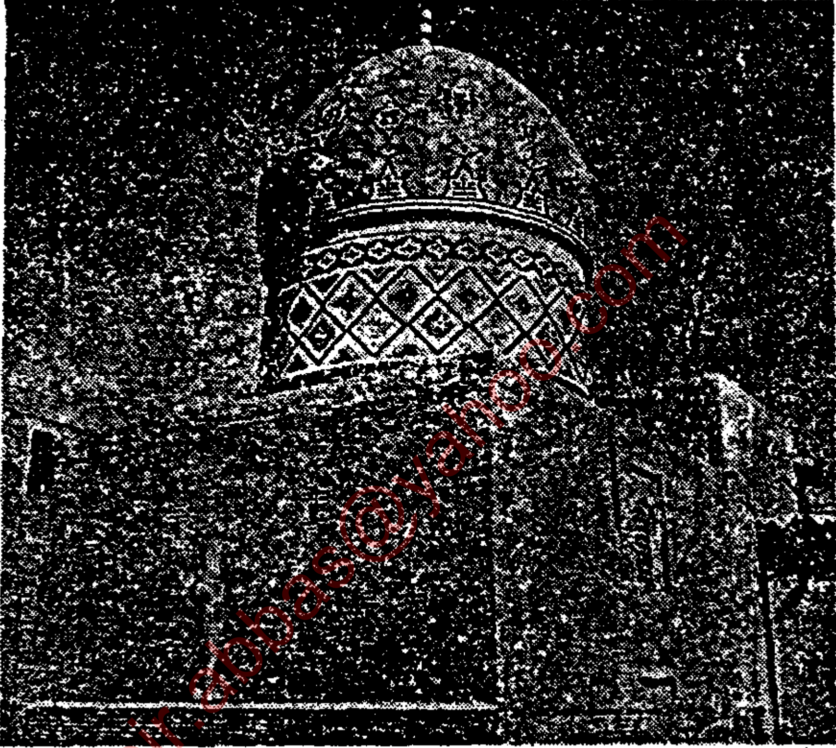
اور اب آخر میں اعتذار کہ غلطی انسان کی سرشت میں ہے وہ کتنی ہی کوشش کرے لیکن غلطیوں سے پاک کام نہیں کر سکتا گو ادارہ نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ موجودہ پیشکش کو خامیوں سے پاک رکھا جائے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی غلطی یا خامی رہ گئی ہو تو ادارے کی طرف سے معذرت قبول کی جائے۔ ادارہ قارئین کرام کا از حد ممنون ہوگا اگر وہ اس سلسلے میں اپنی آراء سے مطلع فرمائیں۔ غلطیوں کی نشاندہی کریں اور ترویج علوم محمدؐ و آل محمدؐ کے اس کام میں خود بھی شریک ہو کر مثاب ہوں۔ ہم اپنی اس کوشش کو امام زمانہ علیہ السلام کے توسط سے کیونکہ وہی اس دور میں ہمارے سرپرست ہیں دیگر معصومین علیہم السلام کی بارگاہ میں نذر کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ جمیع مسلمین تعلیمات محمدؐ و آل

محمدؐ پر عمل پیرا ہو کر دنیا میں بھی امن و سکون سے بسر کریں اور آخرت میں بھی خداوند عالم کی رضا حاصل کر کے سرخرو ہوں۔ آمین ثم آمین۔

اللھم صلی علی محمدؐ و آل محمدؐ

والسلام

الکساء پبلیشرز



قبّة روضة أبيه رضوان الله تعالى عليهما بقم المشرّفة



روضته المنوّرة بالري

تاریخ اشاعت ترجمہ من لایحضرہ الفقیہ

مؤلفہ

افقہ الفقہا شیخ صدوق علیہ الرحمہ

از بستہ

سید مشہر حسین صاحب رضوی عقیلؔ (چھولسی)

شیخ صدوق کی فقہ کی کتاب
جس سے معمور ہیں علوم کے باب

مجتہد کیلئے نصاب ہے یہ
گویا احکام دیں کا باب ہے یہ

فضل ربی تھا شامل تعمیل
لکھی تاریخِ ترجمہ جو عقیلؔ

ہزار چار صد و چار دہ سن ہجری
عقیلؔ ہم نے یہ تاریخ ترجمہ کی لکھی

از محمد شفیع الحسنین ریٹائرڈ پروفیسر

کتاب فقہ شیخ صدوق کی
ہے جامع قرآن واحادیث کی
احادیث و قرآں کی قائم مقام
آئمہ ہیں جسطرح بعداز نبی
کیا ترجمہ جس کا امداد (۱) نے
اور اردو میں اشفاق (۲) نے پیش کی
ہو پاس جس کے کوئی مجتہد
یہ رہبر ہے اس مومن پاک کی
اشاعت کی تاریخ تبئی کے ساتھ

۱۲۲

کتاب	کریم	ھدی	المتقی
۴۲۳	۲۷۰	۱۹	۵۸۱

۱۴۱۵

۱) جناب سید حسن امداد صاحب ممتاز الافاضل
۲) مجاہد ملت جناب سید اشفاق حسین صاحب نقوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مترجم

باسمہٖ سبحانہٗ

اس کے قبل شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی کتاب "علل الشرائع" کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاچکا ہے۔ اب انہیں کی دوسری عظیم تالیف "من لایحضرہ الفقیہ" کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے جس کا شمار ہماری کتب اربعہ میں ہوتا ہے۔

آپ (شیخ صدوق علیہ الرحمہ) تقریباً تین سو کتابوں کے مصنف ہیں۔ جیسا کہ علامہ طوسی نے اپنی کتاب الفہرست میں تحریر کیا ہے اور آپ کی چالیس کتابوں کے نام تحریر کئے ہیں۔ اور ابو العباس نجاشی متوفی ۴۵۰ھ نے اپنی کتاب رجال میں آپ کی تقریباً دو سو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ مگر افسوس کہ ان میں سے اکثر ضائع ہو گئیں۔ آپ کی عظیم تصنیفات میں سے ایک کتاب "مدینۃ العلم" بھی تھی جو اس کتاب من لایحضرہ الفقیہ سے بھی بڑی تھی وہ بھی ضائع ہو گئی جس کا ذکر شیخ طوسی نے اپنی کتاب "الفہرست" میں اور ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب "معالم" میں کیا ہے۔ اور علامہ رازی نے اپنی کتاب "الذریعہ" میں علامہ بہائی کے والد بزرگوار شیخ حسین بن عبد الصمد کی کتاب "الدرایہ" کی یہ عبارت نقل کی ہے "واصولنا الخمسۃ الکافی و مدینۃ العلم و من لایحضرہ الفقیہ و التہذیب و الاستبصار" (ہمارے مذہب کی اصولی کتابیں پانچ ہیں "کافی" مدینۃ العلم، من لایحضرہ الفقیہ، تہذیب اور استبصار) اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانے میں یہ کتاب مدینۃ العلم موجود تھی۔ مگر انکے بعد یہ کتاب ضائع ہو گئی۔ صرف نام رہ گیا۔ چنانچہ علامہ مجلسی نے اس کی تلاش کے لئے زر کثیر صرف کیا مگر کامیاب نہ ہوسکے۔ اور کتاب الذریعہ میں ہے کہ سید محمد باقر جیلانی نے بھی اس کے حصول کے لئے بے دریغ رقم صرف کی مگر وہ بھی کامیاب نہ ہوسکے علامہ ابن طاہری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب فلاح السائل نیز اپنی دیگر کتب میں اور شیخ جمال الدین بن یوسف حاتم فقیہ شافعی نے اپنی کتاب میں "کتاب مدینۃ العلم" سے بہت سی چیزیں نقل کی ہیں۔ معین الدین شامی شقاقلی حیدرآبادی نے بیان کیا ہے کہ ان کے پاس مدینۃ العلم کا ایک نسخہ ہے جس کی دو نقلیں کیں لیکن وہ ابواب پر مرتب نہیں ہے بلکہ وہ روضۃ الکافی کے مانند ہے۔

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوا کہ ہمارے مذہب کی کتب خمسہ تھیں جس میں سے ایک ضائع ہو گئی اور اب کتب اربعہ رہ گئیں اور وہی کیا ہمارے بزرگ علماء کی ہزاروں بیش بہا تصانیف ضائع ہو گئیں جو شائع نہیں ہوسکیں اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اغیار طعنہ دینے لگے کہ شیعوں کی اپنی تو کوئی کتاب ہی نہیں جس سے وہ استفادہ کریں، یہ لوگ تو دوسرے دسترخوانوں کی روٹیاں توڑتے ہیں۔

کتاب " من لا یحضره الفقیه " جلد اول کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں حاضر ہے۔ یہ ایسی اہم کتاب ہے جس کا شمار اپنی کتب اربعہ میں ہوتا ہے اور " اصول کافی " کے بعد یہ دوسری کتاب ہے جو شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی تالیف ہے۔ اس کا نام من لا یحضره الفقیه (جس کے پاس کوئی فقیہ موجود نہ ہو) یہی بتاتا ہے کہ یہ عوام کے لئے لکھی گئی تھی۔ مگر یہ اب تک عوام کی نگاہوں سے پوشیدہ رہی۔ یہ فقہ کی بنیادی کتاب ہے۔ اس کے بعد فقہ کی کتابیں ہر دور میں تحریر کی جاتی رہی ہیں لیکن " کتب اربعہ " میں اسی کو جگہ ملی۔ آخر اس میں کوئی ایسی بات تو ہے جو اس کو اتنی اہمیت دی گئی۔ یہ کتاب، تمام ابواب فقہ پر مشتمل ہے۔ یہ کسی عالم کے فتاویٰ کا مجموعہ نہیں بلکہ ہر مسئلہ کے متعلق آئمہ طاہرین کی احادیث نقل کر دی گئی ہیں جن کی روشنی میں ہمارے علماء و فقہاء حضرات فتوے جاری کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی کہ ہمارے علماء و فقہاء حضرات اپنی طرف سے کوئی فتویٰ دیتے ہیں بلکہ اس کی بنیاد آئمہ طاہرین کی کوئی نہ کوئی حدیث ہی ہوتی ہے۔

سید حسن امداد (غازی پوری)

ممتاز الافاضل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالات مؤلف علیہ الرحمہ

آپ کی ولادت اور ان کے متعلق علماء کے اقوال

شیخ اجل رئیس المحدثین ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ صدوق قمی علیہ الرحمہ حضرت امام دوازدھم محمد بن حسن حجۃ المنتظر صاحب الزماں علیہ السلام کی دعا کی برکت سے قم کے اندر ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اور قمیوں میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو علمی حیثیت و منزلت میں ان کے برابر ہو۔

بنی بابویہ قم کے خاندانوں میں سے ایک ایسا خاندان ہے جس کی علمی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے اور جس شخص نے تیسری اور چوتھی صدی کی علمی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اس کو معلوم ہے کہ ملک ایران میں شہر قم علم کا گہوارہ رہا ہے اس سرزمین نے ایسے محدثین و مصلحین کو جنم دیا اور اس کی فضاؤں سے رشد وہدایت کے ایسے ایسے ستارے اور ایسے ایسے چاند و سورج طلوع ہوئے کہ جن سے قم کی تاریخ ہمیشہ ہمیشہ درخشاں اور تابندہ رہے گی۔

چنانچہ علامہ مجلسی اول محمد تقی علیہ الرحمہ من لایحضرہ الفقیہ کی شرح بزبان فارسی اللوامع میں تحریر فرماتے ہیں کہ علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ المتوفی ۳۲۹ھ (جو مولف کتاب علل شرائع کے والد تھے) کے زمانہ میں قم کے اندر دو لاکھ محدثین تھے اور شیخ صدوق کے والد ابوالحسن علی بن حسین علیہ الرحمہ ان کے راس الرئیس ان کے فقیہ تھے اور عامہ اہل قم کی نظران کی طرف اٹھتی تھی حالانکہ قم میں اس وقت کثرت سے علمائے اعلام تھے مگر اہل قم اپنے مسائل شرعیہ کے لئے ان کی طرف رجوع کرتے تھے ان کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی اور یہی وہ سال ہے جس میں ستارے بہت ٹوٹے۔ آپ قم میں دفن ہوئے۔ آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں ان میں ایک کتاب الرسالہ ہے جسے آپ نے اپنے فرزند ابی جعفر یعنی شیخ صدوق کو تحریر کیا تھا اور اسی رسالہ سے شیخ صدوق نے اپنی کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں کثرت سے روایات نقل کی ہیں ان کے حالات تمام کتب رجال میں مرقوم ہیں ان کے شرف و فضل کے لئے یہی بہت ہے کہ ان کے پاس گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے مندرجہ ذیل خط تحریر کیا تھا جس میں ان کو نصیحت و وصیت فرمائی اور یہ لکھا

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا مکتوب گرامی شیخ صدوق کے والد کے نام

نام سے اس اللہ کے جو رحمٰن و رحیم ہے ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ عاقبت متقیوں کے لئے ہے جنت موحدین کے لئے اور جہنم ملحدین کے لئے ہے اور سوائے ظالموں کے اور کسی پر زیادتی اچھی نہیں ہے اور نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو خلق کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اس

کی بہترین مخلوق محمد اور ان کی طیب وطاہر عترت پر۔

امابعد اے میرے شیخ، میرے معتمد، اور میرے فقیہ ابوالحسن علی ابن الحسین قمی اللہ تمہیں اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی مہربانی سے تمہارے صلب میں صالح اولاد قرار دے میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ سے تقویٰ اختیار کرنے نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کی اس لئے کہ مانعین زکوۃ کی نماز نہیں قبول کی جاتی نیز میں تمہیں وصیت کرتا ہوں لوگوں کی خطا معاف کرنے کی، غصہ کو پی جانے کی، اپنے اقرباء کے ساتھ حسن سلوک کی، اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کی ان کی حاجت برآوری کے لئے سعی اور کوشش کرنے کی اور جہل کا سامنا ہو تو اسے برداشت کرنے کی تفقہ اور تمام امور میں ثابت قدمی کی اور قرآن کے عہد کو پورا کرنے کی، حسن خلق کی، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا خیر فی کثیر من نجواہم الا من امر بصدقہ او معروف او اصلاح بین الناس (سورہ النساء آیت نمبر ۱۱۴) (ان کی راز کی باتوں سے اکثر میں تو بھلائی کا نام تک نہیں مگر ہاں جو شخص کسی کو صدقہ دینے یا اچھے کام کرنے یا لوگوں کے درمیان ملاپ کرانے کا حکم دے اور تمام فواحشات سے اجتناب کرے) اور تمہارے لئے لازمی ہے نماز شب کی ادائیگی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی اور کہا تھا کہ اے علیؑ تمہارے لئے نماز شب لازمی ہے اور آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا تھا اور جو شخص نماز شب کا استخفاف کرے اسے ہلکی چیز سمجھے وہ ہم میں سے نہیں ہے لہذا تم میری وصیت پر عمل کرو اور میرے شیعوں کو بھی حکم دو کہ وہ اس پر عمل کریں اور تم پر لازم ہے کہ صبر سے کام لو اور فراخی و کشادگی کا انتظار کرو اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت کا سب سے بہتر کام فراخی و کشادگی کا انتظار کرنا ہے اور میرے شیعہ ہمیشہ ہی حزن وغم میں بسر کریں گے یہاں تک کہ میرا وہ فرزند ظہور کرے گا جس کی بشارت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی کہ وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ پس اے میرے شیخ صبر سے کام لو اور میرے شیعوں کو بھی تلقین کرو ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ و العاقبۃ للمتقین (ساری زمین تو خدا ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہے اس کا وارث و مالک بنائے اور خاتمہ بخیر تو بس پرہیزگاروں کا ہی ہے) (سورہ اعراف ۱۲۸) اور تم پر اور ہمارے تمام شیعوں پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں "و حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر" (اور ہم لوگوں کے لئے خدا ہی کافی ہے وہ بہترین کارساز بہترین مالک اور بہترین مددگار ہے)

شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے سوانح نگاروں نے ان کے والد کے نام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اس خط کو نقل کرنے کے بعد تحریر کیا کہ اب اس خط کے پڑھنے کے بعد ہم اس امر کی ضرورت نہیں سمجھتے کہ ان کے والد کی عظمت و علو مرتبت کے لئے مزید کوئی دلیل پیش کریں اس لئے کہ امام علیہ السلام نے اس خط میں ان کو شیخ و معتمد اور فقیہ کے لقب سے یاد کیا ہے اور ان کے لئے توفیق الہی اور ان کے صلب سے صالح اولاد پیدا ہونے کی دعا کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ

ان کی نسل میں بڑے بڑے علماء و فضلاء و صلحا پیدا ہوئے خصوصاً شیخ صدوق علیہ الرحمہ ۔

حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ کی توقیع آپ کے والد کے نام

شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب غیبت میں امام عصر کی وہ توقیعات و خطوط جو ناحیہ مقدسہ سے جاری ہوئے ان کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ ابو العباس احمد بن علی بن نوح سے روایت ہے اور انہوں نے ابی عبداللہ الحسین بن محمد بن سورہ قمی سے روایت کی ہے جبکہ وہ سفرحج میں ہم لوگوں کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن الحسن بن یوسف الصائغ قمی اور محمد بن احمد بن محمد صیرفی المعروف بہ ابن دلال نے اور ان دونوں کے علاوہ مشائخ اہل قم نے کہ علی بن الحسین بن بابویہ (والد شیخ صدوق) کی زوجیت میں ان کے چچا محمد بن موسیٰ بن بابویہ کی دختر تھیں مگر ان سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہو رہی تھی تو آپ نے حضرت شیخ ابی القاسم حسین بن روح علیہ الرحمہ (مجملہ نوابین اربعہ) کو خط لکھا کہ وہ حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ سے درخواست کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہمیں ایسی اولاد عطا کرے جو فقیہ ہو تو جواب میں یہ توقیع آئی کہ اس زوجہ سے تمہیں کوئی اولاد نہ ہوگی مگر عنقریب ایک دیلمی کنیز تمہاری ملکیت میں آئے گی اور اسی سے تمہارے دو فقیہ فرزند پیدا ہوں گے ۔ ابو عبداللہ بن سورہ کا بیان ہے کہ ابو الحسن بابویہ کے تین فرزند پیدا ہوئے ایک محمد دوسرے حسین یہ دونوں فقیہ تھے اور حفظ میں ماہر تھے ان کے حافظہ کا یہ حال تھا کہ یہ دونوں وہ سب کچھ حفظ کر لیتے تھے جن کو اہل قم میں سے کوئی حفظ نہیں کر پاتا تھا ۔ ان کے تیسرے بھائی حسن تھے جو منجھلے (اوسط) تھے وہ فقیہ نہ تھے لوگوں سے اختلاط کم رکھتے اور ہمیشہ زہد و عبادت میں مصروف رہتے اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے ابن سورہ کا بیان ہے کہ یہ دونوں حضرات یعنی ابو جعفر محمد (شیخ صدوق) اور ان کے بھائی ابو عبداللہ الحسین جس وقت روایات بیان کرتے تو لوگ حیرت زدہ رہ جاتے اور کہتے کہ آپ دونوں میں یہ خصوصیت امام علیہ السلام کی دعا کی برکت سے ہے اور یہ بات اہل قم میں بہت مشہور تھی ۔

حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ کی دعا کی برکت

نجاشی نے بھی اپنی کتاب رجال میں تحریر کیا ہے کہ شیخ صدوق کے والد علی بن الحسین ایک مرتبہ عراق تشریف لائے اور ابو القاسم حسین بن روح سے ملاقات کی ان سے چند مسائل دریافت کئے پھر جب قم واپس گئے تو علی بن جعفر بن اسود کے توسط سے انہیں خط لکھا کہ میرا یہ عریضہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام تک پہنچا دیں اُس عریضہ میں انہوں نے اولاد پیدا ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی تھی اور امام علیہ السلام نے ان کے خط کا جواب دیا کہ میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دی ہے اور عنقریب تمہارے یہاں دو بہترین فرزند پیدا ہوں گے ۔ نیز شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب کمال الدین و تمام النعمۃ صفحہ ۲۷۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو جعفر محمد بن علی الاسود نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا اور کہا کہ

آپ کے والد یعنی علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی رحمتہ اللہ نے محمد بن عثمان عمریؓ کی وفات کے بعد مجھ سے فرمایا کہ آپ ابوالقاسم روحی سے گزارش کریں کہ وہ مولانا صاحب العصر علیہ السلام سے میری طرف سے درخواست کریں کہ حضرت میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ایک فرزند نرینہ عطا فرمائے میں نے ان کے کہنے کے بموجب ابوالقاسم روحی سے گزارش کی تو انہوں نے انکار کر دیا مگر تین دن کے بعد انہوں نے بتایا کہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام نے علی ابن الحسین کے لئے دعا کر دی ہے اور عنقریب انکے ایک مبارک فرزند پیدا ہوگا جو لوگوں کو بہت نفع پہنچائے گا اور اس کے بعد اور بھی اولاد ہوگی چنانچہ اسی سال آپ (یعنی محمد بن علی بن الحسین شیخ صدوق) پیدا ہوئے اور آپ کے بعد اور بھی اولادیں پیدا ہوئیں اور اسی کتاب میں وہ آگے اپنی طالب علمی کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب محمد علی الاسود مجھے شیخ محمد بن حسن بن احمد ابن ولید رضی اللہ عنہ کے درس میں جاتے ہوئے دیکھتے اور میرا علمی شوق اور حفظ کو ملاحظہ کرتے تو فرماتے کہ تمہارے اندر جو علم سے اتنی رغبت ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں اس لئے کہ تم امام علیہ السلام کی دعا کی برکت سے پیدا ہوئے ہو۔

اور نجاشی نے اپنی کتاب رجال صفحہ ۱۸۵ پر تحریر کیا ہے کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ اکثر فخر سے کہا کرتے تھے کہ میں حضرت صاحب العصر کی دعا کی برکت سے پیدا ہوا ہوں علمائے نجف میں سے بعض شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی سوانح حیات لکھنے والوں نے یہ لکھا ہے کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی تاریخ میں یہ بات واضح نہیں کہ ان کے والد علیہ الرحمہ نے وہ کنیز کب اور کیسے خریدی۔ مگر ظن غالب یہ ہے کہ انہوں نے امام علیہ السلام کی توقیع پڑھنے کے بعد کسی دیلمی کنیز کو تلاش کر کے خریدا تاکہ انہیں وہ گوہر مقصود مل جائے جس کی امام نے خبر دی ہے اور اس کنیز سے پہلے ایک مبارک فرزند نرینہ پیدا ہوا اور وہ یہی ہمارے شیخ محمد بن علی الحسین بن موسیٰ بن بابویہ صدوق علیہ الرحمہ تھے کہ قمیوں میں ان کا مثل کوئی نظر نہیں آتا اور جن کی ولادت سے آپ کے والد کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور اس میں خیروبرکت کی نشانیاں نظر آنے لگیں اس لئے کہ یہ امام کی دعا کی برکت اور ان کی بشارت سے پیدا ہوئے اور امام علیہ السلام نے انہیں خیروبرکت وفقہ اور لوگوں کے لئے ان سے بہت زیادہ نفع پہنچنے کی امید دلائی تھی۔

آپ کا سن ولادت حضرت حسین ابن روح کی نیابت کا پہلا سال

ان کی ولادت قم میں ۳۰۵ھ کے بعد ہوئی جو حسین ابن روح کی سفارت کا پہلا سال تھا جیسا کہ تاریخ ابن اثیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ۳۰۵ھ کے حادثات میں تحریر کیا کہ اسی سن ماہ جمادی الاول میں ابو جعفر محمد بن عثمان عسکری المعروف بہ السمان کی وفات واقع ہوئی جن کو لوگ عمری کے لقب سے پہچانتے ہیں اور یہ امامیہ کے رئیس و سردار تھے اور ان کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ امام منتظر تک رسائی کا ذریعہ تھے اور انہوں نے مرتے وقت ابوالقاسم حسین بن

روح کو اپنا وصی بنایا اور شیخ طوسی نے اپنی کتاب الغیبتہ میں تحریر کیا ہے کہ ان کی وفات جمادی الاول کی آخری تاریخوں میں ہوئی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ صدوق کی ولادت ۳۰۶ھ یا اس کے بعد ہوئی اس لئے کہ عمری کی وفات اور ابوالقاسم روحی کی سفارت اسی سال کے ماہ جمادی الاول میں ہوئی اور ابوالقاسم روحی کی سفارت کے اوائل میں شیخ صدوق کے والد عراق آئے۔ ابوالقاسم روحی سے کچھ مسائل دریافت کئے پھر واپس ہوئے پھر علی بن جعفر اسود کے ہاتھوں انہوں نے ایک خط روانہ کیا پھر امام کی طرف سے اس کا جواب پھر کنیز کی خریداری پھر زمانہ حمل ولادت اس کو ایک عرصہ چاہیئے اور کچھ نہیں تو کم از کم ۳۰۶ھ یا اس کے بعد ان کی ولادت ہونی چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شیخ صدوق اپنے والد اور اپنے شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کے ساتھ ساتھ زمانہ غیبت صغریٰ میں بیس سال سے کچھ زیادہ عرصے رہے کیونکہ ان دونوں کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی اور ابی الحسن علی بن محمد سمری سفراء اربعہ میں سے آخری کی وفات بھی اسی سال ہوئی اور پھر غیبت کبریٰ کا دور شروع ہوا۔

نجاشی کی رائے

نجاشی اپنی کتاب رجال صفحہ ۲۷۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی ابو جعفر شہر رے میں وارد ہوئے یہ ہمارے شیخ ہمارے فقیہ ہیں اور خراسان میں فرقہ شیعہ کے رئیس و سردار تھے یہ بغداد کے اندر ۳۵۵ھ میں تشریف لائے حالانکہ وہ ابھی کمسن ہی تھے مگر یہاں کہ اکثر شیوخ نے ان سے احادیث کا درس لیا اور انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں ہیں۔ پھر آپ نے ان کی تصنیف کردہ ایک سو نوے (۱۹۰) سے کچھ زیادہ کتب و رسائل شمار کرائے اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ان ہی نے اپنی کتابوں کے نام ہمیں بتائے اور انہوں نے اپنی بعض کتابوں کو میرے والد علی بن احمد بن عباس نجاشی کو پڑھ کر سنایا۔ مرحوم کا انتقال رے کے اندر ۳۸۱ھ میں ہوا۔

شیخ طوسی کی رائے

شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب رجال میں تحریر کیا کہ آپ ایک جلیل القدر حافظ تھے فقہ و اخبار و رجال پر بڑی نظر رکھتے تھے ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن کا ذکر میں نے کتاب الفہرست میں کیا ہے۔

اور کتاب الفہرست میں تحریر فرمایا کہ آپ ایک جلیل القدر عالم تھے احادیث کے حافظ تھے رجال پر بہت نظر رکھتے تھے اخباروں اور واقعات کے ناقد تھے۔ قم کے علماء کے اندر کثرت حفظ احادیث میں ان کا کوئی مثل نظر نہیں آتا ان کی تقریباً تین سو کتابیں تصنیف کردہ ہیں اور ان کی کتابوں کی فہرست بہت معروف ہے۔ پھر آپ نے ان کی تقریباً چالیس (۴۰) کتابیں شمار کرانے کے بعد کہا کہ اور اس کے علاوہ بہت سی کئی کتابیں اور چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں جن کے نام مجھے یاد نہیں ہیں اور ان کی تمام کتابوں کے نام ہمارے اصحاب میں کچھ لوگوں نے ہمیں بتائے جن میں شیخ ابو عبداللہ محمد بن محمد

بن النعمان (یعنی شیخ مفید علیہ الرحمہ) اور ابو عبداللہ بن حسین عبید اللہ اور ابوالحسین جعفر بن حسن ابن حسکہ قمی و ابوزکریا محمد بن سلیمان ہمدانی رضی اللہ عنہم ہیں۔

علامہ حلی کی رائے

اور علامہ حلی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب خلاصۃ الاقوال جلد اول میں ان کے متعلق وہی لکھا ہے جو نجاشی اور شیخ طوسی نے تحریر فرمایا ہے اور کہا ہے کہ ان کی تقریباً تین سو تصانیف ہیں جن میں سے اکثر کا ذکر ہم نے اپنی کتاب کبیر میں کر دیا ہے آپ نے ۳۸۱ھ میں وفات پائی اور علامہ سید بحرالعلوم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فوائد رجالیہ میں تحریر کیا ہے کہ آپ مشائخ شیعہ میں سے ایک شیخ اور ارکان شریعت میں سے ایک رکن تھے رئیس المحدثین تھے اور آئمہ طاہرین سے جس قدر روائتیں کی ہیں ان میں صدوق (حد سے زیادہ راست گو) تھے آپ امام عصر کی دعا کی برکت سے پیدا ہوئے اور یہ فضل و شرف و افتخار ان کو اسی وجہ سے حاصل ہوا۔ امام عصر عجل اللہ فرجہٗ نے اپنی توقیع میں لکھا کہ یہ فقیہ اور مبارک ہوں گے ان سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو بہت فائدہ پہنچائے گا۔ اس لئے ساری دنیا پر آپ کے علم کی برکت چھا گئی اور ہر خاص و عام نے ان سے نفع حاصل کیا آپ کی تصانیف مدت تک باقی رہیں گی اور انکی فقہ و حدیث سے فقہاء اور وہ عوام جن کے پاس کوئی مرد فقیہ نہ ہو منتفع ہوں گے۔ اس کے بعد آپ نے شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی ولادت کے متعلق روایات کو نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ یہ روایات صدوق کے عظیم المرتبت ہونے کی دلیل ہیں ان کی پیدائش سے پہلے ہی ان کے اوصاف بیان کر دینا امام کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے اور امام کا ان کے متعلق یہ فرمانا کہ وہ فقیہ و بابرکت ہوگا لوگوں کو بہت نفع پہنچائے گا یہ شیخ صدوق کی عدالت اور وثاقت کی دلیل ہے اس لئے کہ ان کی روایت اور ان کے فتویٰ سے لوگ منتفع ہوں گے کہ فتویٰ وغیرہ بغیر عدالت کے مکمل نہیں اس میں عدالت کی شرط ہے اور امام کی طرف سے اس کی توثیق ان کی وثاقت کی بھی بہت بڑی دلیل ہے نیز ہمارے بعض علمائے کرام نے تو انکی وثاقت پر نص کر دی ہے جیسے الثقۃ الفاضل محمد بن ادریس حلی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب السرائر والمسائل میں اور سید الثقۃ الجلیل علی بن طاؤس علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب فلاح السائل و نجاح الامل میں اور کتاب النجوم و کتاب الاقبال و کتاب غیاث سلطان الوریٰ لسکان الثریٰ میں اور علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب المختلف والمنتہیٰ میں شہید نے نکت الارشاد و کتاب الذکری میں ان کی وثاقت کی نص کر دی ہے۔ پھر آپ نے علمائے متاخرین میں سے چند کے نام بتائے ہیں جنہوں نے ان کی وثاقت کی تصریح کر دی ہے اور بہرحال شیخ صدوق کی وثاقت واضح اور روشن چیز ہے بلکہ معلوم ہے اور ضروری ہے کہ جس طرح حضرت ابوزر و حضرت سلمان فارسی کی وثاقت معلوم ہے اور اگر یہ کچھ بھی نہ ہو تو علماء کے درمیان ان کا لقب صدوق مشہور ہونا ہی ان کی وثاقت کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔

شیخ عبداللہ مامقانی کی رائے

اور علامہ ثقہ حجتہ الاسلام شیخ عبداللہ مامقانی رحمہ اللہ نے تنقیح المقال جلد ۲ صفحہ ۱۵۴ میں ان کے وہی حالات تحریر کئے ہیں جو نجاشی و شیخ طوسی و علامہ وغیرہ نے تحریر کئے اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی وثاقت میں تامل کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی آفتاب درخشندہ کی روشنی میں تامل کرے اور وہ تامل اس قابل نہیں کہ کتابوں میں درج کیا جائے اور ان کی وثاقت کو کیونکر نہ تسلیم کرلیا جائے جبکہ حضرت حجتہ المنتظر عجل اللہ فرجہ نے اس امر کی خبر دے دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ذات سے نفع پہنچائے گا اس لئے ان کو موثق اور عادل ماننا ضروری ہے کیونکہ ان سے استفاع (فائدہ) ان کی روایت اور ان کے فتویٰ ہی سے ہوگا اور یہ بغیر عدالت کے پورا اور مکمل نہیں ہو سکتا۔

علامہ طباطبائی کی رائے

اور علامہ طباطبائی نے ان کی عدالت پر یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ ان کے اقوال کے نقل نیز ان کی کتابوں خصوصاً من لایحضرہ الفقیہ کی توثیق پر تمام اصحاب فقہ کا اجماع ہے۔

اس کے علاوہ طباطبائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نجاشی نے کتاب رجال میں دو باتیں تحریر کی ہیں ایک یہ کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ ۳۵۵ھ میں وارد بغداد ہوئے مگر یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ صدوق علیہ الرحمہ دو مرتبہ بغداد تشریف لائے اور نجاشی نے محض دوسری مرتبہ کے ورود کا تذکرہ کیا ہے پہلا ورود تو اس وقت ہوا جب وہ ۳۵۲ھ میں نیشاپور سے عراق منتقل ہوئے جیسا کہ ان کی کتابوں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے چنانچہ ان کی کتاب عیون اخبار الرضا میں ہے کہ "بیان کیا مجھ سے ابوالحسن علی بن ثابت رواہینی نے مدینہ السلام یعنی بغداد کے اندر ۳۵۲ھ میں" اور اس سال میں ان کا نیشاپور سے بغداد تشریف لانا ان کی کتاب کے مختلف ابواب سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں" بیان کیا مجھ سے عبدالوحد بن عبدوس نے نیشاپور کے اندر شعبان ۳۵۲ھ میں "اس سے پتہ چلتا ہے کہ نجاشی نے جو تاریخ ورود بغداد دی ہے وہ دوسری مرتبہ ورود کی ہے اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پہلا ورود بغداد، کوفہ کے ورود سے پہلے ہے چنانچہ عیون الاخبار کے گیارہویں باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے محمد بن بکران النقاش سے کوفہ کے اندر ۳۵۴ھ میں سنا۔ بہرحال ان دونوں تاریخوں میں فرق اس طرح دور کیا جاسکتا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۳۵۲ھ کے آخر میں نیشاپور سے بغداد آئے پھر کوفہ منتقل ہوگئے اور ۳۵۴ھ میں کوفہ کے اندر رہے پھر ۳۵۵ھ میں بغداد منتقل ہوگئے۔

دوسری بات یہ کہ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ اگرچہ وہ کمسن تھے مگر ان سے بڑے بڑے شیوخ نے احادیث سنیں مگر ۳۵۵ھ میں ان کا ورود یہ بتاتا ہے کہ اس وقت ان کا سن چالیس سے کچھ زیادہ کا تھا اس سن میں ان کو کمسن نہیں کہا جاسکتا۔

نشوونما، اساتذہ اور آپ کے اسفار

نجف اشرف کے بعض افاضلین تحریر کرتے ہیں کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی نشوونما فضل و شرف کے آغوش میں ہوئی ان کے پدر بزرگوار انہیں علوم و معارف کی غذا کھلاتے رہے اور اپنے علوم و آداب کی ان پر بارشیں کرتے رہے۔ اپنے صفات زہد و تقویٰ و ورع کی روشنیوں سے ان کے نفس کو جگمگاتے رہے اور اس طرح ان کی علمی نشوونما مکمل ہوگئی۔

الغرض آپ اپنے باپ کے زیر سایہ پرورش پاتے رہے جن میں علم و عمل دونوں فضائل جمع تھے ان میں دینی و دنیاوی وجاہتیں موجود تھیں اسلئے کہ آپ کے والد اپنے زمانے میں قمیین کے شیخ ان کے فقیہ تھے لوگوں کی نگاہیں ان ہی کی طرف اٹھتی تھیں ۔ وہ اپنے علم اور دین داری کی وجہ سے مشہور تھے ۔ اپنے ورع اور تقویٰ کی وجہ سے یہ بہت متعارف تھے تمام دیار و امصار کے اکثر شیعہ آپ کے پاس آتے اور شرعی احکام حاصل کرتے ان کا ذریعہ معاش ان کے علمی مقام کے لئے مانع نہ تھا ان کی تجارت تھی جس کو ان کے ملازمین چلاتے اور آپ بہ نفس نفیس ان کی نگرانی کرتے اور تجارت سے جو کچھ اللہ دیتا اس سے زندگی بسر کرتے انہوں نے کبھی نہ چاہا کہ دوسروں کی دولت سے ثروت مند بن جائیں۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ ایسے ماحول میں پرورش پاتے رہے اور تقریباً بیس سال سے زیادہ آپ نے اپنے والد کا زمانہ پایا اور اسی اثناء میں وہ ان کے ایسے اخلاق و آداب و معارف و علوم سے فیض حاصل کرتے رہے جس کی بنا پر وہ اپنے ہم عصروں میں سب سے بلند تھے ۔ آپ کی ابتدائی اور اولین نشوونما ایران کے ایک شہر قم میں ہوئی جو اس وقت ایک بڑا علمی مرکز تھا جس میں علماء و محدثین کی کثرت تھی اور تحصیل علم کے لئے بڑا اچھا ماحول تھا ۔ اہل قم ان میں خیر و بہتری کے نشانات دیکھ رہے تھے اور امام کی دعا کی وجہ سے لوگ ان سے بہتر توقعات رکھتے تھے ۔ پھر بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ یہ (شیخ صدوق علیہ الرحمہ) کامل جوان ہوگئے اور حفظ و ذکاوت کی ایک مثالی شخصیت بن کر ابھرے ۔ شیوخ کی مجالس میں حاضر ہوتے ان سے احادیث سنتے اور ان سے روایت لیتے اور چند دنوں میں لوگوں کی انگلیوں کے اشارے ان کی طرف ہونے لگے ۔ چنانچہ آپ نے شیوخ اہل قم سے مثلاً محمد بن حسن بن احمد بن ولید اور حمزہ بن محمد بن احمد ابن جعفر بن محمد بن زید بن علی علیہ السلام سے کچھ سنا اور ان سے حاصل کیا اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ طلب حدیث کے لئے سفر کیا اور رجب ۳۳۹ھ میں وطن سے نکلے اور اس کے بعد پے در پے مختلف شہروں کا سفر کرتے اور ان شہروں کے علماء سے استماع حدیث کرتے رہے ۔ اس زمانہ میں ایران پر آل زیاد اور آل بابویہ کی حکومت تھی ۔ یہ لوگ اہل علم کی بڑی قدر و منزلت و خدمت کیا کرتے تھے اس لئے ان کے گرد علماء و شعراء جمع ہوگئے جیسے صاحب ابن عباد وغیرہ اور ان کے دور میں بہت سے علمی مراکز جابجا قائم ہوگئے تھے جیسے قم و خراسان و نیشاپور و اصفہان وغیرہ جو علماء و اساتذہ سے آباد تھے طلباء وہاں تحصیل علم کے لئے جاتے اور وہاں کے امراء و حکام ان کی سرپرستی کرتے ان کے لئے وظائف مقرر کرتے اور ان کا اکرام کرتے۔

(۱) شہر رے میں ورود

ان امراء میں ایک رکن الدین بویہی بھی تھا جس کو بہت سے علماء کی صحبت حاصل تھی دوسرے شہروں سے علماء کو بلاتا ان سے دینی و دنیاوی فائدہ حاصل کرتا چنانچہ اس نے شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے بھی استدعا کی اور اس استدعا اور خواہش میں اہالیان شہر رے بھی شریک تھے۔ ان لوگوں نے بھی ان کو رے آنے کی دعوت دی آپ نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اس لئے کہ اللہ کی طرف سے علماء پر یہی فریضہ عائد ہوتا ہے آپ وہاں پہنچے اور وہاں قیام کیا۔ اہالیان شہر ان کے پاس آتے اور احکام شرعی معلوم کرتے نیز صاحبان علم و عقل ان کے گرد جمع ہوتے اور آپ اپنے علوم و معارف سے ان کو فیض پہنچاتے آپ کے دروازے پر جو آتا اس سے بخل نہ کرتے پھر اس شہر میں جتنے شیوخ تھے ان سے انہوں نے بھی اخذ حدیث کیا چنانچہ رجب ۳۴۷ھ میں رے کے اندر آپ نے ابو الحسن محمد بن احمد بن اسد اسدی المعروف بہ ابن حرادہ بردعی اور یعقوب بن یوسف بن یعقوب اور احمد بن محمد بن المعتز الصائغ العدل وابی علی احمد بن محمد بن حسن القطان المعروف بہ ابی علی بن عبدربہ رازی سے احادیث سماعت کیں یہ صائغ وقطان اہل رے کے شیوخ میں سے تھے۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے دیگر شہروں کے بھی سفر کئے اور جہاں جہاں تشریف لے گئے۔ وہاں کے شیوخ سے اخذ احادیث کرتے رہے۔

(۲) مشہد مقدس

صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب عیون الاخبار الرضا کے خاتمہ میں کہتے ہیں کہ میں نے امیر سعید رکن الدولہ سے زیارت مشہد رضا کی اجازت چاہی انہوں نے رجب ۳۵۲ھ میں مجھے اجازت دی یہ آپ کے لئے مشہد مقدس کی پہلی زیارت تھی دوسری زیارت ماہ ذی الحجہ ۳۶۷ھ میں کی اور شہر رے واپس آئے پھر تیسری زیارت مشہد مقدس کی ماہ شعبان ۳۶۸ھ میں ماوراء النہر جاتے ہوئے کی۔

(۳) استرآباد و جرجان

آپ استرآباد و جرجان بھی تشریف لے گئے وہاں ابی الحسن محمد بن قاسم مفسر استرآبادی خطیب سے تفسیر امام حسن عسکری اور ابی محمد قاسم بن محمد استرآبادی وابی محمد عبدوس بن علی بن عباس جرجانی و محمد بن علی استرآبادی سے احادیث کا استماع کیا۔

(۴) نیشاپور

یہ ایک شہر ہے جو رے اور سرخس کے درمیان خراسان کے راستہ پر واقع ہے مشہد مقدس کی زیارت سے واپسی میں ۳۵۲ھ میں آپ نے وہاں چند دن قیام فرمایا وہاں کے لوگ آپ کے پاس جمع ہوتے مسائل پوچھتے اور ان کے جوابات لیتے۔

(۵) مردالرود

مردالرود یہ بھی مرو شاہجہاں کے قریب پانچ دن کی مسافت پر ایک شہر ہے یہ دونوں خراسان کے شہروں میں سے ہیں آپ خراسان کے سفر میں وہاں تشریف لے گئے تھے۔

(۶) سرخس

سرخس یہ نواحی خراسان میں ایک قدیم شہر ہے جو نیشاپور اور رے کے بالکل درمیان راستہ پر واقع ہے خراسان کے سفر میں آپ یہاں بھی تشریف لائے۔

(۷) سمرقند

یہ ماورالنہر کے شہروں میں سے ایک بہت مشہور و معروف شہر ہے کہا جاتا ہے کہ اس کو حضرت ذوالقرنین نے آباد کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کو شمر حمیری نے آباد کیا یہ ماوراالنہر کے اہم ترین شہروں میں سے ایک ہے آپ وہاں ۳۶۸ھ میں تشریف لائے تھے۔

(۸) بلخ

یہ ایران کے قدیم شہروں میں سے ہے اس کے اور سمرقند کے درمیان بارہ فرسخ کی مسافت ہے آپ یہاں ۳۶۸ھ میں تشریف لائے تھے۔

(۹) ایلاق

یہ ماور النہر کے اضلاع میں سے ایک ضلع ہے جو ضلع شاش سے متصل ہے یہ دونوں شہر سمرقند کے صوبہ میں ہیں آپ یہاں ۳۶۸ھ میں تشریف لائے کچھ دنوں قیام فرمایا اور دوران قیام شریف ابی عبداللہ محمد بن حسن موسوی المعروف بہ نعمت سے ملے یہیں شریف مذکور شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی تصنیفات سے واقف ہوئے جو تقریباً اس وقت ۲۴۵ کتابیں تھیں اور اس میں سے اکثر کی انہوں نے نقل حاصل کرلی اور شریف مذکور نے آپ سے محمد بن ذکریا رازی کی تالیف کی ہوئی کتاب من لایحضرہ الطبیب کا ذکر کیا اور فرمائش کی کہ آپ بھی اس طرز کی ایک کتاب فقہ میں لکھ دیں جو مسائل حلال و حرام و شرائع و احکام پر مشتمل ہو تو آپ نے ان کی فرمائش پر کتاب من لایحضرہ الفقیہ تصنیف کی جیسا کہ آپ نے اس کے مقدمہ میں سبب تصنیف کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱۰) فرغانہ

یہ بھی بلخ کے شہروں میں سے ایک شہر ہے اس کے اور بلخ کے درمیان کی جانب تیس منزلیں ہیں آپ دوران سفر یہاں بھی تشریف لے گئے۔

(۱۱) همدان

آپ ۳۵۴ھ میں حج بیت اللہ کو جاتے ہوئے یہاں تشریف لائے۔

(۱۲) بغداد

آپ یہاں ۳۵۲ھ میں تشریف لائے وہاں کے شیوخ نے آپ سے احادیث سنیں اور آپ نے وہاں کے شیوخ سے احادیث کا استماع کیا پھر دوسری مرتبہ حج بیت اللہ سے واپسی پر ۳۵۵ھ دوبارہ بغداد تشریف لائے اور بغداد میں جن شیوخ سے آپ نے استماع حدیث کیا وہ ابو محمد حسن بن یحییٰ حسینی علوی وابوالحسن علی بن ثابت دوالیبی ہیں ان سے آپ نے اپنی پہلی تشریف آوری ۳۵۲ھ میں استماع کیا تھا۔ پھر آپ نے محمد بن عمر الحافظ اور ابراہیم بن ہارون حسینی سے احادیث کا استماع فرمایا۔

(۱۳) کوفہ

آپ ۳۵۴ھ میں دوران سفر حج کوفہ بھی تشریف لائے اور وہاں کی جامع مسجد میں بہت سے شیوخ سے احادیث کا استماع کیا جیسے محمد بن بکران نقاش واحمد بن ابراہیم بن ہارون قاضی وحسن بن محمد بن سعید ہاشمی وابی الحسن علی بن عیسیٰ مجاور مسجد کوفہ نیز دیگر شیوخ سے دوسرے مقامات پر اخذ احادیث فرمایا چنانچہ محمد بن علی کوفی سے مشہد امیرالمومنین علیہ السلام کوفہ میں اور ابی الحسن علی بن حسین بن شقیر بن یعقوب بن عرث بن ابراہیم ہمدانی سے کوفہ میں ان کے مکان پر اور ابی ذریحیٰ بن زید بن العباس بن ولید بزاز اور حسن بن محمد سکونی مزکی سے کوفہ ہی میں استماع کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ کس مقام پر۔

(۱۴) مکہ و مدینہ

آپ ۳۵۴ھ میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقبور آئمہ طاہرین کی بھی زیارت سے مشرف ہوئے۔

(۱۵) فید

یہ ایک مقام کا نام ہے جو مکہ اور کوفہ کے درمیان تقریباً نصف راہ پر واقع ہے اور مکہ سے واپسی میں یہاں ابی علی احمد بن ابی جعفر بیہقی سے استماع حدیث کی۔

غرض جو شخص شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی تصانیف اور خصوصاً آپ کی کتاب ثانی الاصول (من لا یحضرہ الفقیہ) کا مطالعہ کرے گا تو اس کو معلوم ہو جائیگا کہ آپ نے جید علماء خاصہ وعامہ سے مختلف علوم و فنون کے متعلق روایات لی ہیں چوتھی صدی کے علمی مراکز جیسے بغداد، کوفہ، رے، قم، نیشاپور، طوس، بخارا نیز جن جن شہروں کے آپ نے سفر کئے وہاں ایسے ایسے نادر روزگار علماء کو حدیثیں سنائیں اور ان سے حدیثیں سنیں کہ جن کے پاس لوگ اخذ روایت کے لئے دور دور سے آیا کرتے تھے۔

تصانیف

آثار علمی

پچھلے صفحات میں جب آپ نے یہ پڑھ لیا کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے مختلف قسم کے علوم و فنون پر تین سو سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں جس کی ہم یہاں تفصیل کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے اور پھر یہ بھی معلوم ہے کہ رے کے اندر آپ کے نزدیک ہی وزیر مملکت صاحب ابن عباد کا وہ عظیم و بیش بہا کتب خانہ تھا کہ جس کی کتابوں کی فہرست ہی گیارہ جلدوں پر مشتمل تھی اور اس کے علاوہ وہ کتابیں جو آپ کو مختلف سفروں میں مطالعہ کے لئے ہاتھ آئیں اس کتب خانہ کے علاوہ ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے بزرگ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے پناہ حافظہ اور ذہن و ذکاوت عطا ہوا تھا اور وہ سب کچھ یاد کر لیتے تھے جو کوئی دوسرا یاد نہیں کر سکتا تھا اہل قم میں ان کا کوئی مثل و نظیر نہیں تھا۔ وہ اپنی ذات میں ایک چلتے پھرتے اور متحرک مدرسہ تھے جہاں جاتے جس شہر میں وارد ہوتے وہاں آپ بولتے جاتے اور لوگ لکھتے جاتے اور آپ کے زمانے ہی میں آپ کی کتابوں کی نقلیں لوگ کرنے لگے چنانچہ شریف نعمت نے آپ کی دو سو پینتالیس (۲۴۵) کتابیں نقل کرالیں مگر افسوس ان کے علمی خزانوں میں سے اب صرف چند ہم لوگوں کے پاس موجود ہیں جو ان کے علم اور ان کی عظمت کی سچی دلیلیں ہیں اور ان میں سے بھی چند طبع ہوئی ہیں اور اکثر غیر مطبوع اور قلمی ہیں۔ نجاشی و شیخ طوسی نے اپنی کتاب رجال میں علامہ حلی نے خلاصۃ الاقوال میں ابن شہر آشوب نے معالم العلماء میں محدث نوری نے مستدرک میں اور طہرانی نے اپنی کتاب الذریعہ میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی ایک سو ننانوے (۱۹۹) کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

تلامذہ

اگر ہم ان تمام لوگوں کو تلاش کرنا چاہیں کہ جنہوں نے شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ اور ان سے علم حاصل کیا ہے تو بحث بہت طویل ہو جائے گی اور اس کے لئے ایک بڑا وقت درکار ہوگا خصوصاً جبکہ ارباب معاجم کے بیان کے مطابق ہم جانتے ہیں کہ جب وہ ابھی کمسن ہی تھے کہ بڑے بڑے شیوخ اصحاب نے ان سے احادیث سننا شروع کر دیا تھا اور جب کہ ہم کو معلوم ہے کہ انہوں نے علمی مراکز کے بہت سے سفر کئے اور اس میں وہ خود حدیثیں سناتے بھی رہے اور سنتے بھی رہے لوگوں کو علم دیتے بھی رہے اور علم لیتے بھی رہے۔ نیز ہم یہ جانتے ہیں کہ انہوں نے ستر (۷۰) سال سے کچھ زیادہ عمر پائی جسے انہوں نے علمی جہاد میں صرف کر دیا اسی اثنا میں وہ کتابیں بھی تصنیف کرتے رہے اور شیوخ کی مجلسوں میں بھی شریک رہے اصول حدیث کو بھی جمع کرتے رہے اور دینی احکام کی نشرواشاعت بھی کرتے رہے۔ یہ سب دیکھنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ ممکن نہیں کہ ان تمام لوگوں کی فہرست پیش کریں کہ جنہوں نے شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے کچھ اکتساب کیا ہے اور ہم پر کیا موقوف ان کی سوانح حیات لکھنے والوں میں سے کسی نے بھی ان کے چند مشہور تلامذہ کے سوا جن کے نام زبان زد خلائق ہیں اور ان کی تعداد تقریباً بیس تک پہنچی ہے اور کسی کی نشاندہی نہیں کی ہے۔

یہ سب میں نے شیخ صدوق کی کتاب من لایحضرہ الفقیہ کی جلد اول کے مقدمہ سے لیا ہے جس کو افاضل نجف کے بعض محققین نے تحریر کیا ہے اور جو ۱۳۷۷ھ میں نجف کے اندر طبع ہوئی ہے۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی سب سے مشہور کتاب من لایحضرہ الفقیہ ہے اس کا شمار شیعوں کی کتب اربعہ میں ہوتا ہے اور یہ کتب اربعہ وہ ہیں کہ احکام شرعیہ کے اخذ کرنے میں شیعوں کا اس پر دارومدار ہے نو سو سال (۹۰۰) سے زیادہ عرصہ گزر گیا کہ فقہاء وغیر فقہاء میں یہ مقبول ہے اور اتنی معتبر اور قابل اعتنا ہے کہ معدودے چند کے سوا اس پر آج تک کوئی اعتراض نہ کر سکا۔ اب اس سے بڑھ کر اس کی اہمیت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

وہ امر جو شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے لئے اس کتاب من لایحضرہ الفقیہ کی تالیف سبب بنا۔ تو آپ نے اس کے مقدمہ میں اس طرح بیان کیا ہے "جب مقدر مجھ کو بلاد غربیہ کی طرف لے گیا اور میں ایلاق کے قصبہ بلخ میں پہنچا تو شریف الدین بن ابی عبداللہ المعروف نعمت جن کا اصلی نام محمد بن حسن بن اسحاق بن حسین بن اسحاق بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ان کے ساتھ نشست و برخواست میں مسرت اور خوشدلی محسوس کرتا رہا وہ بڑے خوش اخلاق نیک باوقار و دیانتدار و پرہیزگار شخص ہیں انہوں نے ایک مرتبہ محمد بن ذکریا رازی اور اس کی کتاب من لا یحضرہ الطبیب کا ذکر کیا اور مجھ سے فرمائش کی کہ میں بھی ان کے لئے اسی کے طرز پر ایک کتاب من لا یحضرہ الفقیہ تالیف کردوں جو مسائل حلال و حرام و شرائع و احکام کی جامع ہو اپنی تصنیف کردہ دو سو پینتالیس کتابوں

کی نقل کی اجازت بھی دے دوں چونکہ میں نے ان کو اس کا اہل پایا اسے قبول کر لیا اور ان کے لئے یہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ تالیف کر دی اور اس میں حذف اسناد کے ساتھ وہی احادیث رکھی ہیں جس پر میں فتویٰ دیتا ہوں میرے نزدیک صحیح ہیں اور میرا اعتقاد ہے کہ ہمارے اور اللہ کے درمیان حجت ہیں۔ اور اس میں جو کچھ ہے وہ کتب مشہور معتبرہ سے ماخوذ ہے جیسے حریز بن عبداللہ سجستانی کی کتاب اور عبیداللہ بن علی حلبی کی کتاب اور علی بن مہزیار اہوازی کی کتابیں اور حسین بن سعید کی کتابیں اور نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰ اور کتاب نوادر الحکمہ مصنفہ محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری اور سعد بن عبداللہ کی کتاب الرحمتہ اور ہمارے شیخ محمد بن حسن بن ولید رضی اللہ عنہ کی کتاب جامع اور نوادر محمد بن ابی عمیر اور احمد بن ابی عبداللہ برقی کی کتاب المحاسن اور اپنے والد رحمہ اللہ کی کتاب الرسالہ وغیرہ اور اس میں بڑی جدوجہد سے کام لیا"

اس کتاب کے متعلق حجتہ الاسلام سید بحر العلوم رحمہ اللہ فوائد رجالیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کتب اربعہ میں سے ایک ہے اور اس کا مشہور و معتبر ہونا اسی طرح روشن ہے جیسے آفتاب نصف النہار۔ اس کی احادیث بلا توقف و بلا اختلاف کتاب صحاح میں موجود ہیں یہاں تک کہ فاضل محقق شیخ حسن ابن شہید ثانی رحمہ اللہ جن کو حدیث کو صحیح سمجھنے کے طریقہ کا پورا علم ہے انہوں نے بھی اس کتاب میں مندرج احادیث کو اپنے نزدیک اور کل کے نزدیک صحیح شمار کیا ہے اور ان کے شاگرد جلیل القدر شیخ عبداللطیف ابن ابی جامع اپنی کتاب رجال میں تحریر کرتے ہیں کہ میں نے انکی زبان سے بالمشافہ سنا وہ فرماتے تھے کہ ہر وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ اس کتاب میں جو حدیثیں مندرج ہیں وہ صحیح ہیں تو وہ شاہد عادل سمجھا جائے گا ناقل نہیں سمجھا جائے گا۔

اس کے بعد علامہ سید بحر العلوم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں سے جو لوگ من لا یحضرہ الفقیہ کی احادیث کو دیگر کتب اربعہ کی احادیث پر ترجیح دیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ صدوق بہت صاحب حافظہ تھے۔ بہترین طور پر یاد رکھتے تھے اور روایت کرنے پر پورے ثابت قدم رہتے تھے اور یہ کتاب کافی کے بعد تصنیف ہوئی ہے اس لئے اس میں جو احادیث لکھی گئی ہیں صحت کی پوری ضمانت اور ذمہ داری سے لکھی گئی ہیں اس میں یہ نہیں کیا ہے کہ اور مصنفین کی طرح روایات میں جو کچھ آیا وہ سب لکھ دیں بلکہ وہی حدیثیں درج کی ہیں جن پر وہ فتویٰ دیتے اس کو صحیح سمجھتے اور اللہ اور اپنے درمیان اس کو حجت سمجھتے تھے اور اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ شیخ صدوق کی مرسل احادیث جو من لا یحضرہ الفقیہ میں درج ہیں وہ حجت و اعتبار میں ابن ابی عمیر کی مرسل حدیثوں کے مانند ہیں۔ اور یہی وہ خصوصیت ہے جو اس کتاب کے سوا دیگر اصحاب کی کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔ علاوہ بریں شہید ثانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب شرح دارست الحدیث میں تحریر فرمایا کہ شیخ محمد بن یعقوب کلینی سے لے کر آج تک ہمارے جتنے بھی مشائخ گزرے ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی اس کی ضرورت نہیں کہ ان کی عدالت کے لئے کوئی تنصیص و تنبیہ پیش کی جائے اس لئے کہ ان لوگوں میں ثقاہت، احتیاط، زہد و تقویٰ اس قدر تھا جو عدالت سے بھی بڑھا ہوا تھا اور یہ ہر زمانہ میں مشہور تھا اور غالباً یہی وجہ ہے کہ

متاخرین علماء رجال ان عظیم المشائخ میں سے اکثر کے لئے جیسے شیخ صدوق، سید مرتضیٰ، ابن براج وغیرہ ان کے ثقہ و عادل ہونے کے لئے کسی تنصیص کی ضرورت نہیں سمجھتے اس لئے کہ ان کا حال سب کو معلوم ہے اور ان کا تزکیہ و تقویٰ کسی کے نص کرنے پر منحصر نہیں اور عام طور پر معروف و مشہور ہے اور وہ علماء فن جو ان لوگوں کے زمانے میں موجود نہ تھے انہوں نے بھی اپنے سابقہ علماء کی توثیق پر اعتماد کیا ہے۔

نیز علامہ خبیر محقق شیخ بہاء الدین عاملی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شرح من لایحضرہ الفقیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اس کتاب میں ایک تہائی سے زیادہ احادیث (بغیر اسناد کے) مرسل درج ہیں اس کی صحت کا انہیں اس قدر یقین ہے انہیں پر اپنے فتووں کا مدار رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ احادیث ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجت ہیں اور اصولین کی ایک جماعت نے یہاں تک کہدیا ہے کہ شخص عادل کی مرسل حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔ اس لئے کہ اس کو حدیث کے مضمون پر یقین ہے اس شخص کی حدیث پر جس کا عدل ثابت نہ ہو اور اسناد کے ساتھ حدیث پیش کریں یعنی ایک عادل کا یہ کہنا ہے کہ "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کذا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا اس کو ترجیح ہوگی اس پر جو یہ کہے کہ "حدثنی فلان عن فلان انہ قال رسول اللہ علیہ و آلہ و سلم کذا" بیان کیا مجھ فلاں نے روایت کرتے ہوئے فلاں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

اور ہمارے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے شیخ صدوق کی مرسل احادیث کو ابن ابی عمیر کی مرسل احادیث کے برابر مستند و معتمد سمجھا ہے اس لئے کہ ان سب کو معلوم ہے کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی یہ عادت ہے کہ وہ کسی ثقہ کی روایت ہی کو مرسل کرلیتے اور اس کی اسناد کو حذف کرلیتے ہیں جیسے ابن ابی عمیر۔

اور محقق سید داماد رحمہ اللہ اپنی کتاب الرواشح سماویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر حدیث کو مرسل کرنے والے کے نزدیک درمیان کے تمام راوی عادل نہ ہوں تو اس کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ حدیث کو امام کی طرف سے منسوب کرے حدیث مرسل وہی ہے کہ جب ارسال کرنے والا یہ یقین رکھتا ہو کہ اس کے درمیان تمام راوی مستند و عادل ہیں اور وہ ان کا ذکر نہ کرے اور راست کہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کہے کہ قال الامام علیہ السلام اس لئے کہ اس کو یقین ہے کہ یہ حدیث معصوم علیہ السلام سے صادر ہوئی ہے جیسا کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں یہی کیا ہے کہ اور کہا قال الامام علیہ السلام اور محقق شیخ سلمان بحرانی نے اپنی کتاب البلغہ کے اندر اپنی گفتگو کے درمیان من لایحضرہ الفقیہ کی روایات کے معتبر ہونے کے متعلق فرمایا ہے کہ میں نے اکثر اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی مرسل احادیث کو صحیح کہتے ہیں اور ان کے مراسیل ابن ابی عمیر کے مراسیل سے کم معتبر نہیں ہیں جیسا کہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب المختلف میں اور شہید علیہ الرحمہ نے شرح ارشاد میں سید محقق داماد کی بھی یہی رائے ہے۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے خاندان کے علماء

علم رجال کی کتابوں اور علماء کی تاریخ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بنی بابویہ کے خاندان کو گروہ علماء مشائخ میں بڑا فضل و شرف کا حامل سمجھا جاتا تھا اس لئے کہ ان میں بہت سے علماء اور محدثین اور گروہ امامیہ کے بڑے بڑے فقہا پیدا ہوئے جنہوں نے دین کی خدمت کی اور اپنی تالیفات اور مرویات کے ذریعہ اہل بیت علیہم السلام کے آثار کی حفاظت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا چنانچہ میرزا عبداللہ آفندی اپنی کتاب ریاض العلماء میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ یعنی حسین بن علی بابویہ اور ان کے بھائی اور ان کے صاحبزادے اور نواسے اور پوتے شیخ منتخب الدین صاحب فہرست کے زمانہ میں یہاں تشریف لائے جو سب کے سب اکابر علماء میں سے تھے مگر اس کے بعد شیخ منتخب الدین یہ نہیں لکھتے کہ ان کے حالات کیا تھے اور خود شیخ منتخب الدین علیہ الرحمہ ان کے نواسوں میں سے تھے اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ کا سلسلہ تو بظاہر سوائے ان کے فرزند کے اور کوئی عالم نہیں ہوا اور شیخ محقق سلیمانی بحرانی نے بابویہ کی اولاد کی تعداد پر ایک رسالہ تصنیف کر دیا ہے اور اسی سے حائری نے اپنی کتاب منہتی المقال میں بہت کچھ نقل کیا ہے مگر مجھ کو وہ رسالہ دستیاب نہ ہو سکا۔ بس ان میں سے چند کے اسمائے گرامی معلوم ہو سکے جو حقیقت میں گروہ شیعہ کے لئے باعث افتخار ہیں اور آسمان علم کے درخشاں ستارے ہیں۔

والد بزرگوار

اس کے بعد ان فاضل موصوف نے ان میں سے انیس (۱۹) علماء کے نام تحریر کئے ہیں اور ان میں سے ایک حسن ابو علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ ہیں اور وہ صدوق اول سے ملقب ہوئے اور ان دونوں کو ملا کر "صدوقان" کہتے ہیں۔

اور شہید ثانی علیہ الرحمہ کے پوتے شیخ علی کا قول تھا کہ جب میں صدوقان (دونوں صدوق) کہوں تو اس سے میری مراد دونوں بھائی ہوا کرتے ہیں یعنی محمد اور حسین یہاں تک کہ انہوں نے شہید ثانی کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ اے فرزند صدوقان (دونوں صدوق) سے مراد محمد اور ان کے والد ہیں نجاشی نے اپنی فہرست ص ۱۸۴ میں ان کے حالات تحریر کئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی ابو الحسن اپنی عمر بھر قمیین کے شیخ ان کے فقیہ اور ان کے سردار رہے یہ عراق گئے اور ابو القاسم بن روح رحمہ اللہ سے ملے ان سے مسائل دریافت کئے وغیرہ وغیرہ جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔

اور ابن ندیم نے اپنی کتاب الفہرست میں صفحہ ۲۷۷ پر تحریر کیا ہے کہ ابن بابویہ اور ان کا نام علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی ہے شیعوں کے فقہاء اور ثقات میں سے ہیں۔

اور شیخ طوسی نے اپنی دونوں کتابوں میں یعنی فہرست و رجال میں ان کے حالات تحریر کئے ہیں اور علامہ حلی علیہ الرحمہ

نے اپنی کتاب خلاصۃ الاقوال میں ان کا ذکر فرمایا ہے بلکہ تمام ارباب تراجم نے اپنی اپنی کتابوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور تمام علماء نے اپنے اجازوں میں ان کا نام پیش کیا ہے اور بے حد تعریف کی ہے اور ان کے حالات کا مختصر ذکر ہم اس مقدمہ کے ابتدائی صفحات میں بھی کر چکے ہیں اور یہ کہ اپنے گروہ میں ان کو کتنا بلند مقام حاصل تھا اور ان کے شرف کے لئے تو ان کے نام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا وہ مکتوب گرامی ہی کافی ہے جس میں آپ نے ان کو یا شیخی، معتمدی، فقیہی (اے میرے شیخ اے میرے معتمد اور اے میرے فقیہ) سے خطاب کیا ہے۔

یہی پہلے وہ شخص تھے جنہوں نے اپنے فرزند کے لئے ایک رسالہ لکھا اس میں سارے اسناد کو ترک کر کے حدیث کے قریب ترین راوی کو لیا اور ان کے بعد جتنے لوگ بھی آئے انہوں نے اس طرز کو بہت پسند کیا اور مسائل میں ان احادیث کی طرف رجوع کیا ان کو علم و دین میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

اساتذہ

آپ کو متعدد مشائخ و اساتذہ فقہ و حدیث سے شرف تلمذ حاصل رہا اور ان سے احادیث کی روایت کی جن کے اسمائے گرامی کتاب معانی الاخبار کے مقدمہ میں موجود ہیں جس کی تعداد ۲۷ عدد ہے تفصیل کے لئے اسے دیکھیئے۔

تلامذہ

اور جن لوگوں نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور آپ سے روائتیں لیں وہ مشائخ کی ایک جماعت ہے اور اسی مقدمہ میں ان کے نام مذکور ہیں ان کی تعداد دس (۱۰) ہے اگر ضرورت ہو تو اس مقدمہ کی طرف رجوع کیجئے۔

تعداد تصانیف

آپ کی تالیفات کے متعلق ہم فہرس ابن ندیم میں یہ عبارت پڑھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کتاب کی ایک جلد کی پشت پر ان کے فرزند محمد بن علی کے ہاتھ کی لکھی یہ تحریر پڑھی کہ "میں نے فلاں ابن فلاں کو اپنے والد بزرگوار کی کتابوں کے لئے اجازت دی وہ دو سو کتابیں ہیں اور اپنی کتابوں کو جو اٹھارہ ہیں" آپ نے جیسا کہ دیکھ لیا کہ وہ دو سو کتابیں ہیں مگر ابن ندیم نے ان کتابوں کے نام تحریر نہیں کئے اور نجاشی اور شیخ طوسی دونوں نے اپنی فہرست میں تقریباً بیس (۲۰) کتابیں لکھیں ہیں اور افسوس ہے کہ انکی بہت سی کتابیں ضائع ہو گئیں اور ان میں سے کوئی چیز بھی ہم لوگوں کو نہیں ملی۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی جوار رحمت میں رکھے وہ ۲۶۰ھ کے حدود میں پیدا ہوئے اور اپنے وطن قم میں واپس آنے کے بعد ۳۲۹ھ میں وفات پائی اور یہی وہ سال ہے جس میں بہت سے ستارے ٹوٹے ان کی قبر بہت مشہور ہے اس پر ایک

عالیشان قبہ بنا ہوا ہے اللہ کے صالح بندے ان کی قبر کی زیارت کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

شیخ صدوق کے بھائی حسین رحمتہ اللہ

نجاشی نے اپنی کتاب الفہرست میں ان کے حالات تحریر کئے ہیں اور کہا ہے کہ حسین بن علی بن حسین بن موسیٰ ابن بابویہ قمی ابو عبداللہ ثقہ ہیں انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے اور اجازہ روایت کی ہے ان کی متعدد کتابیں ہیں ان میں ایک کتاب التوحید و نفی التشبہ اور ایک عملیہ ہے جو صاحب ابی القاسم ابن عباد کے لئے تحریر کیا مجھ کو اس کے متعلق حسین بن عبیداللہ نے بتایا۔

اور شیخ طوسی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر اپنی کتاب الغیبتہ میں ۲۰۱ پر کیا ہے اور جس کو نقل کیا ہے ابن حجر نے اپنی کتاب لسان المیزان جلد ۲، ص ۳۰۶ میں اور ان کے حالات نقل کئے ہیں فہرست نجاشی سے مگر نجاشی کی عبارت سے لسان المیزان کی عبارت مختلف ہے اسے دیکھیں۔

آپ چند مشائخ سے روایت کرتے ہیں جن میں ایک تو ان کے والد ابوالحسن ابن بابویہ ہیں دوسرے ان کے بھائی ابو جعفر ابن بابویہ اور ابو جعفر محمد بن علی الاسود اور علی بن احمد بن عمران الصفار اور حسین بن احمد بن ادریس ہیں اور خود ان سے روایت کرتے ہیں شیخ ابو علی حسین بن محمد بن حسن شیبانی صاحبِ تاریخ قم و سید مرتضی علم الہدیٰ و علی بن حسین بن موسیٰ و حسین بن احمد بن ہیثم عجلی اور احمد بن محمد بن نوح ابوالعباس سیرانی کہتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کے پاس بصرہ کے اندر ماہ ربیع الاول ۳۰۰ھ میں تشریف لائے اور روایت کی ہے کہ ان سے شیخ طوسی رحمہ اللہ نے ایک جماعت کے توسط سے جیسا کہ آپ نے اس کا ذکر اپنی کتاب الغیبتہ کے ص ۲۰۹، ۲۶۲ اور ۲۶۸ پر کیا ہے۔

شیخ صدوق کے دوسرے بھائی حسن رحمہ اللہ

ابن سورہ کے حوالے سے ان کا مختصر سا ذکر اس مقدمہ کے پچھلے صفحات میں گزر چکا کہ وہ عبادت اور زہد میں مشغول رہا کرتے تھے اور لوگوں سے اختلاط کم رکھتے وہ فقیہ نہیں تھے۔

مگر دونوں کتابوں پر مقدمہ لکھنے والوں نے ان کے قریبی رشتے داروں کے نام بڑی تلاش و جستجو کے بعد سترہ (۱۷) لکھے ہیں اور ان کے اقربا میں شیخ منتخب الدین ابو الحسن علی بن عبیداللہ بن حسن (حسکا) بن حسین بن حسن بن حسین بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی کو بھی شمار کیا ہے یہ ایک مرد فاضل و محدث و حافظ تھے۔ اور مشہور ثقات اور محدثین میں سے تھے انہوں نے ایک کتاب الفہرست لکھی ہے جو ایران میں بحار الانوار کے آخری جز میں طبع ہو چکی ہے۔ شیخ منتخب الدین نے اپنے آباء و اقارب و اسلاف سے بہت زیادہ روائتیں کی ہیں اور کئی کئی طریقوں سے کی ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے چچازاد بھائی شیخ بابویہ بن سعد سے بھی روایت کرتے ہیں۔

اور علامہ مجلسی ثانی نے اپنی کتاب بحار الانوار کے مقدمہ میں ان کی بے حد تعریف کی وہ کہتے ہیں کہ شیخ منتخب الدین کا شمار مشہور محدثین میں ہے ان کی کتاب فہرست بے حد مشہور ہے یہ حسین بن علی بن بابویہ کی اولاد میں سے ہیں اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ ان کے بڑے چچا ہیں۔

ان کی بہت سی مولفات (کتابیں) ہیں ان میں سے ایک کتاب الاربعین من الاربعین (چالیس احادیث چالیس راویوں سے) فضائل امیرالمومنین میں ہے جو قلمی ہے۔ اور ایک کتاب فہرست ہے جو طبع ہو چکی ہے جس کا ذکر چند سطر پہلے کر چکا ہوں وہ دراصل شیخ طوسی علیہ الرحمہ کی کتاب الفہرست کا تکملہ اور تتمہ ہے اور شیخ حر عاملی نے اپنی کتاب امل الامل میں جو طبع ہو چکی ہے دیگر تراجم کے ساتھ ملا کر جدا کر دیا اور اس میں تمام اجازات سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ انہوں نے اپنے مقدمہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور شیخ منتخب الدین کا رسالہ مواسعت (کشادگی) کے موضوع پر ہے جس کا نام انہوں نے "العصرہ" رکھا ہے جو ابھی غیر مطبوع ہے وہ بہت سے مشائخ سے روایت کرتے ہیں اور صاحب مقدمہ نے ان میں سے تیرہ (۱۳) نام لکھے ہیں جن میں ان کے والد عبیداللہ کا نام بھی ہے اور متاخرین سوانح نگاروں نے ان کے حالات زندگی لکھے ہیں اور بہت تعریفیں کی ہیں ان کی ولادت ۵۰۴ھ میں ہوئی اور وفات ۵۸۵ھ کے بعد ہوئی۔

وفات

شیخ صدوق الرحمہ کی وفات شہر رے کے اندر ۳۸۱ھ میں ہوئی انکی قبر شہر رے میں سید عبدالعظیم حسنی رضی اللہ عنہ کی قبر کے قریب ایک قطعہ زمین میں ہے جو آپ کو قبر کی وجہ سے زیارت گاہ بن گئی ہے لوگ یہاں زیارت کے لئے آتے ہیں اور اس سے برکتیں حاصل کرتے ہیں اور اس بقعہ مقدسہ کا نام بستان طغرلیہ ہے اس کا یہ نام اس لئے پڑ گیا کہ یہ طغرل بیگ سلجوقی کی قبر کے برج کے قریب واقع ہے۔ آپ کی وفات کے بعد لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ یہاں سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں اس لئے سلطان فتح علی شاہ قاچاری نے ۱۲۳۸ھ میں آپ کی روضہ کی جدید تعمیر کرا دی ان کرامتوں کا ذکر کتاب و روضات الجنات خوانساری میں صفحہ ۵۵۹ طبع ایران ۱۳۰۶ھ میں ہے اور سید ناسید حسن صدر کاظمی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب نہایۃ الدرایہ میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اور تنکابنی نے قصص العلماء میں محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ میں، شیخ عباسی قمی نے فوائد رضویہ میں اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں نے وہاں کی کرامتیں لکھی ہیں۔

قبر شریف

آپ کی قبر شریف کا آج بھی ان چند عظیم روضوں میں شمار ہوتا ہے جہاں شیعہ زائرین حصول برکت کے لئے تمام اقطار و امصار سے پہنچتے ہیں اور اپنی اموات کو وہاں دفن کرتے ہیں روضہ کے صحن میں بہت سے علماء اور اہل فضل وایمان کی

قبریں ہیں اب ہم یہاں شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے سوانح حیات کو ختم کرتے ہیں اور اس میں سے بہت کچھ ہم نے کتاب دلیل القضاء الشرعی جلد ۳ صفحہ ۱۴۵ یا صفحہ ۱۷۶ سے لیا ہے اور اس کے ساتھ اضافے کئے ہیں۔

محمد صادق بحرالعلوم

نجف اشرف

انتساب

ان مومن و مومنات کے نام

جو معصومین علیہم السلام کے ارشادات پر عمل

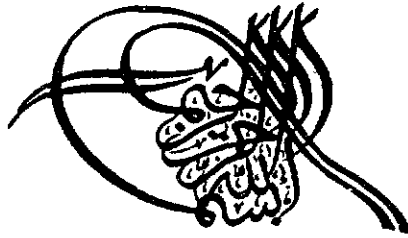
پیرا ہو کر اپنی دنیا اور آخرت سدھارنا چاہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست (جلد اول)


بسم الله الرحمن الرحیم


یا محمد
یا علی
یا فاطمہ
یا حسن
یا حسین
سورۃ الفاتحہ
یا صاحب الزمان ادرکنی
علیہ السلام
اللھم صل علی محمد و آل محمد



باب پانی اور اس کی طہارت و نجاست

شیخ سعید فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی مصنف کتاب ہذا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "و انزلنا من السماء ماءً طھورا" (ہم نے آسمان سے پاک و پاکیزہ پانی نازل کیا) (سورہ الفرقان آیت نمبر ۴۸) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے "و انزلنا من السماء بقدر فاسکنّہ فی الارض و انّا علی ذھابٍ بہ لقادرون۔ (اور ہم نے ہی آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی برسایا پھر اسکو زمین میں ٹہرائے رکھا اور ہم یقیناً اسکو غائب کر دینے پر قابو رکھتے ہیں) (سورہ مومنون آیت نمبر ۱۸) نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ینزل علیکم من السمآء ماء لیطھرکم بہ (تم پر آسمان سے پانی برساتا رہا تاکہ اس سے تمہیں پاک و پاکیزہ کر دے) (سورہ انفال آیت نمبر ۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ دراصل سارا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ سب کا سب پاک و پاکیزہ ہے اور دریا کا پانی پاک ہے اور کنوئیں کا پانی بھی پاک ہے۔

(۱) حضرت امام جعفر صادق بن محمد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر پانی پاک و طاہر ہے جبتک کہ تم یہ نہ جان لو کہ وہ نجس ہو گیا ہے۔

(۲) نیز آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ پانی دوسری چیز کو پاک کرتا ہے اور کسی دوسری چیز سے پاک نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا جب تم پانی پاؤ اور تمہیں اس میں کسی نجاست کا علم نہ ہو تو اس سے وضو کر لو (اور پینا چاہو تو) اسے پیو، اگر تم کو اس میں کوئی ایسی چیز ملے جس نے اس کو نجس کر دیا ہے تو نہ اس سے وضو کرو اور نہ اس کو پیو لیکن حالت اضطرار اور مجبوری میں اسے پی سکتے ہو مگر وضو نہیں کر سکتے بلکہ (وضو کے بدلے) تیمم کرو گے ہاں اگر وہ پانی ایک کُر سے زیادہ ہے تو تم اس سے وضو بھی کر سکتے ہو اور اس میں سے پی بھی سکتے ہو خواہ اس میں کوئی (نجس) چیز پڑی ہو یا نہ پڑی ہو۔ جبتک کہ اس چیز کے پڑنے سے پانی کی بو نہ بدل جائے اگر پانی کی بو بدل گئی ہے تو نہ اس میں سے پیو اور نہ اس سے وضو کرو اور ایک کُر پیمائش میں تین بالشت لمبائی تین بالشت چوڑائی اور تین بالشت گہرائی ہے اور وزن میں ایک ہزار دو سو رطل مدنی (۳۷۷ کلو گرام) ہے۔

(۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب پانی دو قلہ کی مقدار میں ہو تو اسکو کوئی شے نجس نہیں کرتی اور دو قلہ یعنی دو بڑے مٹکے (جو دونوں مل کر ایک کُر کے برابر ہو جائیں)

اور وہ پانی جس کو آفتاب نے گرم کر دیا ہو اس سے نہ تم وضو کرو نہ غسل جنابت کر دو اور نہ آٹا گوندھو اس لئے کہ یہ مرض برص پیدا کرتا ہے۔

اور اگر کوئی شخص آگ سے گرم کئے ہوئے پانی سے وضو کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اور پانی کو فاسد و نجس صرف وہی چیز کرتی ہے جو بہتا ہوا خون رکھتی ہو اور ہر وہ شے جس میں خون نہ ہو پانی میں گر جائے وہ مرے یا نہ مرے اس پانی کے استعمال میں اور اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر تمہارے پاس دو برتنوں میں پانی ہو اور ایک میں کوئی ایسی چیز گر جائے جو پانی کو نجس کر دیتی ہے اور تمہیں نہ معلوم کہ وہ ان دونوں میں سے کس برتن میں گری ہے تو ان دونوں کے پانی کو بہا دو اور تیمم کر لو۔ اور اگر دو پر نالے بہہ رہے ہیں ایک سے پیشاب بہہ رہا ہے اور ایک سے پانی بہہ رہا ہے تو پھر دونوں آپس میں مخلوط ہو کر بہہ رہے ہیں اور اس سے تمہارے کپڑے آلودہ ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

(۴) ہشام بن سالم نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی چھت کے متعلق سوال کیا جس پر پیشاب کیا جاتا ہے چنانچہ آسمان سے پانی برسا اور چھت ٹپکنے لگی جس سے کپڑے آلودہ ہو گئے؟ آپ نے فرمایا اگر پانی اس پر زیادہ برس گیا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۵) نیز آں جنابؑ سے بارش کی اس کیچڑ کے متعلق دریافت کیا گیا جس میں پیشاب، پاخانہ اور خون سب کچھ ہے اور اس سے کپڑا آلودہ ہو گیا؟ آپ نے فرمایا بارش کی کیچڑ نجس نہیں کرتی۔

(۶) ایک مرتبہ علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس گھر کے متعلق دریافت کیا جس کی پشت پر پیشاب کیا جاتا ہے اور غسل جنابت کیا جاتا ہے اور اس پر بارش ہوئی تو کیا اس کا پانی لیکر نماز کیلئے وضو کیا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر بارش کا پانی جاری ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۷) نیز انہوں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو بارش کے پانی سے گزر رہا ہے اور اس پانی میں شراب بھی ہے ایسے پانی سے اس کے کپڑے آلودہ ہو گئے کیا وہ شخص اپنے کپڑے کو دھونے سے پہلے اس کپڑے میں نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا وہ شخص نہ اپنے کپڑے دھوئے اور نہ پاؤں دھوئے اسی میں نماز پڑھے اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۸) ایک مرتبہ عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قئے کے متعلق سوال کیا کہ جس سے کپڑا آلودہ ہو گیا تو کیا اسے نہ دھوئے؟ آپ نے فرمایا (اگر نہ دھوئے تو) کوئی حرج نہیں۔

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر وہ جانور جو جگالی کرتا ہے اس کا جھوٹا اور اس کا لعاب دہن حلال ہے

(۱۰) ایک مرتبہ دیہات سے کچھ لوگ آنحضرت کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پانی کے حوض پر پانی پینے کیلئے درندے کتے اور دیگر جانور سب ہی آتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جو پانی انہوں نے اپنے منہ سے لے لیا ہے وہی اُنکا ہے بقیہ تم سب لوگوں کا ہے اور اگر پانی میں سے کوئی چوپایہ یا گدھا یا خچر یا بکری یا کوئی گائے پانی پی لے تو اس کے استعمال میں، اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر پانی کے برتن میں چھپکلی گر جائے تو اس سارے پانی کو بہا دو اور اگر اسی پانی میں کتے کا تھوک پڑ گیا ہے یا اس نے اس میں سے پانی پی لیا ہے تو اس برتن کا سارا پانی بہا دیا جائے اور اس برتن کو تین مرتبہ دھویا جائے ایک مرتبہ مٹی سے مانجھ کر اور دو مرتبہ صرف پانی سے پھر اس برتن کو خشک کر لیا جائے۔ اور وہ پانی کہ جس میں سے بلّی نے پیا ہو اس سے نہ وضو کرنے میں کوئی حرج ہے اور نہ اس کے پینے میں کوئی حرج ہے۔

(۱۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نہ اس چیز کے کھانے سے منع کرتا ہوں جس میں سے بلّی نے کھایا ہو اور نہ اس مشروب کے پینے سے منع کرتا ہوں جس میں سے بلّی نے پیا ہو۔

اور یہودی و نصرانی ولد الزنا و مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا جائز نہیں اور ان سب سے زیادہ شدید ناصبی (دشمن اہلبیت) کا جھوٹا ہے۔ حمام کا پانی آب جاری کے حکم میں ہے جب کہ اس کا کوئی ذخیرہ ہو۔

(۱۲) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس پانی کے متعلق جس میں چوپائے پیشاب کرتے ہیں اور کتے الاغ کرتے اور لوگ اس میں غسل جنابت کرتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر وہ پانی ایک کُر کی مقدار میں ہے تو اسکو کوئی شے نجس نہیں کرے گی۔

(۱۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی کے جسم پر پیشاب کا ایک قطرہ بھی لگ جاتا تو وہ اس حصے کو قینچی سے کاٹ دیا کرتے تھے اور تم لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے درمیان کی کشادگی سے بھی زیادہ یہ کشادگی عطا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کیلئے پانی کو پاک اور طاہر کنندہ قرار دیا ہے لہٰذا دیکھنا ہے کہ تم لوگ اس کی اس عنایت کے بعد بھی کس طرح رہتے ہو اور اگر پانی کے مٹکے میں کوئی سانپ داخل ہو اور نکل جائے تو اس پانی میں سے تین چلو پانی نکال کر پھینک دو اور باقی کو استعمال کرو اور اس میں قلیل و کثیر پانی سب برابر ہے۔

اور اگر خنزیر (سور) کے بالوں کی بنی ہوئی رسی سے آبپاشی کیلئے پانی کھینچا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر جلد خنزیر (سور کی کھال) سے بنے ہوئے ڈول سے آبپاشی کیلئے پانی کھینچا جائے تو؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر (ذبح کئے ہوئے جانور کے) مردہ چمڑے میں دودھ اور پانی اور گھی وغیرہ رکھ دیا جائے تو اسکے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے اندر رکھنے میں کوئی حرج نہیں پانی، دودھ اور گھی کچھ بھی چاہے رکھو اور اس سے وضو کرو یا وہ پانی پیو لیکن (اس پانی سے وضو کر کے) نماز نہ پڑھو۔

اور غسل جنابت یا غسل حیض کئے ہوئے فاضل پانی سے جبکہ اسکے علاوہ اور دوسرا پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کوئی شخص نجاست سے متغیر پانی سے وضو کرے یا غسل کرے یا اپنے کپڑے دھوئے تو اس پر لازم ہے کہ (پانی مل جائے تو) دوبارہ وضو کرکے غسل کرے دوبارہ نماز پڑھے دوبارہ اپنے کپڑے دھوئے اور اس برتن کو بھی جس میں یہ پانی لیا ہے دوبارہ دھوئے۔

اور اگر کوئی شخص حمام میں گیا اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے وہ پانی نکالے اور اسکے دونوں ہاتھ گندے ہوں تو بسم اللہ کہہ کر اپنے ہاتھ پانی میں ڈال دے اور یہ ان مواقع میں سے ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ماجعل علیکم فی الدین من حرج" (اور امور دین میں تم لوگوں پر کسی طرح کی سختی نہیں ہے) (سورہ الحج آیت نمبر ۷۸) اور اس طرح ایک وہ شخص جو حالت جنابت میں ہے اور راستہ میں اس کو کہیں آب قلیل مل جائے اور اس کے پاس کوئی ایسا برتن نہ ہو کہ جس سے وہ پانی نکالے اور اس کے دونوں ہاتھ گندے ہوں تو وہ بھی ایسا ہی کرے۔

(۱۶) ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ مسلمانوں کی بیت جماعت کے وضو کئے ہوئے فاضل پانی سے وضو کیا جائے یا آپ کو یہ پسند ہے کہ چھوٹی سی صاف ڈھکی ہوئی چھاگل سے (پانی نکال کر) وضو کیا جائے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مسلمان کی جماعت کے وضو کئے ہوئے فاضل پانی سے ، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا وہ دین زیادہ پسند ہے جو سیدھا سادہ معتدل اور آسان ہو۔

اور اگر کوئی مسلمان کسی کافر ذمی کے ساتھ حمام میں جمع ہوجائے تو مسلمانوں کو اس ذمی سے پہلے حوض میں غسل کرلینا چاہیئے اور حمام کے غسلہ (غسل میں استعمال شدہ پانی) سے طہارت کرنا جائز نہیں اسلئے کہ اس میں یہودی و مجوسی ونصرانی اور دشمنان آل محمدؐ کا غسالہ بھی جمع ہے جو ان سب سے زیادہ برا ہے۔

(۱۷) ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ حمام میں لوگوں کے غسل میں استعمال کردہ پانی جمع تھا اس کی چھینٹ کپڑے پر آپڑی؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ اور وضو میں استعمال شدہ پانی سے بھی وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو فرمایا کرتے تو لوگ انکے وضو سے گرا ہوا پانی لے لیا کرتے اور اس سے وضو کیا کرتے تھے۔

اور وہ پانی جس سے ایک شخص نے صاف ستھرے برتن میں وضو کیا ہے اگر اس پانی کو لے کر ایک دوسرا شخص وضو کرے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن وہ پانی جس سے کپڑا دھویا گیا ہے یا جس سے غسل جنابت کیا گیا ہے یا جس سے نجاست دور کی گئی ہے اس سے وضو نہیں کیا جائے گا۔

(۱۸) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس پانی کے متعلق دریافت کیا گیا جس میں مرغی نے منہ ڈال

دیا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اس کی چونچ میں گندگی اور نجاست لگی ہوئی تھی تو پھر نہ اس سے وضو کیا جائے گا اور نہ اسے پیا جائے گا اور اگر اسکی چونچ کی نجاست کا علم نہ ہو تو اس سے وضو بھی کر سکتے ہیں اور اسے پی بھی سکتے ہیں۔

اور ہر وہ جانور کہ جس کا گوشت کھانا حلال ہے اگر وہ کسی پانی میں سے پی لے تو اس پانی سے وضو کر سکتے ہیں اور اسے پی سکتے ہیں اور اس پانی سے وضو کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں جس میں سے باز یا شکرے یا عقاب نے پانی پیا ہو جبکہ اس کی چونچ میں خون لگا ہوا نظر نہ آئے اور اگر اس کی چونچ میں خون لگا ہوا نظر آئے تو اس سے ہر گز نہ وضو کرنا چاہیئے اور نہ اسے پینا چاہیئے اور اگر کسی شخص کی نکسیر پھوٹی اور اس نے اپنی ناک صاف کی اور اس نکسیر کا کوئی چھوٹا سا قطرہ کسی پانی کے برتن میں پڑ گیا تو اگر وہ قطرہ اس پانی میں صاف نظر نہیں آتا تو اس پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر صاف نظر آئے تو اس سے ہر گز نہ وضو کرنا چاہیئے اور نہ پینا چاہیئے اور اگر مرغی یا کوئی اور چڑیا کسی ایسی چیز میں چل رہی ہے جس میں گندگی اور نجاست ہے پھر وہ پانی میں داخل ہو جائے تو اس پانی سے وضو جائز نہیں مگر یہ کہ وہ پانی ایک کُر سے زیادہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کوئی مردہ چوہیا یا چوہا یا کوئی چھوٹی چڑیا جیسے بیا، کنجشک وغیرہ پانی کے ڈول میں گر جائے اور اس میں پھٹ جائے تو اس پانی کا نہ پینا جائز ہے اور نہ اس سے وضو جائز ہے اور اگر وہ پھٹی نہیں ہے تو اس پانی کے پینے یا اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس مردہ چیز کو اگر وہ تازہ ہے پھینک دیا جائے اور یہی حکم منکی بڑے مٹکے اور مشک اور اس طرح کے پانی کے ہر برتن کا ہے۔

اور اگر کوئی چوپایا اس طرح کا کوئی جانور پانی کے کنوئیں میں گر کر مر جائے اور اس پانی سے آٹا گوندھ لیا جائے تو اس روٹی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ آگ سے سینکی جا چکی ہو۔

(۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آگ جو کچھ اس میں تھا اسے کھا گئی۔

اور اگر کسی ایسے برتن میں جس کے اندر گھی یا تیل یا شہد ہے کوئی چوہا گر جائے اور وہ منجمد ہو تو اس چوہے کو اور اسکے اطراف کو نکال کر پھینک دیا جائے گا اور باقی کو استعمال کیا جائے گا اور کھایا جائے گا اور یہی حکم آٹے اور اسکے مشابہ چیزوں کیلئے بھی ہے۔ اور اگر چوہا کسی ایسے روغن میں گر جائے جو منجمد نہ ہو تو اس سے چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر کوئی چوہا کسی تیل کے مٹکے میں گر جائے اور اسکے مرنے سے پہلے اسکو نکال لیا جائے تو اس تیل سے اگر جسم پر مالش کی جائے یا اگر کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے کنوئیں کے متعلق سوال کیا گیا کہ جس میں سے پانی کھینچا گیا پھر اس سے وضو کیا گیا یا اس سے کپڑا دھویا گیا اور آٹا گوندھا گیا پھر بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں کوئی چیز مری ہوئی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے نہ کپڑے کو دوبارہ دھویا جائے گا اور نہ دوبارہ وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھی جائیگی۔ اور اگر

کوئی چوپایا کوئی کتا روٹی میں سے کچھ کھالے یا اس کو سونگھ لے تو جس قدر اس نے سونگھا ہے اس کو چھوڑ کر بقیہ کو کھایا جاسکتا ہے۔

اس حوض سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جس میں پیشاب کیا گیا ہے جبکہ پانی کا رنگ پیشاب پر غالب ہو اور اگر پانی کے رنگ پر پیشاب کا رنگ غالب ہو تو اس سے وضو نہیں کیا جاسکتا۔

اور دودھ سے وضو کرنا جائز نہیں اسلئے کہ وضو صرف پانی سے ہوگا یا (تیمم) صرف مٹی سے اور وہ پانی جس میں کھجور یا انگور ڈال دیئے گئے ہوں اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کبھی ایسے پانی سے بھی وضو کیا ہے کہ جس میں کھجوریں ڈال دی گئیں تھیں اور اوپر کا پانی صاف و شفاف تھا ہاں اگر کھجوریں پانی کے رنگ کو متغیر کردیں تو اس سے وضو جائز نہیں اور اصل میں وہ نبیذ (یعنی کھجور کا جوشاندہ) کہ جس سے وضو کیا جاسکتا ہے یا اسے پیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ جسے دن کو بھگویا جائے اور شام کو پیا جائے یا شام کو بھگو یا جائے اور صبح کو پیا جائے اور اگر کوئی شخص ایک نشیب زمین میں یا گڑھے میں غسل کررہا ہے اور ڈر ہے کہ اسکے جسم کا (غسالہ) دھوون اس پانی میں مل جائے گا جس سے وہ غسل کررہا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ ہاتھ میں پانی لے اور اپنے جسم کے سامنے والے حصہ پر ڈالے پھر ہاتھ میں پانی لے اور اپنے داہنے حصہ کی طرف ڈالے پھر ہاتھ میں پانی لے اور بائیں حصہ کی طرف ڈالے پھر ہاتھ میں پانی لے اور پچھلے حصہ کی طرف ڈالے اور اس طرح غسل کرے۔

اور وہ پانی کہ جس سے استنجا کیا گیا ہے اسکی چھینٹ کپڑے یا جسم کے کسی حصے پر پڑجائے تو کوئی حرج نہیں (وضو کرنے میں) اگر ہاتھ سے پانی ٹپک کر برتن میں پڑجائے یا زمین پر گر کر اسکی چھینٹ برتن میں پڑجائے تو کوئی حرج نہیں اور یہی حکم غسل جنابت میں بھی ہے۔

اور اگر آب جاری میں کوئی مردہ جانور پڑا ہوا ہو تو دوسری جانب سے جدھر کوئی مردہ جانور پڑا ہوا نہ ہو وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آب ساکن کے متعلق دریافت کیا گیا جس میں کوئی سڑا مردہ جانور پڑا ہوا ہے؟ تو آپ نے فرمایا دوسری جانب سے وضو کرو۔ اور جدھر مردہ جانور ہے ادھر وضو نہ کرو۔

(۲۲) اور آں جنابؑ سے ایک ایسے تالاب کے متعلق دریافت کیا گیا جس میں کوئی سڑا ہوا مردہ جانور پڑا ہوا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر اس پر پانی غالب ہے اور اس میں کوئی بو وغیرہ نہیں آتی تو اس سے وضو اور غسل کرلو۔

اور اگر سفر میں کوئی جنب ہوجائے اور اسے برف کے سوا کہیں پانی نہیں مل رہا ہے تو کوئی حرج نہیں اگر وہ برف سے غسل کرلے یا برف سے وضو کرلے اور اس کو اپنی جلد پر پھرائے۔ اور کوئی حرج نہیں اگر حالت جنابت میں کوئی شخص اپنے چلو سے پانی نکالے۔

اور اگر کوئی شخص غسل جنابت کر رہا ہے اور زمین پر پانی گر کر اسکی چھینٹ برتن میں پڑ رہی ہے یا جسم سے پانی ٹپک کر برتن میں پڑ رہا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ مرد اور عورت دونوں ایک برتن سے غسل کریں لیکن چاہیئے کہ عورت مرد کے فاضل پانی سے غسل کرے مرد عورت کے فاضل پانی سے غسل نہ کرے۔

اور کوئی انسان کنوئیں میں گر کر مرجائے تو اس کنوئیں سے ستر(۷۰) ڈول پانی نکال دینا چاہیئے اور چھوٹی سے چھوٹی چیز جو کنوئیں میں گر کر مرتی ہے وہ گنجشک چڑیا ہے اس کیلئے ایک ڈول پانی نکالنا چاہیئے۔ اور انسان اور گنجشک کے درمیان میں جس مقدار کی چیز اس میں گر کر مرے اسی کی حیثیت سے اس میں سے پانی نکالا جائے گا۔ پس اگر کوئی چوہیا گر کر مرے اور ابھی پھٹ کر پاش پاش نہ ہو تو اس کیلئے ایک ڈول نکالا جائے اور اگر پھٹ کر پاش پاش ہو گئی ہے تو سات ڈول۔ اور اگر کوئی گدھا گر جائے تو اس کیلئے ایک کُر پانی نکالا جائے اور اگر اس میں کتا گر جائے تو اس میں سے تیس سے چالیس ڈول تک پانی نکالا جائے۔ اور اگر اس میں بلی گر جائے تو اس میں سے سات ڈول نکالا جائے۔ اور اگر مرغی یا کبوتر گر کر مرجائے تو اس کیلئے سات ڈول پانی نکال دیا جائے اور اگر کوئی اونٹ یا بیل گر کر مرگیا ہے یا اس میں شراب گر گئی ہے تو کنوئیں کا کل پانی نکال دیا جائے گا۔ اور اگر اس میں خون کے چند قطرے گر گئے تو اس میں سے چند ڈول نکال دیا جائے اور اگر کنوئیں میں کسی انسان نے پیشاب کر دیا ہے تو اس میں سے چالیس ڈول پانی نکال دیا جائے گا اور اگر کسی ایسے بچے نے پیشاب کر دیا ہو کہ جو غذا کھانے لگا ہو تو تین ڈول اور اگر شیرخوار ہو تو ایک ڈول۔ اور اگر خشک یا تر غلاظت کی ایک ٹوکری کنوئیں میں گر جائے یا گوبر کی ایک ٹوکری کنوئیں میں گر جائے تو اسکے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اس میں سے کوئی پانی نہیں نکالا جائے گا مگر یہ اس وقت جبکہ اس ٹوکری میں سے کوئی شے بھی کنوئیں میں نہ گری ہو۔ ہاں اگر اس میں سے کچھ غلاظت کنوئیں میں گری ہے تو دس (۱۰) ڈول اور اگر وہ غلاظت اس میں گھل گئی ہے تو اس کنوئیں سے چالیس سے لیکر پچاس ڈول تک پانی نکال دیں گے اور اگر کنوئیں کے پہلو میں کوئی بیت الخلا بنانا ہے اور وہاں کی زمین سخت ہے تو ان دونوں کے درمیان پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے اور زمین نرم ہے تو سات ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے۔

(۲۳) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ کنوئیں کے قریب اور دور ہونے میں کوئی کراہت نہیں اگر کنوئیں کا پانی متغیر نہیں ہوتا تو اس سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں۔

(۲۴) ابو بصیر سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ ایک ایسے مکان میں اترے جس میں ایک کنواں تھا اور اسکے پہلو میں ایک گندی نالی تھی ان دونوں کے درمیان تقریباً دو ہاتھ کا فاصلہ تھا تو لوگوں نے اسکے پانی سے وضو کرنے سے منع کر دیا یہ ان لوگوں کو شاق گزرا تو ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے سب حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم لوگ اس کنوئیں کے پانی سے وضو کرو اسلئے کہ اس گندی نالی کا بہاؤ ایک وادی

کی طرف ہے اور وہ بہہ کر دریا میں گر جاتی ہے۔

اور جب کنوئیں میں کوئی ایسی شے گر جائے کہ جس سے پانی کی بو متغیر ہو جائے تو واجب ہے کہ اس کا کل پانی کھینچ کر پھینک دیا جائے اور اگر پانی بہت زیادہ ہو اور سب کا کھینچنا مشکل ہو تو واجب ہے کہ اسکے لئے چار مرد رکھے جائیں جو صبح صادق سے شام تک باری باری سے کھینچیں اسطرح کہ ڈول دو مرد کھینچیں جب وہ تھک جائیں تو دو اور کھینچیں (اسی کو تراوح کہتے ہیں)

اور کوئی گرم پانی کا چشمہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے پانی پینے کو منع فرمایا اس سے وضو کرنے کو منع نہیں فرمایا ہے اور یہ وہ گرم پانی ہے جو پہاڑوں میں ہوتا ہے جس سے گندھک کی بو آتی ہے۔

(۲۵) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جہنم کا ایک ابال ہے۔

اور اگر انگور یا کھجور کی شراب کسی گندھے ہوئے آٹے میں ٹپک پڑے تو سب فاسد اور خراب ہو گیا مگر اس کو کسی یہودی و نصرانی کے ہاتھ بتادینے کے بعد فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اسطرح جو کی شراب بھی۔

(۲۶) ایک مرتبہ عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو اپنے پانی کے برتن میں ایک مری ہوئی چوہیا ملی اور وہ اس سے پہلے کئی بار وضو اور غسل کر چکا ہے اور اپنے کپڑے دھو چکا ہے اور اس چوہیا کی کھال تک ادھڑ چکی تھی ؟ تو آپ نے فرمایا اگر وضو یا غسل یا کپڑا دھونے سے پہلے اس نے چوہیا کو برتن میں دیکھ لیا تھا اور اسکے بعد بھی اس نے یہ سب کچھ کیا تو اس پر واجب ہے کہ دوبارہ ان تمام چیزوں کو دھوئے جو اس پانی سے آلودہ ہوئی ہیں اور دوبارہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے اور اگر اس نے ان چیزوں سے فراغت کے بعد برتن میں چوہیا کو دیکھا ہے تو اب اس پانی سے کسی اور چیز کو مس نہ کرے اور اس پر کچھ نہیں اسلئے کہ اسے یہ نہیں معلوم کہ یہ چوہیا پانی میں کب گری پھر فرمایا اور ہوسکتا ہے کہ جس وقت اس نے اس کو دیکھا ہے اسی وقت گری ہو۔

(۲۷) اور ایک مرتبہ علی ابن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص حالت جنابت میں ہے وہ بارش میں کھڑا ہو جائے اور اپنا سر دھوئے اور پورا جسم دھوئے حالانکہ وہ دوسرے پانی سے بھی غسل کر سکتا ہے تو کیا وہ غسل جنابت سے مستغنی ہو جائیگا ؟ آپ نے فرمایا اگر اس نے (اس نیت سے) غسل کیا ہے اور سارا جسم دھویا ہے تو پھر وہ مستغنی ہے۔

(۲۸) روایت کی گئی ہے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ حضرت محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر چوہا کسی برتن سے پانی پی لے اور تم اس سے پانی پیو یا وضو کرو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اور اگر کوئی چھپکلی کنوئیں میں گر جائے تو تم اس میں سے تین ڈول پانی کھینچ کر پھینک دو۔

اور اگر کوئی شخص ایک پرندہ جیسے مرغی یا کبوتر ذبح کرے اور وہ مع اپنے خون کے کنوئیں میں گر جائے تو اس میں سے ایک ڈول پانی کھینچ کر پھینک دے۔

(۲۹) اور ایک مرتبہ علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے بکری ذبح کی وہ تڑپ کر پانی کے کنوئیں میں گر گئی اسکی گردن کی رگوں سے خون جاری تھا اس کنوئیں کے پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کنوئیں سے تیس (۳۰) سے چالیس (۴۰) ڈول تک پانی نکال کر پھینک دیا جائے اسکے بعد اس میں سے وضو کیا جائے۔

(۳۰) اور ایک مرتبہ یعقوب بن عثیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک کنواں ہے اس کا پانی مہک رہا ہے اور اس میں سے چند کھال کے ٹکڑے بھی نکلتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ کوئی بات نہیں چھپکلی کبھی کبھی اپنی کھال چھوڑ دیا کرتی ہے تمہارے لئے اس میں سے ایک ڈول پانی نکال کر پھینک دینا کافی ہے۔

(۳۱) اور جابر بن یزید جعفی نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سام ابرص (چھپکلی سے بڑا ایک جانور) کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کنوئیں میں گر گئی؟ آپ نے فرمایا یہ کوئی چیز نہیں ڈول سے پانی کو حرکت دیدو۔

(۳۲) اور ان ہی جناب سے یعقوب بن عثیم نے سام ابرص (بڑی چھپکلی کے مانند ایک جانور) کے متعلق دریافت کیا کہ ہم نے اسے کنوئیں میں ٹکڑے ٹکڑے پایا؟ تو آپ نے فرمایا تمہیں لازم ہے کہ اس میں سے سات ڈول پانی کھینچ کر پھینک دو راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر اس سے دھوئے ہوئے لباس میں تو ہم نے نماز بھی پڑھی ہے تو کیا اس کو دھوئیں اور دوبارہ پھر سے نماز پڑھیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

اور اگر کوئی عظایہ (چھپکلی کے مانند ایک جانور) دودھ میں گر جائے تو سارا دودھ حرام ہو جائے گا اور کہا جاتا ہے کہ اس میں زہر ہوتا ہے۔

اور اگر کوئی بکری یا اسکے مانند کوئی جانور کنوئیں میں گر جائے تو اس میں سے نو، دس ڈول پانی نکال کر پھینک دیا جائے گا۔

(۳۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ شہر مدینہ کے اندر کوڑے خانہ کے درمیان ایک کنواں تھا جب ہوا چلتی تو کوڑا کرکٹ اڑ کر اس کنوئیں میں گر جاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کنوئیں کے پانی سے وضو فرمالیا کرتے تھے۔

(۳۴) اور ایک مرتبہ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے کنوئیں کے متعلق دریافت کیا جس میں کوئی مردار چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر اس میں بو پیدا ہو گئی ہے تو بیس (۲۰) ڈول پانی نکال کر پھینک دیا جائے گا

(۳۵) کردویہ ہمدانی نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے کنوئیں کے متعلق دریافت کیا جس میں راستہ کا پانی اور لوگوں کا پیشاب پاخانہ۔ نیز جانوروں کا پیشاب اور گوبر اور کتوں کا پاخانہ داخل ہوجاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس میں سے تیس (۳۰) ڈول پانی نکال کر پھینک دیا جائے خواہ اس میں بدبو بھی آگئی ہو۔ اور کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں کہ آب راکد (ٹھہرے ہوئے پانی) میں پیشاب کرے اور آب جاری کے اندر پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن ڈر اسکا ہے کہ اس پر شیطان نہ سوار ہوجائے (اور وہ آب راکد میں بھی پیشاب نہ کرنے لگے) اور روایت کی گئی ہے کہ آب راکد میں پیشاب کرنے سے نسیان (ضعف حافظہ) پیدا ہوجاتا ہے۔

باب

قضائے حاجت کیلئے جگہ کی تلاش اور اس میں آمدورفت کے ثواب و سنن

(۳۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کیلئے سب سے زیادہ شدید احتیاط سے کام لیتے چنانچہ جب آپ پیشاب کرنے کا ارادہ فرماتے تو زمین کے کسی بلند مقام پر یا ایسی جگہ جہاں بہت زیادہ دھول ہو تشریف لے جاتے تاکہ پیشاب کی چھینٹ آپ پر نہ پڑے۔

(۳۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو یہ فرمایا کرتے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الرِّجْسِ النِّجْسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ اَمِطْ عَنِّی الْاَذٰی وَ اَعِذْنِی مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ (اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں پلیدگی اور نجاست سے اور شیطان سے جو خود بھی خبیث ہے اور دوسروں کو بھی خبیث بنا دیتا ہے پروردگار تو مجھ سے اذیت دینے والی چیزوں کو دور کر اور پناہ دے مجھے شیطان رجیم سے)۔ اور جب قضائے حاجت کیلئے سیدھے ہوکر بیٹھتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْقَذٰی وَ الْاَذٰی وَ اجْعَلْنِی مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (پروردگار مجھ سے دور کردے میل کچیل اور تکلیفوں کو اور مجھے پاک و پاکیزہ لوگوں میں قرار دے) اور جب قضائے حاجت کیلئے پیٹ کو مروڑتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ کَمَا اَطْعَمْتَنِیْهِ طَیِّباً فِیْ عَافِیَةٍ فَاَخْرِجْهُ مِنِّی خَبِیْثاً فِیْ عَافِیَةٍ (اے اللہ جب تو نے مجھے طیب اور پاک کھلایا ہے عافیت کے ساتھ تو نکال دے مجھ سے گندگی کو عافیت کے ساتھ)۔

(۳۸) حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہر بندے کے ساتھ ایک ملک ہے جو اس پر مقرر ہے کہ جب وہ قضائے حاجت کیلئے بیٹھتا ہے تو وہ ملک اسکی گردن کو جھکا دیتا ہے تاکہ وہ اپنے پاخانہ کو دیکھے پھر وہ ملک اس سے کہتا ہے کہ اے آدم کی اولاد یہ تیرا رزق تھا اب سوچ کہ تو نے اسکو کہاں سے حاصل کیا اور اب وہ کیا بن گیا۔ لہٰذا بندے کیلئے مناسب ہے کہ وہ کہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی الْحَلَالَ وَ جَنِّبْنِی الْحَرَامَ (پروردگار مجھے رزق حلال عطا کر اور حرام سے بچا) اور نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا پاخانہ کبھی کسی کو نظر ہی نہیں آیا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو یا بند کر دیا تھا کہ جو فضلہ نکلتا ہے وہ اسے نگل جائے۔

(۳۹) امیرالمومنین علیہ السلام جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو بیت الخلاء کے دروازے پر کھڑے ہوتے پھر اپنے دائیں بائیں جانب کے دونوں فرشتوں کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے تم دونوں میرے (کاندھوں) سے اترو میں اپنے منہ سے کچھ نہ بولونگا یہاں تک کہ میں قضائے حاجت کے بعد نکل کر تمہارے پاس آجاؤں۔

(۴۰) اور آپ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَافِظِ الْمُؤَدِّیْ (تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو حفاظت کرنے والا اور پہنچانے والا ہے) اور جب بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو اپنے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْرَجَ عَنِّیْ اَذَاہُ وَ اَبْقٰی فِیَّ قُوَّتَہٗ فَیَا لَھَا مِنْ نِعْمَۃٍ لَایَقْدِرُ الْقَادِرُوْنَ قَدْرَھَا (ساری حمد اس خدا کیلئے ہے جس نے میرے اندر سے اس اذیت کو نکال دیا اور میرے اندر اس کی توانائی کو باقی رکھا کیا کہنا اس نعمت کا جس کا اندازہ کرنے والے اندازہ نہیں کرسکتے)

(۴۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنا سر کسی کپڑے سے ڈھانپ لیا کرتے اور دل ہی دل میں یہ کہا کرتے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبِّ اَخْرِجْ عَنِّیَ الْاَذٰی سَرْحًا بِغَیْرِ حِسَابٍ وَ اجْعَلْنِیْ لَکَ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ فِیْمَا تَصْرِفُہٗ عَنِّیْ مِنَ الْاَذٰی وَالْغَمِّ الَّذِیْ لَوْ حَبَسْتَہٗ عَنِّیْ ھَلَکْتُ لَکَ الْحَمْدُ اَعْصِمْنِیْ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ ھٰذِہِ الْبُقْعَۃِ وَ اَخْرِجْنِیْ مِنْھَا سَالِمًا وَحُلْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ طَاعَۃِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ اور نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے پروردگار تو نکال دے میرے اندر سے اس اذیت کو انتہائی آسانی کے ساتھ اور جس تکلیف و اذیت کو تونے مجھ سے دور کیا اس پر تو مجھے اپنے شکر گزاروں میں شامل فرما اسلئے کہ اگر تو اس کو میرے اندر روک دیتا تو میں ہلاک ہوجاتا۔ تیرا شکر کہ تونے مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھا اور مجھے اس جگہ سے سلامت نکالا اور میرے اور شیطان رجیم کی اطاعت کے درمیان تو حائل ہوگیا) اور انسان کو چاہیئے کہ جب بیت الخلاء میں داخل ہو تو اپنے سر کو ڈھانپے رکھے اس امر کا اقرار کرتے ہوئے کہ اسکا نفس عیوب سے پاک نہیں اور دائیں پاؤں سے پہلے اپنا بایاں پاؤں اندر داخل کرے تاکہ بیت الخلاء کے اندر داخل ہونے میں اور مسجد کے اندر داخل ہونے کے درمیان فرق رہے اور شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ چاہے کیونکہ شیطان اکثر انسان کی طرف اس وقت توجہ کرتا ہے جب وہ تنہا ہو۔ پھر جب بیت الخلاء سے نکلے تو بائیں پاؤں سے پہلے داہنا پاؤں باہر نکالے۔

(۴۲) اور میں نے سعد بن عبداللہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک حدیث پائی ہے جسکو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف سند کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص نماز میں کثرت سے سہو کرنے لگے تو اسکو چاہیئے کہ جب وہ بیت

الخلاء میں داخل ہو تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پلیدگی اور نجاست سے اور شیطان سے جو خود بھی خبیث ہے اور دوسروں کو بھی خبیث بنا دیتا ہے)

(۴۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص پیشاب وغیرہ کیلئے اپنا آگا پیچھا کھولے تو بسم اللہ کہے اس سے شیطان اسکی شرمگاہ سے اپنی نگاہ بچائے رہے گا یہاں تک کہ وہ فراغت حاصل کر لے۔

(۴۴) ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے عرض کیا کہ مسافر لوگ قضائے حاجت کہاں کریں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ نہروں کے کنارے سے اور چلتے ہوئے راستوں سے اور پھلدار درختوں کے سایہ سے اور ایسی جگہوں سے پرہیز کریں جہاں پاخانہ یا پیشاب کرنے والے پر لوگ لعنت کرتے ہیں۔ تو عرض کیا گیا کہ لعنت کی جگہیں کون سی ہیں تو فرمایا گھروں کے دروازے۔

(۴۵) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ مسافروں کے پڑاؤ کی جگہ پاخانہ کرنے والے پر اور اپنے شریک کی باری کے پانی کو روکنے والے پر اور چلتے ہوئے راستہ کو بند کرنے والے پر اللہ کی لعنت۔

(۴۶) ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی راستہ کو بند کرے گا اللہ تعالیٰ اسکی عمر کو مختصر کر دیگا۔

(۴۷) حضرت امام حسن ابن علی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ قضائے حاجت کے آداب کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہ قبلہ کی طرف رخ کرکے بیٹھے اور نہ اسکی طرف پشت کرکے بیٹھے اور نہ ہوا کی طرف رخ کرکے بیٹھے اور نہ اسکی طرف پشت کرکے بیٹھے۔

(۴۸) ایک دوسری حدیث ہے کہ نہ چاند کی طرف رخ کرکے بیٹھے اور نہ اسکی طرف پشت کرکے بیٹھے اور جو شخص پیشاب یا پاخانہ کیلئے قبلہ کی طرف رخ کرکے بیٹھ جائے پھر اسے یاد آئے اور وہ احترام قبلہ کا خیال کرتے ہوئے اپنا رخ کسی اور طرف موڑ لے تو وہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا کہ اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت کر دیگا۔

(۴۹) ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو وہاں روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا پایا آپ نے اس کو اٹھا کر پاک کیا اور اپنے ایک غلام کو دیا اور کہا تم اسکو رکھو میں جب بیت الخلاء سے نکلوں گا تو اسے کھاؤں گا۔ جب آپ بیت الخلاء سے برآمد ہوئے تو غلام سے پوچھا وہ روٹی کا ٹکڑا کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا فرزند رسول میں تو اسے کھا گیا آپ نے فرمایا یہ روٹی کا ٹکڑا جس کے پیٹ میں بھی جاتا اس پر جنت واجب تھی اب جاؤ تم آزاد ہو میں پسند نہیں کرتا کہ ایسے شخص سے خدمت لوں جو اہل جنت میں سے ہو۔

(۵۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص چھت سے یا کسی بلند مقام سے اپنا پیشاب ہوا میں نہ اڑائے۔

(۵۱) اور آپ نے فرمایا کہ بلا سبب کھڑے ہو کر پیشاب کرنا خلاف مروت و خلاف انسانیت ہے اور بلا سبب داہنے ہاتھ سے آب دست لینا بھی خلاف مروت و انسانیت ہے۔

(۵۲) روایت کی گئی ہے کہ اگر بایاں ہاتھ معطل ہو تو داہنے ہاتھ سے آبدست لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵۳) ایک مرتبہ ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک ایسے غسل خانہ میں غسل جنابت وغیرہ کرتا ہوں جس میں پیشاب بھی کیا جاتا ہے مگر میرے پاؤں میں سندھی نعلین ہوتی ہے تو کیا میں اپنے پاؤں کو پھر سے دھوؤں جبکہ میرے پاؤں میں اس طرح کی نعل بھی ہے؟ آپ نے فرمایا اگر تمہارے جسم سے پانی بہہ کر تمہارے قدموں کے نچلے حصے تک پہنچ رہا ہے تو پھر قدم کے نچلے حصہ کو نہ دھوؤ۔ اور اسطرح اگر کوئی شخص ایک گڑھے میں غسل کر رہا ہے اور پانی بہہ کر پاؤں کے نیچے تک آرہا ہے تو پھر اسکو نہیں دھوئے گا اور اگر اس کے دونوں پاؤں پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں تو اسے دھوئے گا۔

(۵۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص استنجا کرنے کا ارادہ کرے تو کسطرح بیٹھے؟ آپ نے فرمایا اسطرح بیٹھے جس طرح پاخانہ کیلئے بیٹھتا ہے۔

(۵۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص پیشاب کرے تو وہ اپنے عضو تناسل کو داہنے ہاتھ سے مس نہ کرے۔

(۵۶) اور آنجناب نے فرمایا کہ بیت الخلاء میں دیر تک بیٹھنے سے بواسیر کا مرض پیدا ہوتا ہے۔

(۵۷) اور عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تسبیح پڑھنے اور قرآن کی قرات کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ بیت الخلاء میں آیتہ الکرسی و حمد الہی یا الحمد للہ رب العالمین سے زیادہ پڑھنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر بیت الخلاء میں کوئی شخص آذان کی آواز سنے تو اسکو وہ کہنا چاہیئے جو موذن کہہ رہا ہے اور بیت الخلاء میں رہنے کی وجہ سے دعا اور حمد سے باز نہ رہنا چاہیئے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال میں بہتر ہے۔

(۵۸) اور جب حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا تو آپ نے یہ کہا پروردگار یہ بتا کہ کیا تو مجھ سے دور ہے کہ میں تجھے زور سے آواز دوں یا تجھ سے آہستہ آہستہ باتیں کروں۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی (اے موسیٰ) جو میرا ذکر کرتا ہے اسکا جلیس و ہمنشین ہوتا ہوں۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے کہا پروردگار میں کبھی کبھی ایسے حال میں ہوتا ہوں کہ تو اس سے بالاتر ہے کہ اس حال میں تیرا ذکر کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تم ہر حال میں میرا ذکر کیا کرو۔

اور کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ بیت الخلاء میں داخل ہو اور اسکے ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہو جس پر اسم الہی کندہ ہو یا ایسی کتاب ہو جس میں قرآن کی آیت لکھی ہوئی ہو اور اگر وہ بیت الخلاء میں داخل ہو گیا اور اسکے ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہے جس پر اسم الہی کندہ ہے تو اس کو چاہیئے کہ جب وہ آبدست کا ارادہ کرے تو بائیں ہاتھ سے انگوٹھی کو اتار لے اور اسی طرح

اگر اس کے ہاتھ میں کوئی ایسی انگوٹھی ہے جس پر کوئی زمزم (زمرد) کے پتھر کا نگینہ ہے تو اسکو اپنے ہاتھ سے اتار لے اور جب قضائے حاجت سے فارغ ہوجائے تو یہ کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَمَاطَ عَنِّیَ الْاَذٰی وَ هَنَّاَنِیْ طَعَامِیْ (وَ شَرَابِیْ) وَ عَافَانِیْ مِنَ الْبَلْوٰی (حمد مخصوص اس اللہ کیلئے جس نے مجھ سے تکلیف کو دور کر دیا اور جو کچھ میں نے کھایا اور پیا تھا اس کو میرے لئے خوشگوار بنایا اور مجھے بلاء و آزمائش سے بچایا۔)

اور آبدست پہلے تین ڈھیلوں سے پھر پانی سے ہوگا اور اگر پانی ہی پر اکتفا کرے تو بھی جائز ہے اور جانوروں کے گوبر اور ہڈی سے استنجا اور آبدست جائز نہیں اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جنوں کا ایک وفد آیا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگوں کو بھی کچھ عطا فرمائیں تو آپ نے ان لوگوں کو گوبر اور ہڈیاں دیدیں اسلئے مناسب نہیں کہ ان سے استنجا کیا جائے۔

(۵۹) اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں) لوگ پتھروں اور ڈھیلوں سے استنجا کیا کرتے تھے پھر انصار میں سے ایک شخص نے کچھ ایسی غذا کھائی کہ اسکو ڈھیلا پاخانہ آیا تو اس نے استنجا کیا اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ان الله یحب التوابین و یحب المتطهرین۔ (بیشک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے) (سورۃ بقرآیت نمبر ۲۲۲) تو آنحضرت نے اسکو بلایا وہ ڈرا کہ اس کیلئے کوئی برا حکم نازل ہوا ہے چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کیا تو نے کوئی نیا کام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ میں نے ایسی غذا کھائی تھی جس سے ڈھیلا پاخانہ آگیا تو میں نے پانی سے استنجا کیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں بشارت ہو تمہارے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ ان الله یحب التوابین و یحب المتطهرین لہذا تم توابین میں اول اور متطہرین میں اول ہو اور کہا جاتا ہے کہ اس شخص کا نام براء بن معرور انصاری تھا۔

اور جو شخص استنجا کا ارادہ کرے تو اسے چاہیئے کہ اپنی انگلیوں سے اپنی مقعد کے قریب سے انثیین کی طرف تین مرتبہ مسح کرے پھر اپنے آلہ تناسل کو تین بار کھینچے اور جب استنجا کیلئے پانی اپنے ہاتھ پر ڈالے تو کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا وَّلَمْ یَجْعَلْهُ نَجِسًا (حمد ہے اس خدا کی جس نے پانی کو پاک کرنے والا قرار دیا اور نجس قرار نہیں دیا) اور پھر آلہ تناسل پر جس قدر پیشاب کا قطرہ ہو اس کے دوگنا پانی اس پر ڈالے اور اتنا ہی دو مرتبہ ڈالے یہ مقدار کم سے کم ہے جسکی اجازت ہے۔ اسکے بعد پاخانہ کیلئے آبدست لے اور اتنا دھوئے کہ ساری نجاست دور ہوجائے۔ اور استنجا کرنے والا جب پیشاب آنے کا سلسلہ منقطع ہوجائے تب استنجا کرے۔ اور اگر کسی شخص کو نماز پڑھنے کے بعد یاد آئے کہ اس نے اپنے عضو تناسل کو نہیں دھویا تھا تو اس پر واجب ہے کہ اپنے عضو تناسل کو دھوئے اور پھر سے وضو کر کے نماز پڑھے۔ اور جو شخص پاخانے کے بعد آبدست لینا بھول جائے اور نماز پڑھ لے تو پھر نماز کا اعادہ نہیں کرے گا (مگر احوط (زیادہ احتیاط) یہ ہے کہ آبدست کے بعد وضو اور نماز کا اعادہ کرے گا) اور پاخانہ کیلئے استنجا پتھر، ٹھیکرے اور ڈھیلے سے جائز ہے۔

(۶۰) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ پاخانہ کیلئے استنجا میں مقعد کے ظاہری حصہ کو دھویا جائے گا اس میں اندر انگلی نہیں ڈالی جائے گی اور بیت الخلاء میں گفتگو جائز نہیں اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(۶۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص بیت الخلاء میں بات کرے گا اسکی حاجت کبھی پوری نہ ہوگی۔

(۶۲) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج میں سے کسی سے فرمایا کہ تم مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیدو کہ وہ (پاخانہ کے بعد) پانی سے استنجا کیا کریں اور اس میں مبالغہ (زیادہ پانی) سے کام لیں اسلئے کہ یہ مقعد کے کناروں کو پاک کرتا ہے اور مرض بواسیر کو دور رکھتا ہے۔

اور مسافرخانوں کے سایہ میں اور پھلدار درختوں کے نیچے پاخانہ کرنا جائز نہیں اور اسکا سبب یہ ہے کہ:

(۶۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائکہ ایسے ہیں جنہیں اس نے زمین کے پودوں، درختوں، کھجوروں پر مقرر فرمایا ہے لہٰذا کوئی ایسا درخت نہیں اور کوئی ایسا نخل نہیں کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی مقرر کیا ہوا ملک نہ ہو اور وہ اس درخت پر جو پھل اور پھول آتے ہیں اسکی حفاظت کرتا ہے اگر اسکے ساتھ کوئی حفاظت کرنے والا نہ ہوتا تو جب اس پر پھل آتے تو زمین کے درندے اور جانور اسکو کھا جاتے۔

(۶۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان کسی درخت یا کسی کھجور کے نیچے جب کہ اس پر پھل آئے ہوئے ہوں۔ پاخانے کی جگہ نہ بنائے اسلئے کہ اس درخت پر مقرر ملائکہ وہاں رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ جب درختوں پر پھل آتے ہیں تو ان پر رونق آجاتی ہے لوگ وہاں انس محسوس کرتے ہیں کیونکہ ملائکہ موجود رہتے ہیں۔

اور جس کے پیشاب کا سلسلہ منقطع نہ ہوتا ہو (سلسل البول کا مرض) تو اللہ کے نزدیک وہ معذور ہے مگر جہاں تک ممکن ہو اس مرض کے دفع کرنے کی کوشش کرے اور اسے چاہیئے کہ ایک تھیلی اس جگہ لگالے۔ اور جس شخص نے صرف پیشاب کیا پاخانہ نہیں کیا تو اس پر استنجا (آبدست) واجب نہیں اس پر صرف اپنے عضو تناسل کا دھونا واجب ہے اور جس شخص نے صرف پاخانہ کیا پیشاب نہیں کیا تو اس پر عضو تناسل کا دھونا واجب نہیں صرف استنجا (آبدست) واجب ہے۔ اور اگر کسی شخص نے وضو کیا اور اسکے بعد اسکی ریح صادر ہو گئی تو اس پر استنجا (آبدست) واجب نہیں صرف دوبارہ وضو کرلے۔

(۶۵) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام جب نیند سے بیدار ہوا کرتے تو وضو فرمایا لیا کرتے استنجا نہیں کیا کرتے۔ اور آپ نے ایک شخص کا نام لیکر اسطرح فرمایا جیسے آپ کو تعجب تھا فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ اس شخص کے ریح بھی صادر ہوتی ہے تو وہ استنجا (آبدست) کرتا ہے۔

باب اقسام نماز

(۶۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نماز تین تہائی پر مشتمل ہے جس میں ایک تہائی طہارت ہے ایک تہائی رکوع ہے اور ایک تہائی سجود ہے۔

باب طہارت کے واجب ہونے کا وقت

(۶۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آجائے تو طہارت اور نماز واجب ہے اور بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی۔

باب نماز کا افتتاح اسکی تحریم اور اسکی تحلیل

(۶۸) حضرت امیرالمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نماز کا افتتاح وضو ہے اسکی تحریم اللہ اکبر کہنے سے ہے اور اسکی تحلیل سلام پھیرنے پر ہے۔

باب نماز کے فرائض

نماز کے فرائض سات ہیں (۱) وقت، (۲) طہارت، (۳) توجہ، (۴) قبلہ، (۵) رکوع، (۶) سجود، (۷) اور دعا

باب وضو اور غسل کیلئے پانی کی مقدار

(۶۹) حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غسل کیلئے ایک صاع (تقریباً ۳ کلو گرام) اور وضو کیلئے ایک مد (تقریباً پون کلو گرام) پانی کافی ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاع پانچ مد کا ہوتا تھا اور ایک مد کا وزن دو سو اسی (۲۸۰) درہم کے برابر اور ایک درہم چھ دانق کا اور ایک دانق چھ حبہ (دانے) کا اور ایک حبہ جَو کے دو (۲) دانوں کے برابر جو نہ چھوٹا ہو اور نہ بہت بڑا ہو بلکہ اوسط ہو۔

(۷۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو ایک مد سے اور غسل ایک صاع سے ہو جاتا ہے اور عنقریب میرے بعد ایک قوم آئے گی جو اس مقدار کو کم سمجھے گی اور وہ لوگ میری سنت کے خلاف عمل پیرا ہونگے اور میری سنت پر قائم رہنے والے میرے ساتھ خطیرۂ قدس (جنت) میں ہونگے۔

(۷۱) حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا کہ جسکو وضو کی ضرورت نماز کیلئے

تھی مگر اسے پانی نہیں ملتا اور اگر اسے بقدر وضو ایک مد پانی ملتا ہے تو ایک درہم قیمت پر ایسی صورت کیا اس پر واجب ہے کہ وہ پانی خریدے اور اس سے وضو کرے یا تیمم کرلے ؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ پانی خریدے اور ایک مرتبہ مجھے ایسا بھی اتفاق ہوا تھا تو میں نے پانی خریدا اور اس سے وضو کیا اور پانی کی کثیر قیمت ادا کرنا مجھے ہرگز برا محسوس نہیں ہوا۔

(۷۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ کوئی شخص تنہا غسل کرے تو اس کیلئے ایک صاع پانی ضروری ہے۔ اور وضو کیلئے تین چلو پانی ضروری ہے ایک چلو چہرے اور دو چلو دونوں ہاتھوں کیلئے اور اگر کسی کو ایک چلو پانی سے زیادہ نہ مل سکے تو اسی ایک چلو سے تین حصہ کرلے۔

(۷۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اللہ کی عبادت چالیس دن کرتا رہے (لا حاصل ہے) جبکہ وہ وضو میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے جس عضو کے مسح کا حکم دیا ہے وہ اسے دھوتا ہے۔

باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کرنے کا طریقہ

(۷۴) حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو دکھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کس طرح فرمایا کرتے تھے ؟ عرض کیا گیا کہ جی ہاں تو آپ نے ایک بڑا پیالہ منگوایا جس میں تھوڑا پانی تھا اسکو اپنے سامنے رکھا پھر آپ نے آستینیں چڑھائیں اور داہنا چلو پانی میں ڈالا پھر فرمایا یہ اس وقت کرنا ہوگا جب ہاتھ پاک ہوں۔ پھر ایک چلو پانی اٹھایا اور اپنی پیشانی پر ڈالا اور بسم اللہ کہا پھر اس پانی کو اپنی ریش مبارک کے اطراف بہایا اور اپنے ہاتھ کو ایک مرتبہ اپنے چہرے اور اپنی پیشانی کے کھلے ہوئے حصے پر پھیرا پھر پیالہ کے پانی میں اپنا بایاں ہاتھ ڈالا اور چلو بھر کر اٹھایا اور اسکو اپنی داہنی کہنی پر ڈالا اور اپنا ہاتھ کلائی پر پھیرا یہاں تک کہ پانی انگلیوں کے تمام اطراف تک جاری ہوگیا اسکے بعد داہنا ہاتھ پانی میں ڈالا اور پھر چلو نکال کر اپنے بائیں ہاتھ کی کہنی پر ڈالا اور اپنے ہاتھ کو کلائی پر پھیرا یہاں تک کہ پانی ساری انگلیوں کے اطراف تک جاری ہوگیا اسکے بعد اپنے گیلے ہاتھ سے سر کے سامنے والے حصے پہ مسح کیا اور اس کی تری سے جو باقی تھی دونوں پاؤں کی پشت پر مسح کرلیا۔

(۷۵) روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تو اپنے نعلین مبارک پر مسح فرمایا یہ دیکھ کر مغیرہ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ بھول گئے ؟ تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تو بھول گیا (کہ میں اللہ کا رسول ہوں) میرے رب نے مجھے اسی طرح حکم دیا ہے۔

(۷۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو صرف ایک ایک مرتبہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایک ہی مرتبہ منہ ہاتھ دھویا کرتے تھے۔ پھر فرمایا یہی وہ

وضو ہے کہ بغیر اسکے اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتا۔ لیکن وہ احادیث کہ جن میں روایت کی گئی ہے کہ وضو دو دو مرتبہ (ہاتھ منہ دھونا) ہے:۔

(۷۷) تو ان میں سے ایک تو وہ روایت ہے کہ جس کے اسناد منقطع ہیں اور اسکی روایت کی ہے ابو جعفر احول نے اور ان سے بیان کیا ہے اس شخص نے جس نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وضو میں ایک ایک مرتبہ (دھونا) فرض کیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے لوگوں کیلئے دو مرتبہ رکھدیا تو آپ نے اس سے انکار کیلئے کہا ہے خبر دینے کیلئے نہیں کہا ہے گویا آپ یہ فرمارہے ہیں کہ (کیا ایسا بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک چیز کی حد مقرر کرے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے تجاویز کریں اور اس حد سے آگے بڑھیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " و من یتعد حدو د اللہ فقد ظلم نفسه " (جو شخص اللہ کے مقرر کردہ حدود سے آگے بڑھے گا وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔) (سورۃ طلاق آیت نمبر۱)

(۷۸) اور روایت کی گئی ہے کہ وضو بھی اللہ کے مقرر کردہ حدود میں سے ایک حد ہے تاکہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ کون اسکی اطاعت کرتا ہے اور کون اسکی نافرمانی کرتا ہے۔ اور مومن کو کوئی شے نجس نہیں کرتی اس کیلئے تو (وضو میں پانی) مثل تیل کی مقدار میں کافی ہے۔

(۷۹) حضرت امام جعفر صاق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے وضو میں حد سے تجاویز کیا وہ گویا اپنے وضو کا توڑنے والا بن گیا۔

(۸۰) اور اس کے متعلق ایک دوسری حدیث بھی منقطع اسناد کے ساتھ عمرو بن ابی مقدام کی ہے اس کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بتایا جس نے خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ فرماتے تھے کہ مجھے تعجب ہے اس شخص سے جو دو دو کرکے وضو کرنا چاہتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی دو دو وضو کئے مگر رسول اللہ تو ہر فریضہ اور ہر نماز کیلئے جدید وضو کیا کرتے تھے۔ تو اب اس حدیث کا یہ مطلب ہوا کہ مجھے اس شخص سے تعجب ہے کہ جو تجدید وضو سے منہ موڑتا ہے جبکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجدید وضو فرمایا کرتے تھے۔

اور وہ حدیث جس میں یہ روایت کی گئی ہے کہ جو شخص دو مرتبہ کے بعد اور زیادہ دھوئے تو اس کو کوئی اجر نہ ملے گا یہ ہمارے کہنے کی تائید کرتی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ تجدید وضو کے بعد پھر تجدید وضو کا کوئی اجر وثواب نہیں ہے جیسے اذان کہ جو شخص ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ پڑھے تو اسکے لئے جائز ہے اور جو شخص عصر کیلئے پھر سے اذان کہہ لے تو اسکے لئے افضل ہے اور اسکے بعد تیسری اذان تو یہ بدعت ہے اسکا کوئی اجر نہ ملے گا۔ اور اسی طرح یہ روایت کی گئی ہے کہ دو مرتبہ افضل ہے تو اسکا مطلب تجدید وضو ہے۔ اور اسی طرح جو دو مرتبہ کیلئے روایت کی گئی تو اسکا مطلب خوب اچھی طرح اور پورے طور کے ہیں۔

(۸۱) اور روایت کی گئی ہے کہ نماز عشاء کیلئے تجدید وضو محو کر دیتا ہے نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم کو۔

(۸۲) اور ایک دوسری حدیث روایت کی گئی ہے کہ وضو کے اوپر وضو نور کے اوپر نور ہے۔ اور جو شخص بغیر کسی حدث کے صادر ہونے کے تجدید وضو کرے تو اللہ تعالیٰ بغیر استغفار کے اسکے توبہ کی تجدید کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنے دینی امور سپرد کر دیئے ہیں مگر انہیں یہ اختیار نہیں دیا ہے کہ وہ اس کے حدود سے تجاویز کریں۔

(۸۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول ہے کہ جو دو مرتبہ وضو کرے گا اسکو کوئی اجر نہ ملے گا آپ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو جس امر کا حکم دیا گیا تھا اور جس پر اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا تھا اس نے یہ کام اسکے علاوہ کیا اسلئے وہ اجر کا مستحق نہیں ہے۔ اور اس طرح ہر وہ مزدور کہ جس کام کیلئے اسکو مزدوری پر رکھا گیا اسکے علاوہ کوئی دوسرا کام کرے تو اس کیلئے کوئی مزدوری نہیں ہے۔

باب حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے وضو کا طریقہ

(۸۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک دن امیرالمومنین علیہ السلام (اپنے فرزند) محمد بن حنفیہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک آپ نے فرمایا اے محمد ذرا کسی برتن میں پانی تو لاؤ میں نماز کیلئے وضو کرونگا۔ محمد بن حنفیہ نے پانی لاکر حاضر کیا تو پہلے آپ نے پیشاب کیا پھر آپ نے اپنے داہنے ہاتھ پر پانی انڈیلا اور کہا۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْراً وَ لَمْ یَجْعَلْهُ نَجِساً (شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ اور حمد مخصوص اس اللہ کی جس نے پانی کو پاک و پاکیزہ بنایا اور نجس نہیں بنایا) پھر آپ نے استنجا کیا اور کہا۔ اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِیْ وَ اَعِفَّهُ، وَ اسْتُرْ عَوْرَتِیْ وَ حَرِّمْنِیْ عَلَی النَّارِ۔ (پروردگار میری شرمگاہ کی حفاظت کر اور اسے ڈھانک اور میرے آگے پیچھے کی ستر پوشی کر اور مجھے جہنم پر حرام قرار دے) پھر آپ نے کلی کی اور فرمایا اَللّٰهُمَّ لَقِّنِّیْ حُجَّتِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ وَ اَطْلِقْ لِسَانِیْ بِذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ۔ (پروردگار جس دن میں تجھ سے ملاقات کروں اس دن تو مجھے میری حجتوں کی تلقین فرمانا اور اپنے ذکر اور اپنے شکر کیلئے میری زبان کو کھول دینا) پھر آپ نے ناک میں پانی ڈالا اور کہا۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُحَرِّمْ عَلَیَّ رِیْحَ الْجَنَّةِ وَ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یَشُمُّ رِیْحَهَا وَ رَوْحَهَا وَ طِیْبَهَا۔ (پروردگار مجھ پر جنت کی خوشبو کو حرام نہ کر اور مجھے ان لوگوں میں قرار دے جو اسکی خوشبو اسکے پھولوں اور اسکے عطریات کو سونگھیں) پھر آپ نے اپنا منہ (چہرہ) دھویا اور کہا۔ اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ فِیْهِ الْوُجُوْهُ وَ لَا تُسَوِّدْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ فِیْهِ الْوُجُوْهُ۔ (پروردگار جس دن کچھ چہرے سیاہ ہوجائیں گے اس دن میرے چہرے کو سفید رکھنا اور جس دن کچھ چہرے سفید ہونگے میرے چہرے کو سیاہ نہ بنانا) پھر آپ نے اپنا داہنا ہاتھ دھویا اور کہا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَ الْخُلْدَ فِی الْجِنَانِ بِیَسَارِیْ وَ حَاسِبْنِیْ حِسَاباً یَسِیْراً۔

(پروردگار میرا نامہ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دینا اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہنا میرے بائیں ہاتھ میں ہو۔ اور مجھ سے بہت تھوڑا سا حساب کتاب کرنا۔) پھر آپ نے اپنا بایاں ہاتھ (کہنی تک) دھویا اور کہا۔ اَللّٰھُمَّ لَاتُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَسَارِیْ وَ لَا تَجْعَلْھَا مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِیْ وَ اَعُوْذُبِکَ (رَبِّیْ) مِنْ مُقَطَّعَاتِ النِّیْرَانِ۔ (پروردگار میرا نامہ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں نہ دینا اور نہ اسکو پس گردن سے بندھا ہوا قرار دینا اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے قطعات سے۔) پھر آپ نے سر کا مسح کیا اور کہا۔ اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَ بَرَکَاتِکَ وَ عَفْوِکَ۔ (اے اللہ اپنی رحمت، اپنی برکات اور اپنے عفو میں مجھے چھپالے۔) پھر آپ نے اپنے دونوں پاؤں کا مسح کیا اور کہا۔ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْہِ الْاَقْدَامُ وَ اجْعَلْ سَعْیِیْ فِیْمَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ۔ (اے اللہ مجھے اس دن صراط پر ثابت قدم رکھنا جس دن لوگوں کے قدم صراط پر پھسل جائیں گے اور اے ذوالجلال والاکرام میری سعی اور کوشش ایسے امور میں لگا دے جس کی وجہ سے تو مجھ سے راضی ہو جائے۔) پھر آپ نے اپنا سر اٹھا کر محمد بن حنفیہ کی طرف دیکھا اور کہا اے محمد جو میری طرح وضو کرے اور میری طرح جو دعائیں میں نے پڑھی وہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ (اسکے وضو کے) ہر قطرے سے ایک ملک پیدا کر دے گا جو اس کی تقدیس، تسبیح و تکبیر بجالاتے رہیں گے اور اللہ اسکا ثواب اس شخص کے نامہ اعمال میں قیامت تک لکھتا رہے گا۔

(۸۵) اور امیرالمومنین علیہ السلام جب وضو فرمایا کرتے تو کسی دوسرے کو پانی اپنے اوپر نہیں ڈالنے دیتے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا امیرالمومنین کسی دوسرے کو آپ اپنے اوپر پانی کیوں نہیں ڈالنے دیتے؟ تو آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میری نماز میں کوئی دوسرا شریک ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فمن کان یرجوالقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً و لا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ (جو شخص اپنے پروردگار کی ملاقات کی امید رکھے تو اسے چاہیئے کہ نیک عمل کئے جائے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۱۰)

(۸۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا حضرت امیرالمومنین نے نعلین پہنے ہوئے مسح کر لیا اور نعلین کا تسمہ نہیں کھولا۔

(۸۷) امیرالمومنین علیہ السلام جب وضو کیا کرتے تو کہا کرتے تھے بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ خَیْرُ الْاَسْمَاءِ لِلّٰہِ وَ اَکْبَرُ الْاَسْمَاءِ لِلّٰہِ وَ قَاھِرٌ لِمَنْ فِی السَّمَاءِ وَ قَاھِرٌ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ وَ اَحْیَا قَلْبِیْ بِالْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیَّ وَ طَھِّرْنِیْ وَ اقْضِ لِیْ بِالْحُسْنٰی وَ اَرِنِیْ کُلَّ الَّذِیْ اُحِبُّ وَ افْتَحْ لِیْ بِالْخَیْرَاتِ مِنْ عِنْدِکَ یَا سَمِیْعَ الدُّعَاءِ۔ (اللہ کے نام سے اور اللہ کے ساتھ اور بہترین نام اللہ کے ہیں اور سب سے بڑا نام اللہ کا ہے وہ اہل آسمان پر غالب ہے اور اہل زمین پر غالب ہے ہر طرح کی حمد اس اللہ کیلئے ہے کہ جس نے پانی سے ہر شے کو حیات بخشی اور میرے دل کو ایمان سے زندہ کیا۔ اے اللہ میری توبہ کو قبول فرما اور مجھے پاک کر دے اور میری نیکیوں کو پورا کر دے اور مجھے ہر

اس شے کو دکھادے جسے میں چاہتا ہوں اور اپنی طرف سے میرے لئے نیکیوں کے دروازے کھول دے ۔ اے دعاؤں کے سننے والے) ۔

باب وضو کے حدود اس کی ترتیب اور اس کا ثواب

(۸۸) ایک مرتبہ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ مجھے چہرے کے وہ حدود بتائیں جس پر وضو کیا جاتا ہے ۔ تو آپ نے فرمایا چہرہ جس کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اور جسکو اللہ تعالیٰ نے دھونے کا حکم دیا ہے اور کسی کیلئے یہ جائز نہیں کہ اس میں زیادتی یا کمی کرے اگر وہ زیادتی کرے گا تو اسکا کوئی اجر نہ ملے گا اور اگر اس میں کمی کرے گا تو گناہ گار ہوگا وہ (چہرہ کا وہ حصہ ہے) جسکو بیچ کی انگلی اور انگوٹھا گھیرلے بال کی جڑ سے لے کر ٹھڈی (ذقن) تک اور یہ دونوں انگلیاں اس حصہ کو گھیرے ہوئے چلیں تو لتنے حصے کا چہرے میں شمار ہے اور اسکے علاوہ چہرہ میں شمار نہیں زرارہ نے کہا اور کیا کنپٹی چہرے کا حصہ ہے ؟ آپ نے فرمایا نہیں زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کی نظر میں وہ پورا حصہ نہیں ہے جس کو بال گھیرے ہوئے ہے آپ نے فرمایا بال جتنے حصے کا احاطہ کئے ہوئے ہیں بندوں پر یہ فرض نہیں ان سب کو دھوئیں اور اسے کرید کر اسکی جڑ تک پانی پہنچائیں لیکن اتنا ہے کہ اس پر پانی جاری ہوجائے اور دونوں ہاتھوں کے دھونے کی حد کہنی سے لے کر انگلیوں کے سرے تک ہے اور سر کے مسح کی حد یہ ہے کہ تین انگلیوں سے سر کے اگلے حصے پر مسح کیا جائے اور پاؤں کے مسح کی حد یہ ہے کہ تم اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے پاؤں کی انگلیوں کے سرے پر رکھو اور اسے اوپر پاؤں کے گٹے تک لے جاؤ اور آدمی مسح داہنے پاؤں سے شروع کرے بائیں سے پہلے اور یہ مسح دونوں ہاتھوں میں جو تری باقی رہ گئی ہے اس سے ہو کوئی جدید پانی اس کیلئے نہ لیا جائے اور ہاتھوں کے دھونے میں بالوں کو الٹ پلٹ نہ کرے اور نہ سر کے اور پاؤں کے مسح میں بالوں کو الٹ پلٹ کرے ۔

(۸۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وضو اسی ترتیب سے کرو جس ترتیب سے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے لہذا پہلے منہ دھوؤ پھر دونوں ہاتھ پھر سر کا مسح کرو پھر دونوں پاؤں کا اور جس ترتیب سے تمہیں حکم دیا گیا ہے اس کے خلاف تم اپنی طرف سے کسی کو مقدم اور موخر ہرگز نہ کرو ۔ چنانچہ اگر تم نے منہ سے پہلے ہاتھ دھولیا ہے تو پھر سے پہلے منہ دھوؤ اور اسکے بعد دوبارہ ہاتھ دھویا اگر تم نے سر سے پہلے پاؤں کا مسح کرلیا ہے تو پھر سر کا مسح کرو اور اسکے بعد دوبارہ پاؤں کا مسح کرو اللہ نے جس کو پہلے رکھا ہے اسکو تم بھی پہلے رکھو اور اسی طرح اذان و اقامت میں بھی جو اول ہے اسکو اول رکھو پس اگر تم نے شہادتوں سے پہلے حی علی الصلوٰۃ کہہ دیا ہے تو اب پھر شہادتین کہو اور اس کے بعد حی علی الصلوٰۃ کہو ۔

(۹۰) اور ایک دوسری حدیث میں اس شخص کیلئے ہے جو اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ سے پہلے دھولے تو وہ از سر نو دایاں ہاتھ دھوئے اسکے بعد دوبارہ بایاں ہاتھ دھوئے ۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ وہ (دوبارہ دایاں نہیں بلکہ) بایاں ہاتھ دوبارہ دھوئے گا ۔

(۹۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پیشاب کر کے ایک مرتبہ ہاتھ دھوئے اور پاخانہ کر کے آبدست لے کر دو مرتبہ اور جنابت میں تین مرتبہ۔

(۹۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نیند سے بیدار ہو کر ایک مرتبہ ہاتھ دھوؤ اور جس نے نیند کی وجہ سے وضو کیا اور ہاتھ دھونا بھول گیا اور ہاتھ دھونے سے پہلے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو اس پر واجب ہے اس پانی کو بہا دے استعمال نہ کرے اور اگر وہ پیشاب یا پاخانہ کے صادر ہونے کی وجہ سے وضو کر رہا ہے اور اس نے ہاتھ دھونے سے پہلے بھول کر وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو کوئی حرج نہیں یہ اس وقت جب کہ اس کا ہاتھ نجس نہ ہو۔ اور وضو ایک ایک مرتبہ ہے اور دو مرتبہ کا کوئی اجر و ثواب نہیں اور جس نے تین مرتبہ کیا وہ بدعت کا مرتکب ہوا۔

(۹۳) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پشت پا پر مسح کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں یہی خیال کرتا کہ پشت پا پر مسح کرنے سے بہتر تلووں پر مسح کرنا ہے اور اگر کسی شخص کے ان اعضاء پہ کہیں کٹ گیا ہو یا زخم ہو یا پھوڑا پھنسی ہو اور اس کے کھولنے میں کوئی اذیت نہ ہو تو اس کو کھول لے اور دھولے اور اگر اس کا کھولنا مضر ہے تو اس زخم پر بندھی پٹی ہی پر مسح کرلے اور اسے نہ کھولے اور اپنے زخم کو نہ چھیڑے۔

(۹۴) اور زخم کی پٹی کیلئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کے اطراف کو دھویا جائے گا اور نہیں جائز ہے مسح عمامہ پر نہ ٹوپی پر نہ موزوں پر نہ جرابوں پر لیکن یہ کہ جب انسان تقیہ میں ہو یا دشمن کا خوف ہو یا برف کی وجہ سے اپنے پاؤں میں مضرت کا ڈر ہو تو یہ موزے، زخم کی پٹی کے قائم مقام سمجھے جائیں گے اور اس پر مسح کیا جائے گا۔

(۹۵) اور عالم علیہ السلام (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں سے کسی ایک میں بھی تقیہ جائز نہیں ہے نشہ آور چیز کے پینے میں، موزوں پر مسح کرنے میں اور متعۃ الحج میں۔

(۹۶) حضرت عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت و افسوس اسکو ہوگا جو اپنے وضو کو کسی غیر کی جلد پر دیکھے گا۔

(۹۷) اور ان ہی معظمہ سے روایت ہے کہ اپنے موزوں پر مسح کرنے سے اچھا تو میرے لئے یہ ہے کہ میں بیابان کے کسی گورخر (نیل گائے) کی پشت پر مسح کرلوں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی چرمی موزہ کا کسی کو علم ہی نہیں سوائے اسکے کہ ایک چرمی موزہ نجاشی نے ہدیہ بھیجا تھا جس کے پشت پا پر شگاف تھے اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چرمی موزہ پہنے ہوئے اپنے پشت پا پر مسح فرمایا اور لوگ سمجھے کہ آنحضرت نے چرمی موزہ پر مسح فرمایا علاوہ ازیں اس مضمون کی حدیث کی اسناد غیر صحیح ہیں۔

(۹۸) حضرت موسیٰ بن جعفر سے ایک مرتبہ ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کے موزے کا اوپری حصہ اتنا پھٹا ہوا ہے کہ اس میں اس کا ہاتھ چلا جاتا ہے اور وہ اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر اپنے پاؤں پر مسح کر لیتا ہے کیا یہ اس کیلئے جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۹۹) اور ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جس کا ہاتھ کہنی سے کٹا ہوا ہے وہ کیسے وضو کرے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اپنے بقیہ بازو کو دھوئے گا اور اس طرح کٹے ہوئے پاؤں کے متعلق بھی روایت ہے اور جب عورت مغرب یا صبح کی نماز کیلئے وضو کرے تو مسح کیلئے اپنے سر سے مقنع کو ہٹالے اور اس کیلئے تمام نمازوں کیلئے جائز ہے کہ وہ بغیر مقنع سر سے ہٹاتے ہوئے اس میں اپنی انگلیاں داخل کرے اور اپنے سر پر مسح کرے۔

(۱۰۰) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وضو میں لوگوں پر فرض کیا ہے کہ عورت اپنے ہاتھ کو اندرونی طرف سے دھونا شروع کرے اور مرد اپنے ہاتھ کو بیرونی طرف سے دھونا شروع کرے۔

(۱۰۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ کہہ کر وضو کرے تو گویا اس نے پورا غسل کر لیا۔

(۱۰۲) اور روایت کی گئی ہے کہ جس شخص نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا اس نے اپنا پورا جسم طاہر کر لیا اور ایک وضو سے دوسرے وضو کے درمیان جتنے گناہ اس سے سرزد ہوئے اس کا کفارہ ہو گیا اور جس نے بغیر بسم اللہ کہے وضو کیا تو گویا اس نے دہی حصے جسم کے طاہر کئے جہاں جہاں وضو کا پانی پہنچا ہے۔

(۱۰۳) حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مغرب کی نماز کیلئے وضو کیا تو اس کا یہ وضو سوائے گناہان کبیرہ کے جتنے بھی گناہ اس نے کئے ہیں ان سب کا کفارہ ہو گیا اور جس نے صبح کی نماز کیلئے وضو کیا تو اس کا یہ وضو سوائے گناہان کبیرہ کے جتنے بھی گناہ اس نے رات بھر کئے ہیں ان سب کا کفارہ ہو گیا۔

(۱۰۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ وضو کرتے ہوئے اپنی آنکھ کھلی رکھو ہو سکتا ہے کہ اس طرح تم لوگوں کو جہنم نہ دیکھنا پڑے۔

(۱۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص وضو کرے اور رومال سے پانی جذب کرے تو اللہ اس کیلئے ایک نیکی لکھے گا اور جو شخص وضو کرے اور رومال کو اس وقت تک استعمال نہ کرے جب تک کہ اس کا پانی خود خشک نہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے تیس (۳۰) نیکیاں لکھے گا اور کوئی حرج نہیں اگر آدمی ایک وضو سے دن و رات کی کل نمازیں پڑھے اگر اس سے کوئی حدث صادر نہ ہوا ہو اور اسی طرح ایک تیمم سے بھی جب تک اس سے کوئی حدث صادر نہ ہوا ہو یا پانی نہ ہاتھ آ گیا ہو۔

(۱۰۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی وضو کرے تو منہ پر پانی کا چھینٹا مارے یہ اسلئے کہ اگر وہ اونگھ رہا ہے تو چونک اٹھے اور جاگ پڑے اور اگر سردی سے ڈر رہا ہے تو پھر سردی محسوس نہیں کرے گا اور اگر کسی شخص کی انگلی میں انگوٹھی ہے تو وضو میں اس کو گردش دے لے اور غسل میں اس کو اتار لے۔

(۱۰۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اور اگر تم (انگوٹھی کو گردش دینا) بھول گئے یہاں تک کہ تم نے نماز پڑھ لی تو میں تم کو اعادہ (دوبارہ پڑھنے) کا حکم نہیں دیتا اور جب آدمی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ کسی برتن میں نہ ڈالے جب تک کہ وہ اسے دھو نہ لے اسلئے کہ اسے نہیں معلوم کہ اسکا ہاتھ سوتے میں کہاں کہاں پہنچا ہے اور وضو کی زکوۃ یہ ہے کہ وضو کرنے والا (وضو کرتے وقت یہ) کہے۔ اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْئَلُکَ تَمَامَ الْوُضُوْءِ وَ تَمَامَ الصَّلٰوۃِ وَ تَمَامَ رِضْوَانِکَ وَ الْجَنَّۃَ (اے اللہ میں تجھ سے مکمل وضو، مکمل نماز اور تیری مکمل رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں) یہی وضو کی زکوۃ اور اسکا خلوص ہے۔

باب مسواک کرنا

(۱۰۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ مسواک کرنے کا حکم سناتے رہے یہاں تک کہ مجھے ڈر ہوا کہ (اتنی زیادہ مسواک کرتے کرتے) میرے دانت کی جڑیں کمزور نہ ہو جائیں اور جھڑ نہ جائیں اور مجھے ہمیشہ پڑوسیوں کے متعلق ہدایت دیتے رہے یہاں تک کہ میرا خیال ہوا کہ پڑوسی کو عنقریب حق وراثت بھی عطا ہو جائیگا اور مجھے غلاموں کے متعلق ہمیشہ وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ عنقریب ان کے لئے ایک مدت مقرر کر دی جائے گی کہ اس مدت میں وہ آزاد کر دیئے جائیں۔

ایک دوسری روایت ہے کہ ہمیشہ عورت کیلئے ہدایت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ انہیں طلاق دینا مناسب و جائز نہیں۔

(۱۰۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مسواک اور حجامت اور خلال کا حکم لے کر نازل ہوئے تھے۔

(۱۱۰) حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ اشان (ایک تلخ قسم کی گھاس) کھانے سے بدن پگھل جاتا ہے (دبلا ہو جاتا ہے) اور ٹھیکرے (جھانوے) کے رگڑنے سے جسم بوسیدہ ہو جاتا ہے اور بیت الخلاء میں مسواک کرنے سے منہ بدبو کرنے لگتا ہے۔

(۱۱۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ چار چیزیں مرسلین علیہ السلام کی سنت ہیں عطر لگانا، مسواک کرنا، عورت اور مہندی۔

(۱۱۲) امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کے منہ قرآن کے راستے ہیں لہذا انہیں مسواک کرکے پاک رکھو۔

(۱۱۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے اپنی وصیت میں فرمایا اے علیؑ تم پر لازم ہے کہ ہر نماز کیلئے وضو کرتے وقت مسواک کرو۔

(۱۱۴) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مسواک کرنا وضو کا ایک جز ہے۔

(۱۱۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب لوگ گروہ در گروہ دین اسلام میں داخل ہونے لگے تو ازد کے لوگ بھی مسلمانوں کے پاس آئے وہ دل کے بہت نرم اور زبان کی بہت شیریں تھے تو لوگوں نے کہا یارسول اللہ یہ لوگ تو بہت نرم دل ہیں یہ ہم جانتے ہیں لیکن یہ شیریں زبان کیسے ہوگئے؟ تو آنحضرت نے فرمایا یہ لوگ زمانہ جہالت میں بھی مسواک کیا کرتے تھے۔

(۱۱۶) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر شے کی ایک طہارت ہوتی ہے اور منہ کی طہارت مسواک کرنا ہے۔

(۱۱۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر مسواک فرمایا کرتے تھے اور یہ واجب نہیں ہے لہذا اس کا بعض بعض دن ترک کرنا تمہارے لئے مضرت رساں نہیں ہے اور کوئی حرج نہیں اگر ایک روزہ دار ماہ رمضان میں دن کو کسی وقت بھی مسواک کرے اور کوئی حرج نہیں اگر حالت احرام میں کوئی شخص مسواک کرے اور حمام کے اندر مسواک کرنا مکروہ ہے اس سے دانتوں کا مرض پیدا ہوتا ہے اور مسواک تو سنت حنفیہ ابراہیم میں ہے اور وہ دس ہیں۔ پانچ سر کے حصے میں اور پانچ جسم کے باقی حصے میں ہیں جو سر کے حصے میں ہیں وہ کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، موچھیں چھوٹی کرنا اور جس کے سر کے بال لمبے ہیں اس کیلئے مانگ نکالنا اور جو اپنے بالوں میں مانگ نہ نکالے گا تو اللہ تعالیٰ جہنم کی آری سے اس کے سر میں مانگ نکالے گا۔ اور جو جسم کے باقی حصے میں ہیں وہ استنجا، ختنہ، پیڑو کے بال مونڈنا، ناخن تراشنا اور بغلوں کے بال صاف کرنا ہے۔

(۱۱۸) حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مسواک کرکے دو رکعت نماز پڑھنا افضل ہے بغیر مسواک کئے ستر نماز پڑھنے سے۔

(۱۱۹) نیز حضرت امام محمد باقر و حضرت جعفر صادق علیہم السلام نے مسواک کے متعلق فرمایا کہ تم اس کو مسلسل تین دن تک نہ چھوڑو اور اگر چھوڑنا ہے تو ایک دن کا ناغہ کرو۔

(۱۲۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ سرمہ لگاؤ جیسے کمان میں تانت اور مسواک کرو دانت کی چوڑائی میں۔

(۱۲۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی وفات سے دو سال قبل مسواک کرنا چھوڑ دیا تھا وہ اسلئے کہ آپ کے دانت کمزور ہوگئے تھے۔

(۱۴۲) علی بن جعفر نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص جب نماز کیلئے اٹھتا ہے تو ایک مرتبہ اپنی انگلی سے مسواک کرلیتا ہے حالانکہ اس میں مسواک کرنے کی قدرت ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ اگر اس کو ڈر ہے کہ صبح طلوع نہ ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۴۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر میری امت پر شاق نہ گزرتا تو میں حکم دیتا کہ ہر نماز کے وضو کے وقت مسواک کیا کریں۔

(۱۴۴) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر لوگ یہ جانتے کہ مسواک کے کیا فوائد ہیں تو اسکو اپنے لحاف ہی میں رات کو رکھ کر سوتے۔

(۱۴۵) روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ خانہ کعبہ نے اللہ تعالیٰ سے مشرکین کے بدبو دار سانسوں کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسکی طرف وحی فرمائی کہ اے کعبہ بیقرار نہ ہو ہم ان کو ایسی قوم میں بدل دیں گے جو درخت کی شاخوں سے اپنا منہ صاف کیا کرے گی ۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا تو روح الامین جبرئیل علیہ السلام مسواک کا حکم لے کر نازل ہوئے۔

(۱۴۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مسواک کرنے میں بارہ خوبیاں ہیں اس کا شمار سنت میں ہے منہ کو پاک رکھتی ہے ، آنکھ کی روشنی تیز کرتی ہے ، اس سے اللہ راضی ہوتا ہے ، دانت سفید رہتے ہیں ، ان کا پیلا پن دور ہوتا ہے ، مسوڑے مضبوط ہوتے ہیں ، غذا کی خواہش پیدا ہوتی ہے ، بلغم دور ہوتا ہے ، حافظہ زیادہ ہوتا ہے ، نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور ملائیکہ خوش ہوتے ہیں۔

باب وضو کا سبب

(۱۴۷) ایک مرتبہ یہود کے چند افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور چند مسائل دریافت کئے جن میں ایک یہ بھی تھا کہ اے محمدؐ کیا سبب ہے کہ آپ ان چار اعضاء (یعنی ہاتھ ، پاؤں ، چہرہ ، سر) پر وضو کرتے ہیں یہ تو جسم کے تمام اعضاء میں سب سے زیادہ صاف ستھرے رہتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا کہ جب شیطان نے حضرت آدمؑ کو وسوسے میں ڈالا تو وہ درخت کے قریب گئے اور اسے دیکھا تو ان کے چہرے کی آب جاتی رہی پھر اٹھے اور اسکی طرف چلے تو یہ سب سے پہلا قدم تھا جو معصیت کیلئے اٹھا تھا پھر اپنے ہاتھ سے اس درخت پر جو پھل تھا اسے لیا اور کھالیا تو پھر انکے جسم پر جو حلے اور لباس تھے وہ پرواز کر گئے (یہ دیکھ کر) حضرت آدم نے اپنا ہاتھ سر کے اگلے حصے پر رکھا اور رونے لگے اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول کی تو ان پر اور انکی ذریت پر یہ فرض کردیا کہ ان چاروں اعضاء کو پاک کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے چہرے کو دھونے کا حکم دیا اسلئے کہ انہوں نے درخت کی طرف دیکھا تھا اور انہیں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونے کا حکم دیا اسلئے کہ

انہوں نے ان ہی دونوں ہاتھوں سے توڑا اور کھایا تھا اور انہیں سر کے مسح کا حکم دیا اسلئے کہ انہوں نے اپنا ہاتھ سر کے اگلے حصے پر رکھا تھا اور انہیں دونوں پاؤں پر مسح کا حکم دیا اسلئے کہ ان ہی سے وہ خطا کرنے چلے تھے۔

(۱۲۸) اور حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کو انکے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ وضو کا سبب جس کی بنا پر بندے پر واجب ہے کہ اپنا منہ دھوئے اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے سر اور دونوں پاؤں کا مسح کرے اسلئے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور اپنے ظاہری اعضاء کے ساتھ اسکا سامنا کرنا ہے اور کراماً کاتبین سے ملاقات کرنی ہے لہذا وہ چہرے کو سجدے اور خضوع کیلئے دھوئے اور دونوں ہاتھوں کو دھوئے کیونکہ ان ہی دونوں کو اسے آگے بڑھانا اور خوف و رغبت کا اظہار کرنا اور دعا مانگنا ہے اور سر کا اور دونوں پاؤں کا مسح کرے اسلئے کہ یہ دونوں ظاہر اور کھلے ہوئے ہیں اور اپنے تمام حالات کا وہ ان دونوں سے استقبال کرتا ہے ان دونوں میں وہ خضوع و خشوع لجاجت نہیں ہے جو چہرے اور دونوں ہاتھوں میں ہے۔

باب وضو تمام ہونے سے پہلے اگر بعض اعضاء سے پانی خشک ہو جائے تو کیا کریں

میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رسالے میں تحریر فرمایا جب انہوں نے میرے پاس بھیجا تھا کہ اگر تم اپنے وضو کے بعض حصوں سے فارغ ہوئے اور وضو ابھی پورا نہیں ہوا تھا کہ تمہارے پاس پانی ختم ہو گیا اور دوسرا پانی لایا گیا تو اب وہ عضو کہ جس کو تم دھو چکے ہو اگر تری باقی ہے تو اپنے باقی وضو کو تمام کرو اور اگر وہ خشک ہو گیا ہے کہ از سر نو وضو کرو اور اگر تم نے ابھی وضو پورا نہیں کیا تھا کہ تمہارے وضو کا بعض حصہ خشک ہو گیا اور تمہارے پاس پانی موجود ہے اور ختم نہیں ہوا ہے تو اب جو باقی حصہ ہے اسکو دھو لو (اور وضو کو پورا کر لو) کچھ حصہ خشک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

باب جو شخص وضو کو یا اسکے بعض حصے کو ترک کر دے یا اس پر شک کرے

(۱۲۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ بغیر طہارت کے نماز نہیں۔

(۱۳۰) روایت کی گئی ہے کہ احبار میں سے ایک شخص کو اسکی قبر پر بیٹھایا گیا اور کہا گیا کہ ہم لوگ تجھ کو عذاب الہٰی کے سو کوڑے لگائیں گے اس نے کہا کہ اتنا میری برداشت سے باہر ہے آخر گھٹاتے گھٹاتے ان لوگوں نے کہا کہ اچھا ایک کوڑا اس نے کہا کہ یہ بھی برداشت نہ کر سکوں گا ان لوگوں نے کہا کہ یہ ایک تو ضروری ہے اس نے کہا کہ مگر یہ بتاؤ کہ تم لوگ مجھے کیوں کوڑے لگا رہے ہو ان فرشتوں نے کہا اسلئے کہ تو نے ایک دن بغیر وضو کے نماز پڑھی تھی اور تو ایک دن ایک ضعیف کی طرف سے گزرا تھا اور اسکی مدد نہیں کی تھی چنانچہ انہوں نے اسکو عذاب الہٰی کا ایک کوڑا لگایا اور اسکی پوری قبر آگ

سے بھر گئی۔

(۱۳۱) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آٹھ آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکی نماز قبول نہیں کرے گا۔ بھاگا ہوا غلام جب تک کہ وہ اپنے مالک کے پاس واپس نہ آجائے، اپنے شوہر کی نافرمان عورت جب کہ اس کا شوہر اس سے خفا ہو، مانع زکوٰۃ، وہ پیش نماز جس کے پیچھے لوگ نماز پڑھتے ہوں مگر لوگ اس سے کراہت کرتے ہوں، وضو ترک کرنے والا، وہ عورت جو بالغہ ہو چکی ہو اور پھر بغیر چادر اوڑھے ہوئے نماز پڑھے اور وہ لوگ جو پاخانہ پیشاب پھینکتے ہیں، وہ شخص جو نشے میں ہو، اور وہ وضو ترک کرنے والا جو بھول گیا ہے اس پر واجب ہے کہ جب اسکو یاد آئے تو وضو کرے اور پھر سے نماز پڑھے۔

(۱۳۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہماری امت سے نو چیزوں کا مواخذہ نہ ہوگا۔ سہو، خطا، نسیان، وہ گناہ جو اس سے جبریہ کرایا گیا ہو، وہ بات جس سے وہ ناواقف ہو، وہ چیز جو اس کے بس میں نہ ہو، شگون لینا، حسد، وسوسہ میں مبتلا ہو کر لوگوں کے عیوب دل ہی دل میں سوچنا جب تک کہ زبان سے نہ نکالے۔

(۱۳۳) اور حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے وضو کیا مگر اسکے چہرے کا کچھ حصہ باقی رہ گیا وہاں پانی نہیں پہنچا؟ آپ نے فرمایا کہ اس کیلئے جائز ہے کہ اپنے وضو کے بعض اعضاء سے پانی لے کر اسے تر کرے۔

(۱۳۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اپنے سر کا مسح کرنا بھول جاؤ تو اپنے وضو کے پانی کی تری سے (جو اعضائے وضو پر ہو) اپنے سر اور اپنے دونوں پاؤں کا مسح کر لو۔ اور اگر تمہارے ہاتھوں پر وضو کی کوئی تری باقی نہ ہو تو اپنی داڑھی سے تری لے لو اور اپنے سر اور پیروں کا مسح کر لو اور اگر تمہاری داڑھی میں بھی کوئی تری نہ ہو تو اپنے ابرو اور اپنی آنکھوں سے تری حاصل کر کے اپنے سر اور اپنے پاؤں پر مسح کر لو اور کہیں بھی کوئی تری باقی نہ ہو تو دوبارہ وضو کرو۔

(۱۳۵) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو سر کا مسح کرنا بھول گیا تو آپ نے فرمایا پھر وہ سر کا مسح کرے۔ راوی نے کہا مگر اس کو یاد نہ آیا یہاں تک کہ وہ نماز میں مشغول ہو گیا؟ آپنے فرمایا پھر وہ اپنی داڑھی سے کچھ تری لے کر سر کا مسح کرے۔

(۱۳۶) زید شحام اور مفضل بن صالح کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت ہے کہ جس نے وضو کیا مگر سر کا مسح بھول گیا یہاں تک کہ وہ نماز کیلئے کھڑا ہو گیا؟ آپ نے فرمایا وہ نماز کو چھوڑ دے اور اپنے سر کا مسح کرے اور دوبارہ نماز پڑھے جو شخص اپنے وضو کے اندر کسی بات میں شک کرے تو اگر وہ ابھی وہیں وضو کی جگہ بیٹھا ہے تو دوبارہ وضو کرے اور اگر اپنی جگہ سے اٹھ گیا ہے پھر اسے وضو کی کسی بات میں شک ہوا تو اس شک کی طرف توجہ نہ دے جب تک کہ اسکو پورا یقین نہ ہو جائے اور اگر کسی شخص کو وضو میں شک ہو (کہ وضو کیا ہے یا نہیں)

اور حدث کا یقین ہو تو اسکو چاہیئے کہ وضو کرے ۔ اور جس شخص کو حدث میں شک ہو (کہ وہ صادر ہوا یا نہیں) اور وضو کا یقین ہو تو شک یقین کو نہیں توڑتا جب تک کہ اسکو حدث کا یقین نہ ہو جائے ۔ اور جس شخص کو وضو کا بھی یقین ہو اور حدث کا بھی یقین ہو مگر یہ یاد نہ ہو کہ پہلے کون تھا تو اسے چاہیئے کہ وضو کرے ۔

باب وہ چیز جو وضو کو توڑ دیتی ہے

(۱۳۷) زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے دریافت کیا کہ کن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ؟ تو ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ تمہارے نچلے دونوں راستوں یعنی ذکر و مقعد سے کوئی چیز پاخانہ پیشاب یا منی یا ریاح خارج ہو یا نیند ایسی کہ جس سے عقل جاتی رہے (تو وضو ٹوٹ جاتا ہے) اور اسکے سوا کسی چیز سے مثلاً قے آنے یا ابکائی آنے یا نکسیر پھوٹنے یا پچھنے لگوانے یا کوئی دمبل نکل آنے یا کوئی زخم آجانے یا پھوڑا نکل آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہ سب دوبارہ وضو اور طہارت کا سبب نہیں بنتے ۔

(۱۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کدو دانہ نکلیں یا چھوٹے چھوٹے باریک کیڑے (چرنا) نکلیں تو اس کیلئے وضو نہیں ہے یہ سب بمنزلہ جوں یا پچڑیوں کے ہیں مگر یہ اس وقت کہ جب اس میں سے کوئی مواد وغیرہ نہ نکلے اور اگر کوئی مواد وغیرہ نہ نکلے تو اس میں استنجا (آبدست) اور وضو دونوں ہے اور اگر ان دونوں اطراف سے خون پیپ مذی یا وذی (رطوبت) وغیرہ نکلے تو اس میں نہ وضو ہے نہ استنجا ہے جب تک کہ پاخانہ پیشاب یا ریاح یا منی نہ نکلے ۔

(۱۳۹) ایک مرتبہ عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ میں اپنے پیٹ میں ریاح محسوس کرتا ہوں اور گمان یہ ہے کہ وہ نکلی بھی ہے ؟ آپ نے فرمایا جب تک تم ریح نکلنے کی آواز نہ سن لو یا اسکی بدبو ناک میں نہ آجائے تم پر وضو لازم نہیں ہے ۔ پھر آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ ابلیس انسان کے دونوں سرین کے درمیان بیٹھتا ہے اور وہ حدث صادر کرتا ہے تاکہ انسان کو شک میں مبتلا کر دے ۔

(۱۴۰) ایک مرتبہ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے ناخن کاٹتا ہے ، اپنی مونچھیں تراشتا ہے ، داڑھی کی اصلاح کرتا ہے اور سر کے کچھ بال کاٹتا ہے تو کیا اس سے اس کا وضو ٹوٹ گیا ؟ آپ نے فرمایا اے زرارہ یہ سب سنت ہے اور وضو فرض ہے اور سنت میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جو فریضہ کو توڑ دے یہ سب تو اسلئے ہیں تاکہ اور زیادہ طہارت ہو ۔

(۱۴۱) ایک مرتبہ اسماعیل بن جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے ناخن کاٹے اور مونچھ تراشی تو اب اسکو پانی سے دھوئے ؟ آپ نے فرمایا نہیں وہ پاک ہے ۔

(۱۴۲) اور راوی نے آپ سے شعر پڑھنے کے متعلق سوال کیا کہ کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ؟ آپ نے فرمایا نہیں ۔

(۱۴۳) اور سماعہ بن مہران نے آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز میں حالت قیام میں تھا یا حالت رکوع میں کہ غنودگی کے جھونکے کی وجہ سے اس کا سر جھکی کھا گیا؟ آپ نے فرمایا اس پر وضو نہیں ہے۔

(۱۴۴) اور حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا اونگھ رہا ہے کیا اس پر وضو واجب ہے؟ آپ نے فرمایا جب تک وہ بیٹھا ہے اس پر کوئی وضو نہیں ہے جب تک کہ اعضاء بے سود اور ڈھیلے نہ پڑجائیں۔

(۱۴۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا بوسہ لینے، ہم بستر ہونے اور شرمگاہ کو مس کرنے میں کوئی وضو نہیں ہے۔

(۱۴۶) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ نے فرمایا اگر کسی شخص کے قطرہ قطرہ پیشاب اور خون آتا ہے تو جب نماز کا وقت آئے تو ایک تھیلی لے اس میں روئی ڈالدے اور اسے لٹکالے اس میں اپنا عضو تناسل ڈالدے پھر اس سے ظہر و عصر کی نماز پڑھے ظہر میں ذرا تاخیر اور تامل کرے اور ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ دونوں نمازیں ادا کرے پھر مغرب میں ذرا تاخیر اور عشاء میں ذرا تامل کرے اور ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ دونوں نمازیں پڑھ لے اور نماز صبح میں بھی ایسا ہی کرے۔

(۱۴۷) اور عبداللہ بن ابی یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے پیشاب کرکے وضو کیا اور نماز کیلئے کھڑا ہوا تو اس نے کچھ تری محسوس کی؟ آپ نے فرمایا یہ کوئی چیز نہیں وہ پھر سے وضو نہیں کرے گا۔

(۱۴۸) اور ایک دوسرے راوی نے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو پیشاب کرتا ہے پھر استنجا کرتا ہے مگر اس کے بعد تری دیکھتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر اس نے پیشاب کیا اور اسکے بعد مقعد اور انثیین کے درمیان تین مرتبہ سوت لیا ہے اور ان دونوں کے درمیان ہاتھ سے دبا لیا ہے اسکے بعد استنجا کیا ہے تو پھر اگر وہ تری بہہ کر پنڈلی تک بھی پہنچ جائے تو پرواہ نہیں۔

اور اگر کسی شخص نے اپنی مقعد کے اندرونی حصہ کو یا عضو تناسل کے اندرونی حصہ کو مس کیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔ اور اگر وہ نماز میں ہے تو نماز کو قطع کرے وضو کرے اور پھر سے نماز پڑھے اور اگر اس نے اپنے عضو تناسل کے سوراخ کو کھولا ہے تو دوبارہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

اور اگر کوئی شخص حقنہ یا شافہ لگوائے اور صرف وہی دوا اس میں سے نکل آئے تو اس پر وضو نہیں ہے اور اگر اسکے ساتھ کچھ مواد بھی نکلے تو اس پر استنجا (آبدست) اور وضو دونوں واجب ہیں۔

باب وہ چیز جو کپڑے اور بدن کو نجس کر دیتی ہے

(۱۴۹) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی نگاہ میں مذی (خارج ہونے) پر نہ وضو تھا اور نہ اس کپڑے کا دھونا تھا جس میں وہ (مذی) لگ گئی ہو۔

(۱۵۰) اور روایت کی گئی ہے کہ مذی اور وذی بہ بمنزلہ، تھوک یا ناک کی رطوبت کے ہے لہٰذا ان دونوں کے خارج ہونے پر نہ کپڑا دھویا جائے گا اور نہ عضو تناسل ۔ اور یہ چار چیزیں ہیں ۔ منی ، مذی، وذی اور ودی ۔ منی وہ گاڑھی رطوبت ہے جو اچھل کر نکلتی ہے اور اس پر غسل واجب ہے اور مذی وہ رطوبت ہے جو منی سے پہلے نکلتی ہے اور وذی وہ رطوبت ہے جو منی کے بعد نکلتی ہے ودی وہ رطوبت ہے جو پیشاب کے بعد نکلتی ہے ان سب میں منی کے علاوہ کسی کے خارج ہونے پر نہ غسل ہے نہ وضو نہ اس کپڑے کو دھوئے جو ان میں سے کسی سے آلودہ ہوا ہے اور نہ جسم کے اس حصہ کو دھونا ہے جو ان میں سے کسی سے آلودہ ہوا ہے سوائے منی کے۔

(۱۵۱) عبداللہ بن بکیر نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کپڑا پہنا ہے اور اس کپڑے میں جنابت لگی ہوئی ہے اور اس میں اسکو پسینہ آجاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کپڑا تو آدمی کو جنب نہیں بناتا ۔ (کہ اس پر غسل واجب ہو)۔

(۱۵۲) اور ایک دوسری حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ کپڑا آدمی کو جنب بناتا ہے اور نہ آدمی کپڑے کو جنب بناتا ہے۔

(۱۵۳) اور زید شحام نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کپڑے کے متعلق پوچھا جس میں جنابت لگی ہوئی تھی پھر آسمان سے بارش ہوئی اور وہ کپڑا میرے جسم پر بھیگ گیا؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ۔

اور اگر کوئی شخص ایسے بستر پر سوئے جس میں جنابت لگی ہوئی ہے اور اسے پسینہ آجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔ اور اگر کسی شخص کو اپنے لباس میں پسینہ آجائے اور وہ حالت جنب میں ہو تو جب غسل کرے تو اپنے اس کپڑے سے اپنے جسم کو پونچھ سکتا ہے لیکن اگر وہ فعل حرام سے جنب ہوا ہے تو اس میں نماز حرام ہے اور اگر فعل حلال سے جنب ہوا ہے ہیں تو اس میں نماز حلال ہے اگر حائضہ عورت کو اپنے لباس میں پسینہ آجائے تو اس کو اپنے اس کپڑے کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ۔

(۱۵۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کسی زوجہ سے کہا ذرا سجادہ (جانماز) تو اٹھا لاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں حائض ہوں آپ نے فرمایا کیا تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں ہے ۔

(۱۵۵) اور محمد حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے لباس میں جنب ہو گیا اور

اسکے پاس کوئی دوسرا لباس نہیں ہے ؟ تو آپ نے فرمایا وہ اسی لباس میں نماز پڑھ لے اور جب پانی ملے تو اسے دھولے۔

(۱۵۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ پھر سے نماز کا اعادہ کرے۔

اور اگر کوئی کپڑا پیشاب سے آلودہ ہوجائے تو اگر آب جاری میں دھو رہا ہے تو ایک مرتبہ اور اگر ٹھہرے ہوئے پانی میں دھو رہا ہے تو دو مرتبہ دھوئے پھر اسکو نچوڑ لے اور اگر شیر خوار بچہ کا پیشاب ہے تو اس پر اچھی طرح پانی ڈالے اور اگر وہ بچہ کچھ غذا بھی کھانے لگا ہے تو پھر اسکو دھوئے اور اس میں لڑکا اور لڑکی دونوں برابر ہیں۔

(۱۵۷) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لڑکی کا دودھ اور اسکا پیشاب قبل اسکے کہ اس نے کچھ کھانا شروع کیا ہو اگر کپڑے میں لگ جائے تو اسکو دھولیا جائیگا اس لئے کہ اسکا دودھ اسکی ماں کے مثانہ سے نکلتا ہے اور لڑکے کا دودھ قبل اسکے کہ اس نے کچھ کھانا شروع کیا ہے اگر کپڑے میں لگ جائے تو اسکو نہیں دھویا جائیگا نہ پیشاب لگے تو دھویا جائیگا (صرف پانی ڈال دیا جائیگا) اسلئے کہ اسکا دودھ اسکی ماں کے دونوں کاندھوں اور دونوں شانوں سے پیدا ہوتا ہے۔

(۱۵۸) اور حکم بن حکیم ابن اخی خلاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ عرض کیا کہ میں پیشاب کرتا ہوں مگر مجھے پانی نہیں ملتا اور میرا ہاتھ پیشاب سے آلودہ ہوجاتا ہے تو میں اسے دیوار پر یا مٹی پر رگڑ لیتا ہوں پھر میرے ہاتھ میں پسینہ آتا ہے تو میرے ہاتھ کا وہ حصہ جو پیشاب سے آلودہ نہیں میرے چہرے اور میرے جسم کے کسی حصہ یا میرے کپڑے سے مس ہوجاتا ہے ؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۱۵۹) ابراہیم بن ابی محمود نے امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک گدا اور فرش ہے جو پیشاب سے آلودہ ہوگیا ہے اب کیا کیا جائے اس میں روئی وغیرہ بہت بھری ہوئی ؟ آپ نے فرمایا اسکی اوپری سطح کو دھولیا جائے۔

(۱۶۰) حنان بن سدیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کبھی کبھی پیشاب کرتا ہوں تو پانی نہیں ملتا اس سے مجھے سخت اذیت ہوتی ہے آپ نے فرمایا جب تم پیشاب کرو تو اسے اچھی طرح پونچھ لو۔

(۱۶۱) اور امام علیہ السلام سے ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا گیا جس کے پاس صرف ایک ہی قمیض ہے اس کا ایک بچہ ہے جو اس پر پیشاب کر دیا کرتا ہے وہ بیچاری کیا کرے ؟ آپ نے فرمایا وہ اپنی قمیض ایک دن میں ایک مرتبہ دھولیا کرے۔

(۱۶۲) محمد بن نعمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ جب میں بیت الخلاء سے فارغ ہوتا ہوں تو وہاں سے نکل کر پانی سے استنجا کرتا ہوں اور استنجے کے پانی میں میرا کپڑا گر جاتا ہے آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں تم پر کچھ نہیں ہے۔

(۱۶۳) اور حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے بارش کے کیچڑ کے متعلق فرمایا کہ بارش کے تین دن بعد

تک اگر کسی شخص کا کپڑا اس کیچڑ سے آلودہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اِلاّ یہ کہ اسے معلوم ہو جائے کہ یہ کیچڑ بارش کے بعد کسی شے سے نجس ہو گیا ہے اور اگر بارش کے تین دن بعد اس کیچڑ سے لباس آلودہ ہو تو اسے دھوئے اور اگر راستہ بالکل پاک صاف ستھرا ہے تو تین دن بعد بھی دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۶۴) ابو الاعز نخاس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں جانوروں کا علاج کرتا ہوں اور اس کیلئے اکثر مجھے رات کو نکلنا ہوتا ہے اور وہ جانور پیشاب اور گوبر کئے ہوئے ہوتے ہیں ان میں کوئی اگلے پاؤں کو اور کوئی پچھلے پاؤں کو جھٹکا مارتا ہے اور اسکی چھینٹ میرے کپڑوں پر پڑجاتی ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

اور اگر مرغی یا کبوتر کی بیٹ کپڑے پر پڑجائے تو کوئی حرج نہیں اور کسی بھی پرندہ کی بیٹ یا پیشاب پڑجائے تو کوئی حرج نہیں اور ہر اس جانور کا پیشاب کپڑے پر پڑجائے تو کوئی حرج نہیں جسکا گوشت کھایا جاتا ہے اور دودھ پلانے والی عورت کا دودھ اگر اسکی قمیض میں لگ جائے تو کوئی حرج نہیں یہ اکثر ہوتا ہے اور خشک ہو جاتا ہے۔

(۱۶۵) حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو ننگے پاؤں حمام میں چل رہا ہے اسکے دونوں پاؤں میں شقاق (پھٹنے کا مرض ہے) اور چونکہ وہ ننگے پاؤں گندگی پر چلا ہے اسلئے نورے وغیرہ کی سیاہی کا اثر پاؤں کے شگافوں آجاتا ہے جبکہ اس نے اسکو دھو بھی لیا ہے اب وہ اپنے پاؤں کا کیا کرے کیا اس کیلئے دھونا کافی ہے یا اپنے ناخنوں سے اسکو اچھی طرح صاف کرے اور اسے پاک کرے مگر ناخونوں سے صاف کرنے سے ناخنوں میں بو آتی ہے اور اس میں سے کچھ نکلتا نہیں ہے آپ نے فرمایا شگافوں کو اچھی طرح صاف کرو اگر اس میں سے کچھ نکلتا نہیں صرف بو آتی ہے تو پھر اس پر کچھ فرض نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص حمام میں اپنے جسم پر تو یا بیسن یا بھوسی ملے تو وہ چیز جو جسم کو نفع پہنچائے تو یہ اسراف نہیں ہے اسراف تو وہ ہے کہ جس میں مال تلف ہو اور بدن کو بھی ضرر پہنچائے۔

اور کسی لباس میں خون لگ گیا ہو تو وہ اگر ایک درہم وافی کی مقدار میں نہ ہو تو اسکے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور وافی کا وزن ۱⅓ درہم ہوتا ہے اور درہم وافی سے کم ہے تو اسکا دھونا واجب لیکن اس میں نماز ہو جائے گی کوئی حرج نہیں۔

اور اگر خون ایک چنے کے برابر ہے تو نہ بھی دھوئے تو کوئی حرج نہیں لیکن وہ خون حیض نہ ہو اس لئے کہ اسکا دھونا اور پیشاب کا اور منی کا دھونا واجب ہے قلیل ہو یا کثیر اگر اس میں نماز پڑھ لی ہے تو نماز کا اعادہ کرے جانتے ہوئے پڑھی ہو یا نہ جانتے ہوئے۔

(۱۶۶) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مجھے علم نہیں تو مجھے پرواہ نہیں کہ پیشاب لگا ہے یا پانی۔

(۱۴۷) اور منی کے متعلق روایت کی گئی ہے اگر کوئی شخص جنب ہوا اور فوراً اٹھا دیکھا اور تلاش کیا اور کچھ نہ پایا تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ اور اگر اس نے نہیں دیکھا اور تلاش نہیں کیا تو اس پر واجب ہے کہ غسل کرے اور نماز کا اعادہ کرے۔

اور اگر مچھلی کا خون لباس میں لگ جائے اور انسان اس میں نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں خون قلیل ہو یا کثیر۔

اور جس شخص کی ٹوپی یا عمامہ یا ازار بند یا جراب یا موزے میں منی یا پیشاب یا خون یا پاخانہ لگ جائے تو اسکے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ اسلئے کہ ان تمام چیزوں میں کسی ایک شے میں نماز تمام نہیں ہوتی۔

اور اگر کسی شخص کا کپڑا کسی مردہ گدھے پر گر جائے تو اسکا دھونا واجب نہیں ہے اور اسکے اندر نماز میں کوئی حرج نہیں۔

اور کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص کسی مردہ انسان کی ہڈی کو مس کرے جس کو مرے ہوئے ایک سال گزر چکا ہو۔

اور کوئی حرج نہیں اگر مردہ انسان کے دانت کوئی زندہ شخص اپنے دانت کے عوض لگالے۔

اور اگر کسی شخص کے کپڑے کو خشک کتا مس کردے اور وہ شکاری کتا نہ ہو تو اس پر لازم ہے اپنے کپڑے پر پانی بہا لے اور اگر وہ کتا گیلا تھا تو پھر لازم ہے کہ کپڑے کو دھو ڈالے۔ اور وہ شکاری کتا ہے اور خشک ہے تو پھر کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہ شکاری کتا گیلا ہے تو پھر اسکو اپنے کپڑے پر پانی ڈالنا لازم ہے۔

اور ایسے کپڑے کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جس میں شراب لگ گئی ہو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا پینا حرام کیا ہے اور ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا تو حرام نہیں کیا ہے جس میں شراب لگی ہو۔ لیکن جس مکان میں شراب ہو اس میں نماز جائز نہیں۔

اور اگر کسی شخص نے پیشاب کیا اور اسکی چھینٹ اسکی ران پر پڑ گئی اور اسی میں اس نے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا کہ اس حصہ کو دھویا نہیں تو اس پر لازم ہے کہ اس حصہ کو دھوئے اور اپنی نماز پھر سے پڑھے۔

اور اگر پانی میں کوئی چوہا گر جائے اور اس میں سے نکل کر کپڑے پر چلنے لگے تو جہاں تم کو اسکے چلنے کے نشانات نظر آئیں اسکو دھو ڈالو اور اگر نشانات نظر نہ آئیں تو اس پر پانی بہاؤ۔

اور اگر کسی شخص کے کوئی زخم آگیا ہے اور بہہ رہا اور اسکا خون اسکے کپڑوں میں لگ رہا ہے تو اگر وہ اسے نہ دھوئے تو کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وہ اچھا نہ ہوجائے یا خون بند نہ ہوجائے۔

(۱۴۸) اور حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک شخص خصّی (جسکا عضو تناسل کٹا ہوا ہو) کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ پیشاب کرتا تو اسکی وجہ سے وہ بڑی مشکل میں پڑجاتا ہے اسلئے کہ وہ تری کے بعد تری دیکھتا ہے آپ نے فرمایا وہ (اسی حالت میں) وضو کرلیا کرے اور دن میں ایک مرتبہ اپنا کپڑا دھولیا کرے۔

(۱۶۹) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جسکا کپڑا مردہ کتے پر گرا آپ نے فرمایا وہ اس کپڑے پر پانی ڈال لے اور اس میں نماز پڑھ لے کوئی حرج نہیں ہے۔

باب وہ سبب جسکی بنا پر جنابت کیلئے غسل واجب ہے اور پاخانہ و پیشاب کیلئے واجب نہیں ہے

(۱۷۰) ایک مرتبہ یہود کے چند افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان میں سے جو سب سے زیادہ صاحب علم تھا اس نے آپ سے چند مسائل پوچھے جن میں سے ایک مسئلہ یہ بھی پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنابت کیلئے غسل کا کیوں حکم دیا اور پاخانہ پیشاب کیلئے غسل کا حکم نہیں دیا؟ آنحضرت نے فرمایا (سنو) جب حضرت آدم علیہ السلام نے درخت کا پھل کھایا تو اسکا رس انکے تمام رگ و پے میں بلکہ بال بال میں دوڑ گیا۔ پس اگر کوئی مرد اپنی زوجہ سے ہمبستری کرتا ہے تو (منی کا) پانی اسکے جسم کی ہر رگ اور ہر بال سے نکل کر آتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے انکی ذریت پر قیامت تک کیلئے غسل جنابت کو واجب کر دیا۔ اور پیشاب انسان جو کچھ پیتا ہے یہ اسکا فضلہ ہے اور پاخانہ انسان جو کچھ بھی کھاتا ہے یہ اسکا فضلہ ہے اسی وجہ سے اس کیلئے صرف وضو ہے۔ یہودی نے کہا اے محمدؐ آپ نے سچ فرمایا۔

(۱۷۱) اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں جو کچھ بھی لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ غسل جنابت کی علت وغایت صفائی و ستھرائی ہے تاکہ اس جنابت سے انسان کو جو اذیت ہوتی ہے اس سے پاک ہو جائے اور اس سے پورے جسم کی تطہیر مقصود ہے اسلئے کہ جنابت جسم کے ہر حصہ سے نکل کر آتی ہے اسلئے پورے جسم کی تطہیر اس پر واجب ہے اور پیشاب اور پاخانہ میں تخفیف کا سبب یہ ہے کہ یہ بہ نسبت جنابت کے زیادہ کثرت اور تاحیات ہوتے رہتے ہیں اسلئے اسکی کثرت اور مشقت اور بغیر شہوت وخواہش کے آنے کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے صرف وضو کو منظور کرلیا اور جنابت بغیر حصول لذت کی خواہش اور بغیر اپنے نفس کو آمادہ کئے نہیں آتی۔

باب اغسال

(۱۷۲) حضرت ابو جعفر امام محمدؑ باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ غسل کے سترہ مواقع ہیں۔ رمضان کی سترہ (۱۷) کی شب اور انیس (۱۹) کی شب، اکیس (۲۱) اور تیئیس (۲۳) کی شب کا غسل اور اسی میں شب قدر کی امید کی جاتی ہے اور دونوں عیدوں کا غسل، جب تم حرمین میں داخل ہو اور جس دن تم احرام باندھو اور زیارت کعبہ کے دن کا غسل، خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے دن کا غسل، یوم ترویہ کا غسل، یوم عرفہ کا غسل اور جب تم کسی میت کو اسکے جسم کے ٹھنڈے ہونے کے بعد

مس کرواسے غسل دواسے کفن پہناؤ تو غسل، اور یوم جمعہ کا غسل، اور چاند و سورج کے گہن کا غسل جبکہ پورا گہن لگے اور تم سوتے سے جاگو اور نماز کسوف نہ پڑھی ہو تو تم پر فرض ہے کہ غسل کرو اور نماز کسوف قضا پڑھو۔ اور غسل جنابت یہ فریضۂ واجب ہے۔

(۱۷۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ غسل جنابت و حیض دونوں ایک طرح کے ہیں۔

(۱۷۴) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص چھپکلی کو مارے اسکو غسل کرنا ضروری ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے اسکا سبب یہ بتایا ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اسلئے اسے غسل کرنا چاہیئے۔

(۱۷۵) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص پھانسی پر چڑھے ہوئے آدمی کی طرف سے گزرے اور اس کی طرف دیکھے تو اس پر غسل بربنائے سزا و عقوبت واجب ہے۔

(۱۷۶) اور سماعہ بن مہران نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جمعہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ سفر و حضر دونوں میں واجب ہے لیکن سفر میں عورتوں کو پانی کی کمی کی وجہ سے اجازت ہے (کہ وہ غسل نہ کریں) اور غسل جنابت واجب ہے، غسل حیض واجب ہے، غسل استحاضہ واجب اور جب وہ روئی رکھے اور خون روئی کے اوپر پھوٹ پڑے تو اس پر ہر دو نمازوں (ظہر و عصر اور مغرب و عشاء) کیلئے غسل واجب ہے اور نماز صبح کیلئے بھی غسل واجب ہے اور اگر خون روئی سے تجاوز نہ کرے تو اسکے لئے ہر نماز کیلئے وضو ہے۔ اور غسل نفاس واجب ہے، غسل مولود واجب ہے، غسل میت واجب ہے اور جس نے میت کو غسل دیا ہے اس پر غسل واجب ہے اور احرام باندھنے والے پر غسل واجب ہے یوم عرفہ غسل واجب ہے۔ دخول حرم کیلئے غسل واجب ہے اور مستحب ہے کہ کوئی شخص بغیر غسل کے حرم میں داخل نہ ہو اور غسل مباہلہ واجب ہے اور اکیسویں (۲۱) شب کا غسل سنت ہے اور تیئیسویں (۲۳) شب کے غسل کو نہ چھوڑو اسلئے کہ ان دونوں شبوں میں سے کسی ایک میں شب قدر کی امید رکھی جاتی ہے یوم فطر اور یوم اضحیٰ کے غسل کو ترک کرنا بھی نہیں پسند کرتا۔ اور غسل استخارہ مستحب ہے۔

(۱۷۷) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمارے پڑوسیوں کی کچھ کنیزیں جو گاتی بجاتی رہتی ہیں کبھی کبھی جب میں بیت الخلاء میں ہوتا ہوں تو ان کے گانے وغیرہ سننے کیلئے اس میں دیر تک بیٹھا رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا ہرگز نہ کیا کرو۔ اس نے عرض کیا بخدا یہ کوئی ایسی شے تو نہیں ہے کہ جسے میں اپنے پاؤں سے چل کر حاصل کرتا ہوں یہ تو ایک آواز ہے جسے میں اپنے کان سے سنتا ہوں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تجھے خدا کا واسطہ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا جو وہ کہتا ہے۔ ان السمع و البصر و الفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ (بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال کیا جائیگا) (بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۶)۔

اس شخص کا بیان ہے کہ اس وقت ایسا محسوس ہوا جیسے میں نے کتاب خدا کی یہ آیت نہ کبھی عربی سے سنی تھی نہ کسی عجمی سے لہذا میں نے کہا کہ میں نے اسے ترک کیا اور اب میں اللہ تعالیٰ سے معافی و مغفرت کا خواستگار ہوں۔ اس پر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اچھا اٹھو اور غسل کرو اور جو چاہے وہ نماز پڑھو۔ اسلئے کہ اب تک تم ایک ایسے امر عظیم کے مرتکب ہوتے رہے کہ اگر اسی حالت میں تم مرجاتے تو تمہارا بدترین حال ہوتا اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور توبہ کرو ہر اس مکروہ شے سے جو اللہ کو ناپسند ہے اس لئے کہ وہ صرف قبیح شے کو مکروہ اور ناپسند کرتا ہے اور قبیح شے کو اسکے اہل کیلئے چھوڑ دو اسلئے کہ ہر اچھی اور بری بات کیلئے کچھ اہل لوگ ہوتے ہیں۔

اور سوائے غسل جنابت کے تمام غسل سنت ہیں اور بسا اوقات غسل جنابت وضو سے مستثنیٰ کر دیتا ہے اسلئے کہ یہ دونوں فرض ہیں جو ایک ساتھ جمع ہوگئے ہیں لہذا ان دونوں میں جو بڑا فرض ہے وہ چھوٹے فرض سے مستثنیٰ کر دیتا ہے اور جو شخص غسل جنابت کے علاوہ کوئی دوسرا غسل کرے تو اس کو چاہیئے کہ پہلے وضو کرے اسکے بعد غسل کرے یہ غسل اسکو وضو سے مستثنیٰ نہیں کرے گا اسلئے کہ یہ غسل جو وہ کر رہا ہے سنت ہے اور وضو واجب ہے اور سنت کبھی واجب سے مستثنیٰ نہیں کر سکتا۔

باب غسل جنابت کا طریقہ

میرے والد رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ارسال کردہ ایک رسالہ میں تحریر فرمایا کہ جب تم غسل جنابت کا ارادہ کرو تو پہلے پیشاب کرنے کی کوشش کرو تاکہ تمہارے عضو تناسل میں جو منی باقی رہ گئی وہ خارج ہو جائے۔ پھر اپنے ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالنے سے پہلے تین بار دھو لو خواہ ان میں کوئی نجاست و گندگی نہ لگی۔ اور اگر ہاتھوں میں نجاست لگی ہوئی ہے اور تم نے اسکو پانی کے برتن میں ڈال دیا تو پھر برتن کا پورا پانی بہا دو (دوسرا پانی لو) اور اگر ہاتھوں میں نجاست نہیں ہے تو پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر تمہارے جسم پر منی لگی ہو تو دھو لو پھر اپنے عضو تناسل کو بھی دھو لو اور اسے بھی پاک کر لو، پھر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالو اور اپنی انگلیوں سے اپنے سر کے بالوں کو الٹو پلٹو تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ اور اب پانی کا برتن اپنے ہاتھوں سے اٹھاؤ اور اپنے بدن پر پانی دو مرتبہ گراؤ اور اپنے تمام جسم پر اپنے ہاتھ پھیرو اور اپنے کانوں میں انگلی ڈالو تاکہ وہاں تک پانی پہنچ جائے اور جب پانی ہر جگہ پہنچ جائے تو سمجھ لو کہ طاہر ہوگئے۔ اور اسکا لحاظ رکھو کہ تمہارے سر اور تمہاری داڑھی کا ایک بال بھی ایسا نہ بچے کہ جہاں پانی نہ پہنچا ہو اور اگر نہ پہنچا ہو تو وہاں پانی پہنچاؤ اور اگر غسل جنابت میں ایک بال بھی غسل سے عمداً ترک ہو گیا تو وہ جہنم میں جائیگا۔

اور جنابت کے بعد کوئی شخص پیشاب نہ کرے تو زیادہ امکان اس امر کا ہے کہ منی کا وہ پانی جو اسکے جسم میں باقی رہ گیا ہے وہ کوئی ایسا مرض پیدا کر دے کہ جو لاعلاج ہو۔

اور اگر کوئی شخص غسل جنابت میں کلّی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا چاہتا ہے تو ایسا کرے مگر یہ واجب نہیں ہے اسلئے کہ غسل بدن کے ظاہری حصہ کا ہوتا ہے باطنی کا نہیں۔

علاوہ بریں اگر کوئی شخص غسل سے پہلے کچھ کھانا یا پینا چاہتا ہے تو اس کیلئے لئے جائز نہیں کہ جب تک کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ نہ دھولے اور کلی نہ کرلے اور ناک میں پانی نہ ڈال لے اسلئے کہ اگر اس نے یہ سب کرنے سے پہلے کھا پی لیا تو برص کا مرض پیدا ہونے کا خوف ہے۔

(۱۷۸) اور احادیث میں ہے کہ حالت جنابت میں کچھ کھانا پینا فقر و افلاس پیدا کرتا ہے۔

(۱۷۹) اور عبیداللہ بن علی حلبی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص حالت جنابت میں ہے کیا اس کیلئے سونا مناسب ہے؟ آپ نے فرمایا مکروہ ہے جب تک کہ وضو نہ کرے۔

(۱۸۰) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ کہا میں تو صبح تک اسی حالت میں سوتا ہوں اسلئے کہ میں دوبارہ مباشرت کا ارادہ رکھتا ہوں۔

(۱۸۱) اور آپ کے پدر بزرگوار یعنی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص جنب ہو تو جب تک وضو نہ کرے وہ نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے۔

(۱۸۲) نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت (قبل غروب) آفتاب زرد پڑجائے اور طلوع کے وقت جب ابھی آفتاب میں زردی ہو میں خود کو جنب کرنے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

(۱۸۳) حلبی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو بغیر ازار پہنے (برہنہ) ایسی جگہ غسل کرتا ہے کہ اسے کوئی نہیں دیکھتا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۸۴) راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا کہ اس نے عورت سے مباشرت کی مگر اسے انزال نہیں ہوا کیا اس پر غسل واجب ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب دو (۲) ختنے آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۸۵) نیز حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اس پر (بغیر انزال) غسل کیسے واجب نہ ہوگا جبکہ (اگر اس نے زنا کیا ہو اور انزال نہ ہوا ہو تو) اس پر حد واجب ہوگی۔ اور فرمایا کہ مہر بھی واجب ہے اور غسل بھی۔

(۱۸۶) نیز آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو ایک عورت سے مجامعت کرتا ہے شرمگاہ کے علاوہ کسی

اور جگہ اور اسکو انزال ہوجائے مگر عورت کو انزال نہیں ہو تو کیا اس عورت پر غسل واجب ہے ؟ آپ نے فرمایا اس عورت پر غسل واجب نہیں اور اگر اس مرد کو بھی انزال نہیں ہوا تو اس پر بھی غسل واجب نہیں ہوگا۔

(۱۸۷) نیز آپ سے ایک ایسے فرد کیلئے دریافت کیا گیا کہ جس نے غسل کیا اور غسل کے بعد اس نے تری محسوس کی حالانکہ وہ غسل سے پہلے پیشاب بھی کر چکا تھا ؟ آپ نے فرمایا اسکو وضو کرنا چاہیئے اور اگر اس نے غسل سے پہلے پیشاب نہیں کیا تھا تو دوبارہ غسل کرنا چاہیئے۔

(۱۸۸) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر اس نے تری دیکھی ہے اور غسل سے پہلے پیشاب بھی نہیں کیا تھا تو وہ وضو کرے گا دوبارہ غسل نہیں کرے گا اسکا شمار صرف وہم کے پھندوں میں ہوگا۔

(اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوبارہ غسل کرنا اصل ہے اور دوسری حدیث میں جو کہا گیا تو اسکے معنی رخصت و اجازت کے ہیں)

(۱۸۹) نیز آپ سے ایک ایسے مرد کے متعلق دریافت کیا گیا جو سو رہا تھا کہ جاگ اٹھا اور اپنے عضو تناسل کو مس کیا تو تری دیکھی حالانکہ اس نے خواب میں کچھ نہیں دیکھا تھا تو کیا وہ غسل کرے ؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں غسل تو بڑے پانی یعنی منی کے نکلنے پر ہوتا ہے۔

(۱۹۰) نیز آپ سے ایک ایسی عورت کے متعلق سوال کیا گیا جو خواب میں وہ دیکھتی ہے جو ایک مرد دیکھتا ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر اس عورت کو انزال ہو گیا ہے تو اس پر غسل واجب ہے اور اگر انزال نہیں ہوا ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۱۹۱) حلبی کا قول ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے ان جنابؑ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اگر کوئی جنب شخص (نیت کرکے) پانی میں ایک مرتبہ غوطہ لگائے تو یہ اسکو غسل جنابت سے مستغنی کر دیگا۔

اور جو شخص ایک دن یا ایک رات میں کئی مرتبہ جنب ہوا ہو تو اسکے لئے ایک غسل کافی ہے لیکن یہ کہ وہ غسل کے بعد پھر جنب یا محتلم نہ ہوا ہو۔

اگر کوئی شخص محتلم ہوا ہے تو جب تک وہ غسل احتلام نہ کرلے مجامعت نہ کرے۔

اور کوئی حرج نہیں اگر کوئی جنب شخص سارے قرآن کی تلاوت کرے سوائے سورہائے عزائم کے جن میں سجدہ کیا جاتا ہے اور وہ سورے سورہ سجدہ، سورہ لقمان، سورہ حم السجدہ، سورہ النجم، سورہ اقرا باسم ربک ہیں۔

اور جو شخص جنب ہو یا بے وضو ہو تو وہ قرآن کو مس نہ کرے مگر اس کیلئے یہ جائز ہے کہ اس کیلئے کوئی دوسرا شخص ورق کو الٹتا رہے اور وہ اسے پڑھتا رہے اور ذکر خدا کرتا رہے۔

اور حائض و جنب کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ دونوں مسجد میں داخل ہوں سوائے اسکے کہ وہ اس میں سے گزر جائیں اور ان کیلئے یہ جائز ہے وہ اس میں سے گزرتے ہوئے کوئی چیز اٹھالیں مگر ان کیلئے اس میں کوئی چیز رکھنا جائز نہیں اسلئے کہ جو کچھ

اس میں ہے وہ کسی اور جگہ سے نہیں لے سکتے مگر جو کچھ ان کے پاس ہے وہ کسی اور جگہ رکھ سکتے ہیں۔

اور اگر کوئی عورت غسل جنابت کرنے کا ارادہ کرے کہ اتنے میں اسکو حیض آجائے تو وہ اس غسل کو اس وقت تک کیلئے ملتوی کردے جب تک کہ حیض سے پاک نہ ہوجائے اور جب حیض سے پاک ہوجائے تو جنابت اور حیض دونوں کیلئے ایک غسل کرے۔

اور کوئی حرج نہیں اگر انسان حالت جنابت میں خضاب لگائے یا خضاب لگائے ہوئے ہو اور جنب یا محتلم ہوجائے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ نورہ یا بال اڑانے کا پوڈر لگائے، جانور ذبح کرے، انگوٹھی پہنے، مسجد میں سو جائے، مسجد میں سے گزر جائے (مجبوراً یا تقیتہً) اور اول شب میں جنب ہو اور آخر شب تک سوتا رہے اور جو شخص ایسی جگہ جنب ہو کہ جہاں پانی نہ ملے ہر طرف برف جمی ہوئی ہو اور کہیں مٹی بھی نہ ملتی ہو تو وہ (برف ہی پر) مسح کرے (غسل کرے) اور نماز پڑھ لے اور پھر ایسی جگہ کبھی نہ جائے جہاں اس کا دین برباد ہوتا ہو۔

باب غسل حیض و نفاس

(۱۹۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلا خون جو زمین پر گرا وہ حضرت حوا کا تھا جس وقت ان کو حیض آیا۔

(۱۹۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا حیض عورتوں کیلئے ایک نجاست ہے جو اللہ تعالیٰ نے انکی طرف پھینکی ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں عورتوں کو سال میں صرف ایک مرتبہ حیض آتا تھا یہاں تک کہ کچھ عورتیں جنکی تعداد سات سو (۷۰۰) تھی اپنے خلوت کدوں سے زرد زرد کپڑے و زیورات پہنے ہوئے اور عطر لگائے ہوئے نکلیں اور مختلف شہروں میں بکھر گئیں وہاں مردوں کے ساتھ جلسوں اور میلوں ٹھیلوں میں جانے اور انکے ساتھ انکی صفوں میں بیٹھنے لگیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حیض میں مبتلا کر دیا اور اب ہر مہینہ انہیں حیض آنے لگا مگر ان ہی عورتوں کو خاص کر جنہوں نے یہ حرکت کی تھی اور جب حیض کا خون بہنے لگا تو مردوں کے درمیان سے نکل کر بھاگیں اور اسکے بعد انکو ہر ماہ حیض آنے لگا اور وہ اس مصیبت میں مبتلا ہوگئیں اور انکی شہوتوں کا زور ٹوٹ گیا۔ لیکن انکے علاوہ اور دوسری عورتیں جنہوں نے یہ حرکت نہیں کی تھی انہیں وہی حسب دستور سال میں ایک مرتبہ حیض آتا رہا۔

آپ نے فرمایا کہ پھر وہ عورتیں جنکو ہر ماہ حیض آتا انکے لڑکوں کی شادی ان عورتوں کی لڑکیوں سے ہوئی جنہیں سال میں صرف ایک مرتبہ حیض آتا اسطرح ساری قوم خلط ملط ہوگئی اور استقامت حیض کی وجہ سے ان عورتوں کی اولاد کی کثرت ہوگئی جنہیں ہر ماہ خون حیض آتا اور ان عورتوں کی اولاد جن کو سال میں اک بار حیض آتا فساد خون کی وجہ سے انکی تعداد کم ہوگئی یعنی اُن کی نسل کثیر ہوگئی اور ان کی نسل قلیل ہوگئی۔

(۱۹۴) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) تم میں سے کسی ایک بھی عورت کے مانند نہیں ہے اس نے کبھی خون حیض اور خون نفاس دیکھا ہی نہیں وہ حوروں کے مانند ہے۔

(۱۹۵) اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ اس قول خدا "لهم فيها ازواج مطهرة" (ان کے واسطے ان جنتوں میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی) (بقرآیت نمبر ۲۵) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ازواج مطہرہ وہ ہیں کہ جنہیں نہ کبھی حیض آتا ہے نہ نفاس۔

اور میرے والد رحمہ اللہ نے اپنے اس رسالہ میں جو انہوں نے میرے پاس لکھ کر بھیجا تھا یہ تحریر فرمایا کہ واضح ہو کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ پس اگر عورت خون حیض تین (۳) دن تک اور زیادہ سے زیادہ دس (۱۰) دن دیکھے تو وہ خون حیض ہے اسکو چاہیئے کہ نماز ترک کردے اور مسجد میں داخل نہ ہو صرف اس سے گزر جائے۔ اور اس پر واجب ہے کہ ہر نماز کے وقت کے آنے پر وضو کرے جیسے نماز کیلئے وضو ہوتا ہے اور قبلہ رو ہو کر روزانہ اتنی دیر تک بیٹھے جتنی دیر نماز کیلئے بیٹھتی تھی اور ذکر الٰہی کرے۔

اور اگر عورت صرف ایک دن یا دو دن خون دیکھے تو یہ حیض کا خون نہیں جب تک وہ اسے تین دن متواتر نہ دیکھے اور اس پر واجب ہے کہ ایک دن یا دو دن جو اس نے نماز ترک کی ہے اسکی قضا بجالائے یعنی ایک دن کی یا دو دن کی۔ اور اگر خون حیض دس دن سے زیادہ دیکھے تو دس دن تک نماز نہ پڑھے اور گیارہویں دن غسل کرے اور روئی کی گدی رکھے اگر خون روئی سے پھوٹ کر نہ نکلے تو وہ اپنی نماز پڑھے گی اور ہر نماز کیلئے وضو کرے گی اور اگر خون روئی سے پھوٹ پڑے لیکن بہے نہیں تو وہ شب کی نماز اور صبح کی نماز ایک غسل سے پڑھے گی اور تمام نمازیں وضو کے ساتھ پڑھے گی اور اگر خون کا اتنا غلبہ ہو کہ وہ روئی کو توڑ کر بہہ جائے تو رات کی نماز اور صبح کی نماز ایک غسل کے ساتھ اور نماز ظہر و عصر ایک غسل کے ساتھ پڑھے گی نماز ظہر کے پڑھنے میں ذرا تاخیر کرے گی اور نماز عصر کے پڑھنے میں ذرا جلدی کرے گی اور نماز مغرب و عشاء ایک غسل سے پڑھے گی نماز مغرب کے پڑھنے میں ذرا تاخیر کرے گی اور نماز عشاء پڑھنے میں ذرا جلدی کرے گی یہ اسوقت تک کرتی رہے گی کہ جب تک اسکے حیض کے ایام آجائیں اور جب اسکے حیض کے ایام آجائیں تو وہ نماز ترک کردیگی۔

اور جب وہ حیض سے پاک ہو کر غسل کرلے گی تو اسکے شوہر کیلئے اس سے مباشرت کرنا حلال ہے اور طہر کی کم سے کم مدت دس دن اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے۔

اور حائض ۹ رطل مدنی پانی سے غسل کرے گی۔ اور اگر عورت اپنے ایام حیض میں زردی دیکھے تو وہ حیض ہے اور اگر ایام طہر میں دیکھے تو وہ طہر ہے۔

(۱۹۶) اور روایت کی گئی ہے اس عورت کے متعلق جو زردی دیکھے چنانچہ اگر وہ زردی حیض سے دو دن پہلے دیکھے تو اسکا شمار حیض میں ہوگا اور اگر وہ حیض کے دو دن بعد دیکھے تو اسکا شمار حیض میں نہیں ہوگا۔

اور غسل جنابت اور غسل حیض ایک ہے عورت کیلئے جائز نہیں کہ حالت حیض میں خضاب لگائے اسلئے کہ اس پر شیطان کی طرف سے خطرہ ہے کہ اسکا شوہر جماع کی طرف مائل نہ ہوجائے۔

(۱۹۷) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے بطن مادر میں بچے کے رزق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (حالت حمل میں) حیض کو روک دیتا ہے وہی بطن مادر میں اسکا رزق قرار پاتا ہے۔

اور زن حاملہ جب خون آتا دیکھے تو نماز ترک کردے اسلئے کہ حاملہ کے بھی کبھی کبھی خون آنے لگتا ہے اور خاص کر اس وقت کہ جب خون کثیر مقدار میں آتا ہوا دیکھے اور اگر تھوڑا ہو اور زرد رنگ کا ہو تو اسکو نماز پڑھنا چاہیئے اور اس پر صرف وضو لازم ہے۔

اور زن حائض جب حیض سے پاک ہوجائے تو اس پر اپنے روزوں کی قضا لازم ہے نمازوں کی قضا لازم نہیں اور اسکے دو سبب ہیں پہلی وجہ تو یہ کہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ ایک حکم کو دوسرے حکم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اور دوسرے یہ کہ روزہ سال میں ایک ماہ کا ہے اور نماز ہر دن ورات کی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے روزے کی قضا واجب کر دی اور نماز کی قضا واجب نہیں کی۔ اور مرنے والے کے احتضار اور جانکنی کے وقت جنب اور حائض کا قریب ہونا جائز نہیں اسلئے کہ ملائیکہ کو ان دونوں سے اذیت ہوتی ہے اور کوئی حرج نہیں اگر یہ دونوں غسل کے وقت قریب رہیں اور نماز میت پڑھیں۔ مگر یہ دونوں قبر میں نہ اتریں اگر یہ دونوں احتضار کے وقت موجود ہوں اور انکی موجودگی کے بغیر چارہ نہ ہو تو عین خروج روح کے وقت ہٹ جائیں۔

(۱۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورت پچاس کے سن پر پہنچ جاتی ہے تو وہ (حیض کی) سرخی نہیں دیکھتی سوائے یہ کہ وہ کوئی قریش کی عورت ہو۔ اور یہی حیض سے یاس ہونے کی حد ہے۔ اور عورت کو جب پہلی مرتبہ حیض آتا ہے یعنی حیض کی ابتداء ہوتی ہے؟ تو وہ تین ماہ تک مسلسل چلتا ہے اور اسے پتہ نہیں چلتا کہ (ایام قرد) دو حیضوں کے درمیان کا وقفہ کیا ہے لہذا وہ اپنے مثل کی عورتوں کے ایام قرد کو اپنا ایام قرد قرار دے اور اگر انکے ایام قرد مختلف ہیں تو یہ زیادہ سے زیادہ دس دن بیٹھے۔ اور قرد کا مطلب دو حیضوں کے درمیان خون کا جمع ہونا ہے اور یہی ایام طہر (پاکی کا زمانہ ہوتا ہے) یعنی ایام طہر میں عورت خون کو جمع کرتی ہے اور اپنے ایام حیض میں اسکو خارج کرتی ہے۔

اور اگر کوئی عورت عصر کے (لئے مختص) وقت میں حیض سے پاک ہو تو اس پر ظہر کی نماز پڑھنا لازم نہیں۔ وہ وہی نماز پڑھے گی جس کے وقت میں وہ حیض سے پاک ہوئی ہے۔ اور جب وہ ایک نماز کے وقت میں حیض سے پاکی دیکھے اور غسل میں اتنی تاخیر کرے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے تو اگر اسکی طرف سے غسل میں کوتاہی ہوئی ہے تو وہ اس نماز کی قضا کرے گی اور اگر اسکی طرف سے کوتاہی نہیں ہوئی بلکہ غسل کے اہتمام میں تھی کہ دوسری نماز کا وقت آگیا تو اسکی قضا

اس پر لازم نہیں وہ وہی نماز پڑھے گی جسکا وقت آگیا ہے۔

اور کسی عورت نے ابھی ظہر کی دو ہی رکعت پڑھی تھی کہ اس نے دیکھا کہ خون حیض آگیا تو وہ نماز چھوڑ کر اپنی جگہ سے اٹھ جائے اور حیض سے پاک ہونے کے بعد وہ ظہر کی بقیہ دو رکعت کی قضا نہیں پڑھے گی لیکن اگر وہ مغرب کی نماز دو رکعت پڑھ چکی تھی کہ اسے حیض کا خون آتا ہوا دکھائی دیا تو وہ نماز چھوڑ کر اپنے مصلے سے اٹھ کھڑی ہوگی اور حیض سے طاہر ہونے کے بعد ایک رکعت کی قضا کرے گی۔

اور اگر وہ نماز میں تھی کہ اسے گمان ہوا کہ خون حیض آگیا تو وہ ہاتھ بڑھا کر جائے مخصوص کو مس کرے اگر دیکھے کہ خون واقعی آگیا ہے تو نماز ترک کردے اور اگر دیکھے کہ کچھ نہیں ہے تو نماز کو مکمل کرے۔

(۱۹۹) حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی اور وہ کنیز اس کے پاس کئی ماہ رہی مگر اس کو حیض نہیں آیا اور ایسا بھی نہیں کہ یہ اسکی کبر سنی کی وجہ سے ہوا ہو نیز عورتیں کہتی ہیں کہ اس کنیز کو حمل بھی نہیں ہے تو ایسی صورت میں کیا یہ جائز ہے کہ اس کنیز کی فرج میں دخول کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بغیر حمل کے ریح حیض کو روک دیتی ہے تو اسکی فرج کو مس کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور اگر کسی عورت کو ایک ماہ حیض رک جائے تو یہ جائز نہیں کہ وہ اسی دن حیض جاری کرنے کی دوا پی لے اس لئے کہ نطفہ جب رحم میں پہنچتا ہے تو علقہ بننے لگتا ہے پھر علقہ سے مضغہ بننے لگتا ہے پھر مضغہ سے وہ بننے لگتا ہے جو اللہ کی مشیت میں ہو۔ اور نطفہ جب رحم کے علاوہ کسی اور طرف بڑھ جاتا ہے تو اس سے کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر ایک ماہ حیض نہ آئے اور جس وقت اسکو حیض آیا کرتا ہے اس وقت سے تجاوز کر جائے تو فوراً حیض جاری ہونے کی دوا نہ پیئے۔

اور اگر کوئی شخص ایک ایسی کنیز خریدے جو سن بلوغ کو پہنچ چکی ہے اور اسکے پاس اسکو رہتے ہوئے چھ ماہ گزر گئے مگر اسکو حیض نہیں آیا اور اسکی ہمسن لڑکیوں کو حیض آرہا ہے اور یہ کبر سنی کی وجہ سے بھی نہیں ہے تو یہ عیب ہے جس سے خریدا ہے اسے واپس کردے۔

اور حائض کیلئے یہ لازم نہیں ہے کہ جب وہ حیض سے پاک ہو جائے تو اپنے ان کپڑوں کو بھی دھوئے جو وہ حالت حیض میں پہنے ہوئے تھی یا اس میں اس کو پسینہ آگیا تھا لیکن یہ کہ اگر اس میں خون لگ گیا ہے تو وہ اسکو دھوئے گی۔

اور اگر اسکے کپڑے پر خون حیض لگ گیا اور اس نے اسکو دھویا مگر اسکا دھبہ باقی رہ گیا تو اس کو سرخ مٹی (گیرو) سے رنگ دے تاکہ اس سے مخلوط ہو کر اسکا دھبہ جاتا رہے۔

اور اگر عورت کو حیض آنا منقطع ہو گیا ہو تو وہ اپنے سر پر مہندی کا خضاب لگا دے اسکو حیض پھر آنے لگے گا۔

اور اگر کوئی عورت حالت حیض میں کسی وضو کرنے والے کے ہاتھوں پر پانی ڈالے اور سجادہ (جانماز) اٹھا کر دیدے تو کوئی حرج نہیں۔

اور عورت سے حالت حیض میں مجامعت جائز نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو منع کیا ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے ولا تقربوھن حتی یطھرن (ان سے مقاربت نہ کرو جب تک وہ حیض سے پاک نہ ہو جائیں) (سورۃ بقر آیت نمبر ۲۲۲) یعنی غسل نہ کرلیں اور اگر مرد اس کیلئے بہت بیتاب ہے اور عورت بھی حیض سے پاک ہو چکی ہے وہ اس سے قبل غسل ہی مجامعت چاہتا ہے تو عورت کو حکم دے کہ اپنی شرمگاہ کو دھولے اسکے بعد مجامعت کرے۔

اور اگر مرد عورت سے حالت حیض ہی میں مجامعت کرے تو اگر حیض کی ابتداء میں مجامعت کرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ ایک دینار صدقہ دے اور اگر وسط حیض میں مجامعت کی ہے تو نصف دینار اور اگر آخر میں مجامعت کی ہے تو ایک چوتھائی دینار صدقہ دے۔

(۲۰۰) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر مرد نے عورت سے حالت حیض میں مجامعت کی ہے تو ایک مسکین کو پیٹ بھر صدقہ دے (پیٹ بھر کھانا)

اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو وہ تین مد کھانا تصدق کرے اور یہ اس وقت کہ جب اس نے اسکی فرج میں دخول کیا ہو اور اگر فرج کے علاوہ کہیں اور کیا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۲۰۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت سے حالت حیض میں مجامعت کرے اور اسکے مجذوم یا مبروص بچہ پیدا ہو تو وہ اپنے نفس کو ملامت کرے۔

(۲۰۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ کچھ لوگوں کے بدشکل و بدصورت پیدا ہونے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کے باپوں نے انکی ماؤں سے حالت حیض میں مجامعت کی ہے۔

(۲۰۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم لوگوں سے بغض وہی رکھے گا جو حرام کا پیدا ہو یا اسکی ماں حالت حیض میں حاملہ ہوئی ہو۔

اور جب کنیز خریدی جائے تو اسکو ایک حیض کے ساتھ استبراء کرالیا جائے اور اگر کسی نے کنیز خریدی اور استبراء سے قبل ہی اس سے مجامعت کرلی تو گویا اس نے اپنے ہی مال کے ساتھ زنا کیا۔

اور جب عورت غسل حیض کا ارادہ کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ استبرا کرے اور اس کا استبرا یہ ہے کہ وہ تھوڑی سی روئی اپنی شرمگاہ کے اندر داخل کرلے اگر وہاں خون ہوگا تو نکلے گا خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ نکلے۔ اور جب خون نکلے تو غسل نہ کرے اور اگر خون نہ نکلے تو غسل کرے اور جب زردی دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ اپنا پیٹ کسی دیوار سے چپکالے اور اپنا بایاں پاؤں اسطرح اٹھالے جسطرح کتا پیشاب کرتے وقت اٹھاتا ہے پھر اندر تھوڑی سی روئی ڈالے اگر اس روئی میں خون نکلے تو سمجھے کہ وہ حائض ہے اور اگر خون نہ نکلے تو وہ حائض نہیں ہے۔

اور اگر خون حیض اور خون زخم میں اشتباہ ہو جائے۔ اسلئے کہ کبھی کبھی فرج میں زخم بھی ہو جاتا ہے تو اس پر لازم ہے

کہ اپنی پشت کے بل لیٹے اور اپنی انگلی اندر داخل کرے اگر خون داہنی جانب سے نکلے تو وہ زخم کا خون ہے اگر بائیں جانب سے نکلے تو حیض کا خون ہے۔

اور اگر عورت کے شوہر نے اسکی بکارت توڑی اور اسکا خون نہیں رکا اور وہ نہیں جانتی کہ یہ خون حیض ہے یا خون بکارت ؟ تو اس پر لازم ہے کہ اندر تھوڑی روئی داخل کرے اب اگر روئی خون سے بھری ہوئی طوق کی شکل میں نکلتی ہے تو یہ خون بکارت ہے اور اگر پورے روئی خون سے ڈوبی ہوئی نکلی ہے تو وہ خون حیض ہے۔ اور بکارت کا خون شرمگاہ کی لبوں سے تجاوز نہیں کرتا اور خون حیض گرم ہوتا ہے اور شدید حرارت کے ساتھ نکلتا ہے۔ اور خون استحاضہ ٹھنڈا ہوتا ہے وہ بہتا ہے اور اسکو پتہ نہیں ہوتا۔ میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے رسالہ بھیجا تھا اس میں انہوں نے یہی لکھا ہے۔

اور اگر عورت خون پانچ دن دیکھے اور طہر پانچ دن دیکھے یا خون چار دن دیکھے اور طہر چھ دن تو ایسی صورت میں جب خون دیکھے تو نماز نہ پڑھے اور جب طہر دیکھے تو نماز پڑھے اور یہ تیس (۳۰) دن کے درمیان ایسا کرتی رہے پس جب تیس (۳۰) دن گزر جائیں پھر بھی خون بہتا ہوا دیکھے تو اسے دھوئے اور اس پر روئی رکھے اور ہر نماز کے وقت استغفار کرے اور اگر زردی دیکھے تو وضو کرے۔

اور اگر کوئی عورت دوران سفر حیض سے پاک ہو مگر اسکے پاس اتنا پانی نہ ہو جو اسکے غسل کیلئے کافی ہو اور نماز کا وقت آجائے تو اگر اس کے پاس اتنا پانی ہے کہ اس سے اپنی شرمگاہ کو دھولے تو اسے دھوئے اور تیمم کرلے اور نماز پڑھے اور اسکے شوہر کیلئے یہ جائز ہے کہ جب وہ اپنی شرمگاہ کو دھولے اور تیمم کرے تو ایسی حالت میں اس سے مجامعت کرے اور عورت کیلئے یہ جائز نہیں کہ حالت حیض میں اپنا بناؤ سنگھار کرے اسلئے کہ اس سے منع کیا گیا ہے۔

(۲۰۴) اور عبیداللہ بن علی حلبی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حائض عورت کے متعلق دریافت کیا کہ اسکے شوہر کیلئے اس سے کس حد تک جائز ہے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ عورت کو چاہیئے کہ گھٹنے تک کا ایک ازار پہن لے پھر مرد کیلئے یہ جائز ہے کہ اس ازار کے اوپر ہی اوپر جو چاہے کرے۔

(۲۰۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا حضرت میمونہؓ (ام المومنین) کہا کرتی تھیں کہ جب میں حالت حیض میں ہوتی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے حکم دیا کرتے کہ تم ازار پہن کر میرے ساتھ بستر میں لیٹ رہا کرو۔

(۲۰۶) نیز آپؑ نے فرمایا کہ اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حالت حیض میں ہوتیں تو نماز ادا نہیں کرتی تھیں بلکہ جب نماز کا وقت آتا تو اپنی شرمگاہ پر روئی رکھ لیا کرتیں اور وضو کرکے مسجد کے قریب بیٹھ جاتیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتی تھیں۔

(۲۰۷) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے اس عورت کے متعلق جس نے دعویٰ کیا تھا کہ اسکو ایک مہینہ میں تین مرتبہ

حیض آیا یہ حکم دیا کہ اسکی ہمراز عورتوں سے پوچھا جائے کہ اسکا یہ گزشتہ حیض جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کیا واقعی حیض تھا اگر وہ سب گواہی دیں تو وہ سچی ہے ورنہ وہ جھوٹی ہے۔

(۲۰۸) اور عمّار بن موسیٰ ساباطی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی حائض عورت کے متعلق دریافت کیا کہ جو غسل کر رہی ہے مگر اسکے جسم پر زعفران کی ایسی زردی ہے جو پانی سے دور نہیں ہوتی؟ تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور پھر ایک ایسی عورت کے متعلق سوال کیا جو غسل کرنا چاہتی ہے مگر وہ اپنے بال موباف سے گوندھے ہوئے ہے اور اپنے بال کھولنا نہیں چاہتی تو اس کیلئے کتنا پانی کافی ہوگا؟ آپ نے فرمایا اتنا پانی جسکو بال اچھی طرح پی لیں اور وہ تین لپ پانی اپنے سر پر ڈالے دو لپ اپنی داہنی طرف اور دو لپ پانی اپنی بائیں طرف پھر اپنے ہاتھ سارے جسم پر پھیرے۔

(۲۰۹) اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے بعض ازواج حالت حیض میں اپنے بالوں کے اندر کنگھی کرتیں اور اپنے سر دھویا کرتی تھیں۔

باب نفاس اور اس کے احکام

اور جب عورت کوئی بچہ پیدا کرے تو دس دن تک نماز پڑھنا چھوڑ دے مگر یہ کہ وہ خون نفاس سے اسکے پہلے ہی پاک ہو جائے اور اگر خون آنے کا سلسلہ جاری ہے تو اٹھارہ دنوں کے درمیان تک نماز پڑھنا چھوڑ دے اسلئے کہ اسماء بنت عمیس کے وہاں جب حجۃ الوداع میں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے اور وہ حالت نفاس میں آگئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ اٹھارہ دن تک نماز چھوڑ دیں۔

(۲۱۰) اور روایت کی گئی ہے کہ حالت نفاس میں عورتوں کے نماز چھوڑنے کی حد اٹھارہ دن ہے اسلئے کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور اوسط پانچ دن ہے تو اللہ تعالیٰ نے نفاس والی عورتوں کیلئے اقل مدت حیض و اوسط مدت حیض اور اکثر مدت حیض کو قرار دیا ہے۔

(۲۱۱) اور عمار بن موسی ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ان جناب سے ایک ایسی عورت کے متعلق جو ایک دن یا دو دن یا اس سے زیادہ دنوں سے دردزہ میں مبتلا ہے وہ زردی یا خون دیکھتی ہے وہ اپنی نماز کا کیا کرے؟ آپ نے فرمایا جب تک ولادت نہیں ہوتی وہ نماز پڑھے اور اگر اسے دردزہ ہے تو جب دردزہ سے افاقہ ہو تو نماز پڑھے۔

باب تیمم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

و ان کنتم مرضیٰ او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لا مستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیداً طیباً فامسحوا بوجوھکم و ایدیکم منہ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج و لکن یرید لیطھرکم و لیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون (اور اگر تم مریض ہو (اور پانی نقصان کرے) یا سفر میں ہو یا تم میں کسی کا پائخانہ نکل جائے یا عورتوں سے صحبت کی ہو اور تم کو پانی میسر نہ ہو (کہ طہارت کرو) تو پاک مٹی پر تیمم کر لو (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) اپنے منہ اور ہاتھوں پر مٹی بھرا ہاتھ پھیر لو۔ خدا تو یہ چاہتا ہی نہیں کہ تم لوگوں پر کسی طرح تنگی کرے۔ بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تم لوگوں کو پاک و پاکیزہ کر دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ) (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۶)

(۲۱۲) زرارہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مجھے یہ نہ بتائیں گے کہ آپ کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ مسح سر کے بعض حصہ کا اور پاؤں کے بعض حصہ کا ہے؟ یہ سن کر آپ مسکرائے اور فرمایا اے زرارہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا اور یہی قرآن میں نازل ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فاغسلوا وجوھکم" تو اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ پورے چہرے کو دھونا چاہئے پھر فرمایا "و ایدیکم الی المرافق" اور چہرے سے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں تک کو ملایا اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا ہے۔ پھر کلام میں فصل دیا اور کہا و امسحوا برؤسکم اور چونکہ برؤسکم کہا اور "ب" کی وجہ سے معلوم ہوا کہ مسح سر کے بعض حصے کا کرنا ہے پھر اسی رؤس کے ساتھ ارجلکم الی الکعبین کو ملا کر کہا اس سے معلوم ہوا کہ سر کی طرح دونوں پاؤں کے ٹخنے تک بعض حصے کا مسح کرنا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر بھی کر دی تھی لیکن لوگوں نے اس کو ضائع کر دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیداً طیباً فامسحوا بوجوھکم یعنی (اگر پانی نہ پاؤ تو پاک صاف مٹی پر تیمم کرو اور اپنے چہروں پر مسح کر لو) پس جس کو پانی نہ ملے اس کے لئے وضو کو ہٹا کر غسل کے بعض حصے پر مسح رکھ دیا اور بعض حصے کے لئے وجوھکم کے "ب" کو رکھا گیا ہے (جو بعض کے معنی دیتا ہے) پھر اس کے ساتھ "و ایدکم منہ" کو ملایا یعنی اسی تیمم میں ان کو بھی شریک کر دیا۔ اس لئے کہ اس کو علم ہے کہ یہ مٹی ہاتھ کے تھوڑے سے حصے پر لگی ہے اس لئے یہ پورے چہرے پر نہیں چل سکتی۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج (اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ نہیں کہ تم لوگوں پر کوئی حرج واقع ہو) اور حرج کے معنی تنگی کے ہیں۔

(۲۱۳) زرارہ کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کسی سفر کے دوران حضرت عمّار سے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم جنب ہوئے پھر تم نے کیا کیا؟ عمار نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے مٹی پر لوٹی لگائی۔ آپ نے فرمایا اس طرح تو گدھے لوٹی لگاتے ہیں تم نے ایسا کیوں نہیں کیا یہ کہہ کر آپ نے زمین کی طرف اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے اور انہیں مٹی پر رکھا پھر اپنی انگلیوں اور ہتھیلیوں سے پیشانی کا مسح کیا پھر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی پشت پر مسح کیا پھر آپ نے اس کا اعادہ نہیں کیا۔

لہٰذا اگر کوئی شخص وضو کے بدلے تیمم کرے تو ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارے پھر ان دونوں کو جھاڑے اور ان دونوں سے اپنی پیشانی اور دونوں ابروؤں کا مسح کرے اور اپنے دونوں پشت دست پر مسح کرے اور اگر غسل جنابت کے بدلے تیمم کرتا ہے تو ایک مرتبہ دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر دونوں کو جھاڑے اور ان دونوں سے اپنی پیشانی اور دونوں ابروؤں پر مسح کرے اس کے بعد پھر زمین پر دوبارہ ہاتھ مارے اور اس سے اپنے دونوں پشت کف دست پر مسح کرے پہلے داہنی پشت کف دست پر پھر بائیں پشت کف دست پر۔

(۲۱۴) ایک مرتبہ عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جب وہ جنب ہوا تو اسے پانی نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا وہ پاک مٹی سے تیمم کرلے اور جب پانی ملے تو غسل کرلے اور وہ (تیمم کے ساتھ پڑھی ہوئی) نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔ نیز ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو پانی کے کنوئیں کی طرف سے گزر رہا ہے مگر اس کے پاس ڈول نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ اس پر یہ فرض نہیں کہ کنوئیں میں اترے اس لئے کہ پانی کا رب بھی وہی ہے جو زمین کا رب ہے۔ اسے چاہیئے کہ تیمم کرلے۔ نیز ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ جنب ہوتا ہے لیکن اس کے پاس پانی اتنا ہی ہے جو نماز کے لئے وضو کرنے کو کافی ہو اب وہ وضو کرے یا تیمم کرے۔ آپ نے فرمایا نہیں وہ تیمم کرے گا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اسے نصف وضو قرار دیا گیا ہے۔ اور جب تیمم کئے ہوئے شخص کو پانی مل جائے اور اسے امید ہو کہ دوسرا پانی بھی مل سکتا ہے یا اس کا خیال ہو کہ جب چاہیں گے مل جائے گا لیکن اب اس کا ملنا مشکل ہو گیا مگر جوں ہی اس کی نظر پانی پر پڑی اس کا تیمم ٹوٹ گیا اب اس پر لازم ہے کہ وہ دوبارہ تیمم کرے۔ اور اگر اس نے تیمم سے نماز شروع کر دی ہے کہ اتنے میں پانی مل گیا تو اگر اس نے ابھی رکوع نہیں کیا ہے تو نماز توڑے وضو کرے اور نماز پڑھے اور اگر اس نے رکوع کر لیا ہے تو پھر اپنی وہی نماز جاری رکھے اس لئے کہ تیمم بھی تو دو طہارتوں میں سے ایک ہے اور جس نے تیمم کر لیا پھر پانی مل گیا تو اگر وہ جنب تھا تو غسل کرے اور اگر جنب نہیں تھا تو وضو کرے اور اگر کسی نے تیمم سے نماز پڑھ لی ہے کہ پانی مل گیا اور ابھی اس نماز کا وقت مزید ہے اور اس کی نماز ہو چکی تو اس کو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲۱۵) زرارہ اور محمد بن مسلم دونوں کا بیان ہے کہ ہم دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جسے پانی نہیں ملا اور نماز کا وقت آگیا اس نے تیمم کیا اور ابھی دو رکعت نماز پڑھی تھی کہ پانی مل

گیا تو کیا اب وہ ان دونوں رکعتوں کو توڑ دے اور قطع کر دے اور وضو کر کے پھر سے نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا نہیں وہ اپنی نماز جاری رکھے گا نہ توڑے گا نہ قطع کرے گا صرف پانی آجانے کی وجہ سے اس لئے کہ جب اس نے نماز پڑھنا شروع کیا تھا تو تیمم کر کے باطہارت تھا۔ زرارہ کا بیان کہ میں نے آنجناب سے عرض کیا اچھا وہ باتیمم تھا اور اس نے ایک رکعت نماز پڑھی تھی کہ اس سے حدث (ریح) صادر ہو گیا اور پانی بھی ہاتھ آگیا؟ آپ نے فرمایا وہ نماز چھوڑ کر وضو کرے گا اور وہ نماز پڑھے گا جس کو اس نے تیمم کے ساتھ شروع کیا تھا۔

(۲۱۶) اور عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا وضو کے بدلے۔ غسل جنابت کے بدلے اور عورتوں کے غسل حیض کے بدلے تیمم یہ سب برابر ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۲۱۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو پھوڑے اور زخم ہو جایا کرتے ہیں اور اسی میں وہ جنب ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں وہ تیمم کرے اور غسل نہ کرے۔

(۲۱۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شخص مبطون (پیٹ کی بیماری میں مبتلا) اور کسیر (جس کے اعضاء شکستہ ہوں) تیمم کریں گے غسل نہیں کریں گے۔

(۲۱۹) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ فلاں شخص کو چیچک نکلی ہوئی تھی اور اسی حالت میں وہ جنب ہو گیا تو لوگوں نے اس کو غسل کرا دیا اور وہ مر گیا۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں نے اس کی جان لے لی انہوں نے کسی سے پوچھ کیوں نہ لیا اسے تیمم کیوں نہیں کرا دیا ناواقفیت کا علاج تو پوچھ لینا ہے۔

(۲۲۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کو چیچک نکلی ہوئی تھی اور اسی میں وہ جنب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ خود سے جنب ہوا ہے تو غسل کرے گا اور اسے احتلام ہوا ہے تو تیمم کرے گا اور جنب شخص اگر ٹھنڈک کی وجہ سے اپنی ذات کو خطرہ محسوس کرے تو تیمم کر لے۔

(۲۲۱) اور معاویہ بن میسرہ نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو سفر میں ہے اس کو پانی نہیں ملا تو اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر چلتے ہوئے ایسے مقام پر پہنچا جہاں پانی ہے اور اس نماز کا ابھی وقت باقی ہے۔ کیا وہ اپنی اسی تیمم سے پڑھی ہوئی نماز کو کافی سمجھے یا وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا اس کی وہی تیمم سے پڑھی ہوئی نماز ہو گئی (پھر سے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں) اس لئے کہ پانی کا رب بھی تو وہی ہے جو مٹی کا رب ہے۔

(۲۲۲) اور ایک مرتبہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو ہلاکت میں پڑ گیا غسل کے لئے پانی موجود نہ تھا اور میں نے (عورت سے) مجامعت کر لی۔ ان کا بیان ہے کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محمل کے لئے حکم دیا اور ہم دونوں پانی کے ساتھ اس کے پردے میں ہو گئے اور میں نے بھی غسل کیا اور عورت نے بھی غسل کر لیا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا اے ابوذر تمہارے لئے یہ پاک صاف مٹی (یعنی اس پر تیمم) دس سال کے لئے بھی کافی تھی ۔ اور جب کوئی شخص حالت سفر میں جنب ہو جائے اور اس کے پاس اتنا ہی پانی ہو کہ جس سے وضو کرے تو وہ وضو نہیں کرے گا تیمم کرے گا لیکن اگر وہ یہ جانتا ہے کہ وقت نماز فوت ہونے سے پہلے اس کو پانی مل جائے گا (اور وہ غسل کر کے نماز پڑھ لے گا تو تیمم بھی نہیں کرے گا) ۔

(۲۲۳) اور عبدالرحمن بن ابی نجران نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا تین افراد کے متعلق جو سفر میں ہیں ایک ان میں سے جنب ہے ایک مر گیا ہے اور ایک بے وضو ہے اور نماز کا وقت آگیا ہے اور ان کے پاس صرف اتنا ہی پانی ہے کہ جو صرف ایک کے لئے کافی ہو تو وہ لوگ کیا کریں ۔ آپ نے فرمایا جنب والا شخص غسل کرے گا اور میت کو تیمم کے ساتھ دفن کر دیا جائے گا اور جو بے وضو ہے وہ بھی تیمم کرے گا اس لئے کہ غسل جنابت فرض ہے اور غسل میت سنت ہے اور بے وضو شخص کے لئے تیمم جائز ہے ۔

(۲۲۴) اور محمد بن حمران نہدی اور جمیل ابن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قوم کا ایک امام جماعت ہے وہ جنابت میں مبتلا ہو گیا اور وہ سفر میں ہے اس کے پاس اتنا پانی نہیں جو اس کے غسل کے لئے کافی ہو کیا جماعت میں کوئی اور شخص وضو کر کے جماعت کو نماز پڑھا دے ۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہی امام جو جنب ہو گیا ہے وہ تیمم کرے گا اور لوگوں کو نماز پڑھائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو بھی اس طرح طاہر بنایا ہے جس طرح پانی کو طاہر بنایا ہے ۔

(۲۲۵) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا کہ جسے جنابت ہو گئی اور ٹھنڈی رات ہے اور اسے خطرہ ہے کہ اگر غسل کیا تو تلف ہو جائے گا ؟ تو آپ نے فرمایا وہ تیمم کر کے نماز پڑھے اور جب ٹھنڈک کا خطرہ نہ ہو تو غسل کرے اور اس نماز کو پھر سے پڑھے (بشرطیکہ اس نے خود سے اپنے کو جنب کیا ہو) اور اگر کوئی شخص اس حال میں ہو کہ گیلی مٹی کے سوا اس کو کچھ نہیں مل سکتا تو اسی پر تیمم کرے گا اس لئے کہ جب اس کے پاس کوئی خشک کپڑا اور کوئی نمدا بھی نہیں جس کی گرد پر وہ تیمم کر سکے تو اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عذر کو قبول کرنے والا ہے اور اگر کوئی شخص یوم جمعہ یا یوم عرفہ اژدحام کے بیچ میں ایسا پھنسا ہو کہ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے وہ مسجد سے نکل نہ سکتا ہو تو پھر تیمم کر کے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لے اور جب وہاں سے واپس ہو تو پھر دوبارہ نماز پڑھے ۔ اور جس شخص کے پاس پانی موجود تھا مگر وہ بھول گیا تھا اور تیمم سے نماز پڑھ لی پھر اسے نماز کا وقت نکلنے سے پہلے یاد آیا کہ پانی تو موجود ہے تو وہ دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھے گا اور اگر کسی شخص کو مسجدوں میں سے کسی مسجد کے اندر احتلام ہو گیا تو وہ اس مسجد سے نکل کر غسل کرے گا سوائے مسجد الحرام اور مسجد رسول کے اس لئے کہ اگر ان دونوں مسجدوں میں سے کسی ایک کے اندر کسی شخص کو احتلام ہو گیا ہے تو وہ وہیں تیمم کرے گا اور اس کے بعد نکلے گا اس لئے کہ بغیر تیمم کئے وہ اس

میں چلے گا بھی نہیں۔

باب غسلِ جمعہ اور آداب حمام اور طہارت وزینت کے احکامات

(۲۲۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں بغیر ازار کے داخل نہ ہوگا۔ نیز آپ نے زیر آسمان بغیر ازار پہنے نہانے کو منع فرمایا۔ نیز بغیر ازار پہنے دریا کے اندر داخل ہونے کو بھی منع فرمایا اور کہا کہ پانی میں بھی اس کے اندر رہنے والے اور اس کے ساکنین ہیں۔ اور روزِ جمعہ کا غسل مردوں اور عورتوں پر سفر و حضر دونوں میں واجب ہے لیکن پانی کی قلت کی وجہ سے عورتوں کو رخصت ہے (کریں یا نہ کریں) جو شخص سفر میں ہے اور اسے پنجشنبہ کو پانی مل گیا اور ڈر ہے کہ روز جمعہ پانی نہیں ملے گا تو کوئی ہرج نہیں اگر روز جمعہ کے لئے پنجشنبہ کو غسل کرلے پھر اگر روز جمعہ پانی ملے تو غسل کرے اور اگر نہ ملے تو پنجشنبہ کا غسل ہی اس کے لئے کافی ہے۔

(۲۲۷) چنانچہ روایت کی گئی ہے۔ حسن بن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اور انہوں نے روایت کی ہے اپنی والدہ اور احمد بن موسیٰ علیہ السلام سے ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے ساتھ صحرا میں تھے اور بغداد جانے کا ارادہ کر رہے تھے تو پنجشنبہ کے دن ہم سے فرمایا تم دونوں کل جمعہ کے دن کے لئے آج ہی (پنجشنبہ کے دن) غسل کر لو اس لئے کہ پانی کل کم رہ جائے گا۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ پس ہم نے جمعہ کے لئے پنجشنبہ ہی کے دن غسل کر لیا۔ اور روز جمعہ کا غسل سنت واجب ہے اور طلوع فجر سے لے کر زوال کے قریب تک یہ غسل جائز ہے مگر قریب بہ زوال افضل ہے اور جو شخص قبل زوال غسل کرنا بھول جائے یا کسی سبب سے چھوڑ دے تو بعد عصر یا سنیچر کے دن غسل کرے اور جمعہ کی نیت سے غسل اسی طرح جائز ہے جس طرح نماز جمعہ کے لئے روانگی کی نیت سے جائز ہے اور اس میں غسل سے پہلے وضو ہوگا اور جمعہ کے لئے غسل کرنے والا یہ کہے اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ وَ طَهِّرْ قَلْبِيْ وَ اَنْقِ غَسْلِيْ وَ اَجْرِ عَلٰى لِسَانِيْ مَحَبَّةً مِنْكَ (اے اللہ مجھے پاک کردے اور میرے دل کو پاک کردے اور میرے غسل کو صاف ستھرا کردے اور میری زبان پر اپنی محبت (مدح) جاری کر)

(۲۲۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص غسل جمعہ کرے اور یہ کہے۔ "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ" (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ اے اللہ تو درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور مجھے توبہ کرنے والوں میں قرار دے اور مجھے پاک وطاہر رہنے والوں میں شامل کردے) تو وہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک طاہر اور پاک ہو گیا۔

(۲۲۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یوم جمعہ کا غسل طہارت ہے اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے

درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(۲۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے غسل جمعہ کے سبب کے متعلق فرمایا کہ انصار اپنے مال مویشیوں میں کام کیا کرتے تھے اور جب جمعہ کا دن ہوتا تو مسجد میں آتے اور لوگوں کو انکی بغلوں اور جسموں کی بُو سے اذیت ہوتی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کا حکم دیا اور اسطرح یہ ایک سنت جاریہ ہو گئی۔

(۲۳۱) اور روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز فریضہ کی کمی کو نماز نافلہ سے پورا کیا اور فرض روزوں کی کمی کو مستحب روزوں سے پورا کیا اور وضو کی کمی کو روز جمعہ کے غسل سے پورا کیا۔

(۲۳۲) یحییٰ بن سعید اھوازی نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے اور انہوں نے محمد بن حمران سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم حمام میں داخل ہو تو اپنے کپڑے اتارتے وقت کہو۔ "اَللّٰھُمَّ انْزِعْ عَنِّیْ رِبْقَۃَ النِّفَاقِ وَ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ" (اے اللہ تو نفاق کا پھندا میرے گلے سے نکال اور مجھے ایمان پر ثابت قدم رکھ) اور جب (حمام کے) پہلے حجرے میں داخل ہو تو کہو۔ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ، وَ اَسْتَعِیْذُبِکَ مِنْ اَذَاہُ" (اے اللہ میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس کی اذیتوں سے تیری پناہ کا خواہاں ہوں) اور جب دوسرے حجرے میں داخل ہو تو کہو "اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الرِّجْسَ النِّجْسَ وَ طَھِّرْ جَسَدِیْ وَ قَلْبِیْ" (اے اللہ تو مجھ سے پلیدگی اور نجاست کو دور رکھ اور میرے بدن اور قلب کو پاک رکھ) اور تھوڑا گرم پانی لو اور اسے سر پر ڈالو اس میں سے تھوڑا سا اپنے دونوں پیروں پر ڈالو اور اگر ممکن ہو تو اس میں سے ایک گھونٹ پانی نگل جاؤ اسلئے کہ یہ مثانہ کو صاف کر دیتا ہے پھر ایک ساعت دوسرے حجرے میں ٹھہرو اور جب تیسرے حجرے میں داخل ہو تو یہ کہو "نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ وَ نَسْأَلُہُ الْجَنَّۃَ" (ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں آگ سے اور جنت طلب کرتے ہیں) اور گرم حجرے سے نکلتے وقت تک اسکا ورد کرتے رہو اور حمام میں ٹھنڈا پانی یا شراب ہرگز نہ پینا اس لئے کہ یہ معدہ کو فاسد کر دیتا ہے اور اپنے اوپر ٹھنڈا پانی ہرگز نہ ڈالو یہ بدن کو ضعیف کر دیتا ہے اور جب نکلو تو اپنے قدموں پر ٹھنڈا پانی ڈالو اسلئے کہ یہ تمہارے جسم سے مرض کو کھینچ لیگا اور تم اپنا لباس پہنو تو یہ کہو "اَللّٰھُمَّ اَلْبِسْنِیْ التَّقْوٰی وَ جَنِّبْنِیْ الرَّدٰی" (اے اللہ تو مجھے تقویٰ کا لباس پہنا اور مجھے ہلاکت سے بچالے) جب تم ایسا کرو گے تو تمام بیماریوں سے محفوظ رہو گے اور اگر تم ازار پہنے ہوئے ہو تو حمام کے اندر قرآن کی تلاوت میں کوئی حرج نہیں اس طرح کہ آواز نہ نکلے۔

(۲۳۳) ایک مرتبہ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا امیرالمومنین علیہ السلام حمام میں قرأت قرآن سے منع فرمایا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے اس سے منع فرمایا کہ انسان برہنہ ہو اور قرأت قرآن کرے اور اگر وہ ازار پہنے ہوئے ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۳۴) ایک مرتبہ علی بن یقطین نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا میں حمام کے اندر قرأت

(قران) اور نکاح کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۲۳۵) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے قول خدا "قل للمومنین یغضوا من ابصار هم ویحفظوا فروجهم ذٰلک ازکی لهم" (مومنوں سے کہہ دو کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزہ ہے) (سورہ نور آیت نمبر ۳۰) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کتاب خدا میں جہاں شرمگاہ کی حفاظت کا ذکر ہے ان سے مراد زنا سے حفاظت ہے سوائے اس آیت کے کہ یہاں مراد یہ ہے کہ شرمگاہ کی حفاظت کرو تاکہ اسے کوئی نہ دیکھے۔

(۲۳۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کسی مرد مسلم کی شرمگاہ پر نظر کرنا مکروہ ہے لیکن کسی غیر مسلم کی شرمگاہ پر نظر کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی گدھے کی شرمگاہ پر نظر کرنا۔

(۲۳۷) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حمام بھی کیا اچھا گھر ہے جو جہنم کو یاد دلاتا ہے اور میل کچیل کو دور کرتا ہے۔

(۲۳۸) نیز امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا حمام خانہ بھی کتنی بری جگہ ہے جو پردہ کو چاک کرتا (انسان کو برہنہ کرتا) اور حیا کو دور کرتا ہے۔

(۲۳۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا حمام خانہ کتنی بری جگہ ہے کہ جو انسان کو برہنہ کرتا اور شرمگاہ کو کھول دیتا ہے اور حمام خانہ کتنی اچھی جگہ ہے کہ جو جہنم کی گرمی کو یاد دلاتا ہے اور یہ آداب میں داخل ہے کہ کوئی شخص اپنے لڑکے کو ساتھ لیکر حمام نہ جائے کہ وہ اسکی شرمگاہ کو دیکھے۔

(۲۴۰) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی زوجہ کو حمام نہیں بھیجتا۔

(۲۴۱) اور امام علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنی عورت کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیگا تو آپ سے پوچھا گیا کہ وہ اطاعت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عورت اس سے غم و شادی کے مجمع میں اور حمام میں جانے کی اور باریک لباس پہنے کی استدعا کرے اور مرد اسے منظور کرے۔

(۲۴۲) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے غسل یوم جمعہ کو بھول کر یا عمداً چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا اگر اس نے بھول کر چھوڑا ہے تو اسکی نماز پوری ہے اور اگر اس نے عمداً چھوڑا ہے تو اسے چاہیئے کہ اللہ سے طلب مغفرت کرے اور اسکا اعادہ نہ کرے۔

(۲۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم حمام میں مسواک نہ کرو اس سے گردوں کی چربی پگھل جاتی ہے۔ حمام میں کنگھی نہ کرو اس سے بال باریک اور کمزور ہو جاتے ہیں اپنے سر کو مٹی سے نہ دھوؤ اس سے چہرہ بدشکل

ہو جاتا ہے (اور ایک حدیث میں ہے کہ اس سے غیرت چلی جاتی ہے) بدن کو ٹھیکرے یا جھانوے سے نہ رگڑو اس سے برص کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ ازار سے چہرہ نہ پونچھو اس سے چہرے کی رونق چلی جاتی ہے اور روایت کی گئی ہے کہ مٹی سے مراد مصر کی مٹی اور ٹھیکرے اور جھانوے سے مراد شام کا ٹھیکرا اور جھانوہ ہے اور حمام میں مسواک کرنے سے دانتوں کا مرض پیدا ہوتا ہے اور حمام کے مستعمل پانی (غسالہ) سے طہارت کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲۴۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بروز جمعہ تم میں سے ہر ایک اپنی زینت کرے غسل کرے خوشبو لگائے، کنگھی کرے بہت صاف ستھرے لباس پہنے اور جمعہ کیلئے آمادہ ہو اور اس دن سکون و وقار کے ساتھ رہے اور اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے اور حسب استطاعت خیر و خیرات کرے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ (بروز جمعہ) زمین کی طرف ملتفت ہوتا ہے تاکہ نیکیوں میں اضافہ کرے۔

(۲۴۵) حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ حمام میں نہار منہ نہ جاؤ اور جب تک کچھ کھا نہ لو حمام میں داخل نہ ہو۔

(۲۴۶) بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حمام سے نکلے اپنا لباس پہنا اور عمامہ سر پر رکھا۔ اسکا بیان ہے کہ پھر میں نے گرمی ہو یا جاڑا حمام سے نکلتے وقت عمامہ نہیں چھوڑا۔

(۲۴۷) حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ حمام کسی کسی دن جانا چاہیئے اس سے گوشت بڑھتا ہے اور روزانہ حمام گردے کی چربی کو پگھلا دیتا ہے۔

(۲۴۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حمام کے اندر جسم پر طلاء (مالش یا لیپ) کرایا کرتے تھے جب شرمگاہ کی حد آتی تو طلاء کرنے والے سے فرماتے تم ہٹ جاؤ پھر وہ خود وہاں طلاء لگایا کرتے۔ اور جو شخص خود طلاء کرتا ہے اس کیلئے کوئی حرج نہیں جو پوشش کو ہٹالے اسی لئے کہ نورہ خود پوشش ہے۔

(۲۴۹) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حمام تشریف لائے تو حمام والے نے کہا میں آپ کیلئے الگ انتظام کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں مومن ہلکے پھلکے سامان والا ہوتا ہے۔

(۲۵۰) عبیداللہ مرافقی سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں شہر مدینہ میں ایک حمام کے اندر گیا تو حمام کا مہتمم ایک بوڑھا کبیرالسن تھا میں نے پوچھا اے شیخ یہ حمام کس کا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ امام محمد باقر علیہ السلام کا حمام ہے۔ میں نے کہا کیا وہ اس میں آیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں میں نے پوچھا پھر وہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا جب وہ حمام میں داخل ہوتے تو پہلے اپنے پیڑو اور اسکے آس پاس طلاء کرتے پھر اس پر ازار لپیٹ لیتے پھر مجھے آواز دیتے اور میں آپ کے سارے جسم پر طلاء کیا کرتا ایک دن میں نے ان سے کہا وہ چیز جس کو آپ ناپسند کریں گے کہ میں اسے دیکھوں آپ نے اسے دیکھا ہے انہوں نے کہا ہرگز نہیں نورہ خود پردہ ہوتا ہے۔

(۲۵۱) عبدالرحمن بن مسلم المعروف بہ سعدان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حمام کے وسطی حجرہ میں تھا کہ حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نورہ لگائے اور اس پر ازار پہنے ہوئے داخل ہوئے اور بولے السلام علیکم تو میں نے جواب سلام دیا اور اس حجرے میں داخل ہو گیا جس میں حوض تھا وہاں غسل کیا اور نکل آیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حمام میں ازار پہنے ہوئے ہو سلام کر سکتا ہے اور جن احادیث میں حمام کے اندر سلام کرنے کو منع کیا گیا ہے وہ اس شخص کیلئے ہے جو ازار پہنے ہوئے نہ ہو۔

(۲۵۲) حنان بن سدیر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اور میرے باپ اور میرے دادا اور میرے چچا مدینہ کے اندر ایک حمام میں گئے تو وہاں کپڑے اتارنے کے حجرے میں ایک صاحب ملے انہوں نے ہم لوگوں سے پوچھا تم لوگ کہاں کے ہو؟ ہم لوگوں نے جواب دیا ہم لوگ اہل عراق سے ہیں انہوں نے پوچھا عراق میں کہاں کے؟ ہم لوگوں نے کہا ہم لوگ کوفہ کے رہنے والے ہیں انہوں نے کہا اے کوفہ کے رہنے والو مرحبا خوش آمدید تم لوگ تو یگانے ہو بیگانے نہیں ہو پھر کہا مگر تم لوگوں کو ازار پہننے سے کیا امر مانع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے مومن پر دوسرے مومن کی شرمگاہ پر نظر کرنا حرام ہے۔ اس پر میرے چچا نے سوتی کپڑے کا ایک تھان بھیجدیا جسکے چار ٹکڑے کئے گئے اور ہر ایک نے ایک ایک ٹکڑا لے لیا اسکے بعد ہم لوگ حمام میں داخل ہوئے اور ابھی ہم لوگ گرم حجرے میں تھے کہ انہوں نے میرے دادا کی طرف رخ کیا اور کہا اے پیرمرد تمہیں خضاب سے کس امر نے روک دیا ہے میرے دادا نے جواب دیا میں نے انکی صحبت کو درک کیا (تھا) ہے جو مجھ سے اور آپ سے بہتر تھے انہوں نے پوچھا وہ کون جو مجھ سے بہتر تھے میرے دادا نے کہا میں علی ابن ابی طالب کی صحبت میں رہا وہ خضاب نہیں لگاتے تھے یہ سن کر انھوں نے سر جھکا لیا اور پسینہ ٹپکنے لگا اور فرمایا تم نے سچ کہا اور اچھا کیا پھر فرمایا اے پیرمرد اگر تم خضاب لگاؤ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی خضاب لگایا ہے اور وہ علی علیہ السلام سے بہتر تھے اور اگر اسے ترک کرو تو تمہارے لئے علی علیہ السلام نمونہ عمل ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ حمام سے نکلے اور کپڑے اتارنے کے حجرے میں آئے تو ان صاحب کے متعلق دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ علی ابن الحسین علیہ السلام اور ان کے ساتھ ان کے فرزند محمدؑ بن علیؑ تھے اس حدیث میں ہے کہ امام کیلئے یہ روا ہے کہ وہ اپنے اس فرزند کے ساتھ حمام میں جائیں جو امام ہو غیر امام نہ ہو اس لئے کہ امام صغر سنی اور کبر سنی دونوں میں معصوم ہوتا ہے اسکی نظر کسی کی شرمگاہ پر نہیں پڑے گی خواہ حمام ہو یا غیر حمام۔

(۲۵۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ران کا شمار شرمگاہ میں نہیں ہے۔

(۲۵۴) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ نورہ پاک وصاف کرنے والی چیز ہے۔

(۲۵۵) حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اپنے جسم کو بالوں سے صاف کر لیا کرو یہ امر

حسن ہے۔

(۲۵۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص نورہ لگانا چاہے تو اسے تھوڑا سا لے اور اپنی ناک کے کنارے پر رکھے اور کہے "اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ سُلَیْمَانَ بْنَ دَاوٗدَ عَلَیْھِمَا السَّلَام کَمَا اَمَرَنَا بِالنُّوْرَہِ" (اے اللہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام پر اپنی رحمت نازل کر جیسا کہ انہوں نے ہم لوگوں کو نورہ کا حکم دیا) تو انشاء اللہ تعالیٰ نورہ اسے نہیں جلائے گا۔

(۲۵۷) روایت کی گئی ہے کہ جو شخص نورہ لگا کر بیٹھے ڈر ہے کہ فتق کا مرض نہ ہو جائے۔

(۲۵۸) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مومن کیلئے یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ ہر پندرہ دن پر نورہ لگائے۔

(۲۵۹) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر پندرہ دن پر نورہ لگانا سنت ہے اور اگر بیس دن گزر جائیں تو قرض لے لو اللہ تعالیٰ اسکا ذمہ دار ہے (یعنی اگر تنگدستی کی وجہ سے نورہ خریدنے کی سکت نہ ہو)۔

(۲۶۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مرد اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ چالیس دن سے زیادہ اپنے پیڑو کا بال صاف کرنا نہیں چھوڑے گا اور جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ بیس دن سے زیادہ اسے نہیں چھوڑے گی۔

(۲۶۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مرد اور عورت اپنے پیٹ (پیڑو) کے بال مونڈے۔

(۲۶۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حمام کے اندر اپنے دونوں بغل میں نورہ کا طلاء کرتے اور فرماتے کہ بغلوں کے بال اکھیڑنے سے کاندھے کمزور اور ڈھیلے پڑجاتے ہیں اور نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔

(۲۶۳) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکا مونڈنا بال اکھاڑنے سے بہتر ہے اور اس پر نورہ لگانا بال مونڈنے سے بہتر ہے

(۲۶۴) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ بغل کے بال اکھاڑنے سے بدبو دور ہو جاتی ہے اور یہ پاکی و صفائی ہے اور سنت ہے طیب علیہ وآلہ وسلم نے اسکا حکم دیا ہے۔

(۲۶۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بغلوں کے بال نہ بڑھائے اسلئے کہ شیطان اس میں اپنی کمینگاہ (رہنے کی جگہ بناتا) اور اس میں چھپا رہتا ہے۔

جو شخص حالت جنب میں ہے اسکا نورہ لگانے میں کوئی حرج نہیں یہ تو اور زیادہ صفائی کرتا ہے۔

(۲۶۶) امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ وہ چہار شنبہ کو نورہ لگانے سے پرہیز کرے اسلئے کہ یہ دن پورا کا پورا نحس ہے باقی تمام دنوں میں نورہ لگانا جائز ہے۔

(۲۶۷) اور روایت کی گئی ہے کہ روز جمعہ (نورہ لگانا) برص کا مرض پیدا کرتا ہے۔

(۲۶۸) ریان بن صلت نے ایک شخص سے روایت کی ہے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت ابوالحسن علیہ

السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص بروز جمعہ نورہ لگائے اور مرض برص میں مبتلا ہو تو اپنے سوا کسی کی ملامت نہ کرے۔

اور کوئی حرج نہیں اگر آدمی حمام کے اندر ستو، آٹے اور بھوسی، چوکر سے اپنے جسم کو ملے اور اس میں کوئی حرج نہیں اگر آٹے میں تیل ملا ہوا ہو اسے ملے۔ اور جو چیز بدن کو نفع پہنچاتی ہے اسکا شمار اسراف میں نہیں ہے اسراف میں اس چیز کا شمار ہے جسکے اندر مال تلف ہو اور بدن کیلئے مضر ہو۔

(۲۶۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص طلاء کرے اور مہندی کا خضاب لگائے اللہ تعالیٰ اسکو دوسری مرتبہ طلاء کرنے تک تین چیزوں سے محفوظ رکھے گا۔ جذام سے، برص سے، اور باخورہ کی بیماری سے۔

(۲۷۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نورہ کے بعد مہندی لگانا جذام اور برص سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۲۷۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص طلاء کرے مہندی سے اپنے جسم کو (بطور ابٹن) سر سے لیکر پاؤں تک ملے تو اللہ تعالیٰ اس سے فقر کو دور کر دیتا ہے۔

(۲۷۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ مہندی کا خضاب لگاؤ اس سے آنکھیں روشن ہوتی ہیں، بال لگتے ہیں اور اچھی خوشبو پیدا ہوتی ہے اور زوجہ سکون پاتی ہے۔

(۲۷۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مہندی بدبو دور کر دیتی ہے چہرے کی آب بڑھاتی ہے خوشبو اچھی ہو جاتی ہے بچہ حسین پیدا ہوتا ہے۔

اور کوئی حرج نہیں اگر آدمی حمام میں زعفران سے بنی ہوئی خوشبو کو ملے اور ہاتھ کے پھٹنے کے علاج کیلئے اس کو ہاتھ پر ملے اور اسکی مداومت (ہمیشہ) مستحب نہیں ہے۔ اور نہ یہ کہ اسکا نشان دیکھا جائے۔

(۲۷۴) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا مہندی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہدیہ ہے اور یہ سنت ہے۔

(۲۷۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی رنگ کا خضاب ہو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۷۶) ایک مرتبہ حسن بن جہم حضرت ابی الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ سیاہ رنگ کا خضاب لگائے ہوئے تھا۔ تو آپ نے فرمایا خضاب لگانے میں بھی ثواب ہے اور خضاب لگانے اور خود کو زیب و زینت کے ساتھ رکھنا یہ ان چیزوں میں سے ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ عورتوں کی عفت میں اضافہ کرتا ہے اور شوہروں کے زیب وزینت کے چھوڑ دینے سے عورتوں نے اپنی عفت بھی چھوڑ دی ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ ہمیں خبر ہوئی ہے کہ مہندی سے بڑھاپے میں اضافہ ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بڑھاپے کو کون سی چیز زیادہ کرے گی بڑھاپا تو خود ہر روز بڑھا کرتا ہے۔

(۲۷۷) ایک مرتبہ محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خضاب کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خضاب لگایا کرتے تھے اور ہم لوگوں کے پاس یہ ان کے بال ہیں۔

(۲۷۸) روایت کی گئی ہے آنجناب علیہ السلام کے سر اور داڑھی میں سترہ (۱۷) سفید بال تھے۔

(۲۷۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہ السلام وسمہ (برگ تیل) سے خضاب لگایا کرتے تھے۔

(۲۸۰) اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مہندی اور وسمہ سے خضاب لگایا کرتے تھے۔

(۲۸۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سیاہ رنگ کے خضاب سے عورتوں کیلئے انس کا سبب اور دشمنوں کیلئے خوف کا سبب ہوتا ہے۔

(۲۸۲) اور امام علیہ السلام نے قول خدا " واعدّو الھم ما استطعتم من قوۃ " (اے مسلمانو تم کفار کے مقابلہ کیلئے جہاں تک کہ تم سے ہوسکے سامان فراہم کرو) (سورہ انفال آیت نمبر ۶۰) کی تفسیر میں ارشاد فرمایا اور ان سامانوں میں سیاہ رنگ کا خضاب بھی ہے۔ اور ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسکی داڑھی زرد رنگ کی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ کتنا اچھا رنگ ہے اور اسکے کچھ دنوں بعد حاضر ہوا تو اسکی داڑھی مہندی سے رنگی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر آنحضرت متبسم ہوئے اور فرمایا یہ رنگ اس سے بھی اچھا ہے۔ اسکے کچھ دنوں بعد پھر حاضر ہوا تو اسکی داڑھی پر سیاہ رنگ کا خضاب تھا یہ دیکھ کر آپ ہنسے اور فرمایا یہ رنگ تو اس سے بھی اچھا ہے اور اس سے بھی اچھا ہے۔

(۲۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کیلئے یہ مناسب نہیں کہ خود کو بالکل معطل کرے (اور زینت چھوڑ دے) خواہ ایک طوق ہی کیوں نہ ہو وہ گلے میں پڑا رہے اور اس کیلئے یہ بھی مناسب نہیں وہ خضاب سے بالکل ہاتھ اٹھالے خواہ ذرا مہندی کیوں نہ لگالیا کرے اگرچہ عورت سن رسیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۲۸۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ناخونوں پر نورہ لگ جاتا ہے تو اسکا رنگ بدل جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی مردہ کے ناخن ہیں لہذا اسکے رنگنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور ائمہ علیہم السلام نے بھی وسمہ سے خضاب لگایا ہے۔ زرد رنگ کا خضاب " خضاب ایمان " ہے اور سرخ رنگ کا خضاب " خضاب اسلام " ہے اور سیاہ رنگ کا خضاب " خضاب اسلام و ایمان اور نور " ہے۔

(۲۸۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی خضاب کیلئے ایک درہم صرف کرنا افضل ہے اسکے ماسوا دیگر چیزوں پر راہ خدا میں ایک ہزار درہم صرف کرنے سے اس میں چودہ خوبیاں ہیں۔ دونوں کانوں کی بو دور کرتا ہے، نظر کو روشن کرتا ہے، ناک کو ملین رکھتا ہے خوشبو کو اچھی کرتا ہے، مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے، ضعف کو دور کرتا ہے، وسوسہ شیطانی کو کم کرتا ہے، اس سے ملائکہ خوش ہوتے ہیں اور مومن اس سے خوشخبری پاتا ہے۔ کافر اس سے رنجیدہ ہوتا ہے اور زینت طیب ہے، منکر نکیر اس سے (کچھ پوچھنے میں) حیا کرتے ہیں اور وہ اس کیلئے قبر میں برائت کا ذریعہ ہے۔

(۲۸۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک نورہ لگانے کے بعد دوسری مرتبہ نورہ لگانے کے درمیان جو

جمعہ آتا ہے میں اس میں استرا پھیرتا ہوں۔

(۲۸۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم استرا پھیرو اس سے تمہارے حسن وجمال میں اضافہ ہوگا۔

(۲۸۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرے کے علاوہ ایام میں سر پر استرا پھیرنا تمہارے دشمنوں کیلئے مثلہ ہے اور تمہارے لئے حسن وجمال کا سبب ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کا مفہوم اس وقت واضح ہوا جب آپ نے خوارج کی نشانیاں بتائیں اور فرمایا یہ لوگ دین سے اسطرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے اور انکی علامت یہ ہے کہ وہ لوگ سر منڈاتے ہونگے اور تیل لگانا چھوڑ دینگے۔

(۲۸۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ناک میں سے بالوں کا صاف کرنا چہرے کو حسین کر دیتا ہے۔

(۲۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہر جمعہ کو خطمی سے سر کا دھونا برص اور جنون سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۲۹۱) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ خطمی سے سر کا دھونا فقر دور کرتا اور رزق میں اضافہ کرتا ہے۔

(۲۹۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ خطمی سے سر کا دھونا ایک طرح کا افسوں اور منتر ہے (جنون اور بیماریوں کیلئے)

(۲۹۳) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خطمی سے سر کا دھونا میل کو دور کرتا اور تنکے وغیرہ صاف کر دیتا ہے۔

(۲۹۴) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ غمگین ہوئے تو حضرت جبرئیل نے ان سے کہا کہ آپ بیری کی پتی سے اپنا سر دھوئیں اور وہ بیری کی پتی سدرۃ المنتہیٰ کی تھی۔

(۲۹۵) حضرت ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ بیری کی پتی سے سر دھونے سے روزی بہت حاصل ہوتی ہے۔

(۲۹۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے سروں کو بیری کی پتی سے دھویا کرو اسلئے کہ اسکو ہر ملک مقرب اور ہر نبی مرسل نے مقدس و پاکیزہ سمجھا ہے۔ اور جو شخص اپنے سر کو بیری کی پتی سے دھوئے گا اللہ تعالیٰ ستر (۷۰) دنوں تک وسوسہ شیطانی اس سے دور رکھے گا۔ اور اللہ جس سے وسوسہ شیطان کو ستر دن دور رکھے گا پھر وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا اور جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص حمام سے نکل کر اپنے پاؤں دھوئے تو کوئی حرج نہیں اور اگر نہ دھوئے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(۲۹۷) ایک مرتبہ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام حمام سے نکلے تو ایک شخص نے ان سے کہا آپ کا حمام کرنا پاک و پاکیزہ ہے۔ آپ نے فرمایا اے بیوقوف تو یہاں بیٹھا ہوا کیا کر رہا ہے اس نے کہا اچھا آپ کا حمام پاک و پاکیزہ ہے آپ نے فرمایا کہ اگر حمام پاک و پاکیزہ ہے تو اس سے بدن کو کیا راحت ملے گی۔ اس نے کہا اچھا آپ کا حمیم پاک

وپاکیزہ ہے۔آپ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا تجھے نہیں معلوم کہ حمیم پسینہ کو کہتے ہیں۔اس نے کہا پھر کیا کہوں ؟آپ نے فرمایا یہ کہو کہ آپ کا جو طاہر ہے پاک وپاکیزہ رہے اور آپ کا جو پاک وپاکیزہ ہے وہ طاہر رہے۔

(۲۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم حمام سے نکلو اور تمہارا بھائی تم سے کہے کہ تمہارا حمام پاک وپاکیزہ رہے تو تم اس سے کہو اللہ تمہارے دل کو خوش رکھے۔

(۲۹۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیماریاں تین (۳) ہیں اور دوائیں بھی تین (۳) ہیں۔بیماریاں جو ہیں وہ خون ہے سودا یا صفرا ہے اور بلغم ہے۔خون کا علاج حجامت (پچھنی لگانا) ہے بلغم کا علاج حمام ہے اور سودا کا علاج جہل قدمی ہے۔

(۳۰۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تین چیزیں جسمانی عمارت کو منہدم کردیتی ہے بلکہ کبھی کبھی انسان کی جان لے لیتی ہیں۔خشک گوشت کا کھانا، شکم سیری پر حمام جانا اور بوڑھی عورت سے نکاح کرنا۔اور ایک روایت میں ہے کہ شکم سیری پر جماع کرنا۔

ناخن کا کاٹنا، مونچھیں تراشنا اور کنگھی کرنا

(۳۰۱) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ناخن کاٹنا جذام وجنون وبرص اور اندھے پن سے محفوظ رکھتا ہے اور اگر اسکے کاٹنے کی ضرورت بھی نہ ہو تو ذرا سا اسکو گھس لے۔

(۳۰۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اگر اسے کاٹنے کی ضرورت بھی نہ ہو تو اس پر چھری یا قینچی پھیرے۔

(۳۰۳) اور عبدالرحیم قصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اپنے ناخن اور اپنی مونچھ ہر جمعہ کو تراشے گا اور تراشتے وقت یہ کہے گا کہ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ تو اس میں سے جو تراشہ بھی گرے گا اللہ اسکے نام ایک بندہ آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا اور وہ سوائے مرض الموت کے اور کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا۔

(۳۰۴) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن اپنے ناخن تراشے تو اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع اور داہنے ہاتھ کی چھنگلیا پر ختم کرے۔

(۳۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مونچھوں کا تراشنا ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کیلئے جذام سے امان وحفاظت ہے۔

(۳۰۶) ایک مرتبہ حسین بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جو شخص ہر جمعہ کو اپنی مونچھ تراشے اور ناخن کاٹے تو کیا ثواب ملے گا؟آپ نے فرمایا وہ اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک مسلسل پاک وطاہر رہے گا۔

(۳۰۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی بھی اپنی مونچھیں طویل نہ کرے اسلئے کہ شیطان اس میں اپنی کمینگاہ بنالیتا ہے اوراس میں چھپا رہتا ہے۔

(۳۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کو اپنے ناخن تراشے گا اسکی انگلیاں پراگندہ نہیں ہونگی۔

(۳۰۹) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو بروز پنجشبہ اپنے سارے ناخن تراشے اور ایک جمعہ کیلئے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس سے فقر دور کردیگا۔

(۳۱۰) ایک مرتبہ عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان کہا جاتا ہے کہ طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب کے درمیان تعقیبات کے مانند طلب رزق کیلئے اور کوئی شے نہیں ہے۔آپ نے فرمایا یہ درست ہے مگر میں تم کو اس سے بہتر ایک چیز بتاؤں وہ جمعہ کے دن مونچھ تراشنا اور ناخن کاٹنا ہے۔اور پنجشبہ کے دن ناخن کاٹنے سے آشوب چشم دور ہوتا ہے۔

(۳۱۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہر پنجشبہ کو اپنے ناخن تراشے گا اسکے بچے کبھی آشوب چشم میں مبتلا نہ ہونگے۔

(۳۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شنبہ (سنیچر) اور پنجشبہ کو اپنی مونچھ تراشے گا وہ دانت اور آنکھ کے درد سے محفوظ رہے گا۔

(۳۱۳) ایک مرتبہ موسیٰ بن بکر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمارے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ مونچھ اور ناخن جمعہ کے دن تراشے جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ تم اگر چاہو تو انہیں جمعہ کو تراشو اور چاہو تو تمام دنوں میں کسی دن بھی۔

(۳۱۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب یہ بڑھ جائیں تو تراش لو۔

(۳۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کیلئے فرمایا کہ تم لوگ اپنے ناخن تراش لیا کرو اور عورتوں کیلئے فرمایا تم سب اپنے ناخنوں کا کچھ حصہ چھوڑ دیا کرو یہ تمہارے لئے باعث زینت ہیں۔

(۳۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی جب اپنے ناخن اور بال تراشے تو اسے دفن کردے یہ سنت ہے

(۳۱۷) اور ایک روایت میں ہے کہ بال اور ناخن اور خون کو دفن کرنا سنت میں شامل ہے۔

(۳۱۸) حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے قول خدا "خذوا زینتکم عند کل مسجد" (ہر نماز کے وقت اپنی زینت کیا کرو) (سورہ اعراف آیت نمبر۳۱) کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے ہر نماز کے وقت کنگھی کرنا مراد ہے۔

(۳۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سر میں کنگھی کرنے سے وباء دور ہوتی ہے اور داڑھی میں کنگھی کرنے

سے ڈاڑھیں (دانتوں کی جڑیں) مضبوط ہوتی ہیں۔

(۳۲۰) حضرت ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم اپنی داڑھی اور سر کو کنگھی کرو تو کنگھی کو اپنے سینے پر پھیر لیا کرو یہ دل کے بوجھ اور سستی کو دور کر دیتا ہے۔

(۳۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنی داڑھی پر ستر (۷۰) مرتبہ کنگھی کرکے اسے ایک مرتبہ شمار کرے تو چالیس دن تک شیطان اسکے قریب نہ آئے گا۔ اور ہاتھی کی ہڈیوں کی کنگھی و سرمہ دانی اور تیل رکھنے کی بوتل میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۲۲) اور حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہاتھی کی ہڈی کی کنگھی استعمال کرو اس سے وباء دور ہوتی ہے۔

(۳۲۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کنگھی کے استعمال سے جو وباء دور ہوتی ہے وہ بخار ہے۔ اور احمد بن ابی عبداللہ برقی کی روایت میں ہے کہ یہ (کنگھی) وناء دور کر دیتی ہے یعنی سستی اور کمزوری چنانچہ (وناء کے لفظ کا استعمال بھی) اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے "ولا تنیافی ذکری" (یعنی تم دونوں میرے ذکر میں سستی اور کمزوری نہ کرنا) (سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۴۲)

(۳۲۴) حضرت ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو ان سے واقف ہو گا اسے ہرگز نہ چھوڑے گا بالوں کا تراشنا، کپڑے کو سمیٹے رہنا، اور کنیزوں سے نکاح کرنا۔

(۳۲۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کسی صحابی سے کہا کہ اپنے بالوں کو بالکل جڑ سے کاٹو اس سے میل کچیل تعب وتکلیف اور گندگی دور ہو جائیگی، گردن موٹی ہو گی، آنکھوں میں روشنی تیز ہو گی، بدن کو راحت پہنچے گی۔

(۳۲۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بال رکھے تو وہ اسکی اچھی طرح پرداخت کرے ورنہ اسے کاٹ دے۔

(۳۲۷) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بہترین بال اللہ کی طرف سے ایک خلعت ہے اسکا اکرام (عزت) کرو۔

(۳۲۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص بال رکھے اور اس میں مانگ نہ نکالے تو اللہ تعالیٰ جہنم کی آری سے اس میں مانگ نکال دیگا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال پٹے (کانوں کی لو تک) ہوتے تھے اتنے نہ تھے کہ مانگ نکالی جائے۔

(۳۲۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مونچھیں تراشو اور داڑھی چھوڑو اور یہودیوں کے مشابہ نہ بنو۔

(۳۳۰) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اسکی داڑھی طویل تھی تو آپ نے فرمایا اس شخص کو کیا ہو گیا ہے کاش اپنی داڑھی کی تو اصلاح کر لیتا۔ جب یہ خبر اس شخص کو پہنچی تو اس نے اپنی داڑھی درمیانہ انداز کی

کرلی پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دیکھا اور فرمایا ہاں تم لوگ ایسا ہی کرو۔

(۳۳۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجوسی لوگ داڑھی منڈاتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں اور ہم لوگ مونچھیں تراشتے اور داڑھی بڑھاتے ہیں اور یہی فطرت ہے۔

(۳۳۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ داڑھی اگر ایک مشت سے زائد ہے تو وہ جہنم میں جائے گی۔

(۳۳۳) محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ نائی آپ کی داڑھی درست کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا اس کو گولائی میں کرو۔

(۳۳۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑو اور جتنی فاضل ہو اسے تراش دو۔

(۳۳۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بڑھاپا سر کے سامنے سے شروع ہونا خوش بختی کی علامت ہے اور دونوں رخساروں سے شروع ہونا سخاوت کی علامت ہے اور چوٹی کے بالوں سے شجاعت کی علامت ہے اور سر کے پیچھے سے نحوست ہے۔

(۳۳۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بڑھاپے کے آثار نمایاں ہوئے تو انہوں نے اپنی ریش مبارک کو دوہرا کیا تو اس میں سفید بالوں کی ایک لٹ نظر آئی۔ آپ نے فرمایا اے جبریل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وقار ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا (یہ وقار ہے تو) پروردگار میرے وقار کو اور زیادہ کر۔

(۳۳۷) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا جس شخص کے دین اسلام میں رہتے ہوئے بال سفید ہو گئے اس کیلئے قیامت کے دن ایک نور ہو گا۔

(۳۳۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سفید بال ایک نور ہے اس کو دور نہ کرو۔

(۳۳۹) اور حضرت علی علیہ السلام سفید بالوں کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کے اکھاڑنے کو مکروہ جانتے تھے۔ چنانچہ سفید بالوں کو اکھاڑنے کی ممانعت کراہت کیلئے ہے حرام کیلئے نہیں ہے۔

(۳۴۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سر کے سفید بالوں کو کاٹنے یا اسکو اکھاڑنے میں کوئی حرج نہیں مگر میرے نزدیک اسکا کاٹنا اسکے اکھاڑنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

ائمہ طاہرین کی احادیث کسی ایک حالت کے متعلق مختلف نہیں ہوتیں اسلئے کہ یہ سب کی سب من عنداللہ ہیں بلکہ یہ مختلف احوال کیلئے مختلف ہو جاتی ہیں۔

(۳۴۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ چار باتیں انبیاء کی سنت ہیں خوشبو لگانا، استرے سے بال صاف کرنا، جسم کو نورے سے مونڈنا، اکثر گردن جھکائے رکھنا۔

(۳۴۲) اور امام علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ سہ شنبہ (منگل) کو اپنے ناخن کاٹو، چہار شنبہ (بدھ) کو حمام کرو، پنجشنبہ

کو حسب حاجت حجامت کرو اور جمعہ کو بہترین قسم کی خوشبو لگاؤ۔

باب غسل میت

(۳۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی ہاشم کے کسی مرد کے پاس گئے وہ نزع کے عالم میں تھے یہ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ کہو" لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَ مَا فِيْهِنَّ وَ مَا بَيْنَهُنَّ وَ مَا تَحْتَهُنَّ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ " (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو حلم والا اور کرم والا ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو بلندی والا اور عظمت والا ہے پاک و منزہ ہے وہ اللہ جو سات آسمانوں اور سات زمینوں اور جو کچھ ان میں اور جو کچھ ان کے درمیان ہیں اور جو کچھ ان کے نیچے ہیں ان سب کا پروردگار اور عرش عظیم کا رب ہے۔ رسولوں پر سلام ہو اور ساری حمد اس اللہ کیلئے جو تمام عالمین کا پالنے والا ہے) تو اس نے یہ کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس اللہ کا شکر جس نے اسکو جہنم سے بچالیا۔

(۳۴۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الّا اللّٰہ کی تلقین کرتے ہو موت کے وقت اور ہم لوگ اپنے مرنے والوں کو موت کے وقت محمدؐ رسول اللہ کی بھی تلقین کرتے ہیں۔

(۳۴۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو اسلئے کہ جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۳۴۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ موت کے وقت مومن کی زبان بند ہو جاتی ہے (بارگاہ الٰہی میں حاضری کے خوف سے) ۔

(۳۴۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اہل مدینہ میں سے ایک شخص کی زبان مرض الموت میں بند ہو گئی۔ تو آنحضرت اسکے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو مگر وہ نہ کہہ سکا آنحضرت نے دوبارہ کہا مگر وہ پھر بھی نہ کہہ سکا اور اسکے سرہانے ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی آپ نے اس عورت سے پوچھا کیا تو اس مرد کی ماں ہے؟ اس عورت نے کہا ہاں یا رسول اللہ میں ہی اسکی ماں ہوں۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا تو اس سے راضی ہے یا نہیں۔ اس نے کہا میں اس سے ناراض ہوں آنحضرتؐ نے اس سے کہا میں چاہتا ہوں کہ تو اس سے راضی ہو جا۔ اس نے کہا اچھا میں آپ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اس سے راضی ہوتی ہوں اس کے بعد آنحضرتؐ نے اس مرد سے کہا کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اسکے بعد فرمایا کہو يَا مَنْ يَقْبَلُ الْيَسِيْرَ وَ يَعْفُوْ عَنِ الْكَثِيْرِ اقْبَلْ مِنِّي الْيَسِيْرَ وَ اعْفُ عَنِّي الْكَثِيْرَ اِنَّكَ

اَنْتَ الْعَفُوُّ الْغَفُوْرُ (اے وہ جو تھوڑے (اچھے عمل) کو قبول کرتا ہے اور زیادہ (بڑے گناہ) کو معاف کر دیتا ہے۔ مجھ سے قبول کر میرا تھوڑا (عمل) اور میرے زیادہ (بڑے گناہ) کو معاف کر بیشک تو معاف کرنے والا اور مغفرت کرنے والا ہے) اس نے یہ بھی کہہ دیا تو آپ نے پوچھا تم کیا دیکھتے ہو اس نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ دو کالے شخص میرے پاس آئے ہیں آپ نے فرمایا ان کلمات کو دوبارہ کہو اس نے دوبارہ کہا تو پوچھا اب کیا دیکھتے ہو؟ اس نے کہا اب دیکھتا ہوں کہ وہ دونوں کالے مجھ سے دور ہٹ گئے اور دو گورے اشخاص میرے پاس آگئے اور دونوں کالے یہاں سے نکل گئے اب میں ان دونوں کو نہیں دیکھتا اور اب دونوں گورے اشخاص میرے قریب آئے ہیں اور اب میری روح قبض کر رہے ہیں پس اسی وقت وہ شخص مرگیا۔

(۳۴۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قبلہ رُو کرنے کا طریقہ دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسکے پاؤں کے دونوں تلووں کو قبلہ کی طرف کرو۔

(۳۴۹) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاد عبدالمطلب میں سے ایک شخص کے پاس گئے وہ جانکنی کے عالم میں تھے اور قبلہ رُو نہیں تھے تو آپ نے فرمایا انہیں قبلہ رُو کرو اور جب ایسا کرو گے تو ملائیکہ ان کے پاس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ انکی طرف متوجہ ہوگا چنانچہ وہ قبلہ رُو رہے یہاں تک کہ انکی روح قبض ہوگئی۔

(۳۵۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بھی کسی کی موت کا وقت آتا ہے تو ابلیس اپنے شیاطین میں سے کسی ایک کو وہاں مقرر کر دیتا ہے اور وہ آکر اسے کفر کا حکم دیتا ہے اور اسکے دین کی طرف سے اسکے دل میں شک ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ اسی حالت میں اسکی روح نکل جاتی ہے لہٰذا جب تم اپنے مرنے والوں کے پاس موجود ہو تو انہیں لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ کی شہادت کی تلقین کرتے رہو یہاں تک کہ انہیں موت آجائے۔

(۳۵۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا جو شخص اپنے مرنے سے ایک سال پہلے توبہ کرلے تو اللہ اسکی توبہ قبول کریگا پھر فرمایا مگر ایک سال تو بہت ہوتا ہے اگر کوئی اپنے مرنے سے ایک مہینہ پہلے توبہ کرلے تو اللہ اسکی توبہ قبول کریگا۔ اور ایک مہینہ بھی بہت ہے اگر کوئی شخص اپنے مرنے سے ایک جمعہ پہلے توبہ کرلے تو اللہ اسکی توبہ قبول کریگا پھر فرمایا اور جمعہ بھی بہت زیادہ ہے اگر کوئی شخص اپنے مرنے سے ایک دن پہلے توبہ کرلے تو اللہ اسکی توبہ قبول کریگا اور ایک دن بھی بہت ہے اگر کوئی شخص اپنے مرنے سے ایک ساعت پہلے توبہ کرلے تو اللہ اسکی توبہ قبول کرے گا اور ایک ساعت بھی بہت ہے اگر کوئی شخص اس وقت بھی توبہ کرلے کہ جب اسکی روح کھینچ کر یہاں تک پہنچ جائے یہ کہکر آپ نے اپنی حلق کی طرف اشارہ کیا تو اللہ اسکی توبہ قبول کریگا۔

(۳۵۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا "و لیست التوبۃ للذین یعملون السیأت حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الآن" (اور توبہ ان لوگوں کیلئے مفید نہیں جو عمر بھر تو برے کام کرتے رہے یہاں تک کہ جب ان کے سر پر موت آن کھڑی ہوئی تو کہنے لگے اب میں نے توبہ کی) (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۸) کے متعلق فرمایا یہ اس وقت کیلئے

جب وہ امور آخرت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔

(۳۵۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دیہات سے ایک شخص آیا جو صاحب حشمت وجمال تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے قول خدا "الذین امنو و کانوا یتقون ۔ لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ" کے متعلق بتائیں (وہ لوگ جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے ان ہی کیلئے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے) (سورہ یونس آیت نمبر ۶۳ ۔ ۶۴) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ دنیاوی زندگی میں خوشخبری ہے تو وہ اچھے اچھے خواب ہیں جسے مومن دیکھتا ہے۔ اور اپنی دنیا میں اس کو خوشخبری ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ اور آخرت میں تو یہ وہ بشارت ہے جو مومن کو موت کے وقت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اور جو لوگ قبر تک تجھے اٹھا کر لائے ہیں ان سب کو بخش دیا۔

(۳۵۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ملک الموت سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ مغرب میں ہوتے ہیں اور کچھ مشرق میں تو تم ان سب کی ارواح وقت واحد میں کیسے قبض کرتے ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں ان سب کو پکارتا ہوں وہ میرے پاس آجاتی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھر ملک الموت نے بتایا کہ یہ ساری دنیا میرے سامنے ایسی ہے جیسے تم لوگوں میں سے کسی کے سامنے ایک پیالہ ہو جس سے وہ جو چاہتا ہے تناول کرتا ہے اور یہ دنیا میرے نزدیک ایسی ہے جیسے تم لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ میں ایک درہم ہو کہ جیسے چاہئے اسکو الٹے پلٹے۔

(۳۵۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مومن اس دنیا سے اپنی مرضی کے بغیر کوچ ہی نہیں کرتا۔ اور یہ اسطرح کہ اللہ تعالیٰ اسکے سامنے سے پردے اٹھا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنی جگہ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسکے لئے وہاں فراہم کر رکھا ہے اسے دیکھ لیتا ہے پھر دنیا کو بھی اس کیلئے بہترین طور پر آراستہ کر کے پیش کرتا ہے اور اسے اختیار ہے کہ ان دونوں میں سے جسے چاہے اپنے لئے منتخب کرے۔ تو وہ اپنے لئے وہ منتخب کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فراہم کیا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس دنیا اور اسکی بلاؤں اور مصیبتوں میں رہ کر کیا کروں گا لہذا تم لوگ اپنے مرنے والوں کو کلمات الفرج کی تلقین کیا کرو۔

(۳۵۶) حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں عکرمہ (ابن عباس کے غلام) کی موت کے وقت پہنچتا تو میں اسکو نفع پہنچاتا تو عرض کیا گیا آپ اسکو کس چیز سے نفع پہنچاتے؟ فرمایا جس اعتقاد پر تم لوگ ہو میں اسکی تلقین اسے کرتا۔

(۳۵۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ناگہانی موت مومن کیلئے تخفیف اور راحت ہے اور کافر کیلئے شدت اور تکلیف ہے۔

(۳۵۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ موت ہر مومن کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

(۳۵۹) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا و آخرت کے درمیان ایک ہزار گھاٹیاں ہیں اور اس میں سب سے زیادہ ہلکی اور آسان گھاٹی موت ہے۔

(۳۶۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شیطان ہمارے دوستوں کے پاس انکی موت کے وقت کبھی دائیں جانب سے اور کبھی بائیں جانب سے آتا ہے تاکہ ان کو انکے متعقدات سے ہٹا دے مگر اللہ تعالیٰ کو یہ قبول نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ" (جو لوگ پکی بات پر صدق دل سے ایمان لاچکے انکو اللہ دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی ثابت قدم رکھے گا) (سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۷)

(۳۶۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مرنے والے کی آنکھوں میں مرتے وقت آنسو آجاتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا اور وہ کچھ دیکھتا ہے جس سے وہ خوش ہوجاتا ہے پھر فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب انسان کوئی بہت خوشحال بات دیکھتا ہے اور جس سے وہ محبت کرتا ہے اسے دیکھتا ہے تو اسکی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اور وہ ہنسنے لگتا ہے۔

(۳۶۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب تم دیکھو کہ مومن ایک طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا ہے اسکی بائیں آنکھ سے آنسو بہہ رہے ہیں پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہے اس کے لب سمٹ رہے ہیں ناک پھیل رہی ہے تو جو کچھ تم نے دیکھا یہی تمہارے سمجھنے کیلئے کافی ہے۔

(۳۶۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کی نشانی یہ ہے کہ جب اسکی موت کا وقت آتا ہے اسکے چہرے کا رنگ جتنا سفید تھا اس سے زیادہ سفید اور روشن ہوجاتا ہے پیشانی پر پسینہ آنے لگتا ہے اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی طرح رطوبت بہنے لگتی ہے تو یہی اسکی روح نکلنے کی نشانی ہے۔ اور کافر کی روح اسکے منہ کے گوشوں سے اسطرح کھینچ کر نکلتی ہے جیسے اونٹ کے منہ سے جھاگ یا جیسے گدھے کی جان نکلتی ہے۔

(۳۶۴) اور روایت کی گئی ہے کہ انسان اپنے موت کے وقت آخری مزا جو محسوس کرتا ہے وہ انگور کا مزا ہوتا ہے۔

(۳۶۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ملک الموت مومن کو کیسے وفات دیتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مومن کی موت کے وقت ملک الموت اسکے پاس اسطرح آکر کھڑا ہوتا ہے جیسے عبد ذلیل اپنے مالک کے سامنے اور اس کے اصحاب اسکے قریب نہیں ہوتے پس ملک الموت ابتداءً سلام کرتا ہے اور اسے جنت کی بشارت دیتا ہے۔

(۳۶۶) حضرت امیرالمومنین نے ارشاد فرمایا کہ مرد مومن کا جب وقت موت قریب ہوتا ہے تو ملک الموت اسکو بھروسہ اور اطمینان دلاتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو وہ بے قرار اور مضطرب ہوجائے۔

اور کوئی بھی شخص جب اسکی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؐ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی شبیہیں اسکے سامنے آتی ہیں تاکہ وہ انہیں دیکھے پس اگر وہ مومن ہے تو انہیں محبت کی نگاہ سے دیکھے گا اور اگر غیر مومن ہے تو کراہت کی نظر سے دیکھے گا چنانچہ اسکے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فلولا اذا بلغت الحلقوم و انتم حینئذٍ تنظرون

و نحن اقرب الیہ منکم و لکن لا تبصرون " (جب جان گلے تک پہنچتی ہے تو اس وقت تم لوگ دیکھا کرتے ہو اور ہم اس مرنے والے سے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تمہیں دکھائی نہیں دیتا) (سورہ واقعہ آیت نمبر ۸۳ تا ۸۵)

(۳۶۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مومن کی جان اسکے گلے میں جا کر اٹک جاتی ہے تو وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے اور کہتا ہے ذرا مجھے چھوڑو جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ اپنے گھر والوں کو تو بتادوں تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اب اسکی کوئی سبیل نہیں۔

(۳۶۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا "اللہ یتوفی الانفس حین موتھا" (خدا ہی لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں اپنی طرف کھینچ بلاتا ہے) (سورہ الزمر آیت نمبر ۴۲) اور قول خدا "قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم " (اے رسول کہہ دو کہ ملک الموت جو تم لوگوں پر تعنیات ہے وہی تمہاری روحیں قبض کرے گا (سورہ السجدہ آیت نمبر ۱۱) اور قول خدا " الذین تتوفاھم الملائکۃ طیبین " (یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی روحیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ (نجاست کفر سے) پاک و پاکیزہ ہوتے ہیں) (سورہ نحل آیت نمبر ۳۲) اور قول خدا " الذین تتوفاھم الملائکۃ ظالمی انفسھم " (یہ وہ لوگ ہیں کہ فرشتے انکی روح قبض کرتے اور وہ (کفر کر کرکے) آپ اپنے اوپر ستم ڈھاتے رہتے ہیں) (سورہ نحل آیت نمبر ۲۸) اور قول خدا "توفتہ رسلنا" (ہمارے فرستادہ فرشتے اسکی روح قبض کرتے ہیں) (سورہ انعام آیت نمبر ۶۱) اور قول خدا " و لو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکۃ " (کاش اے رسول تم دیکھتے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں) (سورہ انفال آیت نمبر ۵۰) کے متعلق پوچھا اور کہا کہ وقت واحد میں لوگ اتنے مرتے ہیں کہ انکا شمار اللہ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا تو یہ کیسے ہوتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کیلئے فرشتوں میں سے کچھ مددگار مقرر کردیئے ہیں جو روحیں قبض کرتے ہیں وہ بمنزلہ سپاہی کے ہیں۔ کچھ انسانوں میں سے بھی اسکے اعوان ہیں جنہیں وہ اپنے حوائج کیلئے بھیجتا ہے اور ملائیکہ انکی روحیں قبض کرلیتے ہیں اور جو کچھ یہ ملائیک قبض کرتے ہیں اس پر ملک الموت قابض ہوتا ہے اور جس پر ملک الموت قابض ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ قابض ہوتا ہے۔

(۳۶۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علیؑ کا دوستدار حضرت علیؑ کی تین مقامات پر زیارت کرے گا اور خوش ہوگا، موت کے وقت، صراط پر، اور حوض کوثر پر۔

اور جو لوگ نماز کے پابند ہیں ملک الموت ان سے شیطان کو خود دفع کرتا ہے اور اس عظیم وقت پر وہ انہیں لا الہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ کی شہادت کی تلقین کرتا ہے۔

(۳۷۰) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کسی بندے کے لئے دنیا کا آخری دن اور آخرت کا پہلا دن ہوتا ہے تو اس کے سامنے اس کا مال، اسکی اولاد، اور اسکا عمل ممثل، اور شبیہ بن کر آتے ہیں پس وہ اپنے مال کی طرف ملتفت ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں تجھ پر بے حد حریص تھا اب میرے لئے تیرے پاس کیا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ تم مجھ سے صرف اپنا

کفن لیلو۔ پھر وہ اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہوتا ہے کہ اور کہتا ہے خدا کی قسم میں تم لوگوں سے بیحد محبت کرتا تھا تمہارا حامی و مدد گار تھا اب میرے لئے تمہارے پاس کیا ہے؟ وہ سب جواب دینگے ہم صرف آپ کو قبر تک پہنچا دینگے اور اس میں دفن کر دینگے۔ پھر وہ اپنے عمل کی طرف رخ کرتا ہے اور کہتا ہے خدا کی قسم تو ہم پر بہت گراں تھا میں تجھ سے پرہیز کرتا تھا اب میرے لئے تیرے پاس کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے میں تمہارے ساتھ تمہاری قبر میں بھی رہوں گا اور روز حشر بھی ہونگا یہاں تک کہ ہم اور تم دونوں تمہارے رب کی بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے۔

(۳۷۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص روز جمعہ یا شب جمعہ میں مرے گا اللہ تعالیٰ اس سے عذاب قبر اٹھا لے گا۔

(۳۷۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص پنجشبہ کے زوال آفتاب سے لیکر روز جمعہ کے زوال آفتاب کے درمیان مرے گا وہ فشار قبر سے محفوظ رہے گا۔

(۳۷۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا شب جمعہ شب روشن ہے اور روز جمعہ روز روشن ہے اور روئے زمین پر کوئی دن جس میں آفتاب غروب ہوتا ہے ایسا نہیں آتا جس میں روز جمعہ سے زیادہ بندے جہنم سے آزاد ہوتے ہوں اور جو شخص جمعہ کے دن مرتا ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ لکھ دیتا ہے کہ یہ عذاب قبر سے بری ہے اور جو شخص جمعہ کے دن مرتا ہے وہ جہنم سے آزاد ہوتا ہے۔

(۳۷۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہر مرنے والے کا جب وقت وفات قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی بصارت اسکی سماعت اور اسکی سمجھ کو واپس دیدیتا ہے تاکہ وہ وصیت کر سکے یا ترکہ کیلئے کچھ کہہ سکے اور یہی وہ راحت ہے جس کو موت کی راحت اور سنبھالا کہتے ہیں۔

اور جب انسان حالت نزع میں اپنے ہاتھ یا پاؤں یا سر ہلائے تو اس سے اس کو نہ روکو جیسا کہ جاہل لوگ روکتے ہیں اور جب اسکی جان نکلنے میں سختی ہو تو اسکو اسکے اس مصلے پر لے جاؤ جہاں وہ نماز پڑھتا تھا اور اس حالت میں اس کو مس نہ کرو اور جب وہ مرجائے تو واجب ہے کہ یہ کہا جائے " انا للّٰہ و انا الیہ راجعون "

(۳۷۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ میت کو غسل دینے کا سبب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا وہ نطفہ نکلتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا ہے اور وہ یا آنکھ سے نکلتا ہے یا منہ سے اور دنیا سے کوئی شخص اس وقت تک نہیں نکلتا جب تک وہ اپنی جگہ جنت یا جہنم میں نہ دیکھ لے۔

(۳۷۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام نے فرمایا جو شخص حالت احرام میں مرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس حالت میں اٹھا لے گا کہ وہ لبیک کہتا ہوگا۔

(۳۷۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص حرمین (مکہ و مدینہ) میں سے کسی ایک میں مرا وہ قیامت کے دن کی

ہولناکی سے محفوظ رہے گا۔

(۳۷۸) نیز آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی عورت نفاس کی حالت میں مرجائے تو قیامت کے دن اسکا اعمال نامہ تک نہیں کھولا جائے گا۔

(۳۷۹) نیز فرمایا کہ مسافر کی موت شہادت ہے۔

(۳۸۰) نیز آپ نے اس قول خدا کے متعلق "وماتدری نفس ماذاتکسب غدا وماتدری بایّ ارض تموت" (اور کوئی شخص اتنا بھی نہیں جانتا کہ وہ خود کل کیا کرے گا۔ اور کوئی شخص یہ بھی نہیں جانتا کہ وکس سرزمین پر مرے (گڑے) گا) (سورہ لقمان آیت نمبر ۳۴) دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ نہیں جانتا کہ پہلے قدم پر مرے گا یا دوسرے قدم پر۔

(۳۸۱) نیز آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مومن مرتا ہے تو وہ زمین کا حصہ روتا ہے جس پر وہ اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا اور وہ دروازہ روتا ہے جس سے اسکا عمل آسمان کی طرف بلند ہو کر جاتا تھا اور وہ جگہ روتی ہے جہاں وہ سجدہ کرتا تھا۔

(۳۸۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے آئندہ آنے والے کل کو اپنی عمر میں شمار کیا اس نے گویا موت سے ملاقات کو برا سمجھا۔

(۳۸۳) اور حضرت خدیجہ عالم نزع میں تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس گئے اور فرمایا اے خدیجہ جو تمہاری حالت میں دیکھ رہا ہوں اس سے مجھے بڑا دکھ ہے مگر جب تم اپنی سہیلیوں کے پاس پہنچو تو میری طرف سے ان کو سلام کہنا۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ (سہیلیاں) کون ہیں؟ آپ نے فرمایا فرمایا مریم بنت عمران وکلثوم خواہر موسیٰ وآسیہ زوجہ فرعون۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا بڑی خوشی کے ساتھ یارسول اللہ۔

(۳۸۴) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ چھ اشخاص کیلئے جنت کا میں ضامن ہوں۔ جو شخص صدقہ دینے کیلئے نکلے اور مرجائے تو اس کیلئے جنت ہے، جو شخص کسی مریض کی عیادت کیلئے نکلے اور مرجائے تو اس کیلئے جنت ہے، جو شخص راہ خدا میں جہاد کرنے کیلئے نکلے اور مرجائے تو اس کیلئے جنت ہے، جو شخص حج کیلئے نکلے اور مرجائے اس کیلئے جنت ہے، جو شخص نماز جمعہ کیلئے نکلے اور مرجائے تو اس کیلئے جنت ہے، جو شخص کسی مرد مسلم کے جنازے میں شریک ہونے کیلئے نکلے اور مرجائے تو اس کیلئے جنت ہے۔

(۳۸۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میت کا اکرام و احترام یہ ہے کہ اسکے کفن و دفن میں جلدی کی جائے۔

(۳۸۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں سے ایک کو بھی ایسا نہ پاؤں کہ اگر اسکا کوئی رات کو مرجائے تو وہ اس (کے دفن وکفن) کیلئے صبح کا انتظار کرے اور نہ کسی ایک کو تم میں سے پاؤں کہ اگر اسکا کوئی دن کو مرجائے تو وہ اس (کے دفن وکفن) کیلئے رات کا انتظار کرے تم لوگ اپنے مردوں کیلئے آفتاب کے طلوع اور غروب

ہونے کا انتظار نہ کرو بلکہ جلد سے جلد انکی خوابگاہ تک پہنچا دو اللہ تم لوگوں پر رحم کرے لوگوں نے کہا اور آپ پر بھی یارسول اللہ، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل کرے۔

(۳۸۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اپنے رب سے جو مناجاتیں کیں ان میں یہ بھی کہا کہ پروردگار کسی مریض کی عیادت کا اجر وثواب کس حد تک ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں ایک فرشتے کو اس کیلئے مقرر کردونگا جو محشر تک اسکی عیادت کرتا رہے گا۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا پروردگار اور جو شخص میت کو غسل دے اس کیلئے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس کو غسل دیکر اسکے گناہوں سے اسطرح پاک کردونگا کہ جسطرح وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک تھا۔

(۳۸۸) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو مومن کسی مرد مومن کو غسل دے اس سلسلہ میں امانت کو ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت کردیگا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ اس سلسلہ میں امانت کو کیسے ادا کرے؟ آپ نے فرمایا جو کچھ اس نے تنہائی میں دیکھا ہے وہ کسی سے نہ کہے جب تک کہ میت کو دفن نہ کرلیا جائے۔

(۳۸۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو مومن کسی مومن کو غسل دے اور اسے کروٹ دے تو یہ کہے "اَللّٰهُمَّ هٰذا بَدَنُ عَبْدِکَ الْمُؤْمِنِ وَقَدْ اَخْرَجْتَ رُوْحَهُ مِنْهُ وَفَرَّقْتَ بَيْنَهُمَا فَعَفْوَکَ عَفْوَکَ عَفْوَکَ" (اے اللہ یہ تیرے بندہ مومن کا بدن ہے جس میں سے روح نکل چکی ہے اور ان دونوں میں جدائی ہو گئی ہے پس تو معاف کر معاف کر معاف کر) تو اللہ گناہان کبیرہ کو چھوڑ اس کے ایک سال کے گناہ معاف کردیگا۔

(۳۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مومن کسی مومن کی میت کو غسل دے اور غسل دیتے وقت یہ کہے۔ "رَبِّ عَفْوَکَ عَفْوَکَ" تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ عفو کردیگا۔

(۳۹۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میت کو وہ شخص غسل دے جو لوگوں میں سے میت پر سب سے زیادہ حق رکھتا ہو یا وہ جس کو یہ حقدار اجازت دے۔

(۳۹۲) جو شخص کسی میت کو غسل دے اور اسکی پردہ پوشی کرے اسکی حالت کو چھپائے تو وہ گناہوں سے اسطرح پاک ہوجائے گا جیسے اس دن پاک تھا جس دن اسکی ماں نے اسکو پیدا کیا تھا۔

(۳۹۳) اور محمد بن حسن صفار نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور دریافت کیا کہ میت کو غسل دینے کیلئے کتنی مقدار میں پانی ہونا چاہیئے؟ جیسا کہ لوگوں نے روایت کی ہے کہ جنب والا شخص چھ رطل پانی سے غسل کرے گا اور حائض نو (۹) رطل پانی سے غسل کرے گی تو کیا میت کیلئے بھی پانی کی کوئی حد مقرر ہے جس سے اسکو غسل دیا جائے؟ تو آپ کی طرف سے تحریر آئی کہ غسل میت کیلئے پانی کی حد یہ ہے کہ اتنے پانی سے غسل دیا جائے جتنے سے وہ پاک ہوجائے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی یہ تحریر بھی آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی آپ کی اور تحریروں کے ساتھ میرے پاس ایک صحیفہ میں موجود ہے۔

(۳۹۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غسل میت کیلئے پانی گرم نہیں کیا جائے گا۔

(۳۹۵) اور ایک دوسری حدیث میں ہے لیکن یہ کہ جب بہت زیادہ سردی ہو تو جس سے آدمی خود بچتا ہے میت کو بھی بچائے۔

(۳۹۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میت کو کبھی تنہا نہ چھوڑو شیطان اسکے اندر گھس کر طرح طرح کی حرکتیں کرتا ہے۔

(۳۹۷) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا میت کو کھلی فضا میں غسل دینا چاہیئے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر پردہ کرلیا جائے تو یہ میرے نزدیک بہتر ہے۔

(۳۹۸) عبداللہ بن سنان نے اک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مرد کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنی عورت پر نگاہ کرے جب کہ وہ مررہی ہو یا اسکو غسل دے جبکہ اسکو غسل دینے والی نہ ہو؟ اور اسیطرح عورت کیا اپنے شوہر پر اسکی جانکنی کے وقت نگاہ کرسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں یہ تو عورت کے گھر والے ایسا نہیں کرنے دیتے اس امر کو ناپسند کرتے ہوئے کہ شوہر اپنی عورت کی کسی ایسی شے کو دیکھے جو ان لوگوں کو برا محسوس ہو۔

(۳۹۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو کس نے غسل دیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان معظمہ کو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے خود غسل دیا اسلئے کہ وہ صدیقہ تھیں اور انہیں غسل دینا صدیق کے سوا کسی کو جائز نہ تھا۔

باب مس میت

جو شخص ایسے انسان کے جسم کے کسی ٹکڑے کو مس کرے جسے درندوں نے کھالیا ہو تو اگر اس میں ہڈی ہے تو اس پر غسل مس میت واجب ہے اور اگر اس میں ہڈی نہیں ہے تو پھر اس پر غسل مس میت واجب نہیں ہے اور جو شخص کسی غیر انسان کے مردار کو مس کرے تو اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ دھولے اس پر غسل واجب نہیں ہے یہ غسل مس میت صرف انسان کے مردہ کو مس کرنے سے واجب ہوتا ہے۔

اور اگر مردہ کو غسل دینے سے پہلے کوئی مس کرے تو اگر مس کرتے وقت مردہ میں ابھی حرارت تھی تو اس پر غسل مس میت واجب نہیں ہے اور اگر مردہ کا جسم ٹھنڈا ہو چکا ہے اور پھر مس کیا ہے تو اس پر غسل مس میت واجب ہے۔

اور اگر میت کو غسل دینے کے بعد اسکا جسم کوئی مس کرے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۴۰۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میت کو اسکی موت کے وقت اور اسکے غسل کے بعد مس کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کسی کا کپڑا میت کے جسم سے مس ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ جتنا کپڑا مس ہوا ہے اسکو دھولے اور میت کو غسل دینے والا پہلے کفن سے شروع کرے اسکو قطع کرے۔ ایک غالیچہ بچھائے پھر اس پر چادر پھیلائے اور اس پر کوئی خوشبو دار سفوف چھڑک دے پھر چادر پر ازار (لنگ) پھیلائے اور اس پر کچھ خوشبودار سفوف چھڑک دے پھر ازار پر پیراہن پھیلائے اور اس پر کچھ خوشبو دار سفوف چھڑک دے اور درخت خرما یا بُن کی ہری اور تروتازہ شاخیں (جریدتین) لے جس میں ہر ایک کا طول ہاتھ کی ہڈی کے برابر ہو اور اگر پورے ہاتھ یا ایک بالشت کے برابر بھی ہو تو کوئی حرج نہیں اور ازار و قمیض و چادر اور شاخوں پر تحریر کرے کہ "فلان یشھد أن لا إله إلّا اللّٰه" اور ان سب کو لپیٹ دے۔

شاخوں کا رکھنا

(۴۰۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جریدتین (شاخیں) رکھنے کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ جب تک تر رہے گا میت کو عذاب سے دور رکھے گا۔

(۴۰۲) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر کی طرف سے گزرے صاحب قبر پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ نے ایک شاخ (جریدہ) منگوائی اور اسکو دو (۲) حصوں میں پھاڑا ایک حصہ کو اسکے سر کی جانب رکھ دیا اور ایک حصہ اسکے پاؤں کی جانب۔

اور روایت کی گئی ہے کہ وہ صاحب قبر قیس بن فہد انصاری تھا اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ وہ قیس بن قمیر تھا اور آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ دونوں شاخیں آپ نے کیوں رکھیں؟ تو فرمایا جب تک یہ ہری اور تر رہیں گی اسکے عذاب میں تخفیف کریں گی۔

(۴۰۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا شاخوں کو قبر میں رکھدیا جائے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ یعنی اگر شاخیں میت کو قبر تک پہنچانے کے بعد ملیں یا وہاں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس سے تقیہ ضروری ہے اور ممکن نہیں کہ کفن کے اندر رکھی جائیں تو پھر جسطرح ممکن ہو رکھی جائیں۔

(۴۰۴) اور علی بن بلال نے حضرت ابو الحسن ثالث (امام علی نقی) علیہ السلام کو عریضہ لکھا کہ ایک شخص ایسے خطہ میں مر رہا ہے کہ جہاں کوئی درخت خرما نہیں تو کیا خرما کے علاوہ کسی اور درخت کی شاخ استعمال کرنا جائز ہے اسلئے کہ آپ کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت ہے کہ شاخیں تر رہیں گی تو وہ میت سے عذاب کو دور رکھیں گی اور یہ مومن و کافر

دونوں کیلئے نفع بخش ہے؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ کسی دوسرے درخت کی تر شاخیں جائز ہیں۔ اور جب غسل میت کے وقت مخالف قوم کے لوگ موجود ہوں تو کوشش کرے کہ مومن کو خود غسل دے اور شاخوں کو مخالف قوم سے پوشیدہ رکھے۔

(۴۰۵) یحییٰ بن عبادکی سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سفیان ثوری کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تخضیر (ہری شاخ سے جریدہ بنانا) کے متعلق دریافت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ انصار میں سے ایک شخص مرگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی اطلاع دی گئی تو اسکے قرابت داروں میں سے ایک شخص آپ کے پاس تھا آپ نے اس سے کہا قیامت کے دن مخضّرین کی تعداد بہت کم ہوگی تم لوگ اپنے مرنے والے کو مخضّر کرو۔ اس نے پوچھا مخضّر کرنے کا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا ہری شاخ جو ہاتھ کی جڑ سے گردن کی ہنسلی کے برابر رکھی جاتی ہے۔

(۴۰۶) حسن بن زیاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شاخ کے متعلق دریافت کیا جو میت کے ساتھ رکھی جاتی ہے تو فرمایا اس سے مومن و کافر دونوں کو نفع پہنچتا ہے۔

(۴۰۷) زرارہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اسکے ساتھ شاخیں کیوں رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب تک لکڑی تر و تازہ رہتی ہے وہ مرنے والے سے عذاب و حساب کو دور رکھتی ہے اور حساب و عذاب سب ایک دن اور ایک وقت قبر میں اتارنے اور قوم کے واپس ہونے کے درمیان ہوتا ہے اور یہ جریدتین (شاخیں) اسی لئے رکھے جاتے ہیں کہ انکے خشک ہونے کے بعد نہ عذاب ہوگا اور نہ حساب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

تکفین اور اسکے آداب

(۴۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ بہتر سے بہتر کفن دینے کی کوشش کرو اسلئے کہ مرنے والے اسی کے اندر قبر سے اٹھائے جائیں گے۔

(۴۰۹) نیز آنجنابؑ نے فرمایا تم لوگ اپنے مرنے والوں کو اچھے سے اچھا کفن دو یہی انکی زینت ہے۔

(۴۱۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب تم کسی میت کو کفن دینے لگو تو اگر ممکن ہو تو وہ پاک کپڑا جس میں نماز پڑھا کرتا تھا وہ بھی اسکے کفن میں رکھدو اسلئے کہ جس میں وہ نماز پڑھتا تھا اسی میں اسکو کفن دینا مستحب ہے۔ اور یہ جائز نہیں کہ میت کو کتان و ابریشم کے کپڑوں میں کفن دیا جائے لیکن روئی کے کپڑے میں جائز ہے۔

(۴۱۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ کتان بنی اسرائیل کیلئے ہے وہ اس سے کفن دیا کرتے ہیں اور امت محمدیہؐ کیلئے روئی کا کپڑا ہے۔

(۴۱۲) حضرت ابوالحسن ثالث (امام علی النقی علیہ السلام) سے اس کپڑے کے متعلق دریافت کیا گیا جو بصرہ میں یمنی چادر کے انداز پر ریشم اور روئی ملا کر بنایا جاتا ہے کیا اس میں میت کو کفن دینا درست ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اس میں روئی زیادہ ہے ریشم سے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۱۳) اور حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے پوشش خانہ کعبہ کا تھوڑا سا حصہ خریدا اور اس میں سے کچھ سے اپنی ضرورت پوری کی اور کچھ ابھی اسکے پاس ہے کیا اسکا فروخت کرنا اس شخص کیلئے درست ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس میں سے جتنا چاہے فروخت کرے اور اگر فروخت کرنے کا ارادہ نہ ہو تو کسی کو ہبہ کر دے اور اس سے نفع حاصل کرے اور اس سے برکت طلب کرے تو عرض کیا گیا کہ کیا اس میں میت کو کفن بھی دیا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

(۴۱۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میت کی قمیض (پیراہن) کا دامن نہ گول تراشا ہوا ہو نہ اس میں گوٹ لگی ہوئی نہ اس میں گھنڈی اور بٹن لگے ہوئے ہوں۔

(۴۱۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس قمیض (پیراہن) موجود ہے کیا اس میں اس کو کفن دیا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اسکے بٹن یا گھنڈی کاٹ دو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور آستین؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کیلئے کوئی نیا پیراہن قطع کیا جائے تو اس میں آستین نہیں رکھتے اگر پہنا ہوا لباس ہے تو اس میں سے سوائے گھنڈی اور بٹن کے کچھ نہیں کاٹا جائے گا۔

پس جب میت کو غسل دینے والا کفن کے معاملہ سے فارغ ہو جائے تو میت کو تختۂ غسل پر قبلہ رُو لٹائے اور اسکی قمیض اوپر سے نیچے کی طرف اتار کر شرمگاہ پر لاکر چھوڑ دے اور جب تک غسل سے فارغ نہ ہو نہ ہٹائے تاکہ اس کی شرمگاہ ڈھکی رہے۔ اور اگر اسکے جسم پر کوئی قمیض نہیں ہے تو اسکی شرمگاہ پر کوئی چیز ایسی ڈال دے جو اسکی شرمگاہ کو ڈھانکے رہے۔ اور اسکی انگلیوں کو آہستگی کے ساتھ نرم کرے اگر وہ بہت سخت ہو گئی ہیں تو انکو ویسے ہی چھوڑ دے اور اپنا ہاتھ میت کے پیٹ پر نرمی کے ساتھ پھیرے پھر غسل کی ابتداء ہاتھوں سے کرے اور آب سدر (بیری) کے تین مشکے سے ان دونوں کو دھوئے۔ پھر اپنے بائیں ہاتھ میں ایک کپڑا لپیٹے اور اس پر از قسم اشنان لے (صابن وغیرہ) اور اسکی شرمگاہ پر رکھے ہوئے کپڑے کے نیچے اپنا ہاتھ داخل کرے اور دوسرا شخص اوپر کی طرف سے اسکی شرمگاہ پر پانی ڈالے اور یہ اسکے آگے اور پیچھے کو دھوئے اور دھوتے وقت پانی کی دھار کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ اسکے بعد اسکا سر اور اسکی داڑھی کو اول سدر کے جھاگ سے دھوئے پھر تین مشکے آب سدر سے دھوئے اور میت کو بٹھائے نہیں پھر میت کو بائیں کروٹ کر دے تاکہ داہنی جانب غسل دے اور اسکا دایاں ہاتھ اسکے داہنے پہلو پر پھیلا دے جہاں تک پہنچ سکے پھر تین مشکے آب سدر سے اسکو سر سے لیکر پاؤں تک غسل دے درمیان میں پانی کی دھار کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ پھر اسے دائیں جانب پلٹ دے تاکہ بائیں جانب غسل

دے اور اسکا بایاں ہاتھ بائیں پہلو میں پھیلا دے جہاں تک پہنچ سکے پھر تین مٹکے سے اسکو سر سے پاؤں تک اسطرح غسل دے کہ پانی کی دھار نہ ٹوٹنے پائے اسکے بعد اسکو پشت کے بل لٹا دے اور اسکے پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرے اسکے بعد دوسرا غسل پانی اور تھوڑے کافور کے ساتھ پہلے غسل کی طرح دے۔ پھر ان برتنوں کو کھنگال دے جن میں یہ پانی تھا اور اب تیسرا غسل آب خالص سے دے اور تیسرے غسل میں اسکے پیٹ پر ہاتھ نہ پھیرے اور غسل دیتے وقت یہ کہے "اللھم عفوک عفوک" جو شخص ایسا کرے گا اللہ اسکی عفو کرے گا اور میت کیلئے کافور ۱/۳ ۱۳ درہم (تقریباً ۴۲ گرام) وزن میں ہونا چاہیئے اور اسکا سبب یہ ہے کہ

(۴۱۹) حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اوقیہ جنّت کا کافور لائے اور ایک اوقیہ چالیس درہم وزن میں ہوتا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اپنے لئے ایک حصہ علی علیہ السلام کیلئے اور ایک حصہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کیلئے۔

اور جو شخص میت کیلئے ۱/۳ ۱۳ درہم کافور فراہم نہیں کر سکتا وہ میت کو چار مثقال ۱۴۰۸۲۸ گرام (تقریباً ۱۴ گرام) کافور سے حنوط کرے اور اس پر بھی قادر نہ ہو تو ایک مثقال ۳۰۴۵۵ گرام (تقریباً ساڑھے تین گرام) اس سے کم نہیں یہ اسکے لئے ہے جو کافور پاسکے۔

اور مرد و عورت دونوں کا حنوط برابر ہے اسکے علاوہ میت کو دھونی دینا یا اسکے پیچھے خوشبو سلگا کر لے چلنا مکروہ ہے لیکن کفن کو خوشبو کی دھونی دینا (اس میں حرج نہیں) اور کافور میت کی آنکھ، ناک، کان، منہ دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں اور تمام جوڑوں پر اور اسکے سجدے کے اعضاء پر رکھا جائے گا اور اگر کافور میں سے کچھ بچ رہا ہے تو اسکو سینے پر رکھ دیا جائے گا۔

اور جب غسل دینے والا تیسرے غسل سے فارغ ہو تو کہنی سے انگلیوں تک اپنے ہاتھ دھولے اور میت پر ایک کپڑا ڈالدے تاکہ وہ اسکا پانی جذب کرلے۔

اور یہ جائز نہیں کہ وہ پانی جو میت کے غسل کا بہہ رہا ہے وہ پاخانہ کے کنوئیں (مسنڈاس) میں ڈالا جائے چاہیئے کہ اسے کسی گھر کے استعمال شدہ پانی کے جمع ہونے کی جگہ یا کسی گڑھے میں ڈالا جائے۔

اور یہ بھی جائز نہیں کہ میت کے ناخن کاٹے جائیں یا اسکی مونچھیں اور اسکے بال تراشے جائیں۔ اور ان میں سے اگر خود کچھ گر جائے تو اسکو اسکے ساتھ اسکے کفن میں رکھ دینا چاہیئے۔

پھر غسل دینے والا غسل کرے اور پہلے وضو کرے پھر غسل کرے اسکے بعد میت کو اس کے کفنوں میں رکھے اور شاخیں اسکے ساتھ رکھدے ایک شاخ داہنی جانب چنبل گردن (ہنسلی) کے پاس اسکی جلد سے ملا کر رکھے پھر اسکی قمیض داہنی جانب سے اس پر ڈال دے اور دوسرا جریدہ بائیں جانب اسکے سرین کے پاس قمیض اور ازار کے درمیان رکھدے اور

اسکو اسکے ازار اور اسکی چادر میں لپیٹ دے پہلے بائیں حصہ کو کھینچ کر داہنی جانب لیجائے پھر دائیں جانب کو بائیں جانب لے جائے اور اگر چاہے تو ابھی چادر اسکو نہ ڈالے بلکہ جب قبر میں اتارے تو اس پر ڈال دے۔ اسکے سر پر عمامہ باندھ کر تحت الحنک نکالے مگر اسکو اعرابیوں کی طرح کا عمامہ نہ باندھے بلکہ اسکے عمامے کے دونوں سرے اسکے سینے پر ڈال دے۔ اور قمیض پہنانے سے پہلے تھوڑی سی روئی لے اور اس پر تھوڑا خوشبو کا پوڈر (سفوف) چھڑکے اور کچھ روئی اسکے پیچھے پر رکھے اور کچھ روئی اسکے آگے پر رکھے پھر اسکے دونوں پاؤں ملادے اور خوب اچھی طرح اسکی دونوں رانوں کو اسکی سرین سے باندھے تاکہ اس میں سے کوئی چیز نہ نکل سکے اور جب تکفین سے فارغ ہو تو کافور سے اسکا حنوط کرے جیسا کہ میں نے پہلے اسکا ذکر کیا اسکے بعد اس میت کو تابوت میں رکھے اور اسے قبر تک لیجائے۔

اور یہ جائز نہیں کہ لوگوں سے کہے کہ اسکے ساتھ نرمی کرو اس پر ترس کھاؤ یا اپنا ہاتھ مصیبت کے وقت اپنی ران پر مارے ورنہ اسکے صبر کا ثواب حبط ہو جائیگا۔

اور اگر غسل کے بعد میت میں سے کوئی چیز نکلے تو اسکو دوبارہ غسل نہ دینگے بلکہ کفن کا جو حصہ آلودہ ہو گیا ہے اسکو دھو دینگے اور اسے لحد تک پہنچائیں گے۔ اور اگر لحد میں پہنچنے کے بعد کوئی شے نکلی ہے تو اسکے کفن کو نہیں دھوئیں گے بلکہ کفن کا وہ حصہ جو آلودہ ہو گیا ہے اسکو قینچی سے کاٹ دینگے اور ایک کپڑے کو دوسرے پر پھیلا دینگے۔

(۴۱۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی مرد مومن کو کفن پہنائے وہ گویا اس کے لباس کا تاقیامت ضامن ہو گیا۔ اور جس نے کسی مومن کیلئے قبر کھودی اس نے گویا اس مومن کیلئے ایک مناسب گھر قیامت تک کیلئے تعمیر کر دیا۔

اور اگر کوئی شخص حالت جنابت میں مرجائے تو اسکو غسل جنابت اور غسل میت دونوں کیلئے ایک ہی غسل دیا جائیگا اسلئے کہ یہ دونوں محترم اور واجب ہیں اور یہ دونوں ایک غسل واجب میں جمع کر دیئے جائیں گے۔

(۴۱۸) اور ابو الجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جو مر گیا کیا اسکے ناخن کاٹے جائیں گے اسکے بغل کے بال نورے سے اڑائے جائیں گے اور کیا اسکے زیر ناف پر استرہ پھیرا جائے گا اگر وہ مرض کیوجہ سے بڑھ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

اور اگر کسی عورت کا حمل ساقط ہو جائے اور بچہ کامل الخلقت تھا تو اس کو غسل دیں گے حنوط کریں گے کفن دیں گے اور دفن کریں گے۔ اور اگر تام الخلقت نہیں تھا تو اس کیلئے کوئی غسل نہیں ہے بلکہ اسی کے خون میں اسکو دفن کر دینگے اور تام الخلقت کی حد یہ ہے کہ جب اسکے حمل کو چار ماہ ہو گئے ہوں۔

اور تین کفن فرض ہے۔ قمیض و ازار و چادر۔ عمامہ اور خرقہ کا شمار کفن میں نہیں اور اگر کوئی کفن زیادہ دینا چاہے تو دو چادریں اور دیدے تاکہ کپڑوں کی تعداد پانچ ہو جائے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین کپڑوں سے کفن دیا گیا تھا مقام ظفر کی بنی ہوئی دو (۲) یمنی چادریں اور کرسف کا ایک کپڑا جو روئی کا ہوتا ہے۔

(۴۲۰) اور روایت کی گئی ہے کہ آپ کو کافور کے علاوہ وہ ایک مثقال مشک سے حنوط کیا گیا تھا۔

(۴۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے والد بزرگوار علیہ السلام نے اپنے وصیت نامہ میں مجھے لکھا کہ میں انہیں تین پارچوں میں کفن دوں ایک خود انکی یمنی چادر جسے وہ یوم جمعہ پہن کر نماز پڑھاتے تھے اور ایک کوئی دوسرا پارچہ اور ایک قمیض۔

(۴۲۲) حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مرجاتا ہے کیا اسکو قمیض کے بغیر تین کپڑوں کا کفن دیا جاسکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں مگر قمیض میری نظر میں سب سے پسندیدہ ہے۔

(۴۲۳) عمار بن موسیٰ ساباطی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت حالت نفاس میں مرگئی اس کو کیسے غسل دیا جائے؟ آپ نے فرمایا اسکو بھی اسی طرح غسل دیا جائے جیسے حالت طہر میں مرنے والی عورت کو غسل دیا جاتا ہے اور اسطرح حائضہ کو بھی اور اسی طرح حالت جنابت میں مرنے والی کو صرف ایک غسل دیا جائے گا۔

(۴۲۴) ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن ثالث (امام علی النقی) علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا میت کے قریب مشک بخور سلگایا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۴۲۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی عورت حالت نفاس میں مرجائے اور خون زیادہ آرہا ہو تو اسکو ناف تک چمڑے میں یا چمڑے کے مانند کسی چیز میں ڈال دیا جائے گا آلودگی دور ہوجائے گی پھر اسکے آگے اور پیچھے روئی رکھدی جائے گی اسکے بعد اسکو کفن پہنایا جائے گا۔

(۴۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو مردوں کے ہمراہ تھی اور مرگئی اور ان لوگوں کے ساتھ اس عورت کا کوئی محرم نہیں تھا۔ کیا یہ لوگ اس عورت کو اسکے کپڑوں ہی میں غسل دے سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا پھر تو ان لوگوں پر بات آجائے گی لیکن ہاں وہ لوگ صرف اسکے دونوں ہاتھ دھو سکتے ہیں۔

(۴۲۷) اور عبداللہ بن ابی یعفور نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد ہے جو عورتوں کے ساتھ سفر میں تھا وہ مرگیا اب ان عورتوں کے ساتھ کوئی دوسرا مرد بھی نہیں ہے تو یہ عورتیں اس مرد کی میت کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا وہ عورتیں اسکی میت کو اسی کے کپڑوں میں لپیٹ کر دفن کردینگی اسے غسل نہیں دینگی۔

(۴۲۸) اور حلبی نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت سفر میں مرگئی اسکے ساتھ اسکا کوئی محرم نہیں ہے اور نہ ہی اسکے ساتھ کوئی دوسری عورت ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جس طرح بھی اپنے کپڑوں میں ہے اسی طرح دفن

کردی جائے گی۔ اور ایک مرد مرتا ہے اور سوائے عورتوں کے اسکے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا وہ عورتیں اسکو اسی طرح جن کپڑوں میں ہے دفن کردینگی۔

(۴۲۹) حارث بن مغیرہ کے غلام ابو النمیر نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا یہ بتائیں کہ لڑکے کو کس عمر تک عورتیں غسل دے سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا تین سال کی عمر تک۔

اور ہمارے شیخ محمد بن حسن نے اپنی کتاب جامعہ میں ایک ایسی لڑکی کے متعلق تحریر کیا ہے جو مردوں کے ساتھ سفر میں تھی مرجاتی ہے۔ تو آپ نے اسکے متعلق کہا کہ اگر وہ لڑکی پانچ چھ سال سے زیادہ کی تھی تو اسکو دفن کردیا جائے گا اسکو غسل نہیں دیا جائے گا۔ اور اگر وہ پانچ سال سے کم کی ہے تو اسے غسل دیا جائے گا پھر آپ نے حلبی سے امام جعفر علیہ السلام کی ایک حدیث اسی مضمون کی تحریر کی ہے۔

(۴۳۰) اور منصور بن حازم نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد اپنی عورت کے ساتھ سفر میں تھا کیا وہ اسکو غسل دے سکتا ہے؟ فرمایا ہاں بلکہ اپنی ماں، اپنی بہن اور ان جیسی کو بھی وہ اسکی شرمگاہ پر کپڑا ڈال کر غسل دے دیگا۔

(۴۳۱) اور سماعہ بن مہران نے آپ سے سوال کیا ایک ایسے مرد کے متعلق جو مر گیا اور اسکے ساتھ سوائے عورتوں کے کوئی مرد نہیں ہے آپ نے فرمایا اسکی محرم عورت اسکو غسل دیگی اور دیگر عورتیں اس پر پانی ڈالیں گی اسکے کپڑے نہیں اتارے جائیں گے اور اگر کوئی عورت مردوں کے ساتھ تھی اور مر گئی اور ان لوگوں کے ساتھ کوئی دوسری عورت نہیں ہے اور نہ اسکے ساتھ اسکا کوئی محرم ہے تو پھر وہ جیسے اپنے کپڑوں میں ہے ویسے ہی دفن کردی جائے گی اور اگر مردوں میں سے اسکا کوئی محرم ہے تو اسکے کپڑوں پر ہی سے اسکو غسل دے گا۔

(۴۳۲) اور عمار ساباطی نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسی لڑکی کیلئے دریافت کیا (جو مر گئی) اور اسکو غسل دینے کیلئے کوئی عورت نہیں ملتی تھی۔ آپ نے فرمایا مردوں میں سے اس کو وہ غسل دیگا جو اس لڑکی کا لوگوں میں سب سے زیادہ حق رکھتا ہوگا۔

(۴۳۳) نیز اس نے آنجنابؑ سے ایک مرد مسلمان کے متعلق دریافت کیا جو سفر کی حالت میں مر گیا اور اسکے ساتھ کوئی مسلمان مرد نہیں ہے بس اسکے ساتھ چند نصرانی مرد ہیں اور اسکی پھوپھی اور اسکی خالہ ہیں جو مسلمان ہیں اب اسکو غسل کیسے دیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ اسکی پھوپھی اور خالہ اسکو اسی لباس میں غسل دیں گی نصرانی اسکے غسل کے قریب نہ جائیں گے۔

اور ایک ایسی عورت کے متعلق سوال کیا جو سفر میں مر گئی اور اسکے ساتھ کوئی اور مسلمان عورت نہیں چند نصرانی عورتیں ہیں اور مسلمان چچا اور ماموں ہیں؟ آپ نے فرمایا وہی مسلمان چچا اور ماموں اس عورت کو غسل دیں گے اور نصرانی عورتیں اسکے قریب نہیں جائیں گی اگر وہ قمیض یا کرتا پہنے ہوئے ہے تو وہ قمیض و کرتے کے اوپر سے پکڑ کر پانی ڈالے گی۔

(۴۳۴) نیز انہوں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک نصرانی مسلمانوں کے ساتھ سفر میں تھا وہ مر گیا۔ تو آپ نے فرمایا اس کو نہ کوئی مسلمان غسل دے گا اور نہ دفن کرے گا۔ اس میں کوئی خوبی نہیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو کر اس کے لئے دعا کرے گا خواہ اس کے ماں باپ ہی ہوں۔

(۴۳۵) ایک مرتبہ مفضل بن عمر نے آنجنابؑ سے دریافت کیا میں آپ پر قربان آپ اس عورت کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو مردوں کے ساتھ سفر میں ہوتی ہے اور ان مردوں میں سے کوئی بھی اسکا محرم نہیں ہے اور نہ ان لوگوں کے ساتھ کوئی عورت ہے اور وہ مرجاتی ہے اب اسکے ساتھ کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ جن اعضاء پر اللہ نے تیمم واجب کیا ہے صرف ان اعضاء کو غسل دیا جائیگا۔ اور اسکے ان محاسن کو جنکے ڈھانکنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسے نہ کھولا جائے گا اور نہ مس کیا جائے گا مفضل۔ نے پوچھا یہ کس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا اسکے دونوں ہاتھ کی ہتھیلی کو غسل دیا جائیگا پھر اسکے چہرے کو غسل دیا جائے گا پھر اسکے دونوں پشت دست کو غسل دیا جائیگا۔

(۴۳۶) اور عمار بن موسیٰ ساباطی نے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مر گیا اور اسکے ساتھ نہ کوئی مسلمان مرد ہے نہ کوئی مسلمان عورت اسکے قرابتداروں میں سے ہے اسکے ساتھ چند نصرانی مرد ہیں اور کچھ مسلمان عورتیں لیکن ان مسلمان عورتوں اور اس مرنے والے کے درمیان کوئی قرابتداری نہیں؟ آپ نے فرمایا نصرانی خود غسل کرے گا اسکے بعد اس میت کو غسل دیگا۔ اس لئے کہ اضطرار اور مجبوری آپڑی ہے۔

(۴۳۷) اور انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ ایک مسلمان عورت مر گئی اسکے ساتھ کوئی مسلمان عورت ہے نہ اسکے قرابتداروں میں سے کوئی مرد ہے بس اس کے ساتھ ایک نصرانی عورت اور کئی مسلمان مرد ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ نصرانی عورت پہلے خود غسل کرے گی پھر میت کو غسل دیگی۔

پانچ آدمیوں کی میت کے دفن کیلئے تین دن تک انتظار کریں گے بشرطیکہ لاش میں تغیر نہ آنے لگے۔ پانی میں ڈوب کر مرا ہوا، آسمانی بجلی سے مرا ہوا، پیٹ کے درد سے مرا ہوا، کسی بلند مقام سے گر کر مرا ہوا، اور دھوئیں سے گھٹ کر مرا ہوا، اور جس شخص کو چیچک نکلی ہو اگر مرجائے تو اگر اس امر کا خوف ہے کہ اسکو مس کرنے سے اسکی جلد چھوٹ کر گر جائیگی تو اس پر خوب اچھی طرح پانی ڈالیں گے اور اسی طرح جسکے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہیں اور جو آگ سے جل کر مرا ہو اور وہ کہ جسکے جسم پر زخم ہوں۔

(۴۳۸) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص سمندری سفر کے درمیان مرجائے تو اسکو غسل دینگے حنوط کریں گے کفن پہنائیں گے پھر اسکے پاؤں میں ایک پتھر باندھ کر سمندر کے پانی میں ڈال دینگے۔

(۴۳۹) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اسکو ایک بڑے مٹکے (پیپا یا ڈرم) میں رکھ کر اسکے سرے کو مضبوطی کے ساتھ بند کردینگے اور پھر اسے پانی میں ڈال دینگے مگر یہ سب اس وقت کیا جائیگا جب ساحل تک پہنچنا ممکن نہ ہو۔

(۴۴۰) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ رجم کئے جانے والے مرد اور رجم کی جانے والی عورت کو پہلے غسل دیا جائے گا حنوط کیا جائیگا کفن پہنایا جائیگا اسکے بعد دونوں کو رجم کیا جائیگا۔ اور جسکو قصاص میں قتل کیا جارہا ہے وہ بھی اسی ذیل میں آتا ہے کہ اسے غسل دیا جائیگا حنوط کیا جائیگا کفن پہنایا جائیگا پھر اسے قصاص کیلئے لے جایا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائے گی۔

سولی پر چڑھائے گئے شخص کی لاش کو تین دن بعد سولی سے اتارا جائیگا اسکو غسل دیا جائے گا کفن پہنایا جائے گا اور دفن کر دیا جائے گا۔ اور تین دن سے زیادہ سولی پر لٹکانا جائز نہیں۔

(۴۴۱) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جسکو درندوں یا چڑیوں نے کھالیا ہے اور اب بغیر گوشت کے اسکی ہڈیاں باقی ہیں اسکے ساتھ کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا اسکو غسل دیا جائیگا کفن پہنایا جائیگا اسکی نماز میت پڑھی جائے گی اور اسکو دفن کیا جائیگا۔

(۴۴۲) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے نہ عمار بن یاسر کو غسل دیا نہ ہاشم بن عتبہ کو اور انہی کا نام مرقال بھی ہے۔ اور ان دونوں کو انہی کے خون آلود کپڑوں میں دفن کیا اور ان دونوں پر نماز نہیں پڑھی۔ اسی طرح روایت کی گئی ہے لیکن اصل یہ ہے کہ امت میں سے کوئی شخص بغیر نماز کے نہیں چھوڑا جائے گا۔

(۴۴۳) اور ابو مریم انصاری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر شہید میں رمق باقی تھی پھر (کچھ وقت بعد) مر گیا تو اسکو غسل دینگے کفن پہنائیں گے حنوط کریں گے اور اس پر نماز پڑھیں گے اور اگر رمق جان باقی نہ تھی تو پھر اسی کے کپڑوں کا کفن اسکو دیدینگے۔

(۴۴۴) اور ابان بن تغلب نے آپ سے دریافت کیا کہ ایک شخص راہ خدا میں قتل کر دیا جاتا ہے کیا اسکو غسل دیا جائیگا کفن پہنایا جائیگا اور حنوط کیا جائیگا؟ آپ نے فرمایا جیسے وہ اپنے لباس میں ہے ویسے ہی دفن کر دیا جائیگا مگر یہ کہ اس میں رمق جان باقی تھی۔ اگر اس میں رمق جان باقی تھی اسکے بعد وہ مرا ہے تو اسکو غسل دیا جائیگا کفن پہنایا جائیگا حنوط کیا جائے گا اس پر نماز پڑھی جائے گی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ پر نماز پڑھی ان کو کفن پہنایا اور انہیں حنوط کیا اسلئے کہ انکی میت برہنہ تھی۔

(۴۴۵) اور حنظلہ بن ابی عامر راہب احد میں شہید ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں غسل کا حکم نہیں دیا اور فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ فرشتے آسمان وزمین کے درمیان انکو چاندنی کے طبق میں آب مزن سے غسل دے رہے ہیں اسلئے انکا نام غسیل الملائیکہ پڑ گیا۔

(۴۴۶) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ شہید سے پوستین موزہ، ٹوپی، عمامہ، پٹکا اور شلوار اتار لی جائے گی مگر یہ کہ اس میں خون لگا ہوا ہو اگر ان میں خون لگا ہوا ہے تو ویسے ہی چھوڑ دی جائے گی۔ اور اسکے لباس میں کوئی ایسی گرہ

نہیں چھوڑی جائے گی جو کھول نہ دی جائے۔

اور جب کوئی شخص حالت احرام میں مرجائے تو اسکو غسل دیا جائیگا کفن پہنایا جائیگا اور دفن کیا جائیگا یعنی اسکے ساتھ ہر وہ عمل کیا جائیگا جو محل (بغیر احرام والے شخص) کی میت کے ساتھ کیا جاتا ہے سوائے اسکے کہ اسکے قریب کافور نہ لائی جائیگی۔

اور وہ معرکہ جو غیر اطاعت خدا میں ہے اسکے اندر قتل ہونے والے کو بالکل اسطرح غسل دینگے جسطرح عام طور پر میت کو دیا جاتا ہے اسکے سر کو گردن سے ملادینگے اور بدن کے ساتھ اسکو غسل دینگے۔

اور اگر کوئی عورت حاملہ تھی وہ مرگئی مگر بچہ اسکے پیٹ میں حرکت کر رہا ہے تو عورت کا پیٹ بائیں جانب سے چاک کرکے بچے کو نکال لیا جائیگا۔ اور اگر عورت زندہ ہے اور پیٹ کے اندر بچہ مرگیا تو کوئی انسان اس عورت کے فرج میں ہاتھ ڈالے گا اور اپنے ہاتھ سے کاٹ کر مردہ بچے کو نکال لے گا۔

(۴۴۷) روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وفات ہوئی تو جس حجرے میں آپ رہتے تھے اس میں چراغ روشن کرنے کیلئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہمیشہ ہدایت کیا کرتے تھے پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام بھی اپنے پدر بزرگوار امام جعفر صادق علیہ السلام کے حجرے میں اسی طرح چراغ روشن کرنے کی ہمیشہ ہدایت کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو عراق کی طرف لیجایا گیا پھر نہیں معلوم اسکے بعد کیا ہوا۔

اور جو شخص حالت جنب میں ہو اور اسکا ارادہ ہو کہ کسی میت کو غسل دے تو اسکو چاہیئے کہ وہ وضو کرے جس طرح نماز کیلئے وضو کیا جاتا ہے اسکے بعد میت کو غسل دے اور جو شخص میت کو غسل دینے کے بعد جماع کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وضو کرلے اسکے بعد مجامعت کرے۔

اور اگر میت کو غسل دیدیا گیا پھر اسکے بعد اس میں سے خون نکلنے لگا اور اتنا زیادہ کہ اسکا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا تو اس پر خالص مٹی (جس میں ریت وغیرہ نہ ملی ہو) ڈال دے اس سے خون بند ہو جائے گا۔

(۴۴۸) ایک مرتبہ سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جس نے میت کو غسل دیا ہے وہ خود غسل کرے؟ آپ نے فرمایا ہاں پوچھا اور وہ جس نے اسکو قبر میں اتارا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں اسلئے کہ اس نے اسکے لباس کو مس کیا ہے۔

(۴۴۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب (میرے فرزند) اسماعیل کا انتقال ہوا تو اس پر ایک چادر ڈالدی گئی تھی میں نے لوگوں سے کہا کہ ذرا اس کے چہرے سے چادر ہٹاؤ لوگوں نے ہٹایا تو میں نے اس کی پیشانی اس کی ٹھڈی (ذقن) اور اس کے گلے کا بوسہ لیا اور کہا اب چہرہ ڈھانک دو پھر (تھوڑی دیر بعد) میں نے کہا کہ اسکے چہرے سے چادر

ہٹاؤ (لوگوں نے ہٹایا) تو میں نے اسکی پیشانی اسکی ٹھڈی اور اسکے گلے کا بوسہ لیا پھر کہا اب چہرہ ڈھانک دو لوگوں نے چہرہ ڈھانک دیا اسکے بعد میں نے کہا اسے غسل دو اس کے بعد میں اس کے پاس اس وقت گیا جب اسکو کفن پہنایا جاچکا تھا۔ میں نے کہا اسکے چہرے سے کفن ہٹاؤ (لوگوں نے ہٹایا) تو میں نے اسکی پیشانی اسکی ٹھڈی اور اسکے گلے کا بوسہ لیا اور اسے ایک تعویذ دیا اور لوگوں سے کہا اب اسکو کفن میں لپیٹ دو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس چیز سے اسکو تعویذ دیا تو آپ نے فرمایا قرآن سے۔

(۴۵۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالی عنہ کی موت کے بعد انکو بوسہ دیا۔

باب نماز میت

(۴۵۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی جنازے کے پیچھے چلے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے چار قیراط لکھ دیگا۔ ایک قیراط جنازے میں شریک ہونے پر۔ ایک قیراط جنازے کی نماز پڑھنے پر ایک قیراط اسکے دفن سے فارغ ہونے کے انتظار پر ایک قیراط تعزیت کی ادائیگی پر۔

(۴۵۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی جنازے کے ساتھ چلے یہاں تک کہ نماز جنازہ پڑھ لے پھر واپس ہوجائے تو اس کیلئے ایک قیراط ہے اور جو شخص کسی جنازے کے ساتھ چلے یہاں تک کہ وہ دفن ہوجائے تو اس کیلئے دو قیراط ہے اور ایک قیراط کوہ احد کے برابر ہوگا۔

(۴۵۳) اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مرد مسلم کے جنازے کے پیچھے پیچھے چلے تو قیامت کے دن اسکو چار شفاعتیں عطا کی جائینگی اور کچھ نہ بولے تو فرشتہ آواز دیگا کہ تیرے لئے اتنی ہی (شفاعتیں) اور ہیں۔

(۴۵۴) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جنازے کو چاروں جانب سے پکڑے (کاندھا دے) تو اللہ تعالیٰ اسکے چالیس گناہان کبیرہ معاف کردیگا۔

(۴۵۵) نیز آپ فرمایا کہ جو شخص کسی مرد مومن کے جنازے کی مشایعت کرے (ساتھ رہے) یہاں تک کہ وہ قبر میں دفن کردیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسکی مشایعت کیلئے ستر (۷۰) فرشتے مقرر کریگا جو اسکے ساتھ ساتھ اس کیلئے طلب مغفرت کرتے رہیں گے اس وقت تک کہ جب وہ اپنی قبر سے نکل کر موقف (حساب) تک جائیگا۔

(۴۵۶) نیز آپ نے فرمایا کہ مومن کو اسکی قبر میں سب سے پہلا تحفہ یہ دیا جائیگا کہ جو لوگ اسکے جنازے میں شریک ہوئے ان سب کی مغفرت کردی گئی۔

(۴۵۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی مومن قبر میں پہنچتا ہے تو اسکو آواز دی جاتی ہے کہ آگاہ ہو

تیرے لئے سب سے پہلی عطا جنت ہے۔ آگاہ ہو جس نے تیرے جنازے کی مشایعت (شرکت) کی اس کیلئے پہلی عطا مغفرت ہے۔

(۴۵۸) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اپنے برادر مومن کے جنازے کو چاروں طرف سے اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکے گناہان کبیرہ میں سے چالیس گناہوں کو معاف کر دیگا۔ اور سنت یہ ہے کہ جنازے کو چاروں طرف سے اٹھایا جائے اور اسکے بعد جو کرے وہ مستحب ہے۔

(۴۵۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جنازے کے پایوں کو پکڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے پچیس گناہان کبیرہ بخش دیگا اور اگر چاروں پایوں کو پکڑے گا تو اپنے تمام گناہوں سے نکل جائے گا۔

(۴۶۰) نیز آپ نے اسحاق بن عمار سے فرمایا کہ جب تم میت کے تابوت کو ہر طرف سے اٹھاؤ گے تو گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاؤ گے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔

(۴۶۱) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جنازے کے پیچھے چلنا اسکے آگے آگے چلنے سے افضل ہے اور اگر تم اسکے آگے بھی چلو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۶۲) اور حسین بن سعید نے حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام کو خط لکھا اور ان سے میت کے تابوت کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اسکے چاروں جانب میں سے کوئی جانب ایسی ہے جس سے اسکو اٹھانا شروع کرے یا یہ اٹھانے والے پر ہے کہ جس جانب آسان سمجھے اس جانب سے اٹھانا شروع کرے؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جس جانب سے چاہے اٹھائے۔

(۴۶۳) اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا جنازے کے متعلق کہ کیا اسکے ساتھ آگ لے جائی جا سکتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا جنازہ رات کو نکالا گیا اور اسکے ساتھ بہت سے چراغ تھے۔

(۴۶۴) محمد بن مسلم نے ان دونوں حضرات (حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق) علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے جنازے کے ساتھ چلنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اسکے آگے اسکے دائیں جانب اسکے بائیں جانب اور اسکے پیچھے (چلنا چاہیئے)۔

(۴۶۵) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی اور ان پر نماز پڑھنے کا وقت آیا تو ہبتہ اللہ علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ اے قاصد خدا آپ آگے بڑھیں اور نبی خدا کی نماز جنازہ پڑھائیں جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو آپ کے پدر بزرگوار کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا لہذا ہم لوگ انکی نیکو کار اولاد کے آگے کھڑے نہیں ہو سکتے اور آپ انکی نیکو کار اولاد میں سے ہیں سب سے۔ چنانچہ ہبتہ اللہ علیہ السلام آگے بڑھے اور انہوں نے امت محمدؐ پر جو پانچ نمازیں فرض ہیں انکی

تعداد کے مطابق پانچ تکبیریں کہیں پھر یہی اولاد آدم کیلئے تا یوم قیامت سنت جاری ہو گئی۔

(۴۶۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کی میت پر نماز پڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور تشہد پڑھتے (یعنی اشھدان لا الہ الا اللہ کہتے) پھر تکبیر کہتے اور نبی اور انکی آل پر درود بھیجتے اور انکے لئے دعا کرتے پھر تکبیر کہتے اور مومنین و مومنات کیلئے دعا کرتے پھر چوتھی مرتبہ تکبیر کہتے اور میت کیلئے دعا کرتے پھر تکبیر کہتے اور وہاں سے پلٹ جاتے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے منافقین کی میت پر نماز پڑھنے کیلئے منع فرمایا تو اسکے بعد آپ تکبیر کہتے اور تشہد پڑھتے پھر تکبیر کہتے اور نبی اور انکی آل پر درود بھیجتے پھر تکبیر کہتے اور مومنین و مومنات کیلئے دعا کرتے چوتھی تکبیر کہتے اور واپس ہو جاتے اور میت کیلئے دعا نہیں کرتے تھے۔

اور جو شخص کسی میت پر نماز پڑھے تو وہ اس کے سر کے اتنا قریب کھڑا ہو کہ اگر ہوا چلے اور اسکا دامن اٹھے تو جنازے کو لگے۔ اور تکبیر کہے اور یہ کہے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْراً وَ نَذِيْراً بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں اس نے ان کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر آج کے دور میں بھی بھیجا) پھر دوسری تکبیر کہے اور یہ کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ ارْحَمْ مُحَمَّداً وَ آلَ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ كَاَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ (اے اللہ تو رحمت نازل کر محمدؐ اور ان کی آل پر اور رحم کر محمدؐ اور ان کی آل پر برکت دے محمدؐ اور ان کی آل کو اس سے بھی بہتر جو تو نے رحمت نازل کی ہے برکت دی ہے اور رحم فرمایا ہے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر بے شک تو لائق حمد اور صاحب بزرگی ہے) پھر تیسری تکبیر کہے اور یہ کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْاَمْوَاتِ (اے اللہ تو مغفرت کر مومنین اور مومنات اور مسلمین اور مسلمات کی خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ) پھر چوتھی تکبیر کہے اور یہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ وَ ابْنُ اَمَتِكَ نَزَلَ بِكَ وَ اَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْراً وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنَّا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِناً فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهِ وَ اِنْ كَانَ مُسِيْئاً فَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ عِنْدَكَ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ وَ اخْلُفْ عَلٰى اَهْلِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ وَ ارْحَمْهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (اے اللہ تیرا بندہ، تیرے بندے کا فرزند اور تیری کنیز کا فرزند تیری بارگاہ میں حاضر ہے اور تو اس کیلئے بہترین پہنچنے کی جگہ ہے اے اللہ ہم لوگ اسکی طرف سے سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتے اور تو ہم سے بھی زیادہ اس کو جانتا ہے اے اللہ اگر یہ نیکو کار ہے تو اسکی نیکیوں میں اضافہ فرما اور اگر یہ گنہگار ہے تو اس سے درگزر فرما اور اسکو بخش دے اے اللہ! اسکو اپنے پاس اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور اسکے پسماندگان کو صبر دے اور رحم کر اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے) پھر پانچویں تکبیر کہے۔ اور اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہٹے جب تک جنازے کو لوگوں کے کاندھے پر نہ دیکھ لے اور نماز میت میں پانچ

تکبیریں کہنے کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ فرائض عائد کئے ہیں۔ نماز، زکوۃ، روزہ، حج اور ولایت اسلئے میت کیلئے ہر فریضہ کے بدلے ایک تکبیر ہے۔

(۴۶۷) اور روایت کی گئی ہے کہ اسکا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور ہر نماز فریضہ کے بدلے میت کیلئے ایک تکبیر ہے۔

اور جو شخص عورت کی میت کی نماز پڑھے تو وہ اسکے سینے کے قریب کھڑا ہو اور نماز میت میں سلام نہیں ہے مگر یہ کہ تقیہ کی حالت میں ہو۔

(۴۶۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ کی نماز میت میں ستّر تکبیریں کہیں۔

(۴۶۹) اور حضرت علی علیہ السلام نے سہل بن حنیف کی نماز میت میں پچیس (۲۵) تکبیریں کہیں۔

(۴۷۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے پانچ ہی پانچ تکبیریں کہیں اس طرح کہ جب لوگ آتے اور کہتے کہ یاامیرالمومنین ہمیں تو سہل بن حنیف کی نماز میت میں شرکت کا موقع نہیں ملا تو آپ انکے جنازے کو رکھ دیتے اور پانچ تکبیریں کہتے یہاں تک کہ قبر تک پہنچتے پہنچتے پانچ مرتبہ ایسا کیا۔

اور جس شخص نے جنازے پر ابھی ایک تکبیر یا دو تکبیریں کہی ہیں کہ دوسرا جنازہ اسکے ساتھ اور رکھدیا گیا تو اگر وہ چاہے تو اب ان دونوں پر پانچ تکبیریں ملا کر کہے اور اگر چاہے تو پہلی نماز جنازہ سے فارغ ہو کر دوسرے جنازے پر پھر نماز پڑھے۔

اور جو شخص جنازے کی نماز پڑھے اور جنازہ الٹا رکھا ہوا (یعنی جدھر پاؤں ہونا چاہیئے ادھر سر اور جدھر سر ہونا چاہیئے ادھر پاؤں) تو یہ میت کو برا محسوس ہوگا لہذا اس پر دوبارہ نماز پڑھنی چاہیئے۔

(۴۷۱) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص نماز میت کی ایک تکبیر یا دو تکبیریں پاجائے تو پھر بقیہ کو پیش نماز کی متابعت میں پورا کرنا چاہیئے۔

(۴۷۲) اور عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مومن مرجائے اور اسکی نماز جنازے میں چالیس مومنین شریک ہوں اور سب یہ کہیں کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَیْراً وَ اَنتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تم لوگوں کی گواہیاں قبول کیں اور اسکو بخش دیا (ایسا سمجھ لو کہ) میں نے بھی نہیں جانا جسکو تم لوگ نہیں جانتے۔

(۴۷۳) اور فضل بن عبدالملک نے آپؑ سے دریافت کیا کہ کیا نماز میت مسجد کے اندر پڑھی جاسکتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۴۷۴) اور ابو بصیر نے آپؑ سے دریافت کیا کہ ایک عورت مرگئی اس پر نماز پڑھنے کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟

آپ نے فرمایا کہ اسکا شوہر۔ انہوں نے کہا کہ کیا اسکا شوہر اسکے باپ اسکے بیٹے اور اسکے بھائی سے بھی زیادہ حقدار ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور وہی اسکو غسل بھی دے گا۔

اور میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرمایا کہ اے فرزند تم پر واضح ہو کہ میت پر نماز پڑھنے کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جسکو میت کا ولی نماز کیلئے آگے بڑھائے اور جسکو ولی میت نے آگے بڑھایا اسکے سوا کوئی دوسرا آگے بڑھکر نماز پڑھانے لگا تو وہ غاصب ہوگا۔

(۴۷۵) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم سے کسی کی نماز جنازہ چھوٹ جائے یہاں تک کہ وہ دفن ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اگر تم اسکے دفن ہونے کے بعد اسکی نماز جنازہ پڑھ لو۔

(۴۷۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اگر کسی کی نماز جنازہ فوت ہو جاتی تو اسکی قبر پر پڑھ لیا کرتے تھے۔

(۴۷۷) الیسع بن عبداللہ قمی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اکیلا نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا ہاں پوچھا کہ اور دو شخص اس پر نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا ہاں مگر ایک دوسرے کے پیچھے کھڑا ہوگا اسکے پہلو میں کھڑا نہیں ہوگا۔

(۴۷۸) جابر کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کسی شخص کی نماز میت میں کوئی مرد موجود نہ ہو (سب عورتیں ہوں) تو ایک اس کیلئے بڑھے گی اور سب عورتوں کے وسط میں کھڑی ہو جائیگی اور سب عورتیں اسکے دائیں بائیں کھڑی ہو جائیں اور وہ تکبیر کہے گی اور نماز میت پڑھا دیگی۔

(۴۷۹) اور حسن بن زیاد صیقل نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ عورتوں کے ساتھ جب کوئی مرد نہ ہو تو عورتیں نماز جنازہ کس طرح پڑھیں؟ آپ نے فرمایا وہ سب کی سب ایک صف میں کھڑی ہو جائیں گی کوئی عورت آگے نہیں کھڑی ہوگی۔ تو کہا گیا کہ نماز واجب میں کیا یہ سب ایک دوسرے کی امامت کریں گی؟ فرمایا ہاں۔

(۴۸۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے جس پر رجم کیا گیا ہو اس پر بھی نماز پڑھو اور جس نے میری امت میں سے خود کشی کر لی ہے اس پر بھی نماز پڑھو میری امت میں سے کسی کو بغیر نماز کے نہ چھوڑو۔

(۴۸۱) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب کوئی شراب خور اور کوئی زانی اور کوئی چور مر جائے تو کیا اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۴۸۲) اور عمار بن موسیٰ ساباطی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں ان لوگوں کے متعلق کہ جو سمندر کے کنارے کنارے سفر کر رہے تھے کہ ناگاہ سمندر کی لہروں نے ایک آدمی کی برہنہ لاش ساحل پر پھینک دی اور یہ لوگ بھی برہنہ جسم تھے صرف ازار پہنے ہوئے تھے تو اب وہ لوگ

اس میت پر نماز کیسے پڑھیں جبکہ وہ میت برہنہ ہے اوران لوگوں کے پاس بھی کوئی فاضل کپڑا نہیں جس سے وہ اس میت کو کفن دیں ؟آپ نے فرمایا کہ پھراس میت کیلئے ایک گوڑھا کھودا جائے اوراسکو اسکی قبر میں رکھدیا جائے اور اسکی شرمگاہ پر اینٹ اور پتھر رکھدیا جائے تاکہ اینٹوں اور پتھروں سے اسکی شرمگاہ چھپ جائے پھراس پر نماز پڑھ کر اسے دفن کردیں ۔

(۴۸۳) اور اسحاق بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کو میت کے چند ٹکڑے ملے تو ان کو جمع کیا گیا پھر آپ نےاس پر نماز پڑھی اور وہ میت دفن کردی گئی ۔

(۴۸۴) اور فضل بن عثمان اعور نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اورانہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے ایک شخص کے بارے میں کہ وہ قتل ہوگیا اسکا سرایک قبیلہ میں پایا گیااوراسکا درمیانی حصہ سینہ اور اسکے دونوں ہاتھ دوسرے قبیلہ میں اور بقیہ اعضاء تیسرے قبیلے میں پائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ جسکے قبیلہ میں اسکا سینہ اور اسکے دونوں ہاتھ گئے ہیں اس پر اسکا خونبہا ہے اور اس پر اسکی نماز ہے ۔

(۴۸۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی مقتول پایا جائے تو اگر اسکے اعضاء میں سے کوئی عضو مکمل پایا جائے تو اس پر نماز پڑھ کر دفن کیا جائیگااور اگر کوئی عضو مکمل نہیں پایا گیا تو اس پر نماز نہیں پڑھی جائیگی اسے دفن کردیا جائیگا ۔اور کسی شخص کے بیچ سے دو ٹکڑے کردیئے گئے ہیں تو اس ٹکڑے پر نماز ہوگی جس میں قلب ہے اور اگر مقتول کا سوائے سر کے اور کچھ نہ ملے تو اس پر نماز نہیں پڑھیں گے ۔

(۴۸۶) زرارہ اور عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ سے کمسن بچے کیلئے دریافت کیا گیا کہ اس پر نماز کس سن میں پڑھی جائیگی تو آپ نے فرمایا جب وہ نماز کی عقل رکھتا ہو تو میں نے دریافت کیا کہ اس پر نماز کب واجب ہوتی ہے ؟ تو فرمایا جب وہ چھ سال کا ہو جائے اور روزہ اس وقت کہ جب اس میں اسکے برداشت کرنے کی طاقت آجائے ۔اور جب کوئی شخص ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو کسی طفل پر نماز پڑھ رہے ہوں تو یہ کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لِاَبَوَیْہِ وَلَنَافَرَطاً(اے اللہ قرار دے اسکو اسکے والدین کیلئے اور ہم لوگوں کیلئے باعث شفاعت) ۔

(۴۸۷) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے ایک تین سال کے چھوٹے بچے پر نماز پڑھی پھر فرمایا کہ اگر لوگ یہ نہ کہنے لگتے کہ بنی ہاشم اپنی کمسن اولاد پر نماز نہیں پڑھتے تو میں اس پر نماز نہ پڑھتا ۔

(۴۸۸) اور آپ سے دریافت کیا گیا کہ بچے پر نماز پڑھنا کب واجب ہے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب اسکو نماز کا شعور ہو اور وہ چھ سال کا ہوجائے ۔

(۴۸۹) زرارہ اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کسی مستضعف (کفار کے دباؤ میں رہ کر بے کس ومجبور) اور اس شخص پر جو اپنے مذہب ہی کو نہیں جانتا نماز پڑھی جائیگی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر درود بھیجا جائیگا اور مومنین و مومنات کیلئے دعا کی جائیگی اسکے بعد کہا جائیگا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَ قِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ (اے اللہ بخش دے ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کرلی اور تیرے راستے پر چلے اور بچا ان کو جہنم کے عذاب سے) اور وہ شخص جو اپنے مذہب ہی کو نہیں جانتا اسکی نماز میں کہا جائے گا اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہِ النَّفْسَ اَنْتَ اَحْیَیْتَھَا وَ اَنْتَ اَمَتَّھَا اَللّٰھُمَّ وَلِّھَا مَا تَوَلَّتْ وَ احْشُرْھَا مَعَ مَنْ اَحَبَّتْ (اے اللہ اس شخص کو تو ہی نے حیات دی اور تو ہی نے موت۔ پروردگار تو ان کے ساتھ اسکو کردے جن سے یہ الفت رکھتا ہے اور اسکا حشر کر اس کے ساتھ جس سے اس کو محبت تھی)

(۴۹۰) صفوان بن مہران جمّال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرد منافق مرگیا تو حضرت حسین ابن علی علیہ السلام اس کیلئے پاپیادہ نکلے راستہ میں آپ کا ایک غلام مل گا آپ نے پوچھا تم کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا میں اس منافق پر نماز پڑھنے سے بھاگ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم میرے پہلو میں کھڑے ہوجانا اور جو تم مجھے کہتے ہوئے سنو وہی تم بھی کہنا راوی کا بیان ہے کہ آپ نے پھر اپنے ہاتھ بلند کئے اور کہا۔ اَللّٰھُمَّ اَخْزِ عَبْدَکَ فِیْ عِبَادِکَ وَ بِلَادِکَ اَللّٰھُمَّ اَصْلِہٖ اَشَدَّ نَارِکَ اَللّٰھُمَّ اَذِقْہُ حَرَّ عَذَابِکَ فَاِنَّہٗ کَانَ یُوَالِیْ اَعْدَاءَکَ وَ یُعَادِیْ اَوْلِیَاءَکَ وَ یُبْغِضُ اَھْلَ بَیْتِ نَبِیِّکَ۔ (اے اللہ اس تیرے بندے نے خرابی ڈالی تیرے بندوں میں اور تیرے شہروں میں اے اللہ تو اپنی شدید آگ میں اسکو تپادے۔ اے اللہ تو اس کو اپنے عذاب کی گرمی کا مزا چکھا اسلئے کہ یہ تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا اور تیرے دوستوں سے دشمنی رکھتا تھا اور تیرے نبی کے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا۔

(۴۹۱) عبید اللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی دشمن خدا پر نماز پڑھو تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْہُ اِلَّا اَنَّہٗ عَدُوٌّ لَکَ وَ لِرَسُوْلِکَ اَللّٰھُمَّ فَاحْشُ قَبْرَہٗ نَارًا وَ احْشُ جَوْفَہٗ نَارًا وَ عَجِّلْہُ اِلَی النَّارِ فَاِنَّہٗ کَانَ یُوَالِیْ اَعْدَاءَکَ وَ یُعَادِیْ اَوْلِیَاءَکَ وَ یُبْغِضُ اَھْلَ بَیْتِ نَبِیِّکَ اَللّٰھُمَّ ضَیِّقْ عَلَیْہِ قَبْرَہٗ۔ (اے اللہ ہم نہیں جانتے سوائے اس کے کہ یہ ترا اور تیرے رسول کا دشمن تھا اے اللہ تو اسکی قبر کو آگ سے بھر دے اور اسکے پیٹ میں آگ بھر دے اور اسے جہنم کی طرف بھیجنے میں جلدی کر اسلئے کہ یہ تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا اور تیرے دوستوں سے دشمنی رکھتا تھا اور تیرے نبی کے اہلبیت سے بغض رکھتا تھا۔ اے اللہ تو اسکی قبر کو تنگ کر) اور جب میت اٹھائی جائے تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ لَا تَرْفَعْہُ وَ لَا تُزَکِّہٖ (اے اللہ تو اسکو بلند نہ کر اور پاک نہ کر) اور اگر وہ مستضعف ہے (دشمنوں میں گھرا ہوا بے بس ہے) تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَ قِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ (اے اللہ تو مغفرت کر ان لوگوں کی جنہوں نے توبہ کرلی اور تیرے راستے پر چلے اور انہیں جہنم کے عذاب سے بچا) اور اگر تم نہیں جانتے کہ اسکا کیا حال ہے (دشمن ہے یا دوست) تو کہو اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ یُحِبُّ الْخَیْرَ وَ اَھْلَہٗ فَاغْفِرْ لَہٗ وَ ارْحَمْہُ وَ تَجَاوَزْ عَنْہُ

(اے اللہ اگر یہ خیر اور اہل خیر سے محبت کرتا ہے تو اسے بخش دے اس پر رحم فرما اور اس سے اور درگزر کر)۔ اور اگر اس مستضعف سے تمہاری کچھ رسم و راہ ہو تو بطور شفاعت اس کیلئے استغفار کرو دوستی کی بناء پر نہیں۔

(۴۹۲) اور حضرت علی علیہ السلام جب کسی مرد اور عورت دونوں کی نماز جنازہ پڑھتے تو عورت کو مقدم کرتے اور مرد کو موخر اور جب کسی غلام اور آزاد کی نماز پڑھتے تو غلام کو مقدم کرتے اور آزاد کو موخر اور جب کسی صغیر و کبیر کی نماز جنازہ پڑھتے تو صغیر کو مقدم کرتے اور کبیر کو موخر۔

(۴۹۳) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر مرد کو مقدم کیا جائے اور عورت کو موخر یا عورت کو مقدم کیا جائے اور مرد کو موخر یعنی نماز میت کے سلسلہ میں۔

اور نماز میت کیلئے تمام جگہوں میں سب سے افضل و بہتر جگہ آخری صف ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ نماز جنازہ میں عورتیں مردوں کے ساتھ مخلوط ہو جایا کرتی تھیں۔

(۴۹۴) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز میت میں سب سے افضل و بہتر جگہ آخری صف ہے۔ عورتیں خود آخری صف سے پیچھے ہو جائیں گی اور امام علیہ السلام کے ارشاد کے بموجب آخری صف کی فضیلت باقی رہ جائے گی۔

اور اگر کسی شخص کو ایک طرف سے ولیمہ میں شرکت کی دعوت دی جائے اور دوسری طرف جنازے میں شرکت کی دعوت دی جائے تو اسے جنازے میں شرکت کی دعوت قبول کرنا چاہیئے اس لئے کہ اس سے آخرت یاد آتی ہے اور ولیمہ کی دعوت کو چھوڑ دینا چاہیئے اس لئے کہ اس میں دنیا یاد آتی ہے۔

(۴۹۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہیں کسی جنازے میں شرکت کی دعوت دی جائے تو جانے میں جلدی کرو اور جب شادی بیاہ میں شرکت کی دعوت دی جائے تو دیر سے جاؤ۔

اور میرے والد رحمہ اللہ نے میرے پاس جو رسالہ بھیجا اس میں یہ تحریر کیا کہ جوتا پہن کر نماز جنازہ نہ پڑھو، اور دو میتوں کو ایک تابوت میں نہ رکھو۔ اور جب دو شخص نماز جنازہ پڑھ رہے ہوں تو ایک آگے کھڑا ہو اور ایک پیچھے۔ پہلو میں نہ کھڑا ہو۔

اور جب مرد و عورت و غلام و مملوک کے جنازے ایک جگہ جمع ہو جائیں تو قبلہ کی طرف سب سے آگے عورت کے جنازے کو رکھے اسکے بعد مملوک کے جنازے کو اسکے بعد غلام کے جنازے کو اور غلام کے بعد مرد کے جنازے کو اور امام (نماز پڑھانے والا) مرد کے جنازے کے بعد کھڑا ہو اور ان سب کیلئے ایک ہی نماز پڑھائے۔

(۴۹۶) یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا جنازے کی نماز بغیر وضو کے پڑھی جاسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ تو صرف ایک طرح کی تکبیر و تسبیح و تحمید و تہلیل ہے جس طرح تم اپنے گھر میں تکبیر و تسبیح کرتے ہو۔ اور دوسری حدیث میں یہ ہے کہ اگر چاہے تو تیمم کر لے۔

(۴۹۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حائض نماز جنازہ پڑھے گی مگر مردوں کے ساتھ صف میں نہیں کھڑی ہوگی۔

(۴۹۸) اور سماعہ بن مہران کی روایت میں ہے جب اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ جب کوئی حائضہ عورت جنازے کی نماز پڑھے تو تیمم کرے اور جنازے کی نماز پڑھے مگر صف سے بالکل الگ اور تنہا کھڑی ہو یعنی وہ ایک طرف کھڑی ہو اور مردوں سے مخلوط نہ ہو۔ اور شخصِ مجنب جب نماز جنازے کیلئے چلے تو تیمم کرے اور نماز پڑھے۔

اور جب میت کو قبر کی طرف اٹھا کر لے جایا جائے تو یکبارگی نہیں اسلئے کہ قبر کی منزل بڑی ہولناک ہے۔ اور میت کے اٹھانے والوں کو چاہیئے کہ وہ حولِ مطلع (بعد موت اور قیامت کی ہولناکی) سے اللہ کی پناہ چاہتے رہیں اور قبر کے کنارے پہنچنے سے پہلے اسکو رکھدیں اور ذرا ٹھہریں پھر ذرا آگے بڑھائیں اور وہاں ٹھہریں تاکہ وہ قبر میں جانے کیلئے تہیہ کرے پھر اسکو قبر کے کنارے لے جائیں اور اسکو قبر میں وہ اتارے جسکو اسکا ولی اجازت دے خواہ ایک شخص اتارے خواہ دو شخص اور قبر پر نظر ڈالتے وقت یہ کہا جاتا ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَلَا تَجْعَلْهُ حُفْرَةً مِنْ حُفَرِ النِّيْرَانِ (اے اللہ اس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ قرار دے اور جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا قرار نہ دے)

(۴۹۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر کی گہرائی چنبل گردن تک ہونی چاہیئے اور بعض نے کہا ہے کہ چھاتی تک اور بعض نے کہا ہے کہ پورے مرد کے قد کے برابر اتنا کہ جو شخص قبر میں اترا ہے اس کے سر پر کپڑا تانا جاسکے اور لحد اتنی وسیع و کشادہ ہو کہ اس میں بآسانی بیٹھنا ممکن ہو۔

اور حضرت ابوالحسن ثالث (حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام) سے روایت کی گئی ہے کہ اس کی اجازت ہے کہ قبر میں درخت ساج (سانکھو) کے تختوں کا فرش کردیا جائے اور میت کے اوپر کو سانکھو کے تختوں سے ڈھانک دیا جائے اور ہر شے کا ایک دروازہ ہے اور قبر کا دروازہ میت کے پاؤں کے قریب ہے۔

اور عورت کو (پائین قبر سے نہیں بلکہ) قبر کے پہلو سے لیا جائے اور اسکا شوہر ایسی جگہ کھڑا ہو کہ اسکے سرین کو سنبھال لے اور دوسرا شخص میت کے پاؤں کی طرف اور فوراً اتار دے۔

اور میرے والد رحمہ اللہ نے اپنے اس رسالہ میں جو مجھے ارسال کیا تھا لکھا ہے کہ جب قبر میں اترو تو ام الکتاب (سورہ الحمد) اور معوذتین اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کرو اور جب میت کو لو تو کہو بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ پھر اسکو اسکی لحد میں رکھدو داہنی جانب رو بقبلہ کرو اور بند کفن کھول دو اور اسکا رخسار مٹی پر رکھدو اور کہو۔ اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَ صَعِّدْ اِلَيْكَ رُوْحَهٗ وَ لَقِّهٖ مِنْكَ رِضْوَانًا (اے اللہ اس کے دونوں پہلوؤں سے زمین کو کشادہ کردے اور اسکی روح کو اپنی طرف اٹھالے اور تیری طرف سے تیری رضا اسکو حاصل ہوجائے)۔

(۵۰۰) اور سالم بن مکرم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اور اس (میت) کو مٹی کا ایک تکیہ لگا دیا جائے اور اسکی پشت کے پیچھے مٹی کا ایک ڈھیلا رکھدیں تاکہ وہ بالکل چت نہ ہوجائے۔ اور اسکے سارے بند کفن کھول دیں اور چہرے سے کفن ہٹادیں پھر اس کیلئے دعا کریں اور کہیں۔ اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَزَلَ بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ، اَللّٰھُمَّ افْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَلَقِّنْہُ حُجَّتَہٗ وَاَلْحِقْہُ بِنَبِیِّہٖ وَقِہٖ شَرَّ مُنْکَرٍ وَنَکِیْرٍ (پروردگار تیرا بندہ تیرے بندے کا فرزند اور تیری کنیز کا فرزند تیری بارگاہ میں حاضر ہے اور تو اس کے بہترین پہنچنے کی جگہ ہے پروردگار اس کیلئے اسکی قبر میں کشادگی دے اور اسکی حجتیں اسکو تلقین کردے اور اسکو اسکے نبی سے ملحق کردے اور اسے منکر و نکیر کے شر سے محفوظ رکھ) پھر اپنا داہنا ہاتھ اسکے داہنے کاندھے کے نیچے داخل کرو اور اپنا بایاں ہاتھ اسکے بائیں کاندھے پر رکھو اور اسے ذرا زور سے حرکت دو اور کہو یَافُلَانَ بْنَ فُلَانٍ اَللّٰہُ رَبُّکَ وَمُحَمَّدٌ نَبِیُّکَ وَالْاِسْلَامُ دِیْنُکَ وَعَلِیٌّ وَلِیُّکَ وَاِمَامُکَ (اے فلاں ابن فلاں (یاد رکھ) کہ اللہ تیرا رب ہے محمدؐ تیرے نبی ہیں اسلام تیرا دین ہے علی ابن ابی طالب تیرے ولی ہیں اور تیرے امام ہیں)۔ پھر آئمہ طاہرین کا ایک ایک کرکے آخر تک نام لے اور کہے اَئِمَّتُکَ اَئِمَّۃُ ھُدًی اَبْرَارٌ (یہ سب تیرے ائمہ ہیں جو ہدایت کرنے والے ہیں اور نیکوکار ہیں) اسکے بعد اسکو دوبارہ تلقین پڑھاؤ اور جب اس پر اینٹ رکھو تو کہو اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ غُرْبَتَہٗ وَصِلْ وَحْدَتَہٗ وَاٰنِسْ وَحْشَتَہٗ وَاٰمِنْ رَوْعَتَہٗ وَاَسْکِنْ اِلَیْہِ مِنْ رَحْمَتِکَ رَحْمَۃً یَسْتَغْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ وَاحْشُرْہُ مَعَ مَنْ کَانَ یَتَوَلَّاہُ (اے اللہ تو اسکی مسافرت پر رحم کر اور اسکی تنہائی کا ساتھی بن جا اور اسکی وحشت میں دل بہلا اور اسکے خوف کو امن سے بدل دے اور تو اپنی رحمت سے اس کو ایسی جگہ ساکن کر کہ تیرے علاوہ اور کسی کی رحمت کی اس کو احتیاج نہ رہے اور اسے محشور کر اسکے ساتھ جس سے یہ دوستی رکھتا ہے)

اور جب تم اسکی قبر کی زیارت کو آؤ تو قبلہ رو ہوکر اور اپنے دونوں ہاتھ قبر پر رکھ کر یہی دعا پڑھو اور جب قبر سے ہٹو تو اپنے دونوں ہاتھوں سے مٹی جھاڑتے ہوئے کہو کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پھر اسکی قبر پر اپنی پشت دست سے تین مرتبہ مٹی ڈالو اور کہو اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (اے اللہ تجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے یہ وہ چیز ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اسکے رسول نے کیا اور اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا) تو جو شخص یہ کرے گا اور کلمات زبان پر جاری کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے لئے ہر ذرہ پر ایک حسنہ لکھے گا۔

اور جب قبر برابر کردی جائے تو اسکی قبر پر پانی ڈالو اور تم قبلہ رُو ہوکر اسکی قبر کو اپنے سامنے رکھو۔ اور سر کی طرف سے پانی ڈالنا شروع کرو اور قبر کے چاروں جانب ڈالتے ہوئے پھر سر کی طرف واپس آجاؤ اور پانی کی دھار منقطع نہ ہو۔ اور جو فاضل پانی بچ رہے اسکو قبر کے وسط میں ڈال دو پھر قبر پر ہاتھ رکھو اور میت کیلئے دعا اور استغفار کرو۔

(۵۰۱) یحییٰ بن عبداللہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں سے جو اہل میت ہیں انکو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنی میتوں کو منکر و نکیر کی ملاقات سے نہیں بچاتے۔ میں نے عرض کیا ہم لوگ اس کیلئے کیا کریں؟ تو آپ نے فرمایا جب (سب لوگ ہٹ جائیں اور) میت تنہا رہ جائے تو ان میں جو میت کا سب سے زیادہ حقدار ہے وہاں ٹھہر جائے اور اپنا منہ اسکے سر کے پاس رکھے اور بلند آواز سے پکارے۔ یَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ یَا فُلَانَۃَ بِنْتَ فُلَانٍ - هَلْ اَنْتَ عَلَى الْعَهْدِ الَّذِیْ فَارَقْنَاکَ عَلَیْهِ مِنْ شَهَادَۃِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ سَیِّدُ النَّبِیِّیْنَ وَ اَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ سَیِّدُ الْوَصِیِّیْنَ وَاَنَّ مَا جَاءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَ سَلَّمَ حَقٌّ وَ اَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَ الْبَعْثَ حَقٌّ وَ اَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَا رَیْبَ فِیْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ - (اے فلاں ابن فلاں یا اے عورت فلاں کی بیٹی کیا تو اپنے اس عہد پر قائم ہے کہ جس پر ہم لوگوں نے تجھے چھوڑا۔ اس بات کی گواہی پر کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔ محمدؐ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں اور نبیوں کے سردار ہیں اور علیؑ ابن ابی طالب امیرالمومنین اور اوصیاء کے سردار ہیں۔ اور جو کچھ بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ پیغام لائے حق ہے اور موت حق ہے اور دوبارہ زندہ ہونا حق ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ دوبارہ اٹھائے گا ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں) جب وہ کہے گا تو منکر و نکیر کہیں گے کہ اب ہم لوگوں کو اس سے واپس جانا چاہیئے اسلئے کہ اسکو اسکی حجت کی تلقین کردی گئی ہے۔

باب تعزیت

اور مصیبت کے وقت جزع و زیارت قبور اور نوحہ و ماتم

(۵۰۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی محزون کو تعزیت ادا کرے گا تو موقف حساب میں اسکو ایک حلہ پہنایا جائیگا جس سے وہ مسرور ہو جائیگا۔

(۵۰۳) ہشام بن حکیم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت موسیٰ بن جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ قبل از دفن بھی تعزیت ادا کر رہے ہیں اور بعد دفن بھی۔

(۵۰۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بعد دفن تعزیت واجب ہے۔

(۵۰۵) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ تعزیت کیلئے یہی کافی ہے کہ صاحب مصیبت تم کو دیکھ لے۔

(۵۰۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک قوم کے پاس تشریف لائے جو (اپنے کسی مرنے والے کی) مصیبت میں مبتلا تھے تو آپ نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے اس خلاء کو پورا کرے تمہیں بہترین صبر عطا کرے اور تمہارے مرنے والے پر رحم فرمائے۔ پھر آپ واپس چلے گئے۔

(۵۰۷)　رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تعزیت جنت کا وارث بنا دیتی ہے۔

(۵۰۸)　حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو اسکے لڑکے کی تعزیت ادا کی اور فرمایا تمہارے لڑکے کیلئے تم سے بہتر اللہ کی ذات ہے اور تمہارے لئے تمہارے لڑکے سے بہتر اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ثواب ہے۔ پھر آپ کو خبر ملی کہ اسکے بعد بھی وہ گریہ وزاری کر رہا ہے تو آپ پھر اسکے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تو انتقال فرمایا کیا تیرے لئے انکی مثال کافی نہیں ہے۔ اس نے کہا یہ نوجوان تھا۔ آپ نے فرمایا (پرواہ نہ کر) اس کے آگے تین چیزیں ہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت پھر اللہ کی رحمت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور ان تینوں میں سے ایک بھی اسکو انشاء اللہ تعالیٰ فوت نہ ہونے دیگی۔

(۵۰۹)　اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے صاحب مصیبت کیلئے مناسب ہے کہ ردا اپنے دوش پر نہ ڈالے اور صرف قمیض پہنے رہے تاکہ پہچانا جاسکے اور اسکے پڑوسیوں کو چاہیئے کہ اسکی طرف سے یہ لوگ تین دن کھانا کھلائیں۔

(۵۱۰)　نیز آپ نے فرمایا کہ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو دوسرے کی مصیبت میں اپنے دوش سے ردا اتار دے۔

(۵۱۱)　اور جب حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے وفات فرمائی تو دیکھا گیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے گھر میں سے برآمد ہوئے انکی قمیض آگے سے بھی چاک تھی اور پیچھے سے بھی۔

(۵۱۲)　اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن معاذ رحمہ اللہ کے جنازے میں اپنی ردا دوش سے اتار دی تھی تو آپ سے اسکے متعلق دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ملائیکہ نے بھی اپنی ردائیں اتار دی ہیں تو میں نے بھی اپنی ردا اتار دی۔

(۵۱۳)　حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر بلا و مصیبت سے قبل صبر نہ پیدا کر دیا جاتا تو مومن اسطرح پاش پاش ہوتا جس طرح انڈا پتھر پہ گر کر پاش پاش ہوتا ہے۔

(۵۱۴)　رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں جس کے اندر ہونگی وہ نور خدا کے احاطہ میں ہوگا اور ان میں بھی سب سے عظیم وہ ہے کہ جس کے پاس سب سے ٹھوس اور مستحکم شے اس امر کی شہادت ہو کہ اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ دوسرے یہ کہ جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو کہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ تیسرے یہ کہ جب اسے کوئی بھلی (اچھی) چیز ملے تو کہے الحمد للہ رب العالمین اور چوتھے یہ کہ جب اس سے کوئی خطا سرزد ہو تو کہے استغفر اللہ و اتوب الیہ۔

(۵۱۵)　اور امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ مومن کہ جب اس پر دنیا میں کوئی مصیبت پڑے اور وہ انا للہ و انا الیہ راجعون کہے اور وقت مصیبت صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے پچھلے گناہ سوائے ان گناہان کبیرہ کے سب معاف کر دیگا

کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کو لازم قرار دیدیا ہے۔

اور جب بھی وہ اپنی اس مصیبت کو اپنی آئندہ زندگی میں یاد کرے اور اس وقت انا للہ و انا الیہ راجعون (کلمۂ استر جاع) کہے اور اللہ کی حمد کرے تو اللہ تعالیٰ ہر وہ گناہ جو پہلے استرجاع سے لیکر اس استرجاع تک اس سے سرزد ہوئے ہیں سوائے گناہان کبیرہ کے معاف کردیگا۔

(۵۱۶) ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب اہل میت اپنے جنازے کو دفن کرکے واپس ہوتے ہیں تو ایک فرشتہ جو قبرستانوں پر مقرر ہے ایک مٹھی خاک اٹھاتا ہے اور اسے اسکے آثار پر پھینک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ تم لوگوں نے دیکھا ہے اب اسے بھول جاؤ اور اگر ایسا نہ ہو تو کوئی شخص اپنی زندگی سے لطف نہیں حاصل کرسکتا۔

(۵۱۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس پر کوئی مصیبت نازل ہو وہ جزع و فزع کرے یا نہ کرے وہ صبر کرے یا نہ کرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکی جزا جنت ہے۔

(۵۱۸) نیز آپ نے فرمایا کہ اگر کسی مومن کا کوئی بچہ مرجائے تو وہ خواہ وہ صبر کرے یا نہ کرے اس مومن کا ثواب جنت ہے۔

(۵۱۹) اور آپ نے فرمایا کہ جس شخص کا ایک لڑکا مرجائے وہ اسکے ان ستّر لڑکوں سے اسکے لئے بہتر ہے جنہیں وہ چھوڑ کر دنیا سے جائے گا اور جو سب کے سب ایسے ہوں کہ سواری پر سوار ہو کر راہ خدا میں جہاد کریں۔

(۵۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کی اولاد میں سے کوئی نہ مرا ہو اور اس کیلئے فرط (لائق اجر و ثواب) نہ بنے تو ایک شخص نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ اور جس کے کوئی لڑکا پیدا ہی نہ ہوا ہو اور جس کا کوئی لڑکا ہی نہ مرا ہو تو کیا ہم میں سے ہر ایک کیلئے فرط ہونا ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ مرد مومن کے فرط میں اسکا دینی بھائی شمار ہوگا۔

(۵۲۱) اور جس وقت حضرت جعفر بن ابی طالب قتل ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ دیکھو ہائے رسوائی، ہائے ہلاکت اور ہائے غضب کچھ نہ کہنا حالانکہ اس میں سے جو کچھ تم کہوگی وہ سچ ہوگا۔

(۵۲۲) مہران بن محمد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مرنے والا مرجاتا ہے تو اسکے گھر والوں میں سے جو سب سے زیادہ بے قرار و بے چین ہے اسکے پاس اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے اور وہ آکر اسکے دل پر ہاتھ پھیر دیتا ہے اور پھر اسکی آتش حزن و ملال فرو ہوجاتی ہے اور اگر ایسا نہ ہو دنیا تو آباد بھی نہ رہ سکے۔

(۵۲۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی بندہ مومن کا کوئی بچہ فوت ہوجاتا ہے تو اگرچہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ بندہ مومن کیا کہتا ہے مگر اسکے باوجود اللہ تعالیٰ ملائکہ سے پوچھتا ہے کہ تم لوگوں نے فلاں بندہ

مومن کے بچے کی روح قبض کی ؟ تو ملائکہ کہتے ہیں ہاں اے ہمارے پروردگار ۔ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ پھر ہمارے اس بندے نے کیا کہا ؟ ملائکہ کہتے ہیں کہ پروردگار اس نے تیری حمد کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہا تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اچھا اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنادو اور اسکا نام بیت الحمد رکھدو۔

(۵۲۴) اور جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسماعیل کا انتقال ہوا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جنازے کے آگے آگے پابرہنہ بغیر ردا اوڑھے ہوئے چلے۔

(۵۲۵) حضرت امام زین العابدین علی ابن الحسین علیہ السلام جب کسی جنازے کو دیکھتے تو فرماتے کہ اس اللہ کی حمد وشکر کہ جس نے مجھے ان عام مرنے والوں میں قرار نہیں دیا۔

(۵۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابراہیم ہمیں تمہارے مرنے کا بڑا رنج ہے مگر میں صابرین میں سے ہوں قلب محزون ہے اور آنکھیں گریاں ہیں مگر میں زبان سے ایسی بات نہیں کہونگا جو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہو۔

(۵۲۷) نیز امامؑ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارث کی شہادت کی آنحضرتؐ کو اطلاع ملی تو جب بھی گھر کے اندر داخل ہوتے بہت روتے اور کہتے کہ یہ دونوں مجھ سے باتیں کرتے اور مجھ سے موانست (انس) رکھتے تھے مگر اب سب چلے گئے۔

(۵۲۸) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مصیبت اور صبر دونوں مومن کی طرف بڑھتے ہیں جب مصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور جزع وفزع و بلائیں کافر کی طرف بڑھتے ہیں جب بلاء نازل ہوتی ہے تو وہ جزع وآہ وزاری شروع کر دیتا ہے۔

(۵۲۹) اور کاہلی سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری زوجہ اور میری بہن جو محمد بن مارد کی زوجیت میں ہے صف ماتم میں جاتی ہیں اور میں ان دونوں کو منع کرتا ہوں تو وہ کہتی ہیں کہ اگر یہ حرام ہے تو اس سے آپ ہمیں منع کریں اور اگر حرام نہیں ہے تو پھر آپ ہمیں اس سے کیوں منع کرتے ہیں اس طرح لوگ ہمارے حقوق کی ادائیگی کو ترک کردینگے ۔ تو آپ نے فرمایا تم ہم سے حقوق کے متعلق سوال کرتے ہو تو سنو۔ میرے والد میری والدہؑ اور ام فروہ کو اہل مدینہ کے حقوق کی ادائیگی کو بھیجا کرتے تھے۔

(۵۳۰) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر میں صرف ان ہی لوگوں سے سوال ہوگا جو خالص مومن ہیں یا خالص کافر ہیں اور باقی لوگوں سے قیامت کے دن تک کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

(۵۳۱) اور سماعہ بن مہران نے ان جناب علیہ السلام سے قبروں کی زیارت اور ان میں مسجد تعمیر کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا قبروں کی زیارت میں کوئی حرج نہیں مگر اسکے پاس مسجد نہیں بنانی چاہیئے۔

(۵۳۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو نہ قبلہ بنانا نہ مسجد بنانا اسلئے کہ جس وقت یہود نے اپنے انبیاء

کی قبور کو مسجد بنایا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی۔

(۵۳۳) جراح مدائنی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اہل قبور کو سلام کیونکر کیا جائے تو آپ نے فرمایا وہاں کھڑے ہو کر کہو اَلسَّلَامُ عَلٰی اَہْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ رَحِمَ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَ الْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ (اس دیار کے رہنے والے مومنین و مسلمین پر سلام۔ اللہ رحم کرے ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے گزر گئے اور جو آخر میں آئیں گے اور انشاء اللہ میں تم لوگوں کے ساتھ آکر ملحق ہونگا)۔

(۵۳۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قبرستان سے ہو کر گزرتے تو فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ مِنْ دِیَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔

(۵۳۵) اور امیرالمومنین علیہ السلام جب قبرستان میں گئے تو یہ فرمایا کہ اے قبر کے ساکنو اے مسافرو تمہارے گھروں میں دوسرے لوگوں نے سکونت اختیار کرلی تمہاری ازواج نے دوسروں سے نکاح کرلیا تمہارا مال اور تمہاری دولت سب بٹ بٹا چکی یہ خبر تو میرے پاس ہے جو میں تمہیں بتاتا ہوں اور کاش ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ تمہارے پاس کیا خبر ہے۔ پھر آپ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر ان لوگوں کو بولنے کی اجازت ہوتی تو کہتے کہ بہترین توشۂ آخرت تقویٰ ہے۔

(۵۳۶) اور مقتولین بدر جو ایک قلیب (کنوئیں) میں ڈال دیئے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قلیب کے پاس کھڑے ہوئے اور آواز دی اے اہل قلیب اللہ تعالیٰ نے جو ہم لوگوں سے وعدہ کیا تھا اسے ہم لوگوں نے حق پایا یہ بتاؤ تم لوگوں سے تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا تم نے اسے حق پایا؟ یہ سنکر منافقین نے کہا (لو یہ دیکھو) رسول اللہ مردوں سے باتیں کررہے ہیں تو آنحضرت نے انکی طرف دیکھا اور فرمایا اگر ان لوگوں کو کلام کرنے کی اجازت ہوتی تو یقیناً کہہ دیتے کہ ہاں اور بہترین توشۂ آخرت تقویٰ ہی ہے۔

(۵۳۷) اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہر سنیچر کی صبح کو قبور شہدا پر جاتی تھیں اور حضرت حمزہ کی قبر پر خصوصیت سے جاتیں انکے لئے اللہ سے رحمت کی دعا کرتیں اور ان کیلئے طلب مغفرت کرتی تھیں۔

(۵۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم قبرستان میں جاؤ تو کہو "اَلسَّلَامُ عَلٰی اَہْلِ الْجَنَّۃِ"

(۵۳۹) اور حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم قبرستان میں سے گزرو گے تو اس سے جو مومن ہوگا اس کو راحت محسوس ہوگی اور جو منافق ہوگا اسکو تکلیف محسوس ہوگی۔

(۵۴۰) محمد بن مسلم سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا ہم لوگ مردوں کی زیارت کریں؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کہ جب ہم لوگ انکے پاس جاتے ہیں تو کیا انہیں علم ہوجاتا ہے؟ فرمایا ہاں خدا کی قسم ان لوگوں کو تمہارے جانے کا علم ہوجاتا ہے اور وہ تم لوگوں سے انس

محسوس کرتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا جب ہم لوگ وہاں جائیں تو کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا یہ کہو اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جُنُوْبِھِمْ وَ صَاعِدْ اِلَیْکَ اَرْوَاحَھُمْ وَ لَقِّھِمْ مِنْکَ رِضْوَانًا وَ اَسْکِنْ اِلَیْھِمْ مِنْ رَحْمَتِکَ مَا تَصِلُ بِہٖ وَحْدَتَھُمْ وَ تُؤْنِسُ بِہٖ وَحْشَتَھُمْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (اے اللہ تو ان لوگوں کے پہلوؤں سے زمین کشادہ کردے اور ان کی روحوں کی اپنی طرف بلند کرلے اور ان لوگوں سے اپنی رضا کو متصل کردے اور انکے پاس اپنی رحمت کو ساکن کر جو انکی تنہائیوں میں انکی دل جوئی کرے اور انکی وحشتوں میں انکی مونس بن جائے بیشک تو ہر شے پر قادر ہے)۔

(۵۴۱) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا جو مرد مومن کسی مرد مومن کی قبر کی زیارت کو جائے اور وہاں سورہ "انا انزلناہ فی لیلۃ القدر" سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسکو بخش دیگا اور صاحب قبر کو بھی بخش دیگا۔

(۵۴۲) اور اسحاق بن عمار نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مومن (مرحوم) اپنے اہل وعیال کو دیکھنے آتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا کتنے دن میں؟ آپ نے فرمایا یہ اسکے فضائل پر منحصر ہے کوئی ان میں سے روزانہ دیکھنے آتا ہے کوئی ہر دو دن میں کوئی ہر تیسرے دن میں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ کے سلسلہ کلام سے یہ سمجھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ کم از کم ہر جمعہ کو۔ راوی نے پوچھا کہ کس وقت؟ آپ نے فرمایا زوال آفتاب کے وقت یا اس سے ذرا پہلے۔ اور اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ ایک ملک کو بھیج دیتا ہے جو اسکو وہی چیز دکھاتا ہے جسے دیکھکر وہ خوش ہو اور وہ چیز چھپا دیتا ہے جسے دیکھکر اسے رنج ہو تو وہ سب کو مسرور ہوکر دیکھتا ہے اور اپنی آنکھوں کو خنک کرکے واپس ہوتا ہے۔

(۵۴۳) اور حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کافر اپنے اہل وعیال کو دیکھنے کیلئے آتا ہے تو وہی دیکھ پاتا ہے جو اسکو ناپسند ہو اور اس سے وہ چھپا رہتا ہے جو اسے پسند آئے۔

(۵۴۴) اور صفوان بن یحییٰ نے حضرت ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے کسی سے معلوم ہوا ہے کہ مومن کی قبر کے پاس جب کوئی زیارت کرنے والا آتا ہے تو وہ اس سے مانوس ہوجاتا ہے اور جب وہ واپس ہوتا ہے تو اسکو وحشت ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا اسکو وحشت نہیں ہوتی۔

(۵۴۵) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میت کیلئے جس دن سے وہ مرا ہے تین دن تک ماتم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(۵۴۶) اور حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی موت پر صف ماتم کے اہتمام کیلئے آٹھ سو (۸۰۰) درہم کی وصیت فرمائی اور آنجنابؑ کی نظر میں یہ سنت تھی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب کی آل کیلئے تم لوگ طعام تیار کرو اور لوگوں نے طعام تیار کرکے بھیجا۔

(۵۴۷) نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے یہ بھی وصیت کی دس (۱۰) سال تک حج کے موقع پر صف ماتم کا انعقاد کیا جائے۔

(۵۴۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل مصیبت کے وہاں کھانا اہل جاہلیت کا دستور ہے۔
اور سنت یہ ہے کہ انکے وہاں طعام بھیجا جائے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت جعفر بن ابی طالب کی خبر شہادت آئی تو آپ نے حکم دیا کہ آل جعفر بن ابی طالب کے وہاں طعام بھیجا جائے۔

(۵۴۹) نیز آپ نے بیان فرمایا کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ تم اسماء بنت عمیس اور انکی عورتوں کے پاس تعزیت کے لئے جاؤ اور انکے لئے تین دن تک کھانا تیار کرکے بھیجو چنانچہ یہ سنت جاری ہو گئی۔

(۵۵۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ (کسی کی موت پر) تین دن سے زیادہ سوگ منائے اور زینت ترک کرے سوائے اس عورت کے جسکا شوہر مرگیا ہو تو وہ عدتِ وفات پورا ہونے تک سوگ منائے گی اور ترک زینت کرے گی۔

(۵۵۱) اور ایک مرتبہ آنجنابؑ سے نوحہ کرنے والیوں کی اجرت کیلئے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی نوحہ کیا گیا ہے۔

(۵۵۲) اور روایت کی گئی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ نوحہ خوانی کے پیشہ سے کمانے میں کوئی حرج نہیں اگر نوحہ کرنے میں میت کیلئے سچائی سے کام لے اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نوحہ خوانی کرنے میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارنا اسکے لئے حلال ہے۔

(۵۵۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنگ احد سے مدینہ واپس آئے تو آپ نے ہر گھر سے جسکے گھر والوں میں سے کوئی قتل ہوا تھا آہ و بکا کی آوازیں سنیں مگر آپ کے چچا حمزہ کے گھر سے کوئی آہ و بکا کی آواز نہیں سنی تو آپ نے فرمایا "افسوس میرے چچا حمزہ پر رونے اور آہ و بکا کرنے والا کوئی نہیں ہے"۔ تو اہل مدینہ نے یہ عہد کرلیا کہ جب بھی وہ اپنے مرنے والوں پر روئیں گے تو پہلے حضرت حمزہ پر آہ و بکا کریں گے اور وہ لوگ آج تک اس عہد پر قائم ہیں۔

(۵۵۴) اور عمر بن یزید کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا میت کی طرف سے نماز پڑھی جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ تاکہ اگر وہ ضیق اور تنگی میں ہے تو اللہ تعالیٰ وسعت پیدا کرے وہ میت بلائی جائے گی۔ اور اس سے کہا جائیگا کہ تمہارے فلاں بھائی نے جو تمہاری طرف سے نماز پڑھی ہے اسکی بناء پر تیری اس تنگی میں تخفیف کر دی گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا کہ کیا دو (۲) رکعتوں میں دو (۲) آدمیوں کو شامل کرلوں؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسطرح کسی زندہ شخص کو کوئی ہدیہ دیا جائے اور وہ خوش ہوتا ہے اسی طرح مرنے والے کیلئے جب رحمت کی دعا کی جاتی ہے اور اس کیلئے طلب مغفرت کی جاتی ہے تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔

اور یہ جائز ہے کہ کوئی شخص اپنے حج اور اپنے عمرے یا اپنی بعض نمازیں یا اپنے بعض طواف کو اپنے بعض عزیزوں کیلئے جو مرچکے ہیں قرار دیدے اور وہ اس سے فائدہ اٹھائے تاکہ اگر کسی پر عتاب ہے تو اسکو معاف کردیا جائے ۔ اور اگر وہ ضیق اور تنگی میں ہے تو اسے وسعت اور کشادگی دیدی جائے اور میت کو اسکا علم ہوجاتا ہے اور اگر کوئی شخص یہ اعمال کسی ناصبی کی طرف سے بھی کرے تو اسکے عذاب میں تخفیف ممکن ہے نیز داد و دہش اور صلہ رحم اور حج تو انسان زندہ اور مردہ دونوں کیلئے قرار دے سکتا ہے مگر نماز زندہ کی طرف سے پڑھنا جائز نہیں ہے ۔

(۵۵۵) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ چھ چیزوں کا فائدہ مومن کو اسکی وفات کے بعد بھی ملتا ہے ۔ وہ فرزند جو اسکے لئے استغفار کرتا ہے ، وہ مصحف جسے وہ چھوڑ کر مرا ہے ، وہ درخت جو اس نے لگایا ہے ، وہ کار خیر جو اس سے جاری ہوا ہے ، وہ کنواں جو اس نے کھودا ہے ، وہ سنت جو اسکے بعد بھی اختیار کی جاتی ہے ۔

(۵۵۶) اور فرمایا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر کسی میت کی طرف سے عمل صالح کرے گا تو اسکو دوگنا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے میت کو بھی نفع پہنچائے گا ۔

(۵۵۷) نیز آپ نے فرمایا کہ نماز ، روزہ ، حج ، صدقہ ، نیکی اور دعا جو کچھ میت کیلئے کیا جاتا ہے وہ سب میت کی قبر میں پہنچتا ہے ۔ اور اسکا ثواب جس نے یہ کیا ہے اس کیلئے اور میت کیلئے لکھا جاتا ہے ۔

(۵۵۸) اور جب ذر بن ابی ذر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو حضرت ابو ذر انکی قبر پر آئے اور انکی قبر پر اپنے ہاتھوں کو رکھا اور کہا اے ذر تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے تم خدا کی قسم ہمارے لئے بہت اچھے تھے اب تمہاری روح قبض کرلی گئی مگر میں تم سے راضی اور خوش ہوں ۔ خدا کی قسم مجھے تمہاری موت کا کوئی حزن و ملال نہیں ہے اور مجھے سوائے خدا کے اور کسی کی ضرورت نہیں ۔ اور اگر مجھے مرنے کے بعد کی ہولناکیوں کا خیال نہ ہوتا تو مجھے خوشی ہوتی اگر تمہاری جگہ میں ہوتا ۔ اور مجھے تمہاری جدائی کے غم کے بدلے اب تمہارا غم ہے (کہ تم کس حال میں ہوگے) اور میں تمہاری جدائی پر نہیں رویا بلکہ اس پر رویا کہ تمہارے سامنے کیا ہولناکیاں ہونگی ۔ کاش میں نے جو کچھ کہا اور تمہارے لئے جو کچھ کیا گیا اسکے متعلق مجھے علم ہوتا ۔ پروردگار تو نے میرا جو کچھ حق اس پر فرض کیا تھا میں نے اسے اسکو بخش دیا اب تیرا حق بھی جو کچھ اس پر فرض تھا تو اسے بھی بخش دے اس لئے کہ تو مجھ سے بھی زیادہ جود و کرم کا حق رکھتا ہے ۔

باب النوادر (متفرقات)

(۵۵۹) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرد فقیہ سے زیادہ اور کسی کی موت ابلیس کو پسند نہیں۔

(۵۶۰) نیز آپ سے قول خدا "أو لم یروا انا ناتی الارض ننقصها من أطرافها" (کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اسکے تمام اطراف سے گھٹاتے چلے آئے ہیں) (سورہ رعد آیت نمبر ۴۱) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد علماء کا مفقود ہونا ہے۔

(۵۶۱) نیز آپ سے قول خدا "أو لم نعمرکم مایتذکر فیه من تذکر" (کیا ہم نے اتنی عمریں نہ دی تھیں کہ جو نصیحت لینا چاہتا تھا وہ نصیحت حاصل کرلیتا) (سورۃ فاطر آیت نمبر ۳۷) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اٹھارہ (۱۸) سال والوں کے لئے سرزنش ہے۔

(۵۶۲) نیز آپ سے قول خدا "و ان من قریة الانحن مهلکو ها قبل یوم القیامة أو معذبو ها" (اور کوئی بھی بستی ہو اسکو قیامت سے پہلے تباہ وہلاک کرکے چھوڑ دیں گے یا اس پر عذاب نازل کریں گے) (سورۃ الاسراء آیت نمبر ۵۸) کے متعلق دریافت کیا گیا کہ تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد موت سے فنا ہونا ہے۔

(۵۶۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کو مناسب نہیں کہ (ہماری مصیبت میں) ہم لوگوں کو تعزیت ادا کرو مگر ہم لوگوں کیلئے یہ مناسب ہے کہ تمہاری مصیبت میں ہم تم لوگوں کو تعزیت ادا کریں تم لوگوں کیلئے مناسب ہے کہ ہم لوگوں کے خوشی کے موقع پر ہم لوگوں کو تہنیت ادا کرو اسلئے کہ تم لوگ ہماری مصیبت میں ہمارے شریک ہو (اور شرکائے مصیبت ایک دوسرے کو تعزیت ادا نہیں کرتے)۔

(۵۶۴) حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ہے جو اپنے فرزند سے یا اپنی دختر سے کہتا ہے کہ میرے باپ اور میری ماں تجھ پر قربان یا میرے والدین تجھ پر قربان آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر والدین زندہ ہیں تو میری نظر میں یہ کہہ کر وہ عاق ہوجائے گا۔ اور اگر والدین زندہ نہیں ہیں تو اس کے کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵۶۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صبر دو قسم کے ہیں ایک صبر ہوتا ہے مصیبت کے وقت یہ صبر اچھا اور جمیل ہے اور اس صبر سے افضل وہ صبر ہے جب اللہ تعالیٰ نے ایک چیز تجھ پر حرام کردی ہے تو اس سے رک جا اور اس پر صبر کر۔

(۵۶۶) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر تین نوازشیں کی ہیں ایک یہ کہ روح نکلنے کے بعد اس میں بدبو پیدا کردیتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو کوئی دوست اپنے دوست کو دفن نہ کرے۔ دوسرے مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ

صبر دیدیتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو نسل منقطع ہو جائے۔ تیسرے اللہ تعالیٰ دانوں میں گھن اور کیڑے پیدا کر دیتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو تمام سلاطین جسطرح سونے چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اسی طرح اسکا بھی ذخیرہ کر لیتے۔

(۵۶۷) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اہلبیت مصیبت نازل ہونے سے پہلے بے چین ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہو جاتا ہے تو پھر قضائے الہی پر راضی رہتے ہیں اور اسکے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر لیتے ہیں۔ ہم لوگ یہ نہیں کرتے کہ جس بات کو اللہ نے پسند کیا ہے ہم لوگ اسکو ناپسند کریں۔

(۵۶۸) نیز آپ نے فرمایا کہ جو شخص مصیبت آنے پر اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ سکتا تو اس کو چاہیئے آنسو بہالے اس سے اسکو سکون مل جائیگا۔

(۵۶۹) ایک مرتبہ ابن ابی لیلی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سب سے زیادہ شیریں کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا جوان فرزند۔ پھر پوچھا اور اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سب سے تلخ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اسکا مفقود ہو جانا۔ تو ابن ابی لیلی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی لوگ اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

(۵۷۰) نیز آپ نے فرمایا جو شخص کسی یتیم کے سر پر اپنے ہاتھ شفقت سے پھیرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یتیم کے ہر بال پر جس سے اسکا ہاتھ مس ہوا ہے اسے ایک نور عطا کرے گا۔

(۵۷۱) اور روایت کی گئی ہے کہ ہر بال کے عوض جس پر اسکا ہاتھ مس ہوا ہے اللہ تعالیٰ اسکے نام ایک حسنہ (نیکی) لکھ دیگا۔

(۵۷۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص قسی القلب نہیں رہنا چاہتا تو اسکو چاہیئے کہ وہ کسی یتیم کو قریب بلائے اسکے ساتھ ملاطفت کرے اسکے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرے تو اللہ کے حکم سے اسکا دل نرم ہو جائیگا اسلئے کہ یتیم کا بھی ایک حق ہوتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اسکو اپنے دسترخوان پر بٹھائے اسکے سر پر شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرے اسکا دل نرم ہو جائیگا۔

(۵۷۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی یتیم روتا ہے تو اسکے رونے سے عرش ہلنے لگتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ کون ہے جس نے میرے اس بندے کو رُلایا ہے جس سے میں نے اسکے ماں باپ کو بچپن میں چھین لیا ہے مجھے اپنے عزت وجلال علو مکان کی قسم جو شخص اس یتیم کو چپ کرائے گا میں اسکے لئے جنت واجب کر دونگا۔

(۵۷۴) جس شخص کی اولاد مر گئی ہے بحکم خدا اسکی وہی اولاد اسکو جہنم سے بچائے گی۔

(۵۷۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے چھ چیزوں کو ناپسند کیا ہے اور میں

اپنی اولاد میں سے جو اوصیاء ہیں اور میرے بعد جو ان اوصیاء کی اتباع کرنے والے انکے لئے ان چیزوں کو ناپسند کرتا ہوں۔ حالت نماز میں فعل عبث کرنا، حالت صوم میں فحش گوئی، صدقہ دینے کے بعد احسان جتانا، جنب کی حالت میں مسجد کے اندر آنا، لوگوں کے گھروں میں جھانکنا اور قبرستان میں ہنسنا۔

(۵۷۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب کبھی بھی قبر کی مٹی کے علاوہ کوئی دوسری مٹی قبر پر ڈالی جائیگی تو وہ میت پر گراں ہوگی۔

(۵۷۷) روایت کی گئی ہے کہ سندی بن شاہک نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک مرتبہ کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں خود اپنے پاس سے آپ کو کفن دوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اہلبیت فریضہ حج اپنی عورتوں کا مہر اور اپنے کفن (کی قیمت کی ادائیگی) اپنے پاک وطاہر مال سے کرتے ہیں۔

(۵۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہمارے دشمن طاعون سے مرتے ہیں اور اے گروہ شیعہ تم لوگ پیٹ کے مرض سے مرتے ہو یہی تم لوگوں کی علامت ہے۔

(۵۷۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی قبر کی تجدید کی یا کوئی بدعت قائم کی تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا ہمارے مشائخ نے اس حدیث کے معنی میں اختلاف کیا ہے۔ محمد بن حسن صفار رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں لفظ جدد "ج" ہی سے ہے اسکے علاوہ کوئی دوسرا لفظ نہیں ہے۔ اور ہمارے شیخ محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے حکایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ کچھ دن گزرنے کے بعد قبر کی تجدید اور اسکا لیپنا پوتنا جائز نہیں پہلی مرتبہ لیپنے پوتنے کے بعد۔ لیکن اگر مرنے والا مرجائے اور اسکی قبر کی لیپا پوتی کردی جائے تو یہ جائز ہے کہ تمام قبروں کی مرمت کی جائے بغیر اسکے کہ اسکی تجدید کی جائے۔

اور سعد بن عبداللہ رحمہ اللہ کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ یہ من حدد قبراً ہے اسکو (جیم نہیں) حاء سے پڑھا جائے اسکا مطلب یہ ہے کہ جو شخص قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح قبہ دار بنائے۔

اور احمد بن ابی عبداللہ برقی کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ لفظ (جدد یا حدد نہیں بلکہ) جدث ہے اور جدث کے معنی قبر کے ہیں مگر میں نہیں سمجھ سکا کہ انہوں نے اس سے کیا مفہوم لیا ہے اور جس طرف میرا خیال گیا ہے وہ یہ ہے کہ لفظ جدد "ج" ہی سے ہے۔ اور اسکے معنی کسی قبر کو کھودنے کے ہیں یعنے کہ جو قبر کو کھودے گا اسکو جدید بنانے ہی کیلئے کھودے گا اور گڑھا کرکے نئی قبر بنائے گا۔ اور میں کہتا ہوں: تجدید جسکی طرف محمد بن حسن صفار کا خیال گیا اور تحدید "حاء" بغیر نقطہ کے جسکی طرف سعد بن عبداللہ کا خیال گیا ہے اور جو برقی نے کہا کہ یہ لفظ جدث ہے یہ تمام کے تمام مفہوم حدیث میں داخل ہیں اور جو شخص امام کی مخالفت کرے (قبر کی) تجدید کرے یا اسکو کوہان شتر کی طرح قبہ دار بنائے یا اسکو از سر نو کھود کر بنائے اور اس میں سے کسی شے کو حلال سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اور امامؑ کے قول (کا دوسرا ٹکڑا) " من مثل مثالاً " اسکے متعلق میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے امامؑ کی مراد یہ ہے جو شخص کوئی بدعت ایجاد کرے اور لوگوں کو اسکی طرف دعوت دے یا کوئی دین ایجاد کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور میرا اس سلسلہ میں یہ کہنا ہمارے آئمہ طاہرین علیہم السلام کا کہنا ہے اگر میں نے درست کہا ہے تو اللہ کی طرف سے یہ ان لوگوں کی زبان پر جاری ہوا اگر میں نے غلط کہا ہے تو یہ خطا تو میری اپنی ذات سے ہوئی ہے۔

(۵۸۰) اور عمّار ساباطی سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے میت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کیا میت کا جسد بوسیدہ ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہاں تک کہ اس طینت کے سوا جس سے وہ پیدا ہوا ہے نہ کوئی گوشت باقی رہتا ہے اور نہ ہڈی باقی رہتی ہے مگر وہ طینت گول شکل میں قبر کے اندر باقی رہتی ہے تاکہ جسطرح وہ پہلے پیدا کیا گیا تھا اسی طرح اب بھی پیدا کیا جائے۔

(۵۸۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کی ہڈیوں کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔ اور ہم لوگوں کے گوشت کا کھانا کیڑوں پر حرام کر دیا ہے وہ اس میں سے ذرا بھی نہیں کھاسکتے۔

(۵۸۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری حیات تم لوگوں کیلئے بہتر ہے اور میری ممات بھی تم لوگوں کیلئے بہتر ہے۔ تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا میری حیات کے متعلق اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم (اے رسول جب تک تم ان کے درمیان موجود ہو خدا ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا) (سورہ انفال آیت نمبر ۳۳) اور تم لوگوں سے میری مفارقت کے بعد تو تم لوگوں کے اعمال میرے سامنے ہر روز پیش کئے جائینگے اگر اچھے ہوئے تو میں ان میں اللہ سے زیادتی کیلئے دعا کرونگا اور برے اعمال ہوئے تو میں اللہ سے انکی مغفرت کی دعا کرونگا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ مگر آپ تو بوسیدہ ہو جائینگے یعنی گل سڑ جائیں گے آپ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے گوشت کو زمین پر حرام کر دیا ہے (کہ وہ اس میں سے ذرا بھی کھائے)۔

(۵۸۳) اور روایت کی گئی ہے کہ بندوں کے اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ " وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ و المومنون " (اے رسول تم کہہ دو کہ تم لوگ اپنے اپنے کام کئے جاؤ خدا اور اسکا رسول اور مومنین تمہارے کاموں کو دیکھیں گے) (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۵)

(۵۸۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مصلوب (تختہ دار پر چڑھے ہوئے) کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کیا اسے بھی عذاب قبر ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جو زمین کا رب ہے وہی تو ہوا کا بھی رب ہے اللہ تعالیٰ ہوا کو وحی کرے گا اور وہ قبر سے بھی زیادہ اسکو فشار دیگی۔

(۵۸۵) عمّار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تم میت کے سر

اور اسکی داڑھی کو خطمی سے دھوؤ تو کوئی حرج نہیں ہے یہ آپ نے ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا جسکے اندر آپ نے غسل میت کا طریقہ بتایا ہے۔

(۵۸۶) حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غسل میت غسل جنابت کے مانند ہے اگر بال بہت زیادہ ہیں تو ان پر تین مرتبہ پانی ڈالا جائے گا۔

(۵۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر میت کو دونوں قدموں کے درمیان رکھا جائے اور اسکے اوپر کھڑے ہوکر اسکو غسل دیا جائے تاکہ دائیں اور بائیں کروٹ دینے میں پاؤں سے روکا جاسکے کہ کہیں میت منہ کے بل نہ گر پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵۸۸) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار میں سے کسی شخص کے جنازے کے ساتھ پاپیادہ چل رہے تھے تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ آپ سواری پر کیوں نہیں بیٹھ لیتے آپ نے فرمایا مجھے پسند نہیں کہ میں سواری پر چل رہا ہوں اور فرشتے پاپیادہ چل رہے ہوں۔

(۵۸۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی جس حدیث کے اندر غسل میت کا طریقہ بتایا ہے اسکے آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میت کے کان میں ہرگز کوئی چیز نہ بھرو اور اگر اسکی ناک سے کچھ بہنے کا خطرہ ہے تو اس پر روئی رکھ دو اور اگر خطرہ نہ ہو تو اس پر بھی کوئی چیز نہ رکھو۔

(۵۹۰) اور آپ نے ایک دوسری طویل حدیث میں غسل میت کا طریقہ بتاتے ہوئے کہا کہ اسکے ناخنوں کو نہ کریدو (خلال نہ کرو)۔

(۵۹۱) نیز آپ نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کے یہاں کوئی مرجائے تو اسکو قبلہ رُو کردو اور اسی طرح جب غسل دو تو غسل کے پانی کے جانے کیلئے قبلہ کی طرف گڑھا کھود دو۔

(۵۹۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روح قبض کرلی جاتی ہے تو وہ اپنے جسد کے اوپر سایہ فگن اور منڈلاتی رہتی ہے۔ مومن اور غیر مومن دونوں کی روح ہر بات کو دیکھتی رہتی ہے کہ اسکے ساتھ کیا ہورہا ہے اور جب اسکو کفن پہنا کر تابوت میں رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ اسکو اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو وہ پلٹ کر اپنے جسد میں آجاتی اور اسکی نگاہ کی قوت بڑھادی جاتی ہے تو وہ جنت یا جہنم میں اپنی جگہ کو دیکھتی ہے اگر وہ جنتی ہے تو باآواز بلند کہتی ہے کہ مجھے جلدی پہنچاؤ مجھے جلدی پہنچاؤ۔ اور اگر جہنمی ہے تو چیخ کر کہتی ہے کہ مجھے واپس لے چلو مجھے واپس لے چلو۔ اور جو کچھ اسکے ساتھ کیا جاتا ہے اسکو جانتی ہے اور لوگوں کی باتیں سنتی ہے۔

(۵۹۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ارواح جنت کے ایک درخت پر اجساد کی شکل میں رہتی ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے سے سوال و جواب کرتی ہیں اور ایک دوسرے سے متعارف ہوتی ہیں اور جب (دنیا سے نکل کر) کوئی

روح ان روحوں کے پاس پہنچتی ہے تو کہتی ہیں اسے ذرا چھوڑ دو دم لینے دو بیچارہ ہول عظیم سے چھوٹ کر آیا ہے اس کے بعد اس سے پوچھتی ہیں کہ فلاں کا کیا ہوا فلاں کا کیا ہوا۔ اگر اس نے کہا کہ ابھی وہ زندہ ہے تو اسکی آمد کا انتظار کرتی ہیں اور اگر اس نے کہا کہ وہ مرگیا تو کہتی ہیں کہ پھر وہ جہنم میں گرا وہ جہنم میں گرا (یعنی یہاں تو نہیں آیا)۔

(۵۹۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی فرمائی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں نکالو تب وعدہ ہے کہ چاند طلوع ہوگا اور چاند ایک عرصے سے ان لوگوں کے پاس طلوع نہیں ہوتا تھا تو حضرت موسیٰ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس جگہ کو کون جانتا ہے؟ تو ان سے کہا گیا کہ یہاں ایک بڑھیا رہتی ہے وہ اسے جانتی ہے مگر بالکل کمزور ہو چکی ہے اور اندھی ہو گئی ہے۔ آپ نے اسے بلا بھیجا اور وہ آئی تو اس سے پوچھا کیا حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر جانتی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں آپ نے کہا پھر مجھے بتادو کونسی جگہ ہے اس نے کہا میں آپ کو اس وقت تک نہ بتاؤنگی جب تک آپ مجھے چند چیزیں نہ دیدیں۔ میرے پاؤں کو کھول دیں، میری آنکھوں کی بصارت واپس کر دیں اور میری جوانی پلٹا دیں۔ حضرت موسیٰ کو یہ کام بڑا مشکل نظر آیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ یہ تم مجھ پر چھوڑ دو تم اسے دیدو حضرت موسیٰ نے اسکو وہ سب کچھ دیدیا جو اس نے مانگا تھا۔ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قبر کی نشاندہی کی تو حضرت موسیٰ نے اسکو دریائے نیل کے ایک کنارے سے ایک سنگ مرمر کے صندوق سے نکالا۔ اور جب اسے نکال لیا تو چاند طلوع ہوا اور آپ اسکو لیکر شام گئے اور اسی بناء پر اہل کتاب اپنی میتوں کو شام لے جاتے ہیں۔ اور یہی وہ یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کے علاوہ کسی اور (یوسف) کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(۵۹۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان جس دن پیدا ہوتا ہے پیار میں سب سے بڑا ہوتا ہے اور انسان جس دن مرتا ہے پیار میں سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔

(۵۹۶) نیز آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی یقینی چیز کہ جس میں کوئی شک نہیں اور شک سے اتنی زیادہ مشابہہ کہ جس میں کسی یقین کا شائبہ نہ ہو موت کے سوا کسی اور چیز کو پیدا نہیں کیا۔

(۵۹۷) نیز آپ نے فرمایا کہ اسلام میں سب سے پہلے جس کی میت کیلئے تابوت بنایا گیا وہ حضرت فاطمہ بنت محمدؐ صلوات اللہ علیہا ہیں۔

ابواب صلوۃ اور اسکے حدود

(۵۹۸) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز کے چار ہزار ابواب ہیں۔

(۵۹۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز کے چار ہزار حدود ہیں۔

(۶۰۰) زرارہ بن اعین کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ عرض کیا یہ ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے نمازیں کتنی فرض کی ہیں؟ آپ نے فرمایا رات و دن دونوں میں پانچ نمازیں ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی نشاندہی کی ہے اور اپنی کتاب میں اسکو بیان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ " اقم الصلاۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل " (اے رسول سورج ڈھلنے سے لیکر رات کے اندھیرے تک نماز (ظہر و عصر و مغرب وعشاء) پڑھا کر (سورہ الاسرا آیت نمبر ۷۸) دلوک ہی آفتاب کا زوال ہے تو زوال آفتاب سے رات کے اندھیرے تک چار نمازیں ہیں جسکی اللہ تعالیٰ نے نشاندہی کی ہے اور انکے اوقات کو بیان کر دیا۔ اور غسق اللیل کے معنی آدھی رات کے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھودا (اور نماز فجر بھی کیونکہ صبح کی نماز پر (دن رات دونوں کے فرشتوں کی) گواہی ہوتی ہے) (سورہ الاسرا آیت نمبر ۷۸) تو یہ پانچویں نماز ہے) نیز اسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا؟ اقم الصلاۃ طرفی النھار (اور اے رسول دن کے دونوں کنارے نماز پڑھا کرو) (سورہ ہود آیت نمبر ۱۱۴) تو دن کے کنارے مغرب اور صبح ہیں اور وزلفاً من اللیل اور کچھ رات گئے (نماز پڑھا کرو) (سورہ ہود آیت نمبر ۱۱۴) یہ نماز عشاء ہے پھر فرمایا حافظوا علی الصلوات و الصلوۃ الوسطی (اور تم لوگ تمام نمازوں کی اور خصوصاً بیچ والی نماز کی پابندی کرو) (سورہ بقرہ ۲۳۸) اور یہ ظہر کی نماز ہے اور یہی وہ پہلی نماز ہے جسے رسول اللہ نے پڑھا اور یہ دن کی دو نماز یعنی نماز صبح اور نماز عصر کے درمیان کی ہے۔ نیز فرمایا کہ بعض قرائت میں اسطرح ہے کہ حافظوا علی الصلوات و الصلوۃ الوسطی (و) صلوۃ العصر " وقوموا للہ قانتین " اور خاص خدا کیلئے نماز میں قنوت پڑھنے والے ہوکر کھڑے ہو یعنی صلوۃ وسطیٰ میں۔

نیز کہا گیا ہے کہ یہ آیت بروز جمعہ نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے تو آپ نے اس میں قنوت پڑھا اور پھر اسکو سفر و حضر دونوں میں رکھ دیا اور جو (اپنے گھر پر) مقیم ہے اس کیلئے دو (۲) رکعتوں کا اور اضافہ کر دیا۔ اور یہ دو (۲) رکعتیں کہ جس کا اضافہ آپ نے فرمایا یہ یوم جمعہ مقیم کیلئے رکھ دیا ان دو خطبوں کے بدلے جو امام کے ساتھ نماز پڑھنے میں وہ سنتا ہے پس جو شخص بروز جمعہ بغیر جماعت کے نماز پڑھے تو چار رکعت پڑھے جسطرح عام دنوں میں ظہر کی چار رکعت پڑھتا ہے۔

(۶۰۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے قول خدا ان الصلاۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً (بیشک نماز اہل ایمان پر وقت معین کرکے فرض کی گئی ہے) (سورہ النساء آیت نمبر ۱۰۳) کے متعلق فرمایا موقوت سے مراد مفروض ہے (یعنی

فرض کی ہوئی)

(۶۰۲) نیز ان جنابؑ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو آپ کے پروردگار نے آپ کو پچاس نمازوں کا حکم دیا تو آپ فرداً فرداً انبیاء کی طرف سے ہو کر گزرے مگر کسی نے ان سے کچھ نہ پوچھا مگر جب حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ سے پوچھا رب نے آپ کو کس چیز کا حکم دیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا پچاس (۵۰) نمازوں کا۔ انہوں نے کہا آپ اپنے رب سے کہیں کہ اس میں تخفیف کرے اس لئے کہ آپ کی امت اسکی طاقت نہیں رکھتی چنانچہ آنحضرتؐ نے اپنے رب سے التجا کی اور اس میں سے دس نمازیں کم ہو گئیں اور آپ پھر ایک ایک نبی کی طرف سے ہو کر گزرے مگر کسی نے کچھ نہ پوچھا جب آپ حضرت موسیٰؑ کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کو کیا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا چالیس (۴۰) نمازوں کا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا (یہ بہت ہے) آپ اپنے رب سے اس میں تخفیف کیلئے کہیں آپ کی امت اسکی بھی طاقت نہیں رکھتی چنانچہ آپ نے اپنے رب سے درخواست کی اس میں سے دس کم کر دی گئیں اور آپ پھر ایک ایک نبی کی طرف سے ہو کر گزرے مگر کسی نے کچھ نہ پوچھا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کو کتنی نمازوں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا تیس (۳۰) نمازوں کا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا آپ اپنے رب سے اس میں تخفیف کی التجا کیجئے آپ کی امت تو اسکی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ تو آپ نے اپنے رب سے پھر التجا کی تو اس میں سے دس اور کم ہو گئیں۔ اور پھر آپ ایک ایک نبی کی طرف سے ہو کر گزرے مگر کسی نے کچھ نہ پوچھا جب حضرت موسیٰؑ کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا کہ اب آپ کے رب نے آپ کو کیا حکم دیا؟ فرمایا بیس (۲۰) نمازوں کا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا آپ اپنے رب سے اس میں تخفیف کی التجا کریں آپ کی امت اتنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی چنانچہ آپ نے اپنے رب سے پھر التجا کی تو اس میں سے دس اور کم ہو گئیں پھر آپ ایک ایک نبی کی طرف سے ہو کر گزرے مگر کسی نے کچھ نہ پوچھا جب حضرت موسیٰؑ کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا اب آپ کے رب نے کیا حکم دیا؟ آپ نے کہا دس (۱۰) نمازوں کا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ اپنے رب سے اس میں تخفیف کی التجا کریں آپ کی امت اسکی بھی طاقت نہیں رکھتی اسلئے کہ میں بنی اسرائیل کے پاس وہ لیکر آیا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کیا تھا مگر انہوں نے اسکو اختیار نہیں کیا اور اسکے مقر نہیں ہوئے تو آپ نے اپنے رب سے پھر التجا کی تو اُس نے اِس میں سے پھر گھٹا دیا اور اسکو پانچ (۵) کر دیا اور آپ پھر ایک ایک نبی کے پاس سے ہو کر گزرے مگر کسی نے آپ سے کچھ نہ پوچھا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو پوچھا کہ آپ کے رب نے اب کیا حکم دیا؟ فرمایا کہ پانچ (۵) نمازوں کا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا آپ اپنے رب سے التجا کریں کہ آپ کی امت کیلئے اس میں بھی تخفیف کرے آپ کی امت اتنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب تو مجھے شرم آتی ہے کہ اس میں بھی تخفیف کیلئے اپنے رب کے پاس پلٹ کر جاؤں ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ نمازوں کا حکم لیکر تشریف لائے۔

اور آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ عمران علیہ السلام کو میری امت کی طرف سے جزائے خیر دے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو ہم لوگوں کی طرف سے بھی جزائے خیر دے۔

(۶۰۳) اور زید بن علی بن الحسین علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سید العابدین علیہ السلام سے دریافت کیا اور یہ کہا کہ بابا جان مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ بتائیں کہ جب انکو آسمان کی بلندیوں پر لیجایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے انکو پچاس نمازوں کا حکم دیا تو آپ نے خود اپنی امت کیلئے اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں التجا کی یہاں تک کہ جب حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ واپس جائیں اور اس سے تخفیف کی درخواست کریں اسلئے کہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی ؟ تو آپ نے فرمایا اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب سے کوئی مطالبہ نہیں کرتے تھے اور اس نے جو حکم دیا اس پر اس سے نظر ثانی کی درخواست نہیں کرتے تھے مگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے گزارش کی اور وہ آپ کی امت کیلئے آپ سے سفارشی بنے تو آپ کیلئے یہ مناسب نہ تھا اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کی سفارش کو رد فرماتے اس لئے آپ نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا اور تخفیف کی درخواست کی یہاں تک کہ نماز کی تعداد اللہ تعالیٰ نے گھٹا کر پانچ کر دی۔

زید بن علی کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا بابا جان حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو آنحضرت سے ان پانچ نمازوں کی تعداد میں تخفیف کیلئے تھا پھر آپ نے اللہ کی طرف کیوں نہیں رجوع کیا اور اس میں تخفیف کی درخواست کیوں نہیں کی؟ آپ نے فرمایا اے فرزند نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ تخفیف کے ساتھ پچاس (۵۰) نمازوں کا ثواب بھی آپ کی امت کو مل جائے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " من جاء بالحسنة فله عشر امثالها "(جو ایک نیکی کریگا اسکو اسکا دس گنا ثواب ملے گا)۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب آنحضرتؐ معراج سے زمین پر تشریف لائے تو جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کیا اے محمدؐ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ پانچ (۵) (نمازیں) پچاس (۵۰) (نمازوں) کے برابر ہیں اور مایبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید (ہمارا قول بدلا نہیں کرتا اور میں بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا) (سورہ ق آیت نمبر ۲۹) (یعنی جو میں نے کہا ہے تو پچاس نمازوں کا ثواب دونگا تو وہ سب ان پانچ نمازوں پر دیدونگا)

زید بن علی کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا بابا جان کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مکان نہیں قرار دیا جاسکتا ؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے بہت بلند ہے۔ میں نے عرض کیا پھر حضرت موسیٰؑ نے آپ سے کہا کہ ارجع الی ربک اپنے رب کے پاس واپس جایئے اسکے کیا معنی ؟ آپ نے فرمایا کہ اسکے وہی معنی ہیں جو حضرت ابراہیم کے اس قول کے معنی ہے " انی ذاهب الی ربی سیهدین " (میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہ عنقریب مجھے رو براہ کر دیگا) سورہ الصافات آیت نمبر ۹۹)

اور حضرت موسیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ " وعجلت الیک رب لترضی " (پروردگار میں نے تیرے پاس آنے

میں اسلئے جلدی کی کہ تو مجھ سے خوش ہوجائے) (سورہ طٰہ آیت نمبر ۸۴) اور جو اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں " ففروا الی اللہ " (تو خدا ہی کی طرف بھاگو) (سورۃ الذاریات نمبر ۵۰) یعنی بیت اللہ کے حج کیلئے جاؤ۔

اے فرزند کعبہ اللہ کا گھر ہے جس نے بیت اللہ کا حج کیا وہ اللہ کے پاس گیا۔ اور مسجدیں بھی اللہ کا گھر ہیں جو ان کی طرف گیا وہ اللہ کی طرف گیا اور مصلیٰ جب تک بندہ اس پر پڑھ رہا ہے وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کیلئے اسکے آسمانوں پر بھی کچھ بقعات ہیں اور جس کو ان بقعات میں سے کسی ایک پر لیجایا گیا وہ اللہ کی طرف گیا اور اسکو معراج ہوئی۔ کیا تم قرآن کی یہ آیت نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " تعرج الملائکۃ و الروح الیہ " (جس کی طرف ملائیکہ اور روح الامین چڑھکر جاتے ہیں) (سورہ المعارج آیت نمبر ۴)

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کے قصہ میں فرمایا ہے " بل رفعہ اللہ الیہ " (بلکہ خدا نے انکو اپنی طرف اٹھا لیا) (سورہ النساء آیت نمبر ۱۵۸) نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " الیہ یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعہ " (اسکی طرف پاک کلمات بلند ہوکر پہنچتے ہیں اور عمل صالح کو وہ خود بلند کرلیتا ہے) (سورہ فاطر آیت نمبر ۱۰)

نیز میں نے مندرجہ بالا حدیث کو اپنی کتاب المعارج میں بھی نقل کیا ہے۔

اور نماز دن اور رات کے اندر اکیاون رکعتیں ہیں ان میں سے سترہ رکعتیں فریضہ ہیں۔ یعنی ظہر کی چار رکعت اور یہ پہلی نماز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرض کیا۔ اور عصر کی چار رکعت اور مغرب کی تین رکعت اور عشاء کی چار رکعت اور صبح کی دو رکعت یہ کل ملکر سترہ (۱۷) رکعتیں ہیں جو فرض ہیں اور اسکے علاوہ سب سنت و نافلہ ہیں جنکے بغیر فرض نمازیں پوری اور مکمل نہیں ہوتیں۔ ظہرین (یعنی ظہر و عصر) کا نافلہ سولہ رکعت ہے اور مغرب کا نافلہ چار رکعت ہے جو نماز مغرب کے بعد دو سلام کے ساتھ ہے اور دو رکعت نماز عشاء کے بعد جسے بیٹھ کر پڑھتے ہیں جسکو ایک رکعت شمار کیا جاتا ہے پس اگر کسی کو کوئی وجہ پیش آجائے کہ شب کا آخر حصہ نہ پاسکے اور صرف نماز وتر پڑھ لے تو گویا اس نے وتر میں شب بسر کی۔ اور اگر رات کا آخری حصہ پاجائے تو نماز شب کے بعد وتر پڑھے۔

(۴۰۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر نماز وتر پڑھے شب بسر نہیں کرے گا۔ اور نماز شب آٹھ رکعت ہے اور نماز شفع دو رکعت اور وتر کی ایک رکعت اور نافلہ صبح دو رکعت تو یہ کل اکیاون (۵۱) رکعتیں ہیں اور جو شخص آخر شب کو اٹھے اور نماز وتر پڑھے تو اسکی دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد بیٹھ کر شمار نہیں کی جائیں گی اور اس کیلئے پچاس ہی رکعت رہے گی اور پچاس رکعتیں اس لئے کہ رات بارہ ساعتوں پر مشتمل ہے اور دن بارہ ساعتوں پر مشتمل ہے اور طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک ایک ساعت ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہر ساعت کیلئے دو رکعتیں قرار دیدیں۔

(۴۰۵) زرارہ بن اعین کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے جو بندوں پر فرض کیا وہ دس

رکعتیں ہیں جن میں سوروں کی قرات ہوتی ہے ان میں کوئی شک اور کوئی سہو نہ ہونا چاہیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات رکعت اور زیادہ کردیں کہ جس میں سہو ہو سکتا ہے ان میں سوروں کی قرات نہیں ہے۔ پس جو شخص نماز کی دو ابتدائی رکعتوں میں شک کرے تو پھر سے نماز پڑھے تاکہ محفوظ ہوجائے اور ادائیگی کا یقین ہوجائے اور جو آخری دو رکعتوں میں شک کرے تو وہ شک کے مسائل پر عمل کرے۔

(۶۰۶) زرارہ اور فضیل دونوں کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپکی نظر میں قول خدا "ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتا" سے کیا مراد ہے تو آپ نے فرمایا اس سے مراد کتابِ مفروض (فرض کی ہوئی) اس سے مراد وقت مقررہ نہیں کہ اگر اس وقت سے تجاوز ہوگیا اور نماز پڑھی تو وہ نماز ادا نہیں ہوگی۔ اگر ایسا ہو تو پھر حضرت سلمانؑ ہلاک ہوجائیں اسلئے کہ انہوں نے نماز بغیر وقت کے پڑھی اور یہ کہ جب انہیں یاد آیا اس وقت پڑھی۔

(قول مصنف) اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ اہل خلاف کے جاہل لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دن گھوڑوں کے معائنہ میں مصروف تھے کہ اتنے میں آفتاب پردے میں چھپ گیا تو آپ نے حکم دیا کہ وہ گھوڑے پھر سے پیش کئے جائیں جب وہ پیش ہوئے تو انہوں نے انکے پاؤں اور انکی گردنیں کاٹنے کا حکم دیا اور کہا ان ہی نے ہمیں ہمارے پروردگار کے ذکر سے روکا۔

لیکن جیسا یہ لوگ کہتے ہیں ایسا نہیں ہے اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام اس سے کہیں بالاتر ہیں کہ ایسا کام کریں اسلئے کہ ان گھوڑوں کا کوئی قصور نہ تھا کہ انکے پاؤں اور انکی گردنیں کاٹی جائیں۔ ان بیچاروں نے خود تو اپنے کو پیش نہیں کیا تھا کہ انہوں نے انکو اپنے میں مشغول کرلیا۔ وہ تو پیش کئے گئے تھے اور یہ تو بہائم ہیں جو غیر مکلف ہوتے ہیں اور اسی سلسلہ میں صحیح یہ ہے کہ جو

(۶۰۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا حضرت سلیمانؑ بن داؤد علیہ السلام کے سامنے ایک دن شام کے وقت چند گھوڑے پیش کئے گئے اور آپ انکو دیکھنے میں مشغول تھے کہ آفتاب پردے میں چھپ گیا تو آپ نے ملائیکہ سے کہا کہ ہمارے لئے آفتاب کو پلٹا دو تاکہ میں وقت کے اندر نماز پڑھ لوں۔ اور ملائیکہ نے آفتاب پلٹا دیا تو آپ نے اپنی پنڈلیوں اور اپنی گردن پر مسح کیا اور جن لوگوں کی نماز انکے ساتھ فوت ہوئی تھی انہیں بھی حکم دیا کہ تم لوگ بھی مسح کرلو۔ اور اس عہد میں نماز کیلئے ان لوگوں کے واسطے یہی وضو تھا۔ پھر آپ نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے آفتاب غروب ہوگیا اور ستارے طلوع ہوگئے چنانچہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ و وھبنا لداود سلیمان نعم العبد انہ اواب اذعرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد فقال انی اجبت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب ردوھا علی فطفق مسحاً بالسوق و الاعناق (سورہ ص آیت نمبر ۳۰ تا ۳۳) میں نے اسی حدیث کو اپنے اسناد کے ساتھ کتاب الفوائد میں نقل کردیا ہے۔

(۴۰۸) روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے وصی حضرت یوشع بن نون کیلئے بھی آفتاب پلٹایا تھا تاکہ وہ اپنی وہ نماز پڑھ لیں جو وقت کے اندر نہیں پڑھ سکے تھے اور نماز فوت ہو گئی تھی۔

(۴۰۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس امت میں بھی وہی کچھ ہوگا جو بنی اسرائیل میں ہو چکا ہے قدم بہ قدم، گوش بہ گوش۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سنة الله التی قد خلت من قبل و لن تجد لسنة الله تبدیلا (جو لوگ گزر گئے ہیں ان کے بارے میں بھی خدا کا یہی دستور تھا اور تم آئندہ بھی خدا کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے (سورۃ فتح آیت نمبر ۲۳) نیز اللہ تعالیٰ کا یہ بھی اشارہ ہے کہ و لا تجد لسنتنا تحویلا (اور جو دستور ہم نے قرار دے لیا ہے اس میں تم کوئی تغیر و بدل نہ پاؤ گے۔)(سورۃ الاسرا آیت نمبر ۷۷)

چنانچہ اس امت کے اندر اللہ تعالیٰ کا دستور رد شمس کا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کیلئے جاری رہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے دو مرتبہ آفتاب کو پلٹایا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں اور دوسری مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد خود امیرالمومنین علیہ السلام کے عہد خلافت میں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کے سلسلہ میں۔

(۴۱۰) اسماء بنت عمیس سے روایت ہے انکا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو رہے تھے اور آپ کا سر مبارک حضرت علیؑ کی آغوش میں تھا کہ عصر کا وقت ختم ہو گیا اور آفتاب غروب ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی پروردگار یہ علیؑ تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے تو انکے لئے آفتاب کو پلٹا دے۔ اسماء کا بیان ہے کہ پس خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد طلوع ہو گیا اور ایسا کہ کوئی زمین اور کوئی پہاڑ ایسا نہ باقی رہا کہ شعاعیں ان پر نہ پڑ رہی ہوں یہاں تک کہ علی علیہ السلام اٹھے وضو کیا اور نماز پڑھی اسکے بعد آفتاب غروب ہو گیا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تو

(۴۱۱) جویریہ بن مسہر سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ ہم لوگ خوارج سے قتال کے بعد حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ واپس آرہے تھے اور سرزمین بابل سے گزر رہے تھے کہ نماز عصر کا وقت آگیا۔ امیرالمومنین سواری سے اتر پڑے اور آپ کے ساتھ سب لوگ اترے تو حضرت علی علیہ السلام نے کہا اے لوگو! یہ سرزمین ملعونہ ہے اور تین مرتبہ اس پر عذاب نازل ہو چکا ہے ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دو مرتبہ عذاب نازل ہو چکا ہے اور تیسری مرتبہ متوقع ہے کہ عذاب نازل ہو یہ مدائن کے علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے (جس میں قوم لوط پر عذاب آیا) اور یہی وہ سرزمین ہے جس میں سب سے پہلے بت پوجے گئے۔ کسی نبی یا کسی وصی نبی کیلئے یہ جائز نہیں کہ اس میں نماز پڑھے لہذا تم

لوگوں میں جس کا جی چاہے وہ یہاں نماز پڑھ لے چنانچہ لوگ راستے کے دونوں طرف مڑے اور نماز پڑھنے لگے اور حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ کے بغلہ (خچر) پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ جویریہ کا بیان ہے کہ مگر میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں امیرالمومنین کے پیچھے جاؤں گا اور آج کی نماز وہ جہاں پڑھیں گے وہیں پڑھوں گا۔ چنانچہ میں آپ کے پیچھے چلا اور ابھی ہم لوگوں نے جسر سوراء بھی پار نہ کیا تھا کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اور میرے دل میں شک آیا تو آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے جویریہ کیا تم شک میں مبتلا ہو گئے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا امیرالمومنینؑ چنانچہ آپ ایک طرف سواری سے اتر پڑے پھر وضو فرمایا اور کھڑے ہو کر کچھ کہا اور ایسا معلوم ہوا کہ جیسے آپ عبرانی میں کچھ کہہ رہے ہیں۔ پھر آپ نے نماز کیلئے اذان دی تو خدا کی قسم میں نے دیکھا دو پہاڑوں کے درمیان سے آفتاب نکل آیا جس میں گھڑ گھڑاہٹ کی آواز تھی اور آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور میں نے بھی انکے ساتھ نماز پڑھی جب ہم دونوں نماز سے فارغ ہوئے تو رات جیسے تھی ویسے ہی پھر واپس آگئی۔ اور آپ نے میری طرف رخ کر کے کہا اے جویریہ بن مسہر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فسبح باسم ربک العظیم تم اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح پڑھو۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کو اسکے اسم عظیم کا واسطہ دیکر اس سے دعا کی اور اس نے آفتاب کو میرے لئے واپس پلٹا دیا۔

اور جویریہ سے یہ بھی روایت ہے اس نے کہا کہ جب میں نے دیکھا تو کہا رب کعبہ کی قسم آپ ہی وصی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(۶۱۲) ایک مرتبہ سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میں آپ پر قربان اللہ تعالیٰ نے بندوں پر جتنے فرائض عائد کئے ہیں وہ ہمیں بتائیں کہ وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ کی شہادت، اور پانچ وقت کی نماز پڑھنا، زکوۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور ماہ صیام کے روزے اور ولایت تو جو شخص یہ سب کچھ بجا لایا اور اس پر مستحکم رہا وہ مقرب ہوا اور ہر انکار کرنے والے سے اس نے اجتناب کیا وہ (سمجھ لے کہ) جنت میں داخل ہو گیا۔

(۶۱۳) اور امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ توسل چاہنے والے جن چیزوں سے توسل چاہتے ہیں ان میں سب سے افضل و بہتر چیز اللہ اور اسکے رسول پر ایمان رکھنا ہے، راہ خدا میں جہاد کرنا ہے، کلمہ اخلاص ہے کہ یہی فطرت کا تقاضا ہے، نماز پڑھنا ہے اسلئے کہ اس کا نام ملت ہے، زکوۃ دینا اسلئے کہ یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے، روزہ ہے اسلئے کہ یہ عذاب الہی سے بچنے کیلئے سپر ہے، حج بیت اللہ ہے اس لئے کہ یہ فقر و تنگدستی سے دور کرنے والا اور گناہوں سے پاک کرنے والا ہے، عزیز و اقارب سے حسن سلوک ہے اسلئے کہ اس سے مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے اور موت کو موخر کر دیتا ہے، پوشیدہ طور پر صدقہ دینا اسلئے کہ یہ گناہوں کو مٹاتا اور اللہ کے غضب کو بجھاتا ہے، لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا ہے اسلئے کہ یہ بری موت کو دفع کرتا ہے اور بلاؤں سے بچاتا ہے، اور آگاہ رہو کہ صدق و سچائی اختیار کرو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ سچے لوگوں کے

ساتھ ہے، جھوٹ سے پرہیز کرو اسلئے کہ اس سے ایمان چلا جاتا ہے، آگاہ ہو کہ سچا انسان نجات اور کرامت کے کنارے پر ہے اور جھوٹا ناکامی وہلاکت کے کنارے پر لٹکا ہوا ہے، آگاہ ہو کہ اچھی بات کہو جس سے تم پہچانے جاؤ اور اس پر عمل کرو تم اسکے اہل بن جاؤ گے اور امانت رکھنے والوں کی امانت کو ادا کرو اور جس نے تم سے بدسلوکی کی ہے تم اسکے ساتھ حسن سلوک کرو جس نے تم کو محروم کیا تم اس پر فضل و بخشش کرو۔

(۶۱۴) معمر بن یحییٰ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ آپ فرمارہے تھے اگر تم پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہو تو پھر تم سے کسی اور نماز کیلئے سوال نہیں کیا جائیگا اور اگر تم ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہو تو تم سے کسی اور روزے کے متعلق نہیں پوچھا جائیگا۔

(۶۱۵) عائذ الاحمسی سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرا ارادہ تھا کہ میں آنجنابؑ سے نماز کے متعلق دریافت کرونگا مگر آپ نے (میرے پوچھنے سے پہلے) خود ہی فرمایا کہ جب تم پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہوئے اللہ سے ملاقات کروگے تو تم سے ان کے علاوہ کسی اور نماز کا سوال نہیں کیا جائیگا۔

(۶۱۶) مسعدہ بن صدقہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا سبب ہے کہ زانی شخص کو کافر نہیں کہا جاتا اور تارک الصلوۃ شخص کو کافر کہا جاتا ہے آخر اسکی کوئی دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ زانی اور اسکے مانند جو لوگ ہیں وہ یہ فعل بد اپنی شہوت سے مغلوب ہو کر کرتے ہیں۔ اور نماز کا ترک کرنے والا نماز کو حقیر اور سبک سمجھتے ہوئے اسکو ترک کرتا ہے۔ اسلئے کہ ہر زانی تم کو ایسا ہی ملے گا کہ جب وہ کسی عورت کے پاس جاتا ہے تو وہ اس میں لذت محسوس کرتا ہے اسی لئے اسکے پاس جاتا ہے۔ اور کوئی تارک الصلوٰۃ اسلئے نماز ترک نہیں کرتا کہ اسکے ترک کرنے سے اسکو لذت حاصل ہوتی اور جب لذت نہیں ملتی تو وہ صرف اسکو سبک اور حقیر سمجھ کر ترک کرتا ہے اور اسکو سبک اور حقیر سمجھنا ہی کفر ہے۔

(۶۱۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اپنی نماز کو سبک اور حقیر سمجھے وہ ہم میں سے نہیں ہے خدا کی قسم وہ حوض کوثر پر ہمارے پاس نہیں پہنچے گا اور وہ بھی ہم میں سے نہیں جو شراب پیتا ہو نہیں خدا کی قسم وہ بھی ہمارے پاس حوض کوثر پر نہیں پہنچے گا۔

(۶۱۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی نماز کو حقیر و سبک سمجھنے والے کو ہم لوگوں کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

(۶۱۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتے وقت اپنے کپڑوں کو بچائے (کہ اس میں کہیں مٹی وغیرہ نہ لگ جائے) تو گویا اس نے اللہ کیلئے یہ کپڑے نہیں پہنے (بلکہ تکبر اور لوگوں کو دکھانے کیلئے پہنے ہیں)

(۶۲۰) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی دس (۱۰) قسمیں قرار دیں ۔ نماز سفر، نماز حضر، نماز خوف تین قسم کی، نماز کسوف شمس وقمر، نماز عیدین، نماز استغفار، نماز میت ۔

(۶۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین پر سجدہ فرض ہے اور غیر زمین پر جائز ہے ۔

باب فضیلت نماز

(۶۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز ترازو ہے جس نے اسکو پورا رکھا اس نے پورا اجر پایا ۔ اس ارشاد سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ ترازو کے دونوں طرف پلڑوں کی طرح اسکا رکوع و سجدہ ہو اور پہلی رکعت اور دوسری رکعت میں ٹھہراؤ برابر ہو جس شخص نے اسکو پورا رکھا اس نے پورا اجر پایا ۔

(۶۲۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت دراصل زمین پر اسکی خدمت ہے اور اسکی کوئی خدمت نماز کے برابر نہیں ہو سکتی ۔ اسی بناء پر ملائیکہ نے حضرت ذکریا علیہ السلام کو اس وقت آواز دی جب وہ محراب عبادت میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ۔

(۶۲۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بھی کسی نماز کا وقت آتا ہے ایک ملک لوگوں کے درمیان آواز دیتا ہے کہ ایہاالناس وہ آگ جو تم نے اپنی پشت پر روشن کر رکھی ہے اٹھو اور اپنی نماز سے اسکو بجھالو ۔

(۶۲۵) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور اس وقت وہاں آپ کے کچھ اصحاب بھی موجود تھے آپ نے فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا ارشاد کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا اسکو تو اللہ اور اسکا رسول ہی بہتر جانتا ہے آپ نے فرمایا تمہارا رب کہتا ہے کہ یہ پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں جو شخص ان نمازوں کو انکے اوقات پر ادا کرے گا اور اسکی پابندی کرے گا تو وہ جب قیامت کے دن مجھ سے ملاقات کرے گا تو میرے پاس اس کیلئے ایک عہد ہوگا اور اس عہد کے بناء پر میں اسکو جنت میں داخل کرونگا ۔ اور جس نے ان نمازوں کو انکے اوقات پر ادا نہیں کیا اور اسکی پابندی نہیں کی تو اب یہ میرے اوپر ہے کہ میں اگر چاہوں تو اس پر عذاب کروں اور چاہوں تو اسے بخش دوں ۔

(۶۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا ۔ اگر یہ قبول کرلی گئی تو اسکے سارے اعمال قبول کرلئے جائیں گے اور اگر یہ رد کردی گئی تو اسکے سارے اعمال رد کردیئے جائیں گے ۔

(۶۲۷) نیز حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی بندے اپنی نماز کو اسکے وقت میں پڑھتا ہے اور اسکے حدود کی حفاظت کرتا ہے تو وہ نماز بالکل صاف شفاف آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ تونے میری حفاظت کی اللہ تیری حفاظت کرے ۔ اور جب وہ نماز کو اس کے وقت میں نہیں پڑھتا تو وہ سیاہ اور دھندلی ہو کر آسمان کی طرف بلند ہوتی اور

کہتی ہے کہ تونے مجھے برباد کیا اللہ تجھے برباد کرے۔

(۹۲۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بندے کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ قربت اس وقت ہوتی ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و اسجد و اقترب (سجدہ کر اور قربت حاصل کرلے) (سورہ علق آیت نمبر ۱۹)

(۹۲۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں میں سے جب کوئی بندہ نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اسکے مخالفین کی تعداد کے برابر ملایکہ اسکو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اسکے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور اسکے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہولیتا ہے۔

(۹۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ ایک نماز فریضہ بیس (۲۰) حج سے بہتر ہے اور ایک حج ایک ایسے گھر سے بہتر جو سونے سے بھرا ہوا ہو اور اس میں سے خیرات دیدے کر سب ختم کردیا جائے۔

(۹۳۱) نیز آپ نے فرمایا کہ تم لوگ سستی سے گریز کرو اسلئے کہ تمہارا رب رحیم ہے وہ عمل قلیل کو بھی قبول کرلیتا ہے چنانچہ اگر ایک بندہ دو (۲) رکعت نماز محض خوشنودی خدا کیلئے پڑھے تو ان دونوں رکعتوں پر اللہ اسکو جنت میں داخل کر دے گا۔ اور اگر بندہ ایک درہم خوشنودی خدا کی نیت سے تصدق کرتا ہے تو اس کی جزا میں اللہ اسکو جنت میں داخل کردے گا اور اگر وہ ایک مستحب روزہ محض خوشنودی خدا کی نیت سے رکھے گا تو اللہ اسکے عوض اسکو جنت میں داخل کردے گا۔

(۹۳۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس دل میں بھی ثواب کی طرف رغبت اور عذاب کا خوف جمع ہوجائے گا اس پر جنت واجب ہے۔ پس تم جب نماز پڑھو تو دل سے اللہ کی طرف رجوع کرو۔ اسلئے کہ کوئی بندہ مومن جب اپنی نماز اور اپنی دعاؤں میں اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف مومنین کے دلوں کو موڑ دیتا ہے اور ان مومنین کی مودّت کی وجہ سے اسکو جنت عطا کردیتا ہے۔

(۹۳۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا زوال آفتاب کے وقت آسمانوں کے دروازے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور خوش قسمت ہے وہ شخص جسکا کوئی عمل صالح اس وقت آسمان کی طرف بلند ہو۔

(۹۳۴) اور معاویہ بن وہب نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سب سے افضل چیز جو بندوں کو انکے رب کا تقرب دیدے اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ چیز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ معرفت الٰہی کے بعد اس نماز سے افضل میں کسی اور چیز کو نہیں سمجھتا کیا تم نہیں دیکھتے کہ عبد صالح حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے کہا کہ مجھے نماز کی ہدایت کی گئی ہے۔

(۹۳۵) اور ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ دعا کریں کہ میں

جنت میں ہوں تو آپ نے فرمایا پھر تم زیادہ سے زیادہ سجدہ کر کے میری مدد بھی کرو۔

(۶۳۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مصلّی (نماز پڑھنے والے) کیلئے تین شرف ہیں ۔ جب وہ نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو ملائیکہ اسکے دونوں قدموں سے لیکر آسمان تک اس کو گھیر لیتے ہیں اور آسمان سے لیکر اسکے سر تک اس پر خیر و برکت بکھیری جاتی ہے ۔ اور اگر وہ مصلّی جان لے کہ وہ کس سے محو گفتگو ہے تو وہ اس گفتگو کو کبھی ختم نہ کرے ۔

(۶۳۷) امام ابو الحسن رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز ہر متقی کیلئے تقرّبِ الٰہی کا ذریعہ ہے ۔

(۶۳۸) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل نماز ہے اور یہ تو انبیاء علیہم السلام کی وصیتوں کے آخر میں ہے ۔ پس ایک انسان کیلئے یہ کتنی اچھی بات ہے کہ وہ غسل کرے یا وضو کرے اور خوب اچھی طرح پورا وضو کرے اور ایک ایسے گوشے میں چلا جائے جہاں اسکو کوئی نہ دیکھے صرف اللہ تعالیٰ اسکو دیکھے کہ وہ رکوع کر رہا ہے یا سجدہ کر رہا ہے ۔ اور جب کوئی بندہ سجدہ کرتا ہے اور اسکا سجدہ طولانی ہو جاتا ہے تو ابلیس چلّا اٹھتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس یہ (آدم کی اولاد) لوگ تو اللہ کی اطاعت کر رہے اور میں نے اللہ کی نافرمانی کر لی یہ لوگ سجدے کر رہے ہیں اور میں نے سجدے سے انکار کر دیا ۔

(۶۳۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی مثال ایسی ہے جیسے خیمے کیلئے عمود (چوب) اگر عمود ثابت ہے تو طنابیں، میخیں اور پردے سب ثابت ہیں اور اگر عمود ہی ٹوٹ گیا تو نہ میخ سے کوئی فائدہ ہوگا نہ طناب سے اور نہ پردے سے ۔

(۶۴۰) نیز حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کے اندر نماز کی مثال ایسی ہے جیسے تم لوگوں کے دروازے پر کوئی چھوٹی نہر جاری ہو وہ اپنے گھر میں سے دن رات میں پانچ مرتبہ نکلے اور اس میں غسل کرے تو اس پانچ مرتبہ غسل کرنے سے کوئی میل کچیل باقی نہیں رہ جائے گا اسی طرح دن رات میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے سے کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا ۔

(۶۴۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی ایک نماز بھی اللہ قبول فرمائیگا اس پر وہ عذاب نہیں کرے گا اور جس شخص کی ایک نیکی بھی اللہ تعالیٰ قبول کرلے گا اس پر وہ عذاب نہیں کرے گا ۔

(۶۴۲) نیز حضرت امام علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے نفس کو نماز فریضہ کیلئے روکے رہے اور اس امر کا انتظار کرے کہ اسکا وقت آجائے تو اول وقت میں پورے خضوع و خشوع کے ساتھ رکوع و سجود کو تمام کرے اسکے بعد اللہ کی عظمت و بزرگی و حمد کی تسبیح پڑھتا رہے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک حج کرنے والے ایک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھ دیگا اور وہ اہل علّیین میں سے ہو جائیگا ۔

باب پانچ نمازوں کا پانچ اوقات میں واجب ہونے کا سبب

(۶۴۳) حضرت امام حسن ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ چند یہودی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان میں جو سب سے زیادہ صاحب علم تھا اس نے آپ سے چند مسائل دریافت کئے اور جو کچھ دریافت کیا ان میں یہ بھی دریافت کیا کہ یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر دن رات میں پانچ نمازیں ۵ اوقات میں کیوں فرض کیں؟ آپ نے فرمایا کہ زوال کے وقت آفتاب کا ایک حلقہ ہے جس میں وہ داخل ہوتا ہے اور جب وہ اس میں داخل ہوتا ہے تو آفتاب کو زوال ہوتا اور اس وقت زیر عرش جتنی چیزیں ہیں وہ سب ہمارے رب کی حمد کی تسبیح پڑھنے لگتی ہیں اور یہی وہ وقت ہے کہ جب میرا رب مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ اور اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر نماز فرض کی۔ اور فرمایا "اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل" (سورہ الاسرۃ آیت نمبر ۷۸) اور یہی وہ وقت ہے کہ جب قیامت کے دن جہنم کو لایا جائے گا۔ پس جو مومن اس وقت سجدہ و رکوع و قیام میں رہتا ہوگا اللہ تعالیٰ اسکے جسد کو جہنم پر حرام کردیگا۔

اور نماز عصر تو یہ وہ ساعت ہے کہ جس میں حضرت آدم علیہ السلام نے شجر ممنوعہ کے پھل کھائے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے خارج کردیا اور اللہ تعالیٰ نے انکی ذریت کو اس وقت نماز پڑھنے کا قیامت کے دن تک کیلئے حکم دیا اور اسی نماز کو اللہ تعالیٰ نے میری امت کیلئے بھی پسند فرمایا اور یہ نماز اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمام نمازوں میں اسکی زیادہ محافظت کروں۔

اور نماز مغرب تو یہ وہ ساعت ہے جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی۔ اور شجر ممنوعہ کا پھل کھانے اور انکی توبہ قبول ہونے کے درمیان دنیا کے ایام کے اعتبار سے تین سو سال کا فاصلہ ہے اور آخرت کے ایام کے اعتبار سے ایک دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے۔ وقت عصر سے لیکر وقت عشاء (نماز مغرب) حضرت آدمؑ نے اس دوران تین رکعت نماز پڑھی ایک رکعت اپنی خطا کی بنا پر ایک رکعت حضرت حوا کی خطا کی بنا پر اور ایک رکعت اپنی توبہ کیلئے۔ پس یہی تین رکعتیں اللہ تعالیٰ نے میری امت پر بھی فرض کردیں۔ اور یہی وہ وقت ہے کہ جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص اس میں دعا کرے گا میں قبول کرونگا اور یہی وہ نماز ہے کہ جسکا میرے رب نے مجھے اس قول میں حکم دیا ہے "فسبحان اللہ حین تمسون و حین تصبحون" (سورہ روم آیت نمبر ۱۷)

اور نماز عشاء (کیوں فرض کی گئی ہے) تو بات یہ ہے کہ قبر میں تاریکی ہوگی اور یوم قیامت بھی تاریکی ہوگی۔ اسلئے میرے رب نے مجھے اور میری امت کو اس نماز کا حکم دیا تاکہ قبر میں روشنی رہے اور اللہ تعالیٰ مجھے اور میری امت کو صراط پر روشنی عطا کرے اور جو شخص بھی اپنا قدم نماز عشاء پڑھنے کیلئے اٹھائے گا اللہ تعالیٰ اسکے جسد کو جہنم کیلئے حرام کردیگا اور یہی

وہ نماز ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے رسولوں کیلئے پسند فرمایا ہے۔

اور نماز فجر تو (یہ اسلئے فرض ہے کہ) آفتاب جب طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اسلئے میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا کہ میں آفتاب طلوع ہونے سے پہلے ہی نماز فجر پڑھ لوں اور قبل اسکے کہ کافر آفتاب کو سجدہ کرے میری امت اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرلے اور اس میں سرعت و تیزی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور یہی وہ نماز ہے جسکے رات کے ملائیکہ اور دن کے ملائیکہ دونوں شاہد بنتے ہیں۔

اور اسکا ایک دوسرا سبب بھی بیان کیا گیا ہے اور

(۶۴۴) وہ روایت کی ہے حسین بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اتارے گئے تو انکے چہرے سے لیکر قدم تک سیاہ تل نمودار ہوگئے اور اسکی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا حزن اور بڑھ گیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام انکے پاس آئے اور بولے اے آدمؑ آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا کہ میرے جسم پر یہ تل نمودار ہوگئے۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا اچھا اے آدمؑ اٹھو اور نماز پڑھو اور یہ پہلی نماز (یعنی ظہر) کا وقت تھا آپ نے نماز پڑھی تو وہ تل چہرے سے اتر کر گردن تک آگئے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ انکے پاس دوسری نماز کے وقت آئے اور کہا اٹھو اے آدمؑ اور نماز پڑھو یہ دوسری نماز کا وقت ہے۔ حضرت آدمؑ نے اٹھکر نماز پڑھی تو اب وہ تل گردن سے اتر کر ناف تک آگئے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ تیسری نماز کے وقت آئے اور کہا اٹھو اے آدمؑ نماز پڑھو یہ تیسری نماز کا وقت ہے حضرت آدمؑ نے اٹھکر نماز پڑھی تو اب وہ تل ناف سے اتر کر گھٹنوں تک آگئے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ چوتھی نماز کے وقت آئے اور کہا اے آدمؑ اٹھو اور نماز پڑھو یہ چوتھی نماز کا وقت ہے حضرت آدمؑ نے اٹھکر نماز پڑھی تو اب یہ تل گھٹنوں سے اتر کر قدموں تک آگئے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ پانچویں نماز کے وقت آئے اور کہا اے آدمؑ اٹھو اور نماز پڑھو یہ پانچویں نماز کا وقت ہے حضرت آدمؑ نے اٹھکر نماز پڑھی تو اب انہوں نے تلوں سے بالکل نجات پائی اور اس پر اللہ کی حمد وثنا کی۔ حضرت جبرئیل نے کہا اے آدمؑ آپ کو ان نمازوں کی وجہ سے ان تلوں سے نجات ملی اسی طرح آپ کی اولاد میں سے بھی جو شخص ہر دن ورات میں یہ پانچ نمازیں پڑھے گا تو گناہوں سے نجات پائے گا جس طرح آپ نے ان تلوں سے نجات پائی ہے نیز نماز کے فرض ہونے کا ایک اور سبب یہ بھی ہے کہ

(۶۴۵) حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں یہ بھی لکھا کہ نماز کا حکم اسلئے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ہے اور اسکے امثال کی نفی ہے۔ اور ذلت و مسکنت اور خضوع وخشوع کے ساتھ خداوند جبار کے سامنے کھڑے ہوکر اپنی کوتاہیوں کا اعتراف اور اپنے پچھلے گناہوں کو درگزر کرنے کی التجا ہے اور اللہ جل جلالہ کی عظمت و کبریائی کے سامنے اپنا چہرہ زمین پر ہر روز رکھنا ہے تاکہ بندہ اسکو یاد رکھے بھولے نہیں اور نعمتیں پاکر آپے سے باہر اور سرکش نہ ہوجائے بلکہ خاشع اور متذلل رہ کر دین ودنیا کی نعمتوں میں زیادتی کیلئے رغبت رکھے

ہوئے طالب رہے علاوہ بریں اس نماز میں دن ورات تواتر کے ساتھ اللہ کی یاد ہوتی رہتی ہے تاکہ بندہ اپنے مالک اپنے پالنے والے اور اپنے خالق کو نہ بھول جائے ورنہ وہ ناشکر اور سرکش ہو جائے گا اور اپنے رب کو یاد کرنا اور اسکے سامنے کھڑا ہونا اسکو گناہوں سے روکتا اور مختلف قسم کے فسادات سے باز رکھتا ہے۔ میں نے ان اسباب مندرجہ بالا کو اپنی کتاب علل الشرائع میں بھی تحریر کردیا ہے۔

باب نماز کے اوقات

(۶۴۶) ایک مرتبہ مالک جہنی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز ظہر کے وقت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب زوال آفتاب ہو جائے تو سمجھ لو کہ دونوں نمازوں کا وقت آگیا اور جب تم اپنے نوافل سے فارغ ہو جاؤ تو جب چاہو ظہر کی نماز پڑھو۔

(۶۴۷) اور عبید بن زرارہ نے آپ سے ظہر و عصر کے وقت کے متعلق معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب زوال آفتاب ہو گیا تو سمجھ لو کہ دونوں (ظہر و عصر) کا وقت ہو گیا بس اتنا ہے کہ یہ (ظہر) اس (عصر) سے پہلے ہو گی پھر تم غروب آفتاب تک دونوں نمازوں کے وقت میں ہو۔

(۶۴۸) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے (اوقات نماز کے متعلق) دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب آفتاب ڈھل جائے تو (سمجھ لو) کہ ظہر و عصر دونوں نمازوں کا وقت ہو گیا اور جب آفتاب غروب ہو گیا تو (سمجھ لو) کہ مغرب و عشاء دونوں کا وقت ہو گیا۔

(۶۴۹) فضیل بن یسار اور زرارہ بن اعین اور بکیر بن اعین و محمد بن مسلم و برید بن معاویہ عجلی نے حضرت امام محمد باقر و حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپ دونوں حضرات نے فرمایا کہ ظہر کا وقت زوال کے بعد دو (۲) قدم (سایہ ڈھلنے) تک ہے اور عصر کا وقت اسکے دو قدم اور آگے کے بعد ہے۔

(۶۵۰) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اول وقت زوال شمس ہے یہ اللہ کا (معین کردہ) وقت ہے اور یہ وقت اول وقت دوم سے افضل ہے۔

(۶۵۱) نیز آپ نے فرمایا کہ اول وقت (نماز پڑھنے میں) اللہ تعالیٰ کی خوشی ہے اور اسکے بعد (نماز پڑھنے میں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی ہے اور معافی تو گناہ ہی کی ہوا کرتی ہے۔

(۶۵۲) نیز آپ نے فرمایا کہ اول وقت کی فضیلت آخر کے وقت پر ایک مومن کیلئے اسکے مال اور اسکی اولاد سے بہتر ہے۔

(۶۵۳) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ظہر کے وقت کیلئے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ زوال شمس سے ایک ہاتھ اور عصر کا وقت ظہر کے وقت کے بعد دو ہاتھ۔ تو یہ زوال شمس سے چار قدم ہوئے پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی چہار دیواری قد آدم تھی جب اسکا ایک ہاتھ سایہ بڑھ جاتا تو آپ ظہر کی نماز پڑھتے۔ اور جب

سایہ دو ہاتھ بڑھ جاتا تو عصر کی نماز پڑھتے۔

پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ یہ ایک (۱) ہاتھ اور دو (۲) ہاتھ کیوں رکھا گیا؟ میں نے عرض کیا بتائیں کیوں رکھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا تاکہ تم زوال سے لیکر ایک ہاتھ تک نافلے ادا کرو اور جب تمہارا سایہ ایک ہاتھ پہنچ جائے تو تم نماز فریضہ ادا کرو نافلے کو چھوڑ دو۔

(۶۵۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ابو بصیر سے ارشاد فرمایا اگر وقت ظہر میں تمہیں لوگ کچھ دھوکا دیدیں (تو یہ ممکن ہے) لیکن وقت عصر میں تو لوگ تمہیں دھوکا نہیں دے سکتے تو اس وقت نماز عصر پڑھو جب آفتاب بالکل صاف اور روشن ہو (اس میں دھندلاپن نہ آئے) اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جو نماز عصر کو ضائع کر دے وہ اپنے اہل ومال کا موتور ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ اپنے اہل ومال کا موتور ہے اسکا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا یعنی جنت میں اسکا کوئی اہل ومال نہ ہوگا۔ عرض کیا گیا اور نماز عصر کے ضائع کرنے سے کیا مراد؟ فرمایا خدا کی قسم وہ اس میں اس قدر تاخیر کرے کہ آفتاب زرد ہو جائے یا غائب ہو جائے۔

(۶۵۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قرص آفتاب غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت ہو گیا۔

(۶۵۶) سماعہ بن مہران کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ہم لوگ مغرب کی نماز کبھی کبھی ایسے وقت پڑھتے ہیں کہ ڈرتے ہیں کہ کہیں آفتاب پہاڑ کے پیچھے نہ ہو اور پہاڑ نے اسکو ہم لوگوں سے نہ چھپا لیا ہو؟ آپ نے فرمایا تم پر پہاڑ پر چڑھ کر دیکھنا تو فرض نہیں ہے۔

اور جو شخص سفر کے اندر منزل کی تلاش میں ہو تو اس کیلئے مغرب کا وقت ایک چوتھائی رات ہے جو عرفات سے مشعر الحرام جا رہا ہے اسکے لئے بھی ایسا ہی ہے۔

(۶۵۷) بکر بن محمد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے مغرب کے وقت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ "فلما جن علیه اللیل رای کوکبا قال هذا ربی" (پس جب ان پر رات کی تاریکی چھا گئی تو ایک ستارہ کو دیکھا تو دفعتاً بول اٹھے کہ کیا یہی میرا خدا ہے) (سورہ الانعام آیت نمبر ۷۶) تو یہی اول وقت نماز مغرب ہے اور آخر وقت شفق کا غائب ہونا ہے پس نماز عشاء کا اول وقت سرخی کا غائب ہونا ہے اور آخر وقت غسق اللیل یعنی نصف شب ہے۔

(۶۵۸) اور معاویہ بن عمّار کی روایت میں ہے کہ وقت نماز عشاء ایک تہائی رات تک ہے اور ایک تہائی رات عشاء کا درمیانی وقت ہے اور نصف شب اسکا آخری وقت ہے۔

(۶۵۹) اور اس شخص کیلئے روایت کی گئی ہے جو نماز عشاء کو چھوڑ کو نصف شب تک سوتا رہا تو وہ قضا پڑھے گا اور صبح کو بطور عقوبت روزہ رکھے گا۔ یہ اس پر اسی لئے واجب ہے کہ وہ نماز عشاء کو چھوڑ کر نصف شب تک سوتا کیوں رہا۔

(۶۶۰) اور محمد بن یحییٰ خثعمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز پڑھتے تھے تو انصار کا قبیلہ بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا کہ جسکو بنی سلیمہ کہا جاتا تھا اور انکے گھر نصف میل پر واقع تھے یہ لوگ آپ کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس ہوتے تو (اتنی روشنی رہتی کہ اگر وہ تیر پھینکیں تو) اپنے تیروں کے گرنے کی جگہ دیکھ لیں۔

(۶۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو طلب دنیا کیلئے نماز مغرب کو موخر کر دے تو آپ سے عرض کیا گیا کہ مگر اہل عراق تو نماز مغرب کو اتنا موخر کرتے ہیں کہ آسمان پر ستاروں کا جال بچھ جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ کام دشمن خدا ابو الخطاب (محمد بن مقلاص اسری کوفی ملعون) کا ہے۔

(۶۶۲) ابو اسامہ زید شحام کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں جبل ابو قبیس پر چڑھا اور نیچے تمام لوگ نماز مغرب پڑھ رہے تھے تو دیکھا کہ آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا ہے بلکہ پہاڑ کے پیچھے ہے لوگوں کی نگاہوں سے چھپ گیا ہے۔ میں فوراً امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس پہنچا اور انہیں بتایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ جو کچھ کیا برا کیا۔ تم تو اسی وقت نماز پڑھتے کہ جب اسکو پہاڑ کے پیچھے نہ دیکھتے اور جب وہ غروب ہو گیا ہوتا کسی بادل کی اوٹ میں نہ چھپا ہوتا بلکہ واقعی ڈوب گیا ہوتا تمہیں تو اپنے مشرق اور اپنے مغرب پر عمل کرنا ہے لوگوں کا یہ فرض تو نہیں کہ وہ اسکی کھوج لگائیں۔

(۶۶۳) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب آفتاب غائب ہو گیا تو افطار کا وقت آگیا اور نماز واجب ہو گئی اور جب تم نے مغرب کی نماز پڑھ لی تو اب نماز عشاء کا وقت نصف شب تک کیلئے آگیا۔

(۶۶۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک ملک اس کیلئے مقرر ہے جو یہ پکار کر کہتا ہے کہ جو شخص بغیر نماز پڑھے ہوئے نصف شب تک سوئے تو اللہ اسکو سونا نصیب نہ کرے۔

(۶۶۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے مغرب کی نماز پڑھی اور تعقیبات میں مصروف ہو گیا اور کسی سے کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ اس نے دو رکعت بھی پڑھ لی تو ہم اسکا نام علیّین کی فہرست میں لکھ دینگے۔ اور اگر چار رکعتیں پڑھ لیں تو اسکے نام ہم ایک حج کا ثواب لکھ دینگے۔

اور فجر کی نماز جب فجر ہو جائے اور اچھی طرح روشن ہو جائے اور آسمان پر صبح ایک قبطی چادر یا نہر سوراء کی طرح نمودار ہو تو پڑھے۔ اور جو شخص نماز فجر اول وقت پڑھے گا تو یہ اسکی نماز دو (۲) مرتبہ لکھی جائے گی رات کے ملائکہ بھی لکھیں گے اور دن کے ملائکہ بھی۔ اور جو نماز فجر آخر وقت میں پڑھے گا اسکی نماز صرف ایک مرتبہ لکھی جائے گی چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "و قران الفجران قران الفجر کان مشھودا" (یعنی رات کے ملائکہ بھی گواہی دینگے اور دن کے ملائکہ بھی) (سورہ اسرا آیت نمبر ۷۸)

(۶۶۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جمعہ کے دن نمازِ جمعہ کا وقت زوالِ آفتاب کے وقت ہے اور اسکا وقت

سفر حضر دونوں میں ایک ہی ہے اور یہ بہت تنگ وقت ہے اور جمعہ کے دن تمام دنوں میں نماز عصر کا وقت اسکا ابتدائی وقت ہے۔

(۶۶۷) اسماعیل بن ریاح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تم نے نماز پڑھی اور تمہارا خیال تھا کہ وقت ہوگیا تھا مگر ابھی وقت نہیں ہوا تھا مگر تم نماز میں مشغول ہی تھے کہ وقت ہوگیا تو تمہاری نماز ہوگئی۔

(۶۶۸) اور سماعہ بن مہران نے آپ سے دریافت کیا کہ جب چاند، سورج، ستارے کچھ نظر نہ آئیں تو پھر دن اور رات کی نمازوں کا کیا ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا اپنی رائے قائم کرنے کی کوشش کرو اور اس امر کی کوشش کرو کہ قبلہ پر اعتماد پیدا ہوجائے۔

(۶۶۹) ابو عبداللہ الفراء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ سے ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا کبھی کبھی جب بادل گھرے ہوئے ہوتے ہیں تو نماز کا وقت ہم لوگوں پر مشتبہ ہوجاتا ہے؟ آپ نے فرمایا تم ان پرندوں کو پہچانتے ہو کہ جو عراق میں بھی تمہارے وہاں ہوتی ہیں کہ جنکو دیوک (مرغ) کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا جب انکی آوازیں بلند ہونے لگیں اور ایک دوسرے کے جواب میں بانگ دینے لگے تو نماز پڑھ لو۔

(۶۷۰) اور حسین بن مختار نے آنجناب سے روایت کی ہے کہ میں نے آپ سے کہا کہ میں موذن ہوں جب کسی دن بادل گھرے ہوئے ہوتے ہیں تو وقت کا پتہ نہیں چلتا؟ آپ نے فرمایا کہ جب مرغ تین مرتبہ مسلسل بانگ دے تو سمجھ لو کہ زوال آفتاب ہوگیا ہے اور نماز کا وقت آگیا۔

اور اگر کسی شخص نے بادل کے دن غیر قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھ لی بعد میں معلوم ہوا کہ یہ قبلہ کا رخ نہ تھا تو اگر ابھی وقت ہے تو دوبارہ نماز پڑھے اور اگر اس نماز کا وقت گزر گیا تو اعادہ کی ضرورت نہیں اس کیلئے قبلہ معلوم کرنے کی کوشش کافی ہے۔

(۶۷۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں نماز پڑھوں بعد اسکے کہ وقت جارہا ہے تو یہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں اس شک میں نماز پڑھوں کہ نماز کا وقت آگیا یا ابھی قبل از وقت ہے۔

(۶۷۲) اور معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ گرمی کے دنوں میں ظہر کی نماز کے وقت موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا کرتا تو آپ فرماتے ابرد، ابرد، یعنی جلدی کرو جلدی کرو۔ اور یہ تبرید سے ماخوذ ہے۔

باب زوال آفتاب کی معرفت

(۶۷۳) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ماہ حزیران (رومی یا سریانی زبان میں شمسی سال کے چھٹے مہینہ یعنی جون) کے نصف میں زوال آفتاب نصف قدم پر ہوتا ہے اور ماہ تموز (جولائی) کے نصف میں ۱/۲ ۱ قدم پر اور ماہ آب (اگست) میں ۱/۲ ۲ قدم پر اور ماہ ایلول (ستمبر) کے نصف میں ۱/۲ ۳ قدم پر اور ماہ تشرین اول (اکتوبر) کے نصف میں ۱/۲ ۵ قدم پر اور ماہ تشرین آخر (نومبر) کے نصف میں ۱/۲ ۷ قدم پر اور ماہ کالون اول (دسمبر) کے نصف میں ۱/۲ ۹ قدم پر اور ماہ کالون آخر (جنوری) کے نصف میں ۱/۲ ۷ قدم پر اور ماہ شباط (فروری) کے نصف میں ۱/۲ ۵ قدم پر اور ماہ آذار (مارچ) کے نصف میں ۱/۲ ۳ قدم پر اور نیسان (اپریل) کے نصف میں ۱/۲ ۲ قدم پر اور ماہ ایار (مئی) کے نصف میں ۱/۲ ۱ قدم پر اور پھر حزیران (جون) کے نصف میں ۱/۲ قدم پر زوال آفتاب ہوتا ہے (بظاہر یہ تحدیدات مدینہ منورہ اور اسکے اطراف کیلئے ہیں)

(۶۷۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زوال آفتاب اس طرح واضح ہوگا کہ تم ایک ہاتھ چار انگل طویل لکڑی لو چار انگل تو زمین میں گاڑ دو جب اسکا سایہ گھٹتے گھٹتے اپنی حد کو پہنچ جائے اور اسکے بعد بڑھنے لگے تو یہی زوال آفتاب کا وقت ہے اسی وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور بڑی بڑی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

باب آفتاب کا ساکن ہونا

(۶۷۵) ایک مرتبہ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آفتاب کے ساکن ہونے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے محمد تم کتنا چھوٹا مگر کتنا مشکل مسئلہ لیکر آئے مگر چونکہ تم اسکے جواب کے اہل ہو (اس لئے سنو) آفتاب جب طلوع ہوتا ہے تو اسکو ستر ہزار ملک کھینچتے ہیں اور اسکے علاوہ اسکی ہر شعاع کو پانچ ہزار ملک پکڑے رہتے ہیں اور اسی جذب و رفع کے درمیان جب وہ اپنے دریچہ سے نکل کر فضا میں پہنچتا ہے تو نور پر مقرر ایک فرشتہ اسکو الٹ دیتا ہے اسکی پشت نیچے اور پیٹ اوپر ہوجاتا ہے اور اسکی شعاع عرش کی سرحد تک پہنچتی ہے تو اس وقت ملائیکہ پکار کر کہتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا تو راوی نے کہا کہ میں نے آپ پر قربان، کیا میں اس دعا کو یاد کرلوں اور اسے زوال آفتاب کے وقت پڑھا کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں اسکو یاد کرلو۔ اور جب آفتاب کو زوال ہوجاتا ہے تو ملائیکہ اسکے پیچھے ہوجاتے ہیں اور فضا میں اللہ کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوجاتا ہے۔

(۶۷۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ آفتاب روزانہ (زوال کے وقت) ذرا

ٹھہرتا اور دم لیتا ہے مگر جمعہ کے روز ذرا نہیں ٹھہرتا؟ آپ نے فرمایا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کو تمام دنوں سے زیادہ تنگ بنایا ہے۔ تو دریافت کیا کہ اسکو تنگ کیوں بنایا گیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ چونکہ جمعہ کا دن اسکے نزدیک خود محترم ہے اسلئے وہ اس دن مشرکین پر عذاب نہیں کرتا۔

(۶۷۷) اور حریز بن عبداللہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک دن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا اور کہا میں آپ پر قربان، آفتاب حرکت کرتا رہتا ہے پھر زوال کے وقت ذرا ایک ساعت کیلئے ٹھہر جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اجازت لیتا ہے کہ ڈھل جاؤں یا نہ ڈھلوں۔

باب رات کے ڈھلنے کی پہچان

(۶۷۸) عمر بن حنظلہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ دن کے وقت زوال آفتاب کو تو ہم لوگ پہچان لیتے ہیں مگر رات کو کیسے پہچانیں؟ آپ نے فرمایا کہ رات بھی اسی طرح ڈھلتی ہے جیسے آفتاب ڈھلتا ہے۔ اس نے عرض کیا پھر اسکو کیسے پہچانیں؟ آپ نے فرمایا کہ ستاروں کے اتار سے۔

باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ نماز جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دی

(۶۷۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کو زوال آفتاب تک ذرا بھی نہیں سوتے تھے جب زوال آفتاب ہوجاتا تو آٹھ رکعت نماز پڑھتے تھے اور یہ توبہ کرنے والوں کی نماز ہے اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں دعا قبول کی جاتی ہے، ہوا چلنے لگتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات پر نظر ڈالتا ہے۔ پھر جب سایہ ایک ہاتھ ہوجاتا ہے تو ظہر کی چار رکعت پڑھتے اور بعد ظہر دو رکعت اسکے بعد دو رکعت اور اسکے بعد جب سایہ دو ہاتھ پہنچ جاتا تو عصر کی چار رکعت پڑھتے اور پھر عصر کے بعد کچھ نہ پڑھتے یہاں تک کہ آفتاب قریب غروب ہوجاتا اور جب غروب ہوجاتا تو مغرب کی نماز تین رکعت پڑھتے اور اسکے بعد چار رکعت پھر کچھ نہ پڑھتے یہاں تک کہ شفق گر جاتی اور جب شفق گر جاتی تو عشاء کی نماز پڑھتے اور اسکے بعد آپ اپنے بستر پر تشریف لے جاتے اور کوئی نماز نہ پڑھتے یہاں تک آدھی رات ہوجاتی جب آدھی رات ہوجاتی تو آٹھ رکعت پڑھتے اور رات کے آخری چوتھائی حصہ میں تین رکعت وتر پڑھتے اور اس میں سورہ الحمد اور قل ہو اللہ احد پڑھتے اور ان تین رکعتوں میں ایک سلام سے فصل دیتے پھر باتیں کرتے اور کوئی ضرورت ہوتی تو اسے کہتے۔ اور اپنے مصلے سے اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک کہ وہ تین رکعتیں نہ پڑھ لیتے جن میں وتر پڑھتے اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔ پھر سلام پڑھتے اور نماز فجر سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے پھر جب فجر کا وقت ہوجاتا اور اجالا صاف اور روشن ہوجاتا تو فجر کی نماز پڑھتے یہ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ نمازیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دی۔

باب مسجدوں کی فضیلت و حرمت اور جو شخص اُن میں نماز پڑھے اسکا ثواب

(۶۸۰) خالد بن ماد قلانسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مکہ اللہ کا حرم اور اسکے رسول کا حرم اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا حرم ہے اس میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور اس میں ایک درہم (کی خیرات) ایک لاکھ درہم کے برابر ہے۔

اور مدینہ اللہ تعالیٰ کا حرم اور اسکے رسول کا حرم اور حضرت علی ابن ابی طالب کا حرم ہے اس میں نماز پڑھنا دس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس میں ایک درہم دس ہزار درہموں کے برابر ہے اور کوفہ اللہ کا حرم اور اسکے رسول کا حرم اور حضرت علی ابن ابی طالب کا حرم ہے اس میں نماز پڑھنا ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے مگر درہم کے متعلق آپ خاموش رہے۔

(۶۸۱) اور ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد حرام میں اپنی ایک فرض نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکی وہ تمام نمازیں جس وقت سے اس پر واجب ہوئی تھیں سب قبول کریگا نیز وہ تمام نمازیں بھی جو بندہ مرتے دم تک پڑھے گا وہ بھی قبول کریگا۔

(۶۸۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد میں نماز دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نماز کے مانند ہیں سوائے مسجد حرام کے اس لئے کہ مسجد حرام میں ایک نماز میری مسجد میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔

(۶۸۳) اور عبدالاعلیٰ آل سام کے غلام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لمبائی کتنی تھی ؟ تو آپ نے فرمایا تین ہزار چھ سو ہاتھ مکسرہ (ایک ہاتھ مکسرہ چھ مٹھی کے برابر)

(۶۸۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ابو حمزہ ثمالی سے ارشاد فرمایا کہ مسجدیں چار ہیں مسجد حرام، مسجد رسول، مسجد بیت المقدس اور مسجد کوفہ۔ اور اے ابو حمزہ ان میں نماز فریضہ پڑھنا ایک حج کے برابر اور نماز نافلہ پڑھنا ایک عمرہ کے برابر ہے۔

(۶۸۵) حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی قبر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ معظمہ اپنے گھر میں دفن ہوئیں مگر جب بنی امیہ نے مسجد کے حدود بڑھائے تو آپ کی قبر مسجد میں شامل ہو گئی۔

(۶۸۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری مسجد قبا میں آکر دو رکعت نماز پڑھے گا تو وہ عمرہ کیلئے پھر واپس آئے گا۔

نیز آنجناب علیہ السلام اس میں تشریف لاتے اور اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور مدینہ منورہ کی

مسجدوں میں جانا مستحب ہے، مسجد قبا میں اس لئے کہ یہ وہ مسجد ہے کہ پہلے ہی دن سے جسکی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔ اور مشربہ ام ابراہیم و مسجد فضیخ و قبور شہدائے احد و مسجد احزاب اور وہی مسجد فتح ہے۔

اور مسجد غدیر میں بھی نماز پڑھنا مستحب ہے اسلئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کی جگہ ہے جس وقت آپ نے فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

(۶۸۷) اور اسی مسجد کی دوسری جانب منافقین کے خیمے نصب تھے جب ان سبھوں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ اپنے ہاتھ بلند کئے ہوئے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ذرا دیکھو انکی دونوں آنکھیں کیسی گردش کر رہی ہیں جیسے کسی مجنون کی آنکھیں گردش کرتی ہیں۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام مندرجہ ذیل آیت لے کر نازل ہوئے و ان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم لما سمعوا الذکر و یقولون انہ لمجنون ۝ و ما ھو الا ذکر للعالمین (اور کفار جب ذکر کو سنتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی نگاہوں کے ذریعہ تمہیں ضرور پھسلا دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ تو مجنون ہیں مگر یہ تو سارے جہان کیلئے نصیحت ہے) (سورہ القلم آیت نمبر ۵۱۔ ۵۲)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ بات حسّان جمّال سے بیان فرمائی جب وہ انہیں سوار کر کے مدینے سے لئے جا رہا تھا تو آپ نے اس سے کہا اے حسّان اگر تم میرے جمّال نہ ہوتے تو میں تم سے یہ حدیث ہرگز نہ بیان کرتا۔

(۶۸۸) اور منیٰ کے اندر مسجد خیف تو اسکے متعلق جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مسجد خیف میں سات سو انبیاء نے نماز پڑھی ہے۔

(۶۸۹) اور ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص منیٰ سے نکلنے سے پہلے منیٰ کی مسجد خیف میں سو رکعت نماز پڑھے تو وہ ستر سال کی عبادت کے برابر ہوگی اور جو شخص اس میں سو تسبیح پڑھے (سبحان اللہ کہے) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھ دیگا۔ اور جو شخص اس میں سو مرتبہ تہلیل کرے (لا الہ الا اللہ کہے) تو اسکا ثواب ایک آدمی کی زندگی بچانے کا ہوگا اور جو شخص اس میں سو مرتبہ الحمد للہ کہے تو اسکا ثواب دونوں عراق کے خراج کو راہ خدا میں تصدق کرنے کے برابر ہوگا۔

(۶۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں مسجد رسول اس منارہ کے پاس تھی جو وسط مسجد میں ہے اور اسکے اوپر قبلہ کی جانب تقریباً تیس ہاتھ اسکے داہنے جانب اور بائیں اور اسکے پیچھے تقریباً اتنی ہی اتنی تھی وہ برابر کر دی گئی۔ اور اگر ممکن ہو سکے کہ تمہاری نماز کی جگہ اس کے اندر ہو تو ایسا ہی کرو اس لئے کہ اس میں ایک ہزار انبیاء نے نماز پڑھی ہے۔

اور خیف کو خیف اسلئے کہتے ہیں کہ وہ وادی سے بلند ہے اور جو وادی سے بلند ہو اسکو خیف کہتے ہیں۔

(۶۹۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مسجد کوفہ کی حد آخری دو (۲) چراغوں تک ہے یہ خط حضرت آدم

علیہ السلام نے کھینچا تھا۔ میں اس حد کے اندر کسی سواری پر سوار ہو کر جانا مکروہ سمجھتا ہوں ۔ تو عرض کیا گیا کہ پھر اس میں تبدیلی کس نے کی ؟ آپ نے فرمایا پہلی تبدیلی تو حضرت نوح کے زمانے میں طوفان سے آئی پھر اس میں اصحاب کسریٰ و نعمان نے تبدیلی کی پھر اس میں زیاد بن ابی سفیان نے تبدیلی کی ۔

(۶۹۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا گویا میں مسجد کوفہ سے ایک ویرانی کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے دیر کے اندر زاویہ اور منبر کے درمیان ہے جس میں سات عدد کھجور کے درخت ہیں اور وہ اپنے دیر سے حضرت نوح علیہ السلام کو دیکھ رہا ہے اور ان سے باتیں کر رہا ہے ۔

(۶۹۳) ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ مسجد کوفہ بھی کتنی اچھی مسجد ہے جس میں ایک ہزار انبیاء اور ایک ہزار اوصیاء نے نماز پڑھی ۔ اسی میں سے تنور ابلا اس میں سفینہ بنایا گیا اسکے دائیں جانب اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اس کا وسط جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اسکے بائیں جانب مکر و فریب ہے یعنی شیاطین کے مکانات ہیں ۔

(۶۹۴) امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کیلئے سواری نہ کسو ۔ مسجد حرام اور مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسجد کوفہ ۔

(۶۹۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں مسجد کوفہ کی جگہ سے ہو کر گزرا میں بُراق پر سوار تھا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ تھے انہوں نے کہا اے محمدؐ یہاں سواری سے اترو اور اس جگہ نماز پڑھو چنانچہ میں اترا اور میں نے نماز پڑھی پھر پوچھا اے جبرئیل یہ کونسی جگہ ہے ؟ انہوں نے کہا یہ کوفہ ہے اور یہ اسکی مسجد ہے میں اس کی آبادی کو بیس مرتبہ برباد اور بیس مرتبہ آباد ہوتے ہوئے دیکھ چکا ہوں اور ہر دو مرتبہ کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ گزرا ہے ۔

(۶۹۶) اصبغ بن نباتہ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن ہم لوگ مسجد کوفہ میں امیر المومنین علیہ السلام کے گرد حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا اے اہل کوفہ تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے وہ فضل و شرف عطا کیا ہے کہ ایسا فضل و شرف کسی کو عطا نہیں کیا تمہارا مصلا (جائے نماز) بیت آدم و بیت نوح و بیت ادریس و مصلائے ابراہیم و مصلائے برادر خضر اور میرا مصلا ہے اور تمہاری یہ مسجد ان چار مسجدوں میں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے وہاں کے رہنے والوں کیلئے منتخب فرمایا ہے ۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قیامت کے دن یہ لائی جائے گی دو (۲) سفید کپڑوں میں جیسے کوئی شخص جامہ احرام میں ہو ۔ اور یہ یہاں کے لوگوں کی اور جس نے اس میں نماز پڑھی ہے اسکی شفاعت کرے گی اور اسکی شفاعت رد نہ کی جائے گی اور کوئی زیادہ دن اور رات نہ گزریں گے کہ اس میں حجر اسود نصب کیا جائے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ یہ میری اولاد میں سے (امام) مہدیؑ کا مصلا اور ہر مومن کا مصلا ہوگا اور روئے زمین پر کوئی مومن ایسا نہ ہوگا جسکا دل اسکی طرف مائل نہ ہو

لہٰذا اسکو نہ چھوڑو اور اس میں نماز پڑھو تاکہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرو اور اپنی دلی مرادیں پوری کرنے کیلئے ادھر آؤ۔ اگر لوگ یہ جان لیں کہ اس مسجد میں کیا برکتیں ہیں تو اگر انہیں برف پر گھٹنوں چل کر آنا پڑے تو زمین کے سارے اطراف سے یہاں آئیں گے۔

(۶۹۷) اور مسجد سہلہ کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے چچا زید اس مسجد میں پناہ لیتے تو اللہ تعالیٰ انہیں ایک سال تک پناہ دیتا۔ یہ حضرت ادریسؑ کے مکان کی جگہ ہے کہ جس میں وہ خیاطی کیا کرتے تھے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام عمالقہ سے نکلے تھے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سے حضرت داؤد علیہ السلام جالوت سے جنگ کرنے کیلئے نکلے تھے اسکے نیچے سبز پتھر کی ایک چٹان ہے کہ جس کے اندر ہر نبی کی صورت و شکل بنی ہوئی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ اور ہر نبی کی طینت اسی کے نیچے سے لی گئی ہے اور یہ ایک راکب (سوار) کی جگہ ہے۔ تو آپ سے پوچھا گیا کہ راکب کون؟ فرمایا کہ وہ خضر علیہ السلام ہیں۔ اور مسجد براثا جو بغداد کے اندر ہے تو اسکے اندر امیرالمومنین علیہ السلام نے اس وقت نماز پڑھی جب آپ اہل نہروان سے جنگ کے بعد واپس آرہے تھے۔

(۶۹۸) جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے خوارج سے قتال کرنے کے بعد واپسی میں براثا کے اندر ہم لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور ہم لوگوں کی تعداد اسوقت ایک لاکھ تھی تو ایک نصرانی اپنے صومعہ سے نیچے اترا اور پوچھا کہ اس فوج کا سردار کون ہے؟ ہم لوگوں نے کہا کہ یہ ہمارے سردار ہیں تو وہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس گیا اور سلام کرکے بولا اے میرے سید و آقا کیا آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ نبی میرا سید و آقا تھا جو وفات پاچکا۔ نصرانی نے کہا پھر آپ وصی نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر فرمایا اچھا بیٹھو تم نے یہ سوال کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے یہ صومعہ بنایا ہی اس مقام براثا کیلئے ہے اسلئے کہ میں نے اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی کتابوں میں پڑھا تھا کہ اس جگہ اتنی بڑی تعداد کے ساتھ وہی نماز پڑھے گا جو نبی ہوگا یا وصی نبی ہوگا اور میں اسلام قبول کرنے کیلئے آیا ہوں پھر وہ ہم لوگوں کے ساتھ کوفہ آیا اور حضرت علی علیہ السلام نے اس سے پوچھا یہاں کس نے نماز پڑھی؟ اس نے جواب دیا یہاں حضرت عیسیٰؑ بن مریم اور انکی مادر گرامی نے نماز پڑھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا مگر میں بھی تمہیں بتاؤں کہ یہاں کس نے نماز پڑھی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے۔

(۶۹۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد میں کھنکھارے اور بلغم کو (تھوکے نہیں بلکہ اپنے پیٹ میں گھونٹ جائے تو وہ بلغم جس مرض سے گزرے گا اسے اچھا کردے گا۔

(۷۰۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پنجشبہ اور شب جمعہ مسجد میں جھاڑو لگائے تو اس سے جو مٹی نکلے وہ جس آنکھ میں پڑے گی اللہ تعالیٰ اسکو بخش دے گا۔

(۷۰۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص مسجد جانے کے قصد سے نکلے تو اسکے دونوں قدم جس

جس خشک وتر پر پڑیں گے اسکے نیچے زمین کے ساتوں طبق اللہ کی تسبیح پڑھیں گے۔

میں نے ان احادیث کو اسناد کے ساتھ اور اسکے ہم مضمون احادیث کو اپنی کتاب فضل المساجد میں نقل کر دیا ہے۔

(۷۰۲) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ بیت المقدس میں ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد اعظم (مسجد الحرام) میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور قبیلہ کی مسجد میں ایک نماز پچیس نمازوں کے برابر ہے اور بازار کی مسجد میں ایک نماز بارہ نمازوں کے برابر ہے اور کسی شخص کا اپنے گھر میں ایک نماز پڑھنا ایک ہی نماز کے برابر ہے۔

(۷۰۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جتنا بڑا گڑھا بھٹ تیتر اپنے پاؤں سے کھود کر بناتا ہے اگر کوئی شخص اتنی بھی بڑی مسجد بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنادیگا۔

(۷۰۴) ابو عبیدہ حذاء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میری طرف سے ہو کر گزرے اور میں مکہ اور مدینہ کے درمیان (مسجد بنانے کیلئے) پتھر پر پتھر رکھ رہا تھا میں نے عرض کیا اسکا شمار اس میں ہوگا۔آپ نے فرمایا ہاں

(۷۰۵) عبیداللہ بن علی حلبی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا چھت والی مسجدوں میں قیام مکروہ ہے؟آپ نے فرمایا ہاں مگر اس میں نماز پڑھنا تمہیں ضرر نہیں پہنچائے گا۔

(۷۰۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہمارے قائم آل محمدؑ مسجدوں کی چھتوں سے ابتداء کریں گے انہیں توڑ ڈالیں گے اور انہیں خس پوش کرنے کا حکم دینگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سائبان کی طرح۔

(۷۰۷) حضرت علی علیہ السلام جب مسجدوں میں محراب دیکھتے تو اسے توڑنے کا حکم دیتے اور فرمایا کرتے یہ تو یہودیوں کے مذبح خانوں کے مانند ہے۔

(۷۰۸) نیز حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ میں ایک مسجد دیکھی کہ وہ کنگرے دار تھی آپ نے فرمایا یہ تو یہودیوں کے بیع (عبادت خانے) کے مانند معلوم ہوتی ہے مسجدیں کنگرے دار نہیں ہوتیں ہے۔کشادہ بنائی جاتی ہیں

(۷۰۹) حضرت ابو الحسن اول (امام موسیٰ بن جعفر) علیہ السلام سے مٹی کے گارے کے متعلق پوچھا گیا جس میں بھوسا ملا ہوا ہو کہ کیا اس سے مسجد یا بیت الصلات کو لیپا جاسکتا ہے؟آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۱۰) نیز آپؑ سے ایک ایسے مکان کے متعلق دریافت کیا گیا جس میں گوبر سے چونا پکایا جاتا تھا کیا یہ جائز ہوگا کہ اس سے کسی مسجد کی چونا کلی کی جائے؟آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۷۱۱) نیز آپ سے دریافت کیا گیا ایک ایسے مکان کے متعلق کہ جو ایک عرصہ تک بیت الخلاء بنا ہوا تھا کیا یہ جائز ہے کہ اسکو مسجد بنادیا جائے؟آپ نے فرمایا اگر پاک صاف کر کے اسکو درست کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۷۱۲) اور عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی مسجد کے متعلق دریافت کیا جو کسی کے گھر کے اندر بنی ہوئی ہے اب گھر والے چاہتے ہیں کہ اسکو وسعت دیں اور اس مسجد کی جگہ بدل دیں؟آپ نے فرمایا اس

میں کوئی حرج نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا کہ ایک مکان ہے جو ایک عرصہ تک بیت الخلاء رہ چکا ہے کیا یہ جائز ہے کہ اسکو صاف ستھرا کر کے مسجد بنا دیا جائے۔ آپ نے فرمایا ہاں جب اس پر اتنی مٹی ڈال دی جائے جو اسکی سطح کو بالکل چھپا دے تو پھر یہ اس کو صاف ستھرا اور پاک کر دیگی۔

(۷۱۳) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مسجدوں میں جاتا رہے گا تو اسکو آٹھ چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ضرور حاصل ہوگی۔ (۱) ایک ایسا شخص جو خالصاً لوجہ اللہ اسکا برادر بن جائے (۲) یا کوئی حیرت انگیز جدید اطلاع (۳) یا کوئی محکم آیت ونشان (۴) یا کوئی ایسی رحمت و مہربانی کہ جسکا انتظار کر رہا تھا (۵) یا کوئی ایسا کلمہ جو اسکی اذیت وتکلیف کو دور کر دے (۶) یا کوئی ایسا جملہ سنے جو اسکو ہدایت کے راستہ پر لگا دے (۷) یا وہ ڈر یا (۸) شرم جس سے وہ کوئی گناہ ترک کر دے۔

(۷۱۴) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کانوں میں آواز آئی کہ کوئی شخص اپنی کسی گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان کر رہا ہے تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ اس سے کہدو کہ مسجد کسی اور کام کیلئے بنائی گئی ہے۔

(۷۱۵) نیز آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنی مسجدوں کو بچایا کرو، اپنے لڑکوں سے اپنے پاگلوں و دیوانوں سے اپنی بلند آوازوں سے، اپنی خرید وفروخت سے، گمشدہ چیزوں کے اعلان سے اور سزا واحکام سے، اور بہتر ہے کہ مسجد میں شعر پڑھنے اور استاد کا بیٹھ کر بچوں کو تعلیم دینے یا کسی خیاط کے وہاں بیٹھ کر کپڑا سینے سے اجتناب کیا جائے۔

(۷۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں سے کسی مسجد میں ایک چراغ جلائے گا تو جبتک اس چراغ کی روشنی اس مسجد میں ہے ملائکہ اور حاملین عرش اس شخص کیلئے طلب مغفرت کرتے رہیں گے۔

(۷۱۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص مسجد میں ایک کنکری بھی نکال لے تو اس پر لازم ہے کہ وہ کنکری اسکی جگہ پر واپس رکھ دے یا کسی دوسری مسجد میں رکھ دے اس لئے کہ وہ کنکری اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے۔

اور حائض وجنب کیلئے یہ جائز نہیں کہ مسجد میں داخل ہوں سوائے اسکے کہ وہ مسجد سے گزرنے کیلئے داخل ہو سکتے ہیں

(۷۱۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری عورتوں کیلئے سب سے بہتر مسجد گھر ہے۔

(۷۱۹) اور آپ سے مساجد کیلئے کوئی جائیداد وقف کرنے کیلئے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے اسلئے کہ مجوسی آتشکدوں پر جائیدادیں وقف کرتے ہیں۔

(۷۲۰) اور روایت کی گئی ہے کہ توریت میں تحریر ہے کہ زمین پر میرا گھر مسجدیں ہیں اس شخص کا کیا کہنا جو اپنے گھر میں پاک وطاہر ہولے اور اسکے بعد میرے گھر میں میری ملاقات کو آئے۔ آگاہ ہو میزبان پر مہمان کا اکرام فرض ہے آگاہ ہو اور

رات کی تاریکیوں میں مسجد کی طرف پاپیادہ جانے والوں کو خوشخبری سنادو کہ قیامت کے دن انکے لئے ایک نور ساطع ہوگا۔

(۲۱) روایت کی گئی ہے کہ وہ مکانات کہ جن میں رات میں نمازیں پڑھی جاتی ہیں وہ اہل آسمان کیلئے اسطرح چمکتے ہیں جیسے اہل زمین کیلئے سارے چمکتے ہیں۔

(۲۲) روایت کی گئی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام ایک مرتبہ ایک طویل مینار سے گزرے تو حکم دیا کہ اسکو گرادو مینار کو مسجد کی سطح سے بلند نہ کیا کرو۔

(۲۳) اور اللہ (کبھی کبھی) یہ چاہتا ہے کہ سارے اہل زمین پر عذاب نازل کردے اور ان میں سے کوئی نہ بچے مگر جب بوڑھوں کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنے پاؤں سے نماز کیلئے جارہے ہیں اور بچوں کو دیکھتا ہے کہ وہ قرآن کی تعلیم حاصل کررہے ہیں تو ان سے عذاب کو موخر کردیتا ہے۔

اور جو شخص مسجد میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اسے نہایت سکون و وقار سے داخل ہونا چاہیئے اسلئے کہ مسجدیں اللہ کا گھر ہیں اور اللہ کی نظر میں وہ پسندیدہ ترین بقعے ہیں اور وہ شخص اللہ کی نظر میں زیادہ پسندیدہ ہے جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو اور سب سے آخر میں نکلے۔

اور جو شخص مسجد میں داخل ہو تو اسکو چاہیئے کہ بائیں پاؤں سے پہلے دائیں پاؤں کو مسجد میں داخل کرے اور یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَافْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ عُمَّارِ مَسَاجِدِكَ جَلَّ ثَنَاءُ وَجْهِكَ (اللہ کے نام سے اور اللہ کے ساتھ اے نبی آپ پر اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں نازل ہوں۔ اے اللہ تو درود بھیج محمد اور آل محمد پر اور مجھ پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے اور مجھے ان لوگوں میں قرار دیدے جو تیری مسجدوں کو آباد رکھتے ہیں۔ تیرے چہرے کی ثناء اور تعریف بہت عظیم ہے) اور جب مسجد سے برآمد ہو تو دائیں سے پہلے بایاں پاؤں مسجد سے نکالے اور یہ کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَافْتَحْ لَنَا بَابَ رَحْمَتِكَ ۔

باب وہ مقامات کہ جہاں نماز جائز ہے اور وہ مقامات کہ جہاں نماز جائز نہیں ہے

(۲۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں میرے لئے ساری زمین طاہر اور مسجد (جائے سجدہ) بنائی گئی۔ رعب ودبدبہ دیکر میری مدد کی گئی۔ میرے لئے مال غنیمت کو حلال کردیا گیا۔ مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے۔ مجھے شفاعت کا اختیار دیا گیا۔

اور ساری روئے زمین پر نماز پڑھنا جائز ہے سوائے ان مقامات کے جہاں نماز پڑھنے کے لئے خصوصیت کے ساتھ منع کردیا گیا ہے۔

(۷۲۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا دس مقامات ایسے ہیں کہ جہاں نماز نہیں پڑھی جائے گی (۱) گارا (۲) پانی (۳) حمام (۴) قبریں (۵) شاہراہ (۶) چیونٹیوں کے گھروندے (۷) اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ (۸) پانی کے بہاؤ کی جگہ (۹) زمین شورہ زار (۱۰) برف۔

(۷۲۶) اور روایت کی گئی ہے کہ آپ مقام بیداء (مدینہ سے سات میل دور بجانب مکہ) وذات الصلاصل اور وادی شقرہ اور وادی ضجنان میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔

اور اگر انسان گارے یا پانی میں ہو اور وقت نماز آجائے اور اس میں سے نکلنا ممکن نہ ہو تو اشاروں سے نماز پڑھے اور اس کا سجود اسکے رکوع سے زیادہ جھک کر ہوگا۔ اور حمام کا وہ حجرہ جہاں کپڑے اتارتے ہیں وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ حمام میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ شیاطین کی پناہ گاہ ہے۔

(۷۲۷) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے حمام میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اگر صاف ستھری جگہ ہے تو کوئی حرج نہیں یعنی مسلخ میں (جہاں کپڑے تبدیل کرتے ہیں)

اور قبروں کو قبلہ بنایا جائے سجدہ بنانا جائز نہیں اور دو قبروں کے درمیان نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ قبر کا کوئی حصہ قبلہ نہ بنایا جائے۔ اور مستحب ہے کہ نماز پڑھنے والے اور قبروں کے درمیان ہر جانب دس ہاتھ کی دوری ہو اور چلتی ہوئی شاہراہ ہو تو اس میں نماز جائز نہیں ہے اور نہ پگڈنڈیوں پر لیکن دو پگڈنڈیوں کے درمیان جو کھلی ہوئی جگہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۲۸) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ راستہ کہ جس پر چلا جاتا ہے خواہ اس میں راستہ کی لکیر بنی ہو یا نہ بنی ہو اس میں نماز مناسب نہیں ہے تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ پھر کہاں نماز پڑھی جائے آپ نے فرمایا کہ اسکے دائیں بائیں ہو کر۔

(۷۲۹) نیز حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھیڑ بکریوں کے باڑے میں نماز کے لئے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس میں پڑھ لو مگر اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز نہ پڑھو۔ ہاں اگر تمہیں اپنے مال کی ضائع ہونے کا ڈر ہے تو پہلے وہاں جھاڑو دو پانی چھڑکو اور پھر نماز پڑھو۔ اور شورہ زار زمین میں نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن یہ کہ وہ جگہ ایسی نرم ہو کہ جہاں پیشانی برابر رکھی جاسکے۔

(۷۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مجوسیوں کے گھر کے اندر جس میں پانی کا چھڑکاؤ ہے نماز پڑھنے کے لئے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اتفاقیہ مکہ کے راستے میں دیکھا کہ آپ پیشانی رکھنے کے جگہ پر پانی چھڑک کر تر زمین پر سجدہ فرماتے اور کبھی ایسا بھی دیکھا کہ آپ جب دیکھتے کہ زمین صاف ستھری ہے تو پانی نہیں چھڑکتے تھے۔

(۶۳۱) صالح بن حکم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہودیوں کے عبادت خانے اور کنیسہ میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں نماز پڑھ لو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ چاہے وہ لوگ بھی اس میں اپنی نماز کیوں نہ پڑھ رہے ہوں پھر بھی میں اس میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا ہاں کیا تم قرآن نہیں پڑھتے۔ قل کل یعمل علی شاکلته فربکم اعلم بمن هو اهدی سبیلا (اے رسول تم کہدو کہ ہر ایک اپنے اپنے طریقہ پر عمل کرتا ہے پھر تم میں سے جو ٹھیک سیدھی راہ پر ہے تمہارا پروردگار اس سے خوب واقف ہے) (سورۃ الاسرا آیت نمبر ۸۴) لہذا تم قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھو اور ان لوگوں کی پرواہ نہ کرو۔

(۶۳۲) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس پیشاب کے متعلق سوال کیا جو چھت پر یا اس جگہ ہوتا ہے جہاں نماز پڑھی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر اسکو آفتاب نے خشک کر دیا ہے تو وہاں نماز پڑھ لو جائز ہے۔

(۶۳۳) عامر بن نعیم قمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان مقامات کے متعلق دریافت کیا جہاں لوگ پڑاؤ ڈالتے ہیں وہاں جانوروں کے پیشاب اور گوبر بھی ہوتے ہیں اور وہاں یہود و نصاری بھی آتے ہیں تو وہاں نماز کس طرح پڑھیں؟ آپ نے فرمایا تم اپنے کپڑے پر نماز پڑھو۔

(۶۳۴) علی بن مہزیار نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن ثالث امام علی النقی علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مقام بیداء سے گزر رہا ہے کہ اتنے میں نماز فریضہ کا وقت آگیا اور وہ مقام بیداء کو پار نہیں کر پائے گا کہ نماز کا وقت ہی گزر جائے گا اب وہ نماز کیسے پڑھے اس لئے کہ بیداء میں نماز پڑھنے کو منع کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر اس میں نماز پڑھ لیگا لیکن راستہ کے بلند اور بڑے حصہ کو چھوڑ کر پڑھے گا۔

(۶۳۵) اور ایوب بن نوح نے انہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ راستہ سے دائیں بائیں ہٹ کر نماز پڑھے گا۔

(۶۳۶) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس حجرہ اور گھر کے متعلق دریافت کیا جس میں سورج کی کرنیں نہیں پہنچتیں۔ اس میں پیشاب بھی کیا جاتا ہے اور اس میں لوگ غسل جنابت بھی کرتے ہیں کہ کیا اس میں اگر وہ خشک ہے تو نماز پڑھی جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ علی بن جعفر کا بیان ہے کہ میں نے پھر آنجناب سے قبروں کے درمیان نماز کے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ درست ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۶۳۷) عمار بن موسیٰ ساباطی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس چٹائی کے متعلق دریافت کیا جس کی لکڑیاں نجس پانی سے بھگوئی گئی ہیں کیا اس پر نماز جائز ہے؟ آپ نے فرمایا جب وہ خشک ہو تو اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۶۳۸) زرارہ نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے شاذ کونہ کی بنی ہوئی چھوٹی چٹائی کے متعلق دریافت کیا

کہ جس میں جنابت لگی ہوئی ہے کیا محمل کے اندر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۳۹) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تصویروں کو جب اپنے قدموں کے نیچے رکھو تو اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۴۰) ایک مرتبہ لیث مرادی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گھروں میں تکیہ کے متعلق دریافت کیا جس کے دائیں بائیں تصویر بنی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ قبلہ کی طرف نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر اس کا کوئی حصہ تمہارے سامنے قبلہ سے ملا ہوا ہے تو اس کو کسی چیز سے ڈھانپ دو اور نماز پڑھ لو۔

(۷۴۱) اور آپ سے ان تصویروں کے متعلق دریافت کیا گیا جو فرش پر بنی ہوئی ہیں اور ان تصویروں کی دو آنکھیں بھی ہیں تو کیا اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر اس تصویر میں ایک آنکھ بنی ہوئی ہے تو اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر تصویر کی دو آنکھیں بنی ہوئی ہیں اور تم اس پر نماز پڑھنا چاہو تو نہیں پڑھ سکتے۔

(۷۴۲) اور فرمایا علیہ السلام نے کہ جب تصویر کی ایک آنکھ ہو اور نماز پڑھتے ہوئے اس پر نگاہ پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۷۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اس گھر میں نماز نہ پڑھو جس میں کتا ہو مگر یہ کہ وہ شکاری ہو اور تم اس کے لئے دروازہ بند کئے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اور ملائکہ اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں آتے ہیں جس میں تصویریں ہوں اور نہ اس گھر میں آتے ہیں جس کے اندر کسی برتن میں پیشاب جمع کیا ہوا ہو۔ اور اس گھر میں نماز جائز نہیں جہاں کسی برتن میں شراب رکھی ہوئی ہو۔

(۷۴۴) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ایسی جگہ ہو جہاں اسکو (سجدہ کرنے کیلئے) زمین پر دسترس نہ ہو تو وہ اشاروں سے نماز پڑھے خواہ وہ ایسی سرزمین ہی ہو جو بلاد اسلام سے کٹی ہوئی ہو (جہاں شعائر اسلام کا اظہار ممکن نہ ہو) تو اس میں بھی اشاروں سے نماز پڑھے۔

(۷۴۵) اور سماعہ بن مہران نے آپ علیہ السلام سے ایک ایسے قیدی کے متعلق سوال کیا کہ جس کو مشرکین نے قید کر لیا ہے اور اسکی نماز کا وقت آگیا وہ مشرکین اسکو نماز پڑھنے سے مانع ہیں تو آپ نے فرمایا وہ اشاروں ہی سے نماز پڑھے۔

(۷۴۶) معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی جگہ میں نماز پڑھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر ان دونوں کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہے تو فرداً فرداً یکے بعد دیگرے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۴۷) اور زرارہ کی روایت میں ہے جس کو اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر اس مرد اور اس عورت کے درمیان ایک قدم یا ایک ہاتھ کی ہڈی کے برابر کا یا اس سے زائد کا فاصلہ ہے تو کوئی حرج

نہیں اگر وہ بالمقابل نماز پڑھیں۔

(۷۴۸) اور جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر عورت آگے نماز پڑھ رہی ہو اور مرد اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھا کرتے اور حضرت عائشہ آپ کے سامنے پاؤں پھیلائے حیض کی حالت میں لیٹی رہتی تھیں اور جب آپ سجدے کا ارادہ کرتے تو ان کے دونوں پاؤں کو اشارہ کرتے وہ اپنے دونوں پاؤں اٹھا لیتی تھیں تاکہ آپ سجدہ کرلیں۔ اور کوئی حرج نہیں اگر مرد اور عورت دونوں نماز پڑھیں اور ان دونوں کے درمیان ایک چھوٹا سا تکیہ یا کوئی چیز رکھی ہوئی ہو۔

باب کس لباس میں نماز پڑھی جائے اور کس میں نہیں اور ان کے تمام اقسام

(۷۴۹) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس نے آپ سے دریافت کیا کہ مردار کا چمڑا اگر اسکی دباغت کرلی جائے تو نماز میں پہنا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر ستر مرتبہ دباغت کرلی جائے تو بھی نہیں۔

(۷۵۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس قول فاخلع نعلیک انک بالوا د المقدس طوی (تم اپنی جوتیاں اتار لو کیونکہ تم اس وقت طویٰ نامی پاکیزہ چٹیل میدان میں ہو) (سورہ طہ آیت نمبر۱۲) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ جوتیاں گدھے کے مردار چمڑے کی تھیں۔

(۷۵۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہ السلام (کی طرف منسوب یہ مجہول وضعیف و ناقابل فہم روایت ہے کہ) ان دونوں سے کہا گیا کہ ہم ایک ایسا کپڑا خریدتے ہیں جس کے متعلق خیال ہے کہ اس کے بننے والے کے پاس ہی اس میں شراب اور خنزیر کی چربی لگی ہوگی تو اس کو دھونے سے پہلے ہم اس میں نماز پڑھیں؟ دونوں نے فرمایا ہاں کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا کھانا اور پینا حرام کیا ہے اسکا پہننا اور اس کو مس کرنا اور ایسے مشتبہ لباس میں نماز پڑھنا تو حرام نہیں کیا ہے۔

(۷۵۲) اور محمد بن حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کے جسکے پاس صرف ایک ہی لباس ہے جس میں پیشاب لگا ہوا ہے اور وہ اسکے دھونے پر بھی قادر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا وہ اسی میں نماز پڑھے (نماز نہ چھوڑے)

(۷۵۳) نیز عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جو اپنے لباس میں جنب ہو گیا اور اس کے پاس اس کے سوا کوئی دوسرا لباس بھی نہیں اور وہ اسکے دھونے پر قادر بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا وہ اسی میں نماز پڑھے (نماز نہ چھوڑے)

(۷۵۴) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ اسی میں نماز پڑھے اور جب پانی مل جائے تو اس کپڑے کو

دھوئے اور پھر سے دوبارہ نماز پڑھے۔

(۷۵۵) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو بالکل برہنہ ہے اور نماز کا وقت آیا تو اسکو ایسا لباس ملا جس کے نصف میں یا پورے میں خون لگا ہوا ہے۔ کیا وہ اس لباس میں نماز پڑھے یا برہنہ نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا اگر اسے پانی مل جائے تو دھولے اور اگر پانی نہ ملے تو اسی میں نماز پڑھے برہنہ نماز نہ پڑھے۔

(۷۵۶) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام کو ایک خط لکھا جس میں اس نے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے پاس دو کپڑے ہیں ان دونوں میں سے کسی ایک میں پیشاب لگا ہوا مگر اس کو یہ نہیں معلوم کہ پیشاب کس میں لگا ہوا ہے اور نماز کا وقت آگیا ہے اور ڈر ہے نماز فوت نہ ہو جائے اسکے پاس پانی بھی نہیں ہے تو اب کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ان دونوں میں نماز پڑھے گا۔

اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ ان دونوں کو یکے بعد دیگرے پہن کر نماز پڑھے گا۔

(۷۵۷) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں نماز میں ہوں اور میرے کپڑے میں خون لگا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے دیکھ لیا ہے اور تم دوسرا کپڑا بھی پہنے ہوئے ہو تو اس کو اتار دو اور دوسرے کپڑے میں نماز پڑھو۔ اور اگر تمہارے اوپر صرف وہی کپڑا ہے اور کوئی دوسرا نہیں ہے اور اس پر ایک درہم کے برابر خون لگا ہوا ہے تو اس میں نماز پڑھ لو نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر ایک درہم سے کم خون لگا ہوا ہے تو وہ کچھ نہیں تم نے خون دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ اور اگر تم نے دیکھا کہ وہ ایک درہم سے زیادہ ہے اور تم نے اسے نہیں دھویا اور اسی کپڑے میں بہت سی نمازیں پڑھ لیں تو جتنی نمازیں تم نے اس میں پڑھی ہیں ان سب کا اعادہ کرو اور یہ منی اور پیشاب کے برابر نہیں ہے، پھر آپ نے اسکے بعد منی کا ذکر کیا اور اس میں شدت کی اور اسے پیشاب سے زیادہ شدید قرار دیا اس کے بعد فرمایا کہ اگر تم منی کو نماز پڑھنے سے پہلے یا بعد میں دیکھو تو تم پر نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے اور اگر تم نے دیکھا اور اپنے کپڑے میں منی نہیں پائی اور نماز پڑھ لی تو پھر تم پر نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے اور اسی طرح سے پیشاب۔

(۷۵۸) اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تلوار بمنزلہ رداء کے ہے تم اس کو لٹکائے ہوئے نماز پڑھ سکتے ہو بشرطیکہ اس میں خون لگا ہوا نہ دیکھو اور کمان بھی بمنزلہ رداء کے ہے لیکن۔

(۷۵۹) مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ نماز پڑھے اور اسکے سامنے تلوار رکھی ہوئی ہو کیونکہ قبلہ جائے امن ہے اور یہ روایت بھی امیر المومنین علیہ السلام ہی سے ہے۔

(۷۶۰) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے سامنے کپڑے کا مشجب (اسٹینڈ) رکھا ہوا ہے کیا اس طرح نماز پڑھنا درست ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۶۹۱) اور انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے سامنے لہسن اور پیاز رکھی ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۶۹۲) نیز انہوں نے آپؑ سے دریافت کیا کہ کیا آدمی کے لئے یہ جائز ہے کہ ہری سبزیوں پر نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا اگر اسکی پیشانی زمین سے چپک جاتی ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۶۹۳) نیز انہوں نے آپ سے اگی ہوئی گھاس اور ثیّل (ایک گرہ دار گھاس جو سخت زمین پر پھیلتی ہے) پر نماز پڑھنے کے لئے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۶۹۴) نیز انہوں نے آپ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کسی شخص کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ نماز پڑھے اور چراغ قبلہ کی طرف اسکے سامنے رکھا ہوا ہو؟ آپ نے فرمایا اس کیلئے یہ جائز نہیں کہ آگ کو سامنے رکھے۔ یہ وہ اصل ہے کہ جس پر عمل کرنا واجب ہے۔

(۶۹۵) لیکن وہ حدیث جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے جس میں آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر ایک شخص نماز پڑھے اور آگ و چراغ اور تصویر اسکے سامنے ہو اس لئے کہ جس ذات کیلئے وہ نماز پڑھ رہا ہے وہ ان چیزوں سے زیادہ قریب ہے جو اس کے سامنے ہیں۔

یہ حدیث تین راویوں سے مروی ہے ان میں تین مجہول ہیں اور اسناد منقطع کے ساتھ اسکی روایت کی ہے حسن بن علی کوفی نے جو معروف راوی ہے اس نے روایت کی گئی ہے حسن بن عمرو سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے انہوں نے روایت کی عمرو بن ابراہیم ہمدانی سے اور یہ سب مجہول ہیں جو مرفوع حدیث کرتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ یہ فرمایا۔ لیکن اس سے رخصت کا پتہ چلتا ہے اس لئے کہ اس میں سبب بھی بتا دیا ہے حدیث ثقہ راویوں سے نکلی ہے اور مجہول راویوں سے جاکر متصل ہو گئی اور پھر سلسلہ اسناد منقطع ہو گیا پس جو شخص اس حدیث سے کوئی حکم اخذ کرے تو اسکے اجتہاد میں خطا نہیں ہوگی جبکہ یہ معلوم ہے کہ اصل نہیں ہے۔ اور اسکا اطلاق رخصت پر ہوگا اور رخصت رحمت ہے۔

(۶۹۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سیاہ ٹوپی میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں نماز نہ پڑھو یہ اہل جہنم کا لباس ہے۔

(۶۹۷) اور امیرالمومنین علیہ السلام جن باتوں کی اپنے اصحاب کو ہدایت کرتے تھے انہیں بھی فرمایا کہ سیاہ لباس نہ پہنا کرو یہ فرعون کا لباس ہے۔

(۶۹۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ و موزہ اور چادر ان تین کے علاوہ اور دیگر تمام سیاہ لباسوں کو مکروہ اور ناپسندیدہ سمجھتے تھے۔

(۷۶۹) روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سیاہ قبا پہنے ہوئے اور پٹکے میں خنجر لگائے ہوئے نازل ہوئے تو آنحضرت نے پوچھا اے جبریل یہ کیا لباس ہے؟ انہوں نے کہا کہ اے محمدؐ آپ کے چچا عباس کی اولاد کا یہی لباس ہوگا آپ کی اولاد پر آپ کے چچا کی اولاد بڑا ستم کرے گی ۔ یہ سن کر آنحضرتؐ (اپنے چچا) عباس کے پاس گئے اور فرمایا اے چچا میری اولاد پر آپ کی اولاد بڑا ستم کرے گی ۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو پھر آپ اجازت دیں میں اپنا آلہ تناسل کاٹ کر پھینک دوں ۔ آپ نے فرمایا نہیں اب تو قلم قدرت نے یہی لکھدیا ہے (یہ ہو کر رہے گا)۔

(۷۷۰) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء میں سے کسی نبی کے پاس وحی کی کہ مومنین سے کہدو کہ میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنیں اور میرے دشمنوں والی غذا نہ کھائیں اور میرے دشمنوں کی راہ پر نہ چلیں ورنہ جسطرح وہ ہمارے دشمن ہیں یہ لوگ بھی ہمارے دشمن ہو جائیں گے ۔ مگر سیاہ لباس پہننا گناہ نہیں ہے۔

(۷۷۱) حذیفہ بن منصور سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس مقام حیرہ (پشت کوفہ پر ایک قدیمی شہر) میں تھا کہ ابو العباس خلیفہ کا قاصد آپ کو بلانے کے لئے آیا تو آپ نے ایک برساتی لباس منگوایا جسکا ایک رخ سیاہ اور دوسرا رخ سفید تھا آپ نے پہنا اور فرمایا میں اسے پہن رہا ہوں مگر مجھے معلوم ہے کہ یہ اہل جہنم کا لباس ہے ۔

(۷۷۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص لوہے کی انگوٹھی پہن کر نماز نہ پڑھے ۔

(۷۷۳) اور آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس ہاتھ کو پاک نہ کرے جس میں لوہے کا چھلا ہو ۔

(۷۷۴) اور عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں وہ ہرگز یہ نہ پہنے یہ اہل جہنم کا لباس ہے ۔

(۷۷۵) ابو الجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا میں تمہارے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں اور میں تمہارے لئے بھی وہی ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں ۔ لہذا تم سونے کی انگوٹھی نہ پہنو یہ تمہارے لئے آخرت میں زینت ہے ۔ اور قرمزی (سرخ) چادر نہ اوڑھو یہ ابلیس کی چادر ہے ۔ سرخ گدیلا رکھ کر اونٹ پر سوار نہ ہو یہ ابلیس کی سواری ہے ریشمی لباس نہ پہنو ورنہ قیامت کے دن اللہ تمہاری جلد کو جلائے گا ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں میں سے کسی کو ریشم پہننے کی اجازت نہیں دی سوائے عبدالرحمن بن عوف کے اور یہ اس لئے کہ ان کے جوں زیادہ پڑتے تھے ۔

(۷۷۶) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا

ہے اور اسکے سامنے کوئی چڑیا ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پوچھا کہ ایک شخص انگور کی بیلوں میں نماز پڑھ رہا ہے اور اس میں پھل لگے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پوچھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے سامنے گدھا کھڑا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے اور اسکے درمیان کوئی ڈنڈا کوئی لکڑی یا کوئی اور چیز کھڑی کر لے۔ اسکے بعد نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔ پھر پوچھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے ساتھ گدھے یا خچر کے چمڑے کا ایک پیپا (بوتل) ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جائز نہیں کہ وہ نماز پڑھے اور یہ اسکے ساتھ ہو مگر یہ کہ کوئی ایسی چیز ہو جسکے جانے کے خطرہ ہو تو اپنے ساتھ رکھے اور نماز پڑھے۔ پھر پوچھا کہ ایک شخص ہے جو نماز میں ہے اور اسکا کوئی دانت ہل رہا ہے کیا وہ اسکو اکھاڑ لے؟ آپ نے فرمایا اگر اسکو اندازہ ہے کہ اس سے خون نہیں نکلے گا تو اس کو اکھاڑ لے اور اگر اندازہ ہے کہ خون نکل آئے گا تو باز رہے۔ پھر پوچھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسکی آستین میں کوئی چڑیا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اسکے بھاگ جانے کا خوف ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اور پوچھا کہ ایک شخص نماز میں ہے اور اسکے جسم پر مسّا یا زخم ہے کیا وہ اس مسّے کو توڑ سکتا ہے یا اپنے زخم کے کھرنڈ کو نکال کر پھینک سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اسکا خطرہ نہیں ہے کہ اس سے خون بہے گا تو کوئی حرج نہیں اور اگر اس کا خطرہ ہے کہ خون بہے گا تو ایسا نہ کرے۔ اور پوچھا کہ ایک شخص نماز میں ہے کہ کسی دوسرے شخص نے اسکو پتھر مارا وہ زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا وہ وہاں سے پلٹا اور زخم کو دھویا مگر کسی سے کوئی بات نہیں کی واپس مسجد میں آیا کیا وہ جتنی نماز پڑھ چکا ہے دوبارہ پڑھے یا اسکے آگے پڑھے؟ آپ نے فرمایا وہ آگے نماز پڑھے اور جو پڑھ چکا ہے اس میں سے کسی کا اعادہ نہ کرے۔ اور پوچھا کہ ایک شخص نماز میں ہے اس نے اپنے کپڑے پر کسی چڑیا وغیرہ کی بیٹ دیکھی کیا وہ اسکو مل کر صاف کرے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے نیز فرمایا کہ اگر کوئی شخص نماز میں ہے اور آسمان کی طرف دیکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

(۷۷۷) اور انہوں نے آپ سے خلخال کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اسکا پہننا عورتوں اور بچوں کے لئے درست ہے؟ آپ نے فرمایا اگر یہ بے آواز ہیں تو کوئی حرج نہیں اور اگر ان سے آواز پیدا ہوتی ہے تو درست نہیں ہے۔

(۷۷۸) نیز انہوں نے آپ سے مشک کے نافہ کے متعلق پوچھا جو نماز پڑھنے والے کی جیب یا لباس میں ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۷۷۹) نیز دریافت کیا کہ جس شخص کے منہ میں جواہرات اور موتی ہیں وہ نماز پڑھے؟ آپؑ نے فرمایا اگر قرائت میں مانع ہے تو نہیں اور اگر قرائت میں مانع نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۷۸۰) اور عمّار بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کسی شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ نماز پڑھے اور اسکے بجانب قبلہ کھلا ہوا قرآن ہو؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ پوچھا اور اگر وہ غلاف میں ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے سامنے ایک گلاس ہے جس میں ایک قسم کی خوشبو ہے آپ نے فرمایا ہاں میں نے

عرض کیا وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے سامنے ایک پیتل کی انگیٹھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور اگر اس میں آگ ہو؟ آپ نے فرمایا وہ نماز نہ پڑھے جب تک اس کو قبلہ سے ہٹا نہ لے۔ اور میں نے ایسے کپڑے میں نماز کیلئے پوچھا جس پر چڑیوں وغیرہ کی تصویریں بنی ہیں؟ فرمایا نہیں اور ایک شخص کے متعلق پوچھا جسکے ہاتھ میں ایک انگوٹھی ہے جس پر چڑیوں وغیرہ کی تصویریں ہیں؟ آپ نے فرمایا اس میں نماز جائز نہیں ہے۔

(۷۸۱) حبیب بن معلّی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ میں ایک کثیر السہو شخص ہوں بغیر اپنی انگوٹھی کے میں اپنی نماز یاد نہیں رکھ سکتا اس کی جگہ تبدیل کرتا رہتا ہوں (ایک انگلی سے دوسری انگلی میں) آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۸۲) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا ایک شخص منہ پر نقاب ڈالے یا ڈھاٹا باندھے ہوئے ہے کیا اس حالت میں وہ نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ سواری پر ہے تو ہاں اور اگر زمین پر ہے تو نہیں۔

(۷۸۳) عبدالرحمن بن حجاج نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوڈانی درہموں کے متعلق دریافت کیا جو ایک شخص کے پاس ہیں اور وہ ان کو باندھے ہوئے یا بغیر باندھے ہوئے ہے اور نماز پڑھ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص نماز پڑھے اور اسکے پاس یہ درہم ہوں جن میں تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ پھر فرمایا مگر لوگوں کو اپنے مال کی حفاظت کے بغیر کوئی چارہ نہیں لہذا اگر کوئی نماز پڑھے اور اسکے پاس یہ درہم ہوں تو انکو پیچھے کرلے اور اپنے اور قبلہ کے درمیان ان میں سے کوئی شے نہ رکھے۔

(۷۸۴) موسیٰ بن عمر بن بزیع نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ میں نماز میں اپنے ازار اور رومال کو اپنی قمیض کے اوپر باندھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۷۸۵) عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو عورت کے لباس و ازار پہن کر اور اسکے دوپٹہ کا عمامہ باندھ کر نماز پڑھتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں (جائز ہے) بشرطیکہ وہ عورتوں کا مخصوص لباس نہ ہو۔

(۷۸۶) عبداللہ بن سنان سے روایت کی گئی اس نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جسکے پاس ایک ہی سراویل (زیر جامہ) ہے اور کوئی لباس نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا وہ سراویل کا ازار بند کھولے اور اسکو ردا کی جگہ اپنے کندھے پر ڈال لے اور سراویل کو (بغیر ازار بند کے باندھے) اور نماز پڑھ لے اور اگر اس کے پاس کوئی تلوار ہے اور کوئی کپڑا نہیں ہے تو تلوار کو لٹکائے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

(۷۸۷) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا نماز پڑھنے کے لئے تمہارے کندھوں پر کم از کم اتنا کپڑا ہونا چاہیئے جتنے خُطّاف (ابابیل) کے دونوں بازو ہوتے ہیں۔

(۷۸۸) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد کیلئے کتنا کپڑا کافی ہے جس میں وہ نماز پڑھ سکے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام نے اتنی پتلی اور چھوٹی ردا میں نماز پڑھی کہ جو نصف پنڈلیوں تک گھٹنوں کے قریب پہونچتی تھی اور وہ ردا آپ کے کاندھوں پر اتنی رہتی تھی جتنے خطاف کے بازو۔ جب رکوع کرتے تو وہ ردا آپ کے کاندھوں سے گر جاتی اور جب سجدہ میں جاتے تو وہ سرک کر گردن سے متصل ہوجاتی اور آپ اسے اپنے کاندھوں پر اپنے ہاتھ سے واپس لاتے پس اس طرح وہ ردا سرکتی رہی اور اسی طرح آپ اس کو کاندھوں پر واپس لاتے رہے یہاں تک کہ نماز پڑھ کر آپ واپس ہوگئے۔

(۷۸۹) اور فضیل نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے ایک کرتے میں نماز پڑھی ہے اور آپ کی اوڑھنی آپ کے سر پر ہوتی جس سے صرف آپ کے بال اور کان چھپے ہوئے ہوتے اس سے زیادہ نہیں۔

(۷۹۰) اور زرارہ نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس نے آپ سے پوچھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اس دوران اس نے بچھو یا سانپ کو دیکھا تو کیا اسکو مار ڈالے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ چاہے تو ایسا کرے۔

(۷۹۱) اور سلیمان بن جعفر جعفری نے عبد صالح حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے بازار میں آکر ایک جبہ خریدا مگر اسے معلوم نہیں کہ وہ ذبیحہ کا ہے یا غیر ذبیحہ کا کیا وہ اس میں نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا تم لوگوں پر یہ معلوم کرنا فرض نہیں ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ خوارج نے اپنی جہالت کی وجہ سے اپنے نفس پر تنگیاں عائد کر رکھی ہیں ورنہ دین میں تو اس سے کہیں زیادہ وسعت ہے۔

(۷۹۲) اور اسماعیل بن عیسیٰ نے حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے پہاڑی بازاروں میں سے کسی بازار سے کچھ چمڑے اور پوستینیں خریدیں کیا وہ انکے متعلق پوچھے کہ یہ ذبیحہ کا ہے یا نہیں جب کہ فروخت کرنے والا مسلمان ہے جس سے جان پہچان نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا جب تم یہ دیکھو کہ فروخت کرنے والا مشرک ہے تو تم پر یہ فرض ہے کہ یہ پوچھو اور جب تم دیکھ رہے ہو یہ فروخت کرنے والے نماز پڑھتے ہیں تو ان سے یہ نہ پوچھو۔

(۷۹۳) جعفر بن محمد بن یونس سے روایت ہے کہ ان کے والد نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں پوستین اور موزوں کے متعلق پوچھا کہ میں اسے پہنتا ہوں اور اس میں نماز پڑھتا ہوں مگر مجھے یہ نہیں معلوم کہ یہ ذبیحہ کا ہے؟ تو آپ نے جواب میں لکھا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

(۷۹۴) ہاشم حناط سے روایت ہے اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو جانور پتے اور درخت کھاتا ہے تو اسکے چمڑے میں (اگر ذبیحہ ہو) تم نماز پڑھو تو کوئی حرج نہیں اور وہ جانور جو مردار کھاتے ہیں (خواہ وہ ذبیحہ ہوں یا نہ ہوں) ان کے چمڑے میں نماز نہ پڑھو۔

(۷۹۵) زرارہ کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین علیہ السلام کچھ لوگوں کے پاس گئے جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اور اپنی ردائیں سر سے اوڑھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا تم لوگوں کو کیا ہوگیا کہ اپنی ردائیں لحاف کی طرح اوڑھے ہوئے ہو ایسا معلوم ہوتا کہ تم لوگ وہ یہودی ہو جو اپنے عبادت خانوں اور کلیساؤں سے نکلے ہوئے آرہے ہیں تم لوگ ہرگز اپنی ردائیں لحاف کی طرح نہ اوڑھو۔

(۷۹۶) زرارہ کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ اپنے کپڑے صماء کی طرح اوڑھنے سے پرہیز کرو۔ میں نے عرض کیا کہ صماء کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اپنا کپڑا اپنے بغل کے نیچے سے نکالو اور ایک کاندھے پر ڈال دو۔

(۷۹۷) ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ وہ برہنہ نکلتا ہے اور نماز کا وقت آجاتا ہے تو اگر کوئی اسکو نہیں دیکھتا تو وہ برہنہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ لیگا اور اگر کوئی اسکو دیکھتا ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھے گا۔

(۷۹۸) ابو جمیلہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس نے آپ سے مجوسیوں کے کپڑوں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اسکو پہن کر اس میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا مگر وہ لوگ تو شراب پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ ہم لوگ سابور (ایران کا ایک موضع) کا بنا ہوا لباس خریدتے ہیں اسے پہنتے ہیں اور اس میں نماز پڑھتے ہیں۔

(۷۹۹) زیاد بن منذر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک شخص نے آنجناب سے میری موجودگی میں ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا کہ وہ حمام سے نکلتا ہے یا غسل کرتا ہے تو توشح کرتا ہے (اپنی چادر دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈال لیتا ہے) پھر اپنی ازار پر اپنی قمیض پہنتا ہے اور اسی لباس میں نماز پڑھتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ قوم لوط کا عمل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ اپنی قمیض کے اوپر توشح کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تکبر اور گھمنڈ کی نشانی ہے۔ میں نے عرض کیا قمیض بہت باریک کپڑے کی ہے وہ اسے لحاف کی طرح اوڑھ لیتا ہے آپ نے فرمایا یہ اور نماز میں بٹن کھولنا، انگشت شہادت یا انگوٹھے کے ناخنوں سے سنگریزے مارنا (گوٹیاں کھیلنا) راستے پر یا مجمع میں کندر چبانا۔ یہ سب قوم لوط کا عمل ہے۔

اور میں نے حضرت عبدالصالح علیہ السلام سے اور ابوالحسن ثالث (امام علی النقی علیہ السلام) سے ازار کے ساتھ قمیض کے اوپر توشح کی رخصت کی روایت کی ہے۔ نیز امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی۔ اور اسی کو لیکر میں فتویٰ دیتا ہوں۔

(۸۰۰) اور عبداللہ بن بکیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی رداء اپنے دونوں طرف چھوڑے ہوئے نماز پڑھتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۰۱) ابو بصیر نے آنجنابؑ سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جو انتہائی شدید گرمی اور دھوپ میں نماز پڑھ رہا ہے اور وہ زمین پر اپنی پیشانی رکھتے ہوئے ڈرتا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ اپنی پیشانی کے نیچے کپڑا رکھ لے۔

(۸۰۲) داؤد صرمی نے حضرت ابوالحسن علی بن محمد (امام علی النقی) علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ میں اس طرف جاتا ہوں جہاں یہ ممکن نہیں ہوتا کہ برف کی وجہ سے ایسی جگہ ملے کہ اس میں نماز پڑھوں تو پھر کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے امکان میں ہو کہ برف پر نہ سجدہ کرنا پڑے تو اس پر مت سجدہ کرو اور اگر امکان میں نہ ہو تو برف کو برابر کرو اور اس پر سجدہ کرو۔

(۸۰۳) ابراہیم بن ابی محمود نے امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ ایک شخص ساج کے تخت پر نماز پڑھ رہا ہے اور ساج (ساکھو) پر سجدہ کر رہا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں (ٹھیک ہے)

(۸۰۴) محمد بن مسلم نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ چٹائی کھجوروں کے پتوں کی ٹوکری اور تمام نباتات پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سوائے پھلوں کے۔

(۸۰۵) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شکاری پرندوں اور جانوروں کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ان کا گوشت کھانا ہم جائز نہیں سمجھتے لیکن انکے چمڑے تو ان پر بیٹھ لو سوار ہو لو مگر ان سے بنے ہوئے وہ لباس نہ پہنو جن میں تم نماز پڑھتے ہو۔

میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرمایا کہ ہر وہ جانور کہ جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اسکے بالوں اور روئیں کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر تم اسکے علاوہ کوئی سنجاب یا سمور یا لومڑی کی کھال پہنے ہوئے ہو اور نماز کا ارادہ ہے تو اسے اتار دو۔ اور بعض روایتوں میں اسکی اجازت بھی ہے (مگر کراہت کے ساتھ اور اضطراراً) اور لومڑی کی کھال میں ہرگز نماز نہ پڑھو اور نہ اس لباس میں جو اس سے اوپر یا اسکے نیچے لگایا ہوا ہو (یعنی استر)

(۸۰۶) سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام خز (اون و ریشم سے بنا ہوا کپڑا) کے جبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(۸۰۷) اور علی بن مہزیار سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو جعفر ثانی (امام علی النقی علیہ السلام) کو دیکھا کہ وہ اپنی نماز فریضہ و غیر فریضہ (ہر ایک) طارونی خز کے جبہ میں پڑھتے تھے اور آپ نے مجھے ایک خز کا جبہ بھی عطا فرمایا اور کہا کہ یہ جبہ میرا پہنا ہوا ہے اور مجھے حکم دیا کہ تم اس میں نماز پڑھا کرو۔

(۸۰۸) یحییٰ بن ابی عمران سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر ثانی (امام علی النقی) علیہ السلام کو سنجاب اور فنک (لومڑی کی قسم) کے متعلق خط لکھا اور اس میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان میں چاہتا ہوں کہ آپ اسکا جواب بر بنائے تقیہ نہ دیں تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس میں نماز پڑھ لو۔

(۸۰۹) داؤد صرمی سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت ابوالحسن ثالث امام علی النقی علیہ السلام سے اس خز کے متعلق دریافت کیا جس میں خرگوش کے بال ملے ہوئے ہیں؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ

یہ جائز ہے۔

اور یہ ایک طرح کی رخصت و اجازت ہے اس سے حکم اخذ کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کو رد کرنے والا گنہگار ہوگا۔ مگر اصل وہی ہے جسکو میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا کہ خز میں نماز پڑھو جبکہ اس میں خرگوش کے بال مخلوط نہ ہوں۔ نیز اس میں تحریر فرمایا کہ حریر و دیباج اور جس (لباس) پر نقش و نگار بنے ہوئے ہوں اور ابریشم خالص میں نماز نہ پڑھو۔ مگر یہ کہ تانا ابریشم کا ہو اور بانا روئی یا کتان کا ہو۔

(۸۱۰) اور ابراہیم بن مہزیار نے حضرت ابو محمد حسن علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں لباس قرمز کے اندر نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا اس لئے کہ ہمارے اصحاب اس میں نماز پڑھنے سے پرہیز کرتے ہیں ؟ تو آپ نے لکھا کہ الحمد للہ اس میں مطلق کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس وقت کوئی حرج نہیں جبکہ وہ قرمز ابریشم خالص کا نہ ہو اور جس لباس سے منع کیا گیا ہے وہ، وہ ہے جو ابریشم خالص کا ہو۔

(۸۱۱) اور ایک شخص نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا اور ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کا جبہ روئی کے بجائے قز (ریشم) کا ہے کیا وہ اس میں نماز پڑھے ؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہاں اس میں کوئی حرج نہیں یعنی بکری کے بالوں کے قز میں ابریشم کے قز میں نہیں۔

اور دیباج و حریر ابریشم خالص کا لباس پہننے اور اس میں مردوں کے نماز پڑھنے کے متعلق بہت سی احادیث منع وارد ہوئی ہیں اور عورت کے متعلق یہ سب پہننے کیلئے رخصت کی حدیثیں بھی وارد ہوئی مگر عورتوں کیلئے ان میں نماز پڑھنے کے جواز کی کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی ہے لہذا ابریشم خالص میں نماز پڑھنا مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے منع ہے جب تک کہ حدیث میں خصوصیت سے اس میں نماز پڑھنے کی اجازت وارد نہ ہو جیسا کہ ان (عورتوں) کے لیے خصوصیت کے ساتھ اس کے پہننے کی اجازت وارد ہے۔

اور مرد کے لیے حریر و دیباج کا لباس پہننے کی رخصت (اجازت) صرف جنگ میں ہے اور اگر ان میں تصویریں نہیں ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے یہ روایت سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۸۱۲) اور یوسف بن محمد بن ابراہیم نے ان ہی جناب سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس لباس کے پہننے میں کوئی ہرج نہیں جس میں حریر سے صرف بخیہ یا رفو کیا گیا ہو یا اس کے بٹن یا گھنڈی ہو یا اس کی دھاریاں ہوں۔ مرد کے لیے خالص حریر مکروہ ہے۔

(۸۱۳) مسمع بن عبدالمالک بصری نے ان ہی جناب سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کعبہ کے دیباج (غلاف) میں سے کچھ لیکر قرآن کا غلاف بنایا جائے یا اسکا مصلیٰ بنا کر اس پر نماز پڑھی جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۸۱۴) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام سے ایسے کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا جس میں نقش و نگار بنے ہوئے ہیں تو آپ نے اسکو مکروہ بتایا اس لیے کہ اس میں تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

وہ ازار بند کہ جسکا سرا ابریشم کا بنا ہوا ہو اسکو پہن کر نماز جائز نہیں ہے۔ اور خوارزم کی پوستین میں اور وہ کہ جس کی دباغت حجاز میں ہوتی ہے۔ اس کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور مردار کے صوف (اون) سے بنے ہوئے کپڑے کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی ہرج نہیں اس لئے کہ صوف میں روح نہیں ہوتی۔

(۸۱۵) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز میں اس تلوار کے لٹکانے کے متعلق دریافت کیا جسکے کے ساتھ کیمخت (چمڑے کی نیام) اور چمڑے کے جوڑنے کے لئے چمڑے ہی سے بنی ہو غراء (سریش) ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چمڑے مردار کے ہیں کوئی ہرج نہیں۔

(۸۱۶) اور علی بن ریان بن صلت نے حضرت ابوالحسن ثالث امام علی النقی علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے خود اپنے بال اور ناخن تراشے اور اسے بغیر اپنے کپڑوں سے دور کئے ہوئے نماز کے لئے کھڑا ہو گیا؟ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں۔

(۸۱۷) یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے سر پر ٹوپی ہے؟ آپ نے فرمایا اس سے کوئی نقصان نہیں۔

اور میں نے اپنے مشائخ رضی اللہ عنہم (اساتذہ) سے سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ عمامہ جس میں حنک نہ ہو اس میں نماز جائز نہیں ہے۔ اور عمامہ باندھنے والا جب تک اس میں تحت الحنک نہ نکالے اس کے لئے نماز جائز نہیں ہے۔

(۸۱۸) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص کسی سفر کے لئے نکلے اور اسکے عمامہ میں تحت الحنک نہ ہو اور اسے کوئی ایسا دکھ پیش آئے جسکا کوئی علاج نہ ہو تو وہ اپنے سوا کسی اور کو ملزم نہ ٹھہرائے۔

(۸۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے گھر سے تحت الحنک کے ساتھ عمامہ باندھے ہوئے نکلے تو میں ضامن ہوں کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس صحیح سلامت واپس ہوگا۔

(۸۲۰) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اپنی کسی حاجت کے لئے جائے اور باوضو ہو اسکی حاجت کیسے پوری نہیں ہوتی۔ اور مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو تحت الحنک کے ساتھ عمامہ باندھ کر کسی حاجت کے لئے جائے اس کی حاجت کیسے پوری نہیں ہوتی۔

(۸۲۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں اور مشرکوں میں امتیاز و فرق صرف تحت الحنک کے ساتھ عمامہ کا ہے مگر یہ فرق ابتدائے اسلام میں تھا۔

(۸۲۲) اور اہل خلاف نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے عمامہ میں تحت الحنک کا حکم دیا اور بغیر تحت الحنک عمامہ سے منع فرمایا تھا۔

(۸۲۳) حلبی اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص کے منہ پر کپڑا پڑا ہے کیا وہ نماز میں (سوروں کی) قرات کرے؟ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں۔

اور حلبی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب وہ ہمہمہ (آہستہ آواز) سنے۔

(۸۲۴) رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک خضاب لگائے ہوئے شخص کے لئے دریافت کیا کہ اگر وہ سجدہ اور قراءت پر قادر ہو تو کیا وہ اسی خضاب کی حالت میں نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر اسکے خضاب باندھنے کا کپڑا پاک ہے اور وہ باوضو ہے۔

اور کوئی ہرج نہیں اگر عورت خضاب لگائے ہوئے ہو اور اسکے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں اور وہ نماز پڑھے۔ یہ حدیث روایت کی ہے عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

(۸۲۵) علی بن جعفر اور علی بن یقطین نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے ان دونوں نے ان جنابؑ سے ایک ایسے مرد اور عورت کے متعلق دریافت جو دونوں خضاب لگائے ہوئے ہیں کیا یہ دونوں مہندی اور وسمہ کا خضاب لگائے ہوئے نماز پڑھیں؟ آپ نے فرمایا اگر منہ اور ناک کھلی ہوئی ہے تو کوئی ہرج نہیں۔

(۸۲۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے مگر اپنے ہاتھ اپنے لباس سے باہر نہیں نکالتا؟ آپ نے فرمایا اگر وہ اپنے ہاتھ باہر نکالے تو بہتر ہے اور اگر نہ نکالے تو بھی کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۸۲۷) زیادہ بن سوقہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تم میں سے صرف ایک لباس میں نماز پڑھے اور اس کے بٹن کھلے ہوئے ہوں تو کوئی ہرج نہیں اس لئے کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم دین حنیف (سیدھا سادہ) ہے۔

باب سجدہ کس چیز پر کرنا چاہیئے اور کس پر نہیں کرنا چاہیئے۔

(۸۲۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ زمین پر سجدہ فرض اور دوسری چیز پر سنت ہے۔

(۸۲۹) نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ امام حسینؑ کی قبر کی مٹی پر سجدہ کرنے سے زمین کے ساتوں طبق روشن اور نورانی بن جاتے ہیں۔

اور جس شخص کے پاس قبر حسین علیہ السلام کی مٹی کی تسبیح ہو تو اگر وہ تسبیح نہ بھی پڑھ رہا ہو مگر اس کا نام تسبیح

پڑھنے والوں میں لکھدیا جائے گا۔ اور انگلیوں پر تسبیح پڑھنے سے افضل کسی دوسری چیز پر تسبیح پڑھنا ہے اس لئے کہ قیامت کے دن ان چیزوں سے سوال کیا جائے گا (تمہارے اعمال کا)

(۸۳۰) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ہر وہ چیز جو زمین سے اگے اور روئیدہ ہو اس پر سجدہ جائز ہے سوائے ان چیزوں کے جو کھائی یا پہنی جاتی ہیں۔

(۸۳۱) یاسر خادم سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ ایک مرتبہ میں طبری چٹائی پر سجدہ کے لئے کچھ رکھ کر نماز پڑھ رہا تھا کہ حضرت ابوالحسن علیہ السلام کا میری طرف سے گزر ہوا آپ نے فرمایا کیا بات ہے تم اس طبری چٹائی پر سجدہ کیوں نہیں کرتے کیا یہ زمین کے نباتات میں سے نہیں ہے؟

میرے والد رحمہ اللہ نے جو مجھے رسالہ بھیجا تھا اس میں تحریر فرمایا ہے کہ زمین پر سجدہ کرو یا اس چیز پر جو زمین سے اگی ہے اور مدینہ کی چٹائیوں پر سجدہ نہ کرو کیونکہ وہ چمڑے کی بنی ہوتی ہیں۔ اور نہ سجدہ کرو بال پر نہ اون پر نہ چمڑے پر نہ ریشم پر نہ شیشے پر نہ لوہے پر نہ سونے پر نہ پیتل پر نہ سیسہ پر نہ تانبے پر نہ پرندوں کے پروں پر اور نہ راکھ پر اور اگر زمین بہت گرم ہے اور ڈر ہے کہ پیشانی جل جائے گی یا بہت اندھیری رات ہے اور تمہیں بچھو اور کانٹے کا ڈر ہے کہ وہ تمہیں اذیت پہونچائے گا تو کوئی ہرج نہیں کہ تمہاری آستین اگر وہ روئی یا کتان کی ہے تو اس پر سجدہ کر لو۔ اور اگر تمہاری پیشانی پر دمبل یا بڑا مسّا ہے تو ایک گڑھا سا بنالو اور جب سجدہ کرو تو دمبل اس میں رکھو اور اگر تمہاری پیشانی پر کوئی ایسا مرض ہے کہ جسکی وجہ سے تم سجدہ نہیں کرسکتے تو اپنی پیشانی کے داہنے جانب سے سجدہ کرو اگر اس طرف سے سجدہ نہیں کرسکتے تو پیشانی کی بائیں طرف سجدہ کرو۔ اور اگر اس پر بھی سجدہ نہیں کرسکتے تو اپنے پشت دست پر سجدہ کرلو اور اگر اس پر بھی سجدہ نہیں کرسکتے تو پھر اپنی ٹھڈی سے سجدہ کرلو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (سورۃ الاسرا آیت نمبر ۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹) ترجمہ:۔ جن لوگوں کو اس کے قبل ہی آسمانی کتابوں کا علم بخشا گیا ہے ان کے سامنے جب یہ پڑھا جاتا ہے تو ٹھڈیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔ اور ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور ان کو زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ (یہ آیات سجدہ ہیں اس لئے عربی متن نہیں دیا گیا) اور زمین کے علاوہ کسی چیز پر کھڑے ہونے لپنے ہاتھ اور گھٹنے اور دونوں انگوٹھے رکھنے اور ناک رگڑنے میں کوئی ہرج نہیں اور (سجدے کے لئے) پیشانی رکھنے کے لئے تمہارے لئے یہ جائز ہے کہ ایک درہم کے برابر بالوں کی جڑ سے لیکر ابروؤں تک جہاں چاہو رکھو۔ اور تمہارا سجدہ ایسا ہونا چاہیے جیسے کوئی دبلا پتلا اونٹ بیٹھتے وقت لپنے پیٹ کو اونچا رکھتا ہے۔ تم ایسے رہو جیسے معلق ہو تمہارے جسد کا کوئی حصہ بھی کسی چیز کے سہارے نہ ہو۔

(۸۳۲) معلی بن خنیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قفر (پڑول اور تارکول سے مشابہہ ایک چیز) اور قیر (تارکول) پر نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا (مجبوری ہے تو) کوئی ہرج نہیں۔

(۸۳۳) حسن بن محبوب نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے چونے کے متعلق سوال کیا کہ وہ گوہ غلیظ اور مردار کی ہڈیوں سے پھونکا جاتا ہے پھر اسی چونے سے مسجد میں پختہ فرش کیا جاتا ہے کیا اس پر سجدہ کیا جائے؟ تو آپ نے اپنے خط میں جواب تحریر کیا کہ آگ اور پانی نے اسے پاک کر دیا ہے۔

(۸۳۴) داؤد بن ابی زید نے حضرت ابوالحسن ثالث امام علی النقی علیہ السلام سے ان قرطاسوں اور کاغذوں کے متعلق دریافت کیا جن پر کچھ لکھا ہوا ہے کیا اس پر سجدہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا جائز ہے۔

(۸۳۵) علی بن یقطین نے حضرت ابوالحسن اول حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اونی کمبل اور قالین پر سجدہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ حالت تقیہ میں ہے تو کوئی ہرج نہیں۔ اور حالت تقیہ میں کپڑے پر سجدہ کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔

(۸۳۶) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تارکول پر نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۸۳۷) زرارہ نے ان دونوں آئمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے عرض کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے سر پر ٹوپی یا عمامہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر اسکی پیشانی سر کے بال کی جڑ سے ابروؤں تک زمین سے ذرا بھی مس ہو جائے تو وہ کافی ہے۔

(۸۳۸) یونس بن یعقوب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ دونوں سجدوں کے درمیان اپنے سجدہ کی جگہ پر کنکریاں برابر کر رہے ہیں۔

(۸۳۹) علی بن بجیل سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام کو دیکھا کہ جب وہ سجدہ سے سر اٹھاتے تو اپنی پیشانی سے کنکریاں چھڑا کر زمین پر ڈال دیتے تھے۔

(۸۴۰) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سر کے بالوں کی جڑوں سے ناک کے آخری سرے تک سجدہ کی جگہ ہے اس میں سے جو بھی زمین سے مس ہو جائے وہ تمہارے لئے کافی ہے اور زرارہ نے بھی آپ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

(۸۴۱) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک جگہ گرد و غبار ہے جب سجدہ کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے پھونک لیتا ہوں آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں ہے۔

اور میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا کہ سجدہ کی جگہ کو نہ پھونکو اور اگر پھونکنا ہی ہے تو نماز شروع کرنے سے پہلے پھونک لو۔

(۸۴۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ (جائے سجدہ کا پھونکنا) اس لئے مکروہ ہے

کہ ڈر ہے کہ جو اسکے پہلو میں نماز پڑھ رہا ہے اسکو اذیت ہو۔
اور حالت نماز میں کسی شخص کا اپنی پیشانی کی لگی ہوئی مٹی کا چھڑانا مکروہ ہے اور نماز کے بعد اسکو ویسے ہی چھوڑے رکھنا بھی مکروہ ہے۔ اور حالت نماز میں اپنی پیشانی سے مٹی چھڑانا کوئی گناہ نہیں اس لئے کہ اسکی رخصت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

باب کھانے اور پہننے کی چیزوں پر سجدہ کے منع ہونے کے سبب

(۸۴۳) ہشام بن حکم نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ ارشاد فرمائیں کہ سجدہ کن چیزوں پر جائز ہے اور کن چیزوں پر جائز نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا سجدہ سوائے زمین کے یا اس سے جو چیزیں اگتی ہیں ان کے علاوہ کسی چیز پر جائز نہیں ہے۔ سوائے ان اگی ہوئی چیزوں کے جو کھائی اور پہنی جاتی ہیں۔ اس نے کہا میں آپ پر قربان اسکا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ سجدہ اللہ کے سامنے جھکنا ہے اس لئے جائز نہیں کہ جو چیزیں کھائی یا پہنی جاتی ہیں اُنکی طرف آدمی جھکے کیونکہ دنیا والے کھانے اور پہننے والی چیزوں کے بندے بنے ہوئے ہیں۔ اور سجدہ کرنے والا اپنے سجدہ میں صرف اللہ کی عبادت میں مشغول ہے اس لئے یہ جائز نہیں کہ وہ سجدہ میں اپنی پیشانی دنیا والوں کے معبود پر رکھے جو اس کے دھوکے میں آگئے ہیں اور زمین پر سجدہ کرنا سب سے افضل ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع اور خضوع کا زیادہ اظہار ہوتا ہے۔

باب قبلہ

(۸۴۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو اہل مسجد کے لئے قبلہ بنایا ہے اور مسجد کو اہل حرم کے لئے قبلہ بنایا اور حرم کو تمام اہل دنیا کے لئے قبلہ بنایا ہے۔
(۸۴۵) مفضل بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ ہمارے اصحاب کے متعلق نماز میں ذرا بائیں جانب مڑنے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب حجر اسود جنت سے نازل ہوا اور اپنی جگہ پر رکھا گیا تو حجر کے نور سے حرم کے تمام گوشے پر نور ہوگئے اور اسکی روشنی کعبہ کے داہنی جانب چار میل اور بائیں جانب آٹھ میل تک پہنچی پس اگر کوئی شخص داہنی جانب مڑے گا تو وہ حدود قبلہ سے نکل جائے گا اور اگر بائیں جانب مڑے گا تو حدود قبلہ سے خارج نہیں ہوگا۔ اور جو شخص مسجد حرام میں ہے تو وہ کعبہ کی طرف رخ کرکے جس جانب سے چاہے نماز پڑھے اور جو شخص کعبہ کے اندر نماز پڑھے تو وہ جس جانب چاہے نماز پڑھے مگر اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ دونوں ستونوں کے درمیان جو سرخ پتھروں کا فرش ہے اس پر کھڑا ہو اور اس رکن کی طرف رخ کرے جس میں حجر اسود ہے۔ اور جو شخص کعبہ کی چھت پر ہو اور

نماز کا وقت آجائے تو وہ لیٹ جائے اور اپنے سر سے بیت معمور کی طرف اشارہ کرے اور جو شخص کوہ ابو قبیس پر ہو تو وہ کعبہ کو سامنے رکھے اور نماز پڑھے اس لئے کہ کعبہ اپنے اوپر کی جانب آسمان تک قبلہ ہے۔

اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ (۱۳) سال تک مکہ میں اور انیس (۱۹) مہینے تک مدینہ میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی اس پر یہودی طعنہ زن ہوئے اور بولے کہ آپ بھی تو ہمارے ہی قبلہ کے تابع ہیں جس کا آپ کو شدید غم ہوا چنانچہ ایک شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے برآمد ہوئے اور اپنا چہرہ آسمان کے چاروں طرف پھرانے لگے اور جب صبح ہوئی تو نماز صبح پڑھی اس کے بعد جب ظہر کا وقت آیا اور آپ ظہر کی دو رکعت پڑھ چکے تو حضرت جبریل یہ آیت لیکر نازل ہوئے ۔ قدنری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضا ھانول وجھک شطرالمسجد الحرام (اے رسول تمہارا قبلہ بدلنے کے واسطے بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا ہم دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور تم کو ایسے قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے تم خوش ہوجاؤ گے اچھا تو نماز ہی میں تم مسجد حرام (کعبہ) کی طرف منہ کرلو) (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۴) پھر حضرت جبریل نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور آپ کا رخ کعبہ کی طرف پھیر دیا اور آپ کے پیچھے جو لوگ نماز پڑھ رہے تھے ان سب نے اپنا رخ کعبہ کی طرف موڑلیا نتیجہ میں مرد جو آگے کھڑے تھے وہ پیچھے ہوگئے اور عورتیں جو پیچھے کھڑی تھیں وہ آگے ہوگئیں اور یہ آپ کی وہ نماز ہے کہ جس کی پہلی دو رکعت نماز آپ نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی اور آخر کی دو رکعت نماز آپ نے کعبہ کی طرف رخ کر کے پڑھی ۔ اور اسکی خبر جب مدینہ کی مسجد میں پہونچی تو وہاں والے عصر کی دو رکعت بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھ چکے تھے اب باقی آخر کی دو رکعت انہوں نے کعبہ کی طرف رخ کر کے پڑھی چنانچہ ان لوگوں کی یہ عصر کی نماز ابتدائی دو رکعت بیت المقدس کی طرف ہوئی اور آخر کی دو رکعت کعبہ کی طرف رخ کر کے ہوئی اسی بناء اس مسجد کا نام مسجد ذوالقبلتین ہوگیا۔

مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ جتنی نمازیں لوگوں نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے کیا پڑھیں وہ سب ضائع ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی و ماکان اللہ لیضیع ایمانکم (ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ایمان (نمازیں جو بیت المقدس کے رخ پر پڑھ چکے ہیں) کو ضائع کردے (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۴۳)

میں نے اس حدیث کو بعینہٖ کتاب النبوت میں بھی تحریر کردیا ہے۔

(۸۴۶) عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے روایت کی گئی کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص نابینا کے متعلق پوچھا کہ اس نے غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لی تو آپ نے فرمایا اگر اس نماز کا وقت ہے تو اعادہ کرے اور اگر وقت گذر گیا تو اعادہ نہیں کرے گا راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس نے بادل گھرا ہوا تھا اور نماز پڑھ لی اور جب بادل چھٹا تو اسکو معلوم ہوا کہ اس نے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اس نماز کا وقت ہے تو اعادہ کرے اور اگر وقت گذر گیا تو اعادہ نہیں کرے گا۔

(۸۴۷) زرارہ اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ شخص متحیر کے لئے تا ابد جائز ہے وہ جدھر چاہے رخ کر کے نماز پڑھے جبکہ اس کو معلوم نہیں کہ قبلہ کا رخ کدھر ہے۔

(۸۴۸) اور معاویہ بن عمار نے ان جناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دیکھتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبلہ سے ذرا دائیں یا بائیں منحرف تھا۔ تو آپ نے فرمایا اسکی نماز ہو گئی۔ اور مشرق سے مغرب کے درمیان سب قبلہ ہے۔

اور قبلۂ متحیر کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے و لله المشرق و المغرب فاینما تولو افثم وجه الله (مشرق و مغرب سب اللہ ہی کے لئے ہے جدھر رخ کرو ادھر اللہ ہے) (سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۱۵)

(۸۴۹) محمد بن ابی حمزہ نے حضرت ابو الحسن اول امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر پائخانہ کی پشت سے زمین توڑ کر پانی ابلنے لگے اور وہ قبلہ کی جانب ہو تو اسکو کسی شے سے ڈھانک دو۔ اور مسلمان کی نماز نہیں ٹوٹتی اگر اسکے سامنے سے کوئی کتا یا کوئی عورت یا کوئی گدھا وغیرہ گذر جائے۔

(۸۵۰) اور رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے قبلہ کی طرف تھوکنے سے منع فرمایا ہے۔

(۸۵۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ (نماز پڑھتے میں) مسجد میں کسی کا کھنکھار دیکھ لیا تو ابن طاب کھجور کے گچھے کو لیکر گئے اسکو صاف کیا اور پیچھے کی طرف الٹے پاؤں واپس ہوئے اور وہی نماز پڑھنے لگے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت کے اس عمل نے نماز کے مسائل کے بہت سے دروازے کھول دیئے۔

(۸۵۲) نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روبقبلہ یا پشت بقبلہ ہو کر جماع کرنے کو منع فرمایا ہے اور قبلہ رو پیشاب پائخانہ کرنے کو بھی منع فرمایا ہے۔

(۸۵۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص نماز میں (اگر تھوکنا چاہے تو) نہ اپنے سامنے تھوکے اور نہ اپنے داہنے جانب تھوکے اگر تھوکنا ہے تو بائیں جانب یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے۔

(۸۵۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص نماز میں اجلال خداوندی کے پیش نظر اپنے تھوک کو روکے رہے تو اللہ تعالیٰ اسکو مرتے دم تک صحت عطا فرمائے گا۔ اور روایت کی گئی ہے جس شخص کو غار میں قبلہ کا پتہ نہیں چلتا تو وہ چار جانب رخ کر کے نماز پڑھے۔

(۸۵۵) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قبلہ کی طرف رخ کئے بغیر نماز نہیں ہوتی راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا کہ قبلہ کے حدود کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا مشرق و مغرب کے درمیان سب قبلہ ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر کوئی شخص غیر قبلہ کیطرف رخ کر کے نماز پڑھ لے یا ابر کے دن میں غیر وقت میں نماز پڑھ لے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ پھر سے نماز کا اعادہ کرے۔

(۸۵۶) اور ایک دوسری حدیث میں زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تم اپنا چہرہ قبلہ کے سمت رکھو اور قبلہ کی طرف سے اپنا منہ نہ پھیرو ورنہ تمہاری نماز فاسد ہو جائے گی چنانچہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نماز فریضہ کے متعلق کہ فول وجھک شطر المسجد الحرام و حیث ماکنتم فولوا وجوھکم شطرہ (اے رسول) پس تم اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور (اے مسلمانوں) تم جہاں بھی ہو اسی کی طرف اپنا منہ کیا کرو) (سورۃ بقرہ آیت ۱۴۴) پس اٹھو اور سیدھے کھڑے ہو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چپ چاپ سیدھا کھڑا نہ ہوگا اسکی نماز نہ ہوگی اور اپنی نگاہیں اللہ کے سامنے خشوع کے ساتھ نیچے جھکائے رکھو آسمان کی طرف نظر نہ کرو اور تمہارا چہرہ جائے سجدہ کے بالکل بالمقابل رہے۔

(۸۵۷) اور امام علیہ السلام نے زرارہ سے فرمایا کہ نماز کا اعادہ صرف پانچ وجہ سے کیا جائے گا۔ طہارت، وقت، قبلہ، رکوع، سجود (یعنی ان سب میں اگر کوئی کوتاہی ہو گئی ہو)

اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک رسالہ میں تحریر فرمایا اگر تمہارا نوافل پڑھنے کا ارادہ ہو اور تم کسی سواری پر ہو تو اپنی سواری کے سر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لو جدھر وہ تمہیں لیجائے خواہ قبلہ کی طرف لیجائے یا دائیں یا بائیں۔ اور اگر تم اپنی سواری کی پشت پر نماز فریضہ پڑھو تو قبلہ رو ہو کر تکبیر افتتاح کہو پھر جانے دو جدھر تمہاری سواری لیجائے تم سورۃ کی قراءت کرو اور جب رکوع اور سجود کا ارادہ ہو تو رکوع اور سجود ایسی چیز پر کرو جس پر سجدہ جائز ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہو مگر یہ نماز فریضہ تم اسطرح سواری پر اسی حال میں پڑھو جب شدید اضطرار اور مجبوری ہو۔ اور اگر تم پا پیادہ چلتے ہوئے نماز پڑھ رہے ہو تو بھی ایسا ہی کرو لیکن جب سجدہ کرنا ہو تو زمین پر سجدہ کرو۔ اور آپ نے اپنے رسالہ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اگر تم کو کسی درندے کا سامنا ہو اور ڈر ہو کہ نماز فوت ہو جائے گی تو قبلہ کی طرف رخ کرو اور نماز اشاروں سے پڑھ لو اور اگر ڈر ہو کہ اسطرح درندے سے تمہاری مڈبھیڑ ہو جائے گی تو جسطرح وہ چکر لگا رہا ہے اسطرح تم بھی چکر لگاؤ اور نماز اشاروں سے پڑھتے رہو۔

(۸۵۸) اور روایت کی گئی کہ اگر ہوا کا طوفان چل رہا ہو اور سفینہ والوں کا قبلہ رو ہونا ممکن نہ ہو تو صدر سفینہ کیطرف رخ کر کے نماز پڑھ لو۔

(۸۵۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (بعض موقع پر) ہر واعظ قبلہ ہوتا ہے وعظ سننے والوں کے لئے اور وعظ سننے والے قبلہ بن جاتے ہیں واعظ کے لئے یعنی نماز جمعہ و عیدین و نماز استسقاء میں خطبہ کے وقت امام خطبہ سننے والوں کا قبلہ بنتا ہے اور خطبہ سننے والے امام کے لئے قبلہ بنتے ہیں یہاں تک کہ وہ خطبہ سے فارغ ہو جاتا ہے۔

(۸۶۰) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں سفر میں ہوتا ہوں تو رات کے وقت قبلہ کا پتہ نہیں چلتا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس ستارے کو پہچانتے ہو جسکو جدی کہا جاتا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں آپ نے

فرمایا تو اس کو اپنی داہنی جانب رکھو اور اگر حج کے راستہ پر ہو تو اسکو اپنے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھو۔

باب عمر کی وہ حد جس میں بچوں سے نماز کے لئے مواخذہ کیا جائے

(۸۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہم لوگ اپنے بچوں کو جب وہ پانچ سال کے ہوتے ہیں تو انہیں نماز کا حکم دیتے ہیں تم لوگ اپنے بچوں کو جب سات سال کے ہوجائیں تو نماز کا حکم دو۔ہم لوگ اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہوجاتے ہیں تو روزے کا حکم دیتے ہیں اور جتنی ان میں برداشت کی طاقت ہوتی ہے وہ ایک دن میں رکھتے ہیں۔آدھے دن یا اس سے زیادہ یا آدھے دن سے کم جب ان پر بھوک پیاس کا غلبہ ہوتا ہے تو افطار کرلیتے ہیں۔تاکہ وہ روزہ رکھنے کے عادی ہوجائیں اور ان میں اسکی برداشت آجائے۔تم لوگ اپنے بچوں کو جب وہ نو (۹) سال کے ہوجائیں تو ان کو روزہ رکھنے کا حکم دو اور جب ان پر پیاس کا زیادہ غلبہ ہو تو افطار کرلیں۔

(۸۶۲) حسن بن قارن سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام سے سوال کیا یا کسی نے آپ سے سوال کیا اور میں نے سنا ایسے شخص کے متعلق کہ اس کے لڑکے کی ختنہ ہوئی تھی اور اس نے ایک دن یا دو (۲) دن نماز نہیں پڑھی آپ نے اس سے پوچھا کہ لڑکا کتنے سال کا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ آٹھ سال کا آپ نے فرمایا سبحان اللہ وہ آٹھ سال کا ہوگیا اور اس نے نماز چھوڑی۔اس نے عرض کیا اسے درد ہورہا تھا آپ نے فرمایا وہ جتنی پڑھ سکتا ہو پڑھے۔

(۸۶۳) عبداللہ بن فضالہ نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب لڑکا تین سال کا ہوجائے تو اس سے کہو کہ وہ سات مرتبہ لاالہ الااللہ کہے۔پھر اسے چھوڑ دو اور اب جبکہ وہ تین سال سات ماہ اور بیس دن کا ہوجائے تو اس سے کہا جائے کہ سات مرتبہ محمد الرسول اللہ کہو اور پھر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ چار سال کا ہوجائے تو اس سے کہا جائے کہ سات مرتبہ صلی اللہ علی محمد و آلہ کہو اور پھر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ پورا پانچ سال کا ہوجائے تو اس سے پوچھا جائے کہ تمہارا داھنا ہاتھ کون سا ہے اور بایاں ہاتھ کون سا ہے اگر وہ اپنا دایاں اور بایاں پہچاننے لگا ہے تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کرکے کہا جائے کہ سجدہ کرو اور پھر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ پورا سات سال کا ہوجائے اور جب پورا سات سال کا ہوجائے تو اس سے کہا جائے تم اپنا منہ اور اپنے ہاتھ دھوؤ جب وہ اپنے دونوں ہاتھ اور منہ دھوئے تو اس سے کہا جائے کہ نماز پڑھو۔پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ اس کے نو سال پورے ہوجائیں اور جب وہ نو سال کا پورا ہوجائے تو اسکو وضو کی تعلیم دی جائے اور مار مار کے سکھایا جائے اور اسے نماز کا حکم دیا جائے اور اسے مار مار کے پڑھایا جائے اور جب وہ وضو اور نماز سیکھ لے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اسکے والدین کو اللہ بخش دیگا۔

باب اذان واقامت اور موذنین کا ثواب

(۸۶۴) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے اور نماز کا وقت آگیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اذان کہی اور جب انہوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو ملائیکہ نے بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جب انہوں نے اشھدان لا الہ الا اللہ کہا تو ملائیکہ نے کہا انہوں نے اللہ کی یکتائی کا اقرار کیا۔ جب انہوں نے کہا کہ اشھدان محمد رسول اللہ تو ملائیکہ نے کہا کہ کوئی نبی مبعوث ہوا جب انہوں نے حی علی الصلوۃ کہا تو ملائیکہ نے کہا یہ اپنے رب کی عبادت کیلئے لوگوں کو آمادہ کررہے ہیں جب انہوں نے حی علی الفلاح کہا تو ملائیکہ نے کہا کہ جس نے ان کی اتباع کی اس نے فلاح پائی۔

(۸۶۵) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام (کلمات) اذان لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نازل ہوئے اور اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراقدس حضرت علیؑ کی آغوش میں تھا حضرت جبریل نے اذان کہی اور اقامت کہی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب سے بیدار ہوئے تو آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ تم نے سنا؟ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ پوچھا کہ تم کو یاد ہے؟ عرض کیا جی ہاں فرمایا پھر بلال کو بلاؤ اور انہیں سکھادو حضرت علیؑ نے بلال کو بلوایا اور انکو اذان دینا سکھا دیا۔

(۸۶۶) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اذان تو تم چاہے بغیر وضو کے کہہ لو، ایک لباس میں کہہ لو، کھڑے ہو کر کہہ لو، بیٹھ کر کہہ لو، جسطرف تمہارا رخ ہو کہہ لو، مگر جب تم اقامت کہو تو باوضو ہو کر اور نماز کے لئے آمادہ ہو کر۔

(۸۶۷) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہو تو اذان کہہ لے سواری پر ہو تو اذان کہہ لے۔

(۸۶۸) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تم سواری پر ہو یا پیدل چل رہے ہو یا بغیر وضو کے ہو اور اذان کہہ لو تو کوئی حرج نہیں مگر تم سوار ہو یا بیٹھے ہوئے ہو تو اقامت نہ کہو مگر یہ کہ کوئی عذر ہو یا چوروں کی سرزمین ہو۔

(۸۶۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موذن کو اذان واقامت کے درمیان اتنا ثواب مل جاتا ہے جتنا خدا کی راہ میں شہید ہونے والے اور اپنے خون میں لوٹنے والے کو۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا پھر تو لوگ اذان دینے کے لئے آپس میں لڑیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں بلکہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ

آئے گا کہ لوگ اذان دینے کا کام ضعیفوں پر چھوڑ دیں گے تو یہی وہ گوشت و پوست ہیں جن پر اللہ نے جہنم کو حرام کر دیا ہے۔

(۸۷۰) حضرت علی (علیہ السلام) نے فرمایا کہ آخری گفتگو جو مجھ سے میرے ولی حبیب (رسول اللہ) نے کی وہ یہ کہ انہوں نے ارشاد فرمایا اے علی (علیہ السلام) جب تم نماز پڑھو تو تمہارے پیچھے جو سب سے زیادہ ضعیف شخص ہو اسکی جیسی نماز پڑھو اور اذان پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہ کرو جو اذان دینے کی اجرت لیتا ہو۔

(۸۷۱) خالد بن نجیح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اذان میں اللہ اکبر کے ہا اور الف کو پوری فصاحت کے ساتھ کہنا حتمی اور لازمی ہے۔

(۸۷۲) اور ابو بصیر نے ان دونوں آئمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ بلال ایک غلام صالح تھے انہوں نے کہدیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی ایک کے لئے بھی اذان نہیں کہیں گے پس اسی دن سے حی علی خیر العمل کہنا ترک کر دیا گیا۔

(۸۷۳) حسن بن سری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ سنت ہے کہ اگر کوئی شخص اذان کہے تو اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لے۔

(۸۷۴) اور خالد بن نجیح نے ان ہی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اذان اور اقامت دونوں حتمی اور لازمی ہیں اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ دونوں موقوف اور طے شدہ ہیں۔

(۸۷۵) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اذان میں تمہارے لئے اتنی بھی آواز جائز ہے کہ جیسے تم خود کو سنا رہے ہو یا خود کو سمجھا رہے ہو۔ اور (اللہ اکبر میں) ہا اور الف فصاحت اور وضاحت سے کہو۔ اور جب تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لو یا تمہارے سامنے کوئی نام لے تو تم درود بھیجو نبی اور انکی آل پر خواہ اذان میں نام ہو یا غیر اذان میں۔

اور بغیر اپنے نفس پر زور دیئے تمہاری جتنی بھی آواز تیز ہوگی جسے اکثر لوگ سنیں اتنا ہی تمہارا ثواب زیادہ ہوگا۔

(۸۷۶) معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اذان کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکو تم کھل کر بلند آواز سے کہو اور جب اقامت کہو تو اس سے کم اور دھیمی آواز سے اور اذان واقامت میں تم صرف دخول وقت کا انتظار کرو اور اقامت میں جلدی کرو۔

(۸۷۷) نیز عمار ساباطی نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم نماز فریضہ کے لئے کھڑے ہو تو اذان کہو اور اقامت کہو اور اذان واقامت کے درمیان فاصلہ دو خواہ بیٹھ کر یا کوئی اور بات کر کے یا تسبیح پڑھ کر (راوی) کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ اذان واقامت کے درمیان فاصلہ کے لئے کتنی بات کافی ہے؟ آپ

نے فرمایا کہ الحمد اللہ (کافی ہے)۔

(۸۷۸) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو یا پیادہ چل رہا ہے اور طاہر نہیں یا وہ سواری کی پشت پر ہے اور اذان کہہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر کلمہ شہادت کہنے والا رو بقبلہ ہے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۸۷۹) اور زرارہ نے ان جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اقامت کہہ لی جائے تو پھر امام اور تمام اہل مسجد کے لئے کلام کرنا حرام ہے سوائے اسکے کہ امام کو آگے بڑھانے کے لئے کچھ کہا جائے۔

(۸۸۰) حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو تم میں سے سب سے اچھا قاری ہو وہ تمہاری نماز میں امامت کرے اور جو تم میں سے اچھے لوگ ہوں وہ اذان کہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ جو تم میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔

(۸۸۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں ایک سال اذان کہے تو اسکے لئے جنت واجب ہے۔

(۸۸۲) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ موذن کی اللہ تعالیٰ مغفرت کرے گا۔ اسکی نگاہ آسمان تک جاتی ہے اور اسکی آواز آسمان پر گونجتی ہے اور ہر خشک و تر جو بھی اسکی آواز کو سنتا ہے اسکی تصدیق کرتا ہے اور مسجد میں جو بھی اسکے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسمیں اسکا حصہ ہے اور جو بھی اسکی آواز سن کر نماز پڑھتا ہے اسکے لئے ایک نیکی ہے۔

(۸۸۳) اور امام علیہ السلام نے فرمایا جو شخص سات سال تک صرف بنظر ثواب اذان کہے گا تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اسکے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔

(۸۸۴) روایت کی گئی ہے کہ جب ملائکہ اہل زمین کی اذان کی آواز سنتے ہیں تو کہتے ہیں یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز ہے جو اللہ کی وحدانیت کی گواہی دے رہے ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ سے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے طلب مغفرت کرتے رہتے ہیں جبتک کہ یہ لوگ نماز سے فارغ نہیں ہوجاتے۔

(۸۸۵) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اذان کے لئے کم سے کم اتنی اجازت دی گئی ہے کہ ایک اذان اور ایک اقامت سے رات کا افتتاح ہو اور ایک اذان اور ایک اقامت سے دن کا افتتاح ہو اور اسکے علاوہ تمام نمازوں میں صرف اقامت جائز ہے بغیر اذان کے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام عرفات میں نماز ظہر و عصر ملا کر ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھیں اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھی ہیں۔

(۸۸۶) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا رسول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر وعصر کو ایک ساتھ جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ اور نماز مغرب وعشاء کو ایک ساتھ جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ (سفر نہیں بلکہ) حضر میں بلا کسی عذر وسبب کے پڑھا۔

(۸۸۷) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسکے پیچھے ملائیکہ کی دو صفیں نماز پڑھتی ہیں اور جو شخص بغیر اذان کے صرف اقامت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسکے پیچھے ملائیکہ کی صرف ایک صف نماز پڑھتی ہے۔ اور صف کی حد مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔

(۸۸۸) اور عباس بن ہلال کی روایت میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے اذان اور اقامت کہی اسکے پیچھے ملائیکہ کی دو صفیں نماز پڑھتی ہیں اور اگر اس نے بغیر اذان کے صرف اقامت کہی تو اسکے داہنے جانب ایک ملک اور بائیں ایک ملک پڑھتا ہے پھر فرمایا کہ دو صفوں کو غنیمت سمجھو۔

(۸۸۹) اور ابن ابی لیلیٰ کی روایت میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسکے پیچھے ملائیکہ کی دو صفیں نماز پڑھتی ہیں (وہ صفیں اتنی طویل ہوتی ہیں کہ ان کے دونوں کنارے نظر نہیں آتے اور جو شخص صرف اقامت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسکے پیچھے صرف ایک ملک نماز پڑھتا ہے)۔

(۸۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اذان صبح سنتے وقت یہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْاَلُکَ بِاِقْبَالِ نَھَارِکَ وَاِدْبَارِ لَیْلِکَ وَحُضُوْرِ صَلَوٰاتِکَ، وَاَصْوَاتِ دُعَاتِکَ اَنْ تَتُوْبَ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں دن کے آنے کا واسطہ دیکر، رات کے جانے کا واسطہ دیکر اور نماز کے وقت حاضر ہونے کا واسطہ دیکر اور تجھ سے دعا مانگنے کی آوازوں کا واسطہ دیکر کہ تو میری دعا کو قبول کرلے۔ بے شک کہ تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔

اور اسطرح جب اذان مغرب سنے تو کہے اور اسی دن مرجائے یا اسی شب میں مرجائے تو وہ تائب مرے گا اور حضرت علی علیہ السلام کے موذن عامر کے والد ابن نباح اپنی اذان میں حی علی خیر العمل، حی علی خیر العمل کہا کرتے جب حضرت علی علیہ السلام نے انکو یہ کہتے دیکھا تو فرمایا کہ عدل کے ساتھ کہنے والوں کو مرحبا اور اسکے ساتھ نماز پڑھنے والوں کو مرحبا اور اھلاً۔

(۸۹۱) حارث بن مغیرہ نصری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص موذن کو یہ کہتے ہوئے سنے کہ اشھد ان لاالہ الااللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود اللہ سوائے اس اللہ کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں) تو یہ بھی اسکی تصدیق کرتے ہوئے بنظر ثواب کہے کہ وانا اشھد ان لاالہ الااللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ (میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں) تو یہ دونوں شہادتیں ہر کافر وہر منکر سے برائت کے اظہار کے لئے

اس کے واسطے کافی ہیں اور وہ اور ان دونوں شہادتوں کے ذریعہ ہر اس شخص کا معین ومددگار ہوگا جو اللہ کی وحدانیت کا اور محمدؐ کی رسالت کا اقرار کرتے اور اسکی شہادت دیتے ہیں اور اسکو تمام کافروں اور منکروں کی تعداد کے مطابق اور تمام اقرار کرنے والوں اور اسکی شہادت دینے والوں کی تعداد کے مطابق ثواب واجر ملے گا۔

(۸۹۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے محمد بن مسلم سے فرمایا کہ اے محمد بن مسلم تم کسی حال میں بھی ہو ذکر خدا ہرگز نہ چھوڑو۔ اگر تم بیت الخلاء میں بھی ہو اور موذن کی اذان سنو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور وہ کہو جو موذن کہتا ہے۔

(۸۹۳) زید شحام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اذان واقامت بھول کر نماز شروع کردی؟ آپ نے فرمایا اگر اسکو سورہ الحمد پڑھنے سے پہلے یاد آگیا تو وہ محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجے اور اقامت کہے اور اگر اس نے سورہ کی قرات شروع کردی ہے تو پھر اپنی نماز مکمل کرلے ۔

(۸۹۴) عمار ساباطی سے روایت کی گئی انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اذان میں ایک لفظ کہنا بھول گیا اور اذان واقامت سے فارغ ہونے کے بعد اسکو یاد آیا آپ نے فرمایا کہ وہ جو لفظ بھولا ہے اسے کہے اور اسکے بعد آخر اذان تک کہے پوری اذان اور پوری اقامت کا پھر سے اعادہ نہ کرے۔

(۸۹۵) معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تثویب (نماز صبح میں الصلوہ خیر من النوم کہنا) کے متعلق دریافت کیا جو اذان واقامت کے درمیان کہا جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہم اسکو نہیں جانتے کہ آخر یہ ہے کیا۔

(۸۹۶) اور حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے کہ اگر کوئی لڑکا محتلم ہونے (بالغ ہونے) سے پہلے اذان کہے تو کوئی ہرج نہیں اور اگر کوئی حالت جنابت میں ہو اور اذان کہے تو کوئی ہرج نہیں مگر غسل کرنے سے پہلے اقامت نہیں کہے گا۔

(۸۹۷) ابوبکر حضرمی اور کلیب اسدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے ان دونوں کو اذان بتائی --

(۸۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے موذن حضرات کے متعلق فرمایا کہ یہ لوگ امین ہوتے ہیں۔

(۸۹۹) نیز آپ نے فرمایا کہ تم لوگ جمعہ کی نماز عامہ کی اذان پر پڑھ لو اس لئے کہ یہ لوگ شدت کے ساتھ وقت کی پابندی کرتے ہیں۔

(۹۰۰) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سفر میں اذان کے بغیر اقامت کہہ لینے کی اجازت ہے۔

(۹۰۱) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تم راستے میں یا اپنے گھر میں اذان کہو پھر مسجد میں پہونچکر اقامت کہو تو یہ تمہارے لئے جائز ہے۔

(۹۰۲) اور کبھی کبھی حضرت علی علیہ السلام اذان کہتے اور اقامت کوئی دوسرا شخص کہتا اور کبھی اذان کوئی دوسرا کہتا اور اقامت آپ کہتے تھے۔

(۹۰۳) ہشام بن ابراہیم نے ایک مرتبہ امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے اپنے مرض کی شکایت کی اور یہ کہ اس کے کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا تو آپ نے حکم دیا کہ وہ اپنے گھر میں باآواز بلند اذان دیا کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرا دکھ درد دور کر دیا اور میری بہت سی اولاد ہوئی۔

محمد بن راشد کا بیان ہے کہ میں دائم المریض تھا میں اور میرے خادموں اور میرے اہل وعیال میں سے کچھ لوگوں کو مرض سے چھٹکارا نہیں تھا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں تنہا باقی رہ گیا تھا اور میری کوئی خدمت کرنے والا نہ تھا مگر جب میں نے ہشام سے یہ سنا تو میں نے بھی اس پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے بحمداللہ میرے اور میرے اہل وعیال کے سارے امراض دور کر دیئے۔

(۹۰۴) روایت کی گئی ہے کہ جو شخص اذان سنے اور وہ کہتا رہے جو موذن کہتا ہے تو اس کے رزق میں زیادتی ہوگی۔

(۹۰۵) عبداللہ بن علی سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے اپنا مال تجارت بصرے سے لادا اور مصر کی طرف چلا ابھی میں راستے میں ہی تھا کہ ایک بزرگ کو دیکھا جو طویل القامت تھے رنگ بہت سیاہ تھا سر اور داڑھی بالکل سفید تھی ان کا لباس دو پھٹی پرانی چادریں تھیں ایک سیاہ تھی اور ایک سفید میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام بلالؓ ہیں یہ سنکر میں نے چند تختیاں اٹھائیں اور ان کے پاس پہنچا اور کہا السلام علیک ایھا الشیخ انہوں نے جواب سلام میں وعلیک السلام کہا میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو حدیث آپ نے سنی ہو وہ بیان فرمائیں۔ انہوں نے کہا تمہیں کیا معلوم کہ میں کون ہوں؟ میں نے عرض کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن بلالؓ ہیں یہ سنکر وہ رونے لگے اور میں بھی رونے لگا اور بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور ہم لوگ روتے رہے پھر انہوں نے پوچھا بچے تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے عرض کیا میں اہل عراق میں سے ہوں انہوں نے کہا بہت خوب مبارک ہو مبارک ہو پھر تھوڑی دیر خاموش رہے اسکے بعد کہا اے بھائی عراقی اچھا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ فرمارہے تھے کہ موذن لوگ مومنین کی نماز وروزہ ان کے گوشت اور خون کے امین ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگیں گے اللہ ان کو دیگا اور جسکی بھی شفاعت کریں گے اللہ انکی شفاعت کو قبول کرے گا۔

میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے کوئی اور حدیث ارشاد ہو۔ آپ نے کہا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص چالیس سال تک

محض اللہ کی خوشنودی کے لئے اذان کہے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکو اس طرح مبعوث کرے گا کہ اسکے نامہ عمل میں چالیس صدیقوں کا عمل نیک و مقبول لکھا ہوگا۔

میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے کوئی اور حدیث ارشاد ہو۔ آپ نے کہا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بیس سال تک برابر اذان کہتا رہے گا اسکو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسطرح مبعوث کرے گا کہ اس کے پاس آسمان کے برابر نور ہوگا۔

میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ کوئی اور حدیث ارشاد فرمایئے آپ نے کہا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص دس سال تک اذان کہتا رہے گا اللہ تعالیٰ اسکو حضرت ابراہیم خلیلؑ کے ساتھ انکے قبہ یا انکے درجہ میں ساکن کرے گا۔

میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ کوئی اور حدیث ارشاد فرمایئے آپ نے کہا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ایک سال تک اذان دیتا رہے گا اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن اسطرح مبعوث کرے گا کہ اسکے سارے گناہ جتنے بھی ہوں گے خواہ کوہ احد کے وزن کے برابر کیوں نہ ہوں معاف کردیگا۔

میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ کوئی اور حدیث ارشاد ہو آپ نے کہا اچھا اسکو یاد رکھنا اور اسپر لوجہ اللہ عمل کرنا۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص فی سبیل اللہ ایمان واحتساب کے ساتھ تقرب الہیٰ کے حصول کے لئے ایک نماز کے لئے بھی اذان کہے گا اللہ اسکے سارے پچھلے گناہ معاف کردے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر یہ کرم کرے گا کہ بقیہ عمر اسکو گناہوں سے بچائے گا اور جنت میں اسکو شہداء کے ساتھ رکھے گا۔

میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے سب سے اچھی حدیث جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو اسے بیان فرمائیں۔ انہوں نے کہا اے لڑکے تجھ پر وائے ہو تو نے میرے دل کی رگوں کو کاٹ دیا یہ کہکر وہ رونے لگے اور میں بھی رونے لگا اور خدا کی قسم مجھے ان پر بڑا ترس آیا۔ پھر انہوں نے فرمایا اچھا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو ایک مٹی کے تودہ کی شکل میں جمع کردیگا پھر موذنوں کے پاس نور کے فرشتے بھیجے گا جنکے ہاتھوں میں علم ہوں گے اور وہ ایسے گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے لائیں گے جنکی لجامیں زبرجد سبز کی ہونگی اور ان کی پاکھر مشک اذفر کی ہونگی اس پر وہ موذن لوگ سوار ہوجائیں گے بلکہ ان گھوڑوں پر کھڑے ہونگے اور یہ ملائکہ ان گھوڑوں کو کھینچتے اور یہ موذن با آواز بلند اذان دیتے ہوئے چلیں گے۔

یہ کہکر بلالؓ پر سخت گریہ طاری ہوا اور میں بھی رونے لگا۔ جب وہ روتے روتے خاموش ہوئے تو میں نے عرض کیا آپ کیوں روئے تھے؟ انہوں نے کہا تم پروائے ہو تم نے مجھے ایسی ایسی باتیں یاد دلا دیں جو میں نے اپنے حبیب اور اپنے مشفق سے سنی تھیں وہ فرما رہے تھے کہ اس ذات کی قسم کہ جس نے مجھ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا یہ موذن لوگ اپنے اپنے گھوڑوں پر کھڑے ہو کر تمام مخلوق کے سامنے سے گزریں گے اور کہیں گے اللہ اکبر اللہ اکبر جب یہ لوگ کہیں گے تو میری امت کی چیخ وپکار سنی جائے گی تو اسامہ بن زید نے پوچھا کہ یہ چیخ وپکار کیسی ہوگی؟ آپ نے فرمایا یہ تسبیح و تحمید و تہلیل کی آواز ہوگی۔ اور جب موذن لوگ کہیں گے "اشھد ان لا الہ الا اللہ" تو میری امت کہے گی ہاں ہاں ہم لوگ دنیا میں اسی کی تو عبادت کرتے تھے تو کہا جائے گا کہ تم لوگوں نے سچ کہا۔ اور جب موذن صاحبان کہیں گے کہ "اشھد ان محمداً رسول اللہ" تو میری امت کہے گی کہ انہی نے تو ہمارے رب ذوالجلال کا پیغام ہم لوگوں تک پہنچایا اور ہم لوگ اس پر ایمان لائے حالانکہ ہم لوگوں نے اسکو دیکھا نہیں تو ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگوں نے سچ کہا یہی وہ ہیں کہ جنہوں نے تمہارے رب کا پیغام تم لوگوں تک پہنچایا تو اللہ نے بھی یہ طے کر لیا ہے کہ تم لوگوں کو اور تمہارے نبی کو ایک جگہ جمع کر دے پھر ان کو انکی منزلوں تک پہنچا دیا جائے گا اور اس میں وہ کچھ ہوگا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا نہ کسی دل میں اسکا خیال آیا ہوگا۔ پھر میری طرف نظر اٹھائی اور فرمایا اگر تم سے ہو سکے اور قوت استطاعت تو اللہ ہی دیتا ہے تو ایسا کرنا کہ بغیر موذن بنے ہوئے نہ مرنا۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے میں ایک فقیر و محتاج ہوں مجھے کچھ عطا کیجئے اور وہ چیز عنایت کیجئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے اس لئے کہ آپ انکی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں اور مجھے انکی زیارت نصیب نہ ہو سکی۔ اور یہ بتائیں کہ آپ سے آنحضرتؐ نے جنت کی کیا صفت بیان کی انہوں نے کہا اچھا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کی چار دیواری میں ایک اینٹ سونے کی ہوگی اور ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ یاقوت کی اور اسکا گارا مشک اذفر کا ہوگا اسکے کنگرے یاقوت سرخ و سبز و زرد کے ہونگے۔ میں نے عرض کیا اور اسکے دروازے کون کون سے ہونگے؟ انہوں نے کہا اسکے دروازے مختلف ہونگے ایک باب رحمت ہوگا جو یاقوت سرخ کا ہوگا۔ میں نے عرض کیا اور اس کا حلقہ کس چیز کا ہوگا؟ انہوں نے کہا اب مجھے چھوڑو تم نے ایک پیچیدہ سوال کر دیا۔ میں نے عرض کیا آپ جب تک یہ نہ بتائیں گے کہ آپ نے رسول اللہ سے اسکے متعلق کیا سنا ہے میں اس وقت تک آپ کو نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے فرمایا اچھا تو پھر لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک باب صبر ہوگا وہ ایک چھوٹا سا دروازہ ہوگا اور ایک پٹ کا ہوگا اور یاقوت سرخ کا ہوگا۔ ایک باب شکر ہوگا جو یاقوت سفید کا ہوگا وہ دو (۲) پٹ کا ہوگا اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔ اور وہ شور کرے گا کہ پروردگار میرے اہل کو جلد میرے پاس بھیج۔ تو میں نے عرض کیا کہ کیا دروازہ کلام کرے گا؟ انہوں

نے کہا ہاں خدائے ذوالجلال اسکو قوت گویائی عطا کر دے گا۔ اور ایک باب بلاء وآزمائش ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا وہی تو باب صبر نہیں ہے ؟ تو انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر باب بلاء وآزمائش کیا ہے ؟ انہوں نے کہا وہ باب مصیبت و امراض اسقام وجزام ہوگا وہ یاقوت زرد کا ہوگا جسکا صرف ایک پٹ ہوگا اور بہت کم لوگ اس میں داخل ہونگے۔

میں نے عرض کیا میں ایک مرد فقیر ہوں کچھ اور عنایت کیجئے اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ انہوں نے کہا لڑکے تو نے مجھے بہت پریشان کیا اچھا سنو۔ ایک باب اعظم ہوگا اور اس میں سے صالح بندے داخل ہونگے اور وہ صاحبان زہد و تقویٰ ہونگے جو اللہ سے محبت وانس رکھتے ہونگے۔ میں نے عرض کیا اچھا جب یہ سب لوگ جنت میں داخل ہوجائیں گے تو وہاں کیا کریں گے ؟ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ دو نہروں کے پانی میں یاقوت کی کشتیوں کے اندر بیٹھ کر سیر کریں گے جنکے پتوار موتی کے ہونگے اور اس میں نور کے فرشتے ہونگے جنکے لباس نہایت گہرے سبز رنگ کے ہونگے۔

میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے کیا نور بھی سبز رنگ کا ہوتا ہے ؟ انہوں نے کہا لباس تو سبز رنگ کا ہوگا لیکن اسکے اندر اللہ کا پیدا کیا ہوا نور ہوگا تاکہ یہ لوگ اس نہر کے دونوں کناروں کی سیر کریں۔ میں نے پوچھا اس نہر کا نام کیا ہے؟ کہا جنت الماویٰ۔ میں نے عرض کیا کہ کیا جنت میں اسکے علاوہ کوئی اور نہر بھی ہے ؟ انہوں نے کہا ہاں جنت عدن ہے جو جنت کے بالکل وسط میں ہے اور اسکی چہار دیواری یاقوت سرخ کی ہوگی۔ اسکے سنگریزے موتی ہونگے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اسکے اندر ان کے علاوہ کوئی اور نہر بھی ہوگی ؟ انہوں نے کہا ہاں جنت الفردوس۔ میں نے عرض کیا اسکی چہار دیواری کیسی ہوگی ؟ انہوں نے کہا وائے ہو تجھ پر اے لڑکے چھوڑ مجھے تو نے تو سوال کرتے کرتے میرے دل کو زخمی کر دیا۔ میں نے عرض کیا تو آپ نے بھی تو جواب دیتے دیتے میرے ساتھ ایسا ہی کیا ہے۔ میں آپ کو نہ چھوڑونگا جب تک کہ آپ یہ نہ بتائیں گے اسکی چہار دیواری کیسی ہے ؟ انہوں نے کہا اسکی چہار دیواری نور کی ہوگی۔ میں نے عرض کیا اس میں غرفے (کمرے) کس چیز کے ہونگے ؟ انہوں نے کہا اس میں غرفے اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے نور کے ہونگے۔

میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے کچھ اور بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا تم پر وائے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے متعلق مجھے اتنا ہی بتایا تھا۔ خوش بخت ہے وہ جو اس پر ایمان رکھے۔ میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے میں خدا کی قسم اس پر ایمان رکھنے والوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا تم پر وائے ہو جو شخص اس پر ایمان رکھتا ہوگا یا اس حق اور اس منہاج کی تصدیق کرتا ہوگا وہ کبھی دنیا اور زینت دنیا کی طرف رغبت نہیں کرے گا اور خود اپنے نفس کا حساب کرتا رہے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں تم سچ کہتے ہو مگر اب اور تقرب حاصل کرو اس پر پختہ ہوجاؤ مایوس نہ ہو عمل کرو اس میں کوتاہی نہ کرو امید رکھو، ڈرو اور اپنے آپ کو برائیوں سے بچاتے رہو۔

پھر حضرت بلالؓ نے گریہ کیا اور تین مرتبہ ایسی چیخ ماری کہ میں سمجھا کہ وہ اب مرے۔ اسکے بعد بولے نجات نجات، جلدی جلدی، کوچ کوچ، عمل عمل، خبردار تم لوگ اس میں کوتاہی نہ کرنا خبردار اس میں کوتاہی نہ کرنا۔ پھر کہا اچھا اگر

مجھ سے بیان میں کوئی کوتاہی ہوئی تو اسے معاف کرنا۔ میں نے عرض کیا آپ سے اگر کوئی کمی اور کوتاہی ہوئی ہو تو وہ معاف ہے اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ نے وہ کیا جو آپ کا فرض تھا۔ پھر انہوں نے مجھے رخصت کیا اور کہا اللہ سے ڈرنا اور جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے وہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دینا۔ میں نے عرض کیا کہ میں انشاء اللہ ایسا ہی کرونگا پھر کہا اچھا اب میں تمہارے دین اور تمہاری امانت کو خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ تمہیں تقویٰ کا توشہ عنایت کرے گا اور اپنی مشیت سے اپنی اطاعت میں تمہاری مدد کرے گا۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اذان دے لیتے تھے اور آپ کہتے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور کبھی فرماتے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اس لئے کہ احادیث میں دونوں طرح وارد ہوا ہے۔

ویسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو موذن بھی تھے ایک حضرت بلالؓ اور دوسرے ابن ام مکتومؓ۔ ابن ام مکتومؓ نابینا تھے وہ صبح سے پہلے اذان دے دیا کرتے تھے۔

(۹۰۶) حضرت بلالؓ طلوع صبح کے بعد اذان دیتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن ام مکتومؓ رات میں اذان دے دیتے ہیں لہذا جب تم لوگ ان کی اذان سنو تو کھاؤ پیو جب تک کہ بلالؓ کی اذان نہ سن لو مگر عامہ نے اس حدیث کو الٹ دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بلالؓ اذان دیں تو کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ اذان دیں (تو سحر کا کھانا ترک کر دو)۔

(۹۰۷) روایت کی گئی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو بلالؓ نے اذان کہنا چھوڑ دیا اور عہد کیا کہ اب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کے لئے اذان نہیں کہوں گا لیکن ایک دن حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ اپنے پدر بزرگوار کے موذن کی اذان کی آواز سنوں یہ خبر بلالؓ کو ملی تو اذان دی جب انہوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو حضرت فاطمہؑ کو اپنے باپ کا زمانہ یاد آیا آپ نے رونا شروع کر دیا اور جب بلالؓ اشھدان محمداً رسول اللہ تک پہنچے تو حضرت فاطمہؑ نے ایک چیخ ماری اور منہ کے بل گر گئیں اور غش کھا گئیں۔ لوگوں نے کہا اے بلالؓ اذان روک دو دختر رسول دنیا سے رخصت ہو گئیں اور لوگوں نے سمجھا کہ وہ واقعتاً مر گئیں چنانچہ بلالؓ نے اذان کو قطع کر دیا اور پوری اذان نہیں کہی۔ حضرت فاطمہؑ کو جب غش سے افاقہ ہوا تو کہلا بھیجا کہ اذان پوری کرو مگر بلالؓ نے اذان پوری نہیں کی اور کہلا دیا کہ اے سیدۃ النساء مجھے ڈر ہے کہ جب آپ میری اذان سنیں گی تو آپ کے دل پر چوٹ لگے گی۔ لہذا آپ مجھے اذان سے معاف کریں۔

(۹۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورت پر نہ اذان ہے، اور نہ اقامت نہ نماز جمعہ ہے، نہ حجر اسود کو بوسہ دینا، نہ خانہ کعبہ میں داخل ہونا ہے اور نہ صفا و مروہ کے درمیان ہرولہ (تیز قدم چلنا) نہ سر منڈوانا، انکے

لئے ذرا سا بال تراش لینا (کافی) ہے۔

اور روایت میں ہے کہ ان کے لئے بال تراشنے میں انگلی کی ایک گرہ کے برابر کاٹنا کافی ہے۔

(۹۰۹) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورت جب قبیلہ کی اذان سن لیتی ہے تو پھر اس پر اذان اور اقامت کہنا لازم نہیں ہے اسکے لئے صرف کلمہ شہادتین کہہ لینا کافی ہے لیکن اگر وہ اذان و اقامت کہہ لے تو یہ افضل و بہتر ہے۔

اور نماز عیدین میں اذان و اقامت نہیں ہے بس آفتاب کا طلوع ہونا ہی ان دونوں کی اذان ہے۔

(۹۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر غول بیابانی (بھوت پریت) تمہیں راستہ بھکادیں تو تم لوگ اذان کہا کرو۔

(۹۱۱) نیز فرمایا کہ جب کسی بچے کی ولادت ہو تو اسکے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہو۔

(۹۱۲) نیز فرمایا کہ جس شخص نے چالیس دن تک گوشت نہیں کھایا وہ بدخلق ہو گیا ہے اور جو بدخلق ہو جائے اسکے کان میں اذان کہو۔

(۹۱۳) نیز فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی اذان میں مکرر لیا جاتا تھا سب سے پہلے جس نے اسکو حذف کر دیا وہ ابن اروی تھا (معارف ابن قتیبہ میں ہے کہ حضرت عثمان کی ماں کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدالشمس ہے)۔

اور روایت کی گئی ہے کہ جب مدینہ میں موذن جمعہ کی اذان دے لیا کرتا تھا تو پھر ایک منادی ندا دیا کرتا تھا کہ اب خرید و فروخت حرام ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر کہ یاایھا الذین امنو اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع (اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے آواز دی جائے تو اللہ کے ذکر کے لئے دوڑو اور لین دین چھوڑ دو) (سورہ جمعہ آیت نمبر ۹)

(۹۱۴) اور فضل بن شاذان نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے علل و اسباب کے سلسلے میں جن احادیث کا ذکر کیا ہے ان میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو جو اذان کا حکم دیا گیا ہے اس کی بہت سی مصلحتیں اور علل و اسباب ہیں۔ اسمیں سے یہ سبب بھی ہے کہ جو نماز بھولا ہوا ہے اسکو یاد آجائے۔ جو غافل ہے وہ متنبہ ہو جائے۔ جس کو نماز کا وقت نہ معلوم ہو اسکو وقت کا پتہ چل جائے۔ اس اذان کے ذریعے موذن لوگوں کو خالق کی عبادت کے لئے دعوت دیتا ہے اس کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ توحید کا اقرار کرتا ہے ایمان کا اظہار اور اسلام کا اعلان کرتا ہے جو شخص بھولا ہوا ہے اسکو یاد دلاتا ہے۔ اسکو موذن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نماز کے لئے اعلان کرتا ہے وہ اذان اللہ اکبر سے شروع کرتا ہے اور لا الہ الا اللہ پر ختم کرتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ابتداء اسکے نام سے ہو اور انتہا بھی اسی کے نام پر ہو چنانچہ اللہ اکبر میں پہلا نام اللہ

کا ہے اور لا الٰہ الا اللہ میں آخر نام اللہ کا ہے۔ اور دو دو مرتبہ اس لئے رکھا گیا تاکہ سننے والوں کے کانوں میں یہ دو مرتبہ پہنچے اور انکے لئے تاکید ہو۔ اگر کوئی ایک مرتبہ سنکر بھول جائے تو دوسری مرتبہ سنکر نہ بھولے اور چونکہ نماز دو دو رکعت ہے اس لئے اذان کا ہر فقرہ بھی دو دو مرتبہ ہے۔ اور ابتدائے اذان میں تکبیر چار مرتبہ اس لئے ہے کہ ابتدائے اذان پر انسان غافل رہتا اس سے پہلے کوئی کلام نہیں ہوتا اس لئے ابتداء کی دو تکبیریں سننے والوں کے لئے انتباہ کے طور پر ہیں کہ اب اسکے بعد اذان ہو رہی ہے۔ اور تکبیر کے بعد دونوں شہادتیں اس لئے ہیں کہ اول ایمان اللہ کی وحدانیت کا اقرار ہے اور دوسرا ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار ہے اور ان دونوں کی اطاعت اور معرفت ساتھ ساتھ ہے اور اس لئے کہ اصل ایمان یہی دونوں شہادتیں ہیں اور ان دونوں شہادتوں کو دو دو مرتبہ اس طرح رکھا جسطرح تمام حقوق کے ثبوت میں دو گواہیاں ضروری ہیں۔ پس جب بندے نے اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرلیا تو گویا اس نے مکمل ایمان کا اقرار کرلیا اس لئے کہ اصل ایمان اللہ پر ایمان اور اسکے رسول پر ایمان ہے اور ان دونوں شہادتوں کے بعد نماز کی طرف دعوت ہے اس لئے کہ اذان نماز کی طرف دعوت ہی دینے کے لئے وضع کی گئی ہے اور اذان کے درمیان میں نماز کی طرف بلانا اور فلاح و خیر العمل کی طرف دعوت دینا ہے اور اذان کا اختتام اللہ تعالیٰ کے نام پر ہے جس طرح اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے نام سے ہوئی ہے۔

باب نماز کی کیفیت ابتداء سے لیکر خاتمہ تک

(۹۱۵) حماد بن عیسیٰ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے حماد کیا تم احسن طریقہ سے نماز پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا مولا وآقا میں نماز میں حریز کی کتاب کو پیش نظر رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں تم (میرے سامنے) کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ چنانچہ میں ان جنابؑ کے سامنے قبلہ رو کھڑا ہوا اور نماز شروع کردی اور رکوع و سجدہ کیا۔ آپ نے فرمایا اے حماد تم نے احسن طور سے نماز نہیں پڑھی۔ ایک مرد کے لئے یہ کتنی بری بات ہے کہ ساٹھ ستر سال کا ہوجائے اور ایک نماز بھی پورے حدود کے ساتھ نہ پڑھ سکے۔ حماد کا بیان ہے کہ یہ سنکر میں نے اپنے دل میں بہت ذلت محسوس کی اور عرض کیا کہ میں آپ پر قربان آپ مجھے نماز سکھا دیجئے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میری اس گزارش پر قبلہ رو اپنے پاؤں پر سیدھے کھڑے ہوگئے اور اپنے دونوں ہاتھ پورے طور پر اپنی رانوں پر لٹکا دیئے اور انگلیاں ایک دوسرے سے ملا دیں اور دونوں پاؤں اتنے قریب قریب کرلئے کہ ان کے درمیان تین انگل کا فاصلہ کھلا ہوا رہ گیا اور اپنے پاؤں کی تمام انگلیوں کو بھی قبلہ رو کرلیا اور ایسا کہ وہ قبلہ سے بالکل منحرف نہ تھیں پھر بالکل خضوع و خشوع اور اطمینان کے ساتھ آپ نے کہا "اللہ اکبر" اور پھر سورہ الحمد اور قل ھو اللہ احد ترتیل اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھیں پھر ذرا ٹھہرے اتنا کہ جتنا سانس لینے کے لئے رکا جاتا ہے اور کھڑے ہی کھڑے اللہ

اکبر کہا پھر رکوع میں گئے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دونوں جدا جدا گھٹنوں پر رکھدیا اور اتنا جھکے کہ اگر پیٹھ پر پانی یا تیل کا ایک قطرہ پڑجائے تو پشت کے بالکل سیدھی ہونے کی وجہ سے نہ گرے اور دونوں گھٹنوں کو اپنے پیچھے کی طرف موڑا اور گردن کو بالکل سیدھا رکھا اور نگاہیں نیچی کرلیں پھر تین مرتبہ تسبیح ترتیل کے ساتھ پڑھی یعنی سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہا پھر پورے طور سے سیدھے کھڑے ہوگئے تو کہا "سمع اللہ لمن حمدہ" پھر کھڑے ہی کھڑے اللہ اکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے برابر اٹھائے اور سجدے میں گئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھے اور تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی وبحمدہ کہا اور اپنے بدن کا کوئی حصہ کسی شے پر نہیں رکھا اور آٹھ اعضا سے سجدہ کیا۔ پیشانی، دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں کے انگوٹھے اور ناک۔ ان میں سے سات تو فرض ہیں اور ناک کو بھی زمین پر رکھنا سنت ہے اور یہ ناک رگڑنا ہے۔ پھر سجدے سے سر اٹھایا اور جب سیدھے بیٹھ گئے تو اللہ اکبر کہا اور بائیں پاؤں پر بیٹھ گئے اور دائیں پاؤں کی پشت کو بائیں پاؤں کے تلوے میں رکھدیا اور کہا "استغفراللہ ربی واتوب الیہ" پھر بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا اور دوسرا سجدہ کیا اور اس میں وہی کہا جو پہلے سجدے میں کہا تھا اور اپنے بدن کے کسی حصہ کو کسی شے پر نہیں رکھا نہ رکوع میں نہ سجدے میں۔ اپنی کلائیوں کو اٹھائے رہے اور پہلوؤں کو کھولے رکھا۔ اپنی کہنیوں کو زمین پر نہیں رکھا اور اس طرح دو رکعت پڑھی اور فرمایا اے حماد اسطرح نماز پڑھا کرو۔ اور کسی طرف ملتفت نہ ہو اپنے ہاتھ اور اپنی انگلیوں سے عبث کام نہ کرو۔ اور نہ اپنے داہنے جانب تھوکو نہ بائیں جانب اور نہ اپنے سامنے۔

(۹۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونے لگو تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُقَدِّمُ اِلَیْکَ مُحَمَّداً بَیْنَ یَدَیْ حَاجَتِیْ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِهٖ فَاجْعَلْنِیْ بِهٖ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَاجْعَلْ صَلَاتِیْ بِهٖ مَقْبُوْلَةً وَذَنْبِیْ بِهٖ مَغْفُوْرًا وَدُعَائِیْ بِهٖ مُسْتَجَابًا اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔ (اے اللہ میں اپنی حاجتوں کی سفارش کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں اور انہی کے وسیلے سے تیرے روبرو آیا ہوں۔ لہٰذا ان ہی کا واسطہ تو دنیا اور آخرت دونوں میں مجھے آبرومند بنادے اور مجھے مقربین میں شمار کر، میری نماز کو قبول فرما، میرے گناہوں کو بخش دے، میری دعا کو مستجاب کر، بیشک تو غفور رحیم ہے)

اور جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو پورے سکون اور وقار کے ساتھ کھڑے ہو۔ جلد بازی نہ کرو۔ تمہارے اندر شکم سیری، کسل و سستی نہ ہو اونگھ نہ آتی ہو۔ اور جب تم نماز شروع کرو تو تم پر خضوع و خشوع اور نماز پر پوری توجہ لازم ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون (وہ لوگ جو اپنی نماز میں خدا کے سامنے گڑگڑاتے ہیں) (سورۃ مومنون آیت نمبر ۲) نیز ارشاد ہوتا ہے ۔ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین (البتہ نماز دوبھر تو ہے مگر خشوع کرنے والوں پر نہیں) (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۴۵)

اور اپنا چہرہ قبلہ کی طرف رکھو۔ قبلہ سے نہ پھیرو ورنہ نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور بالکل سیدھے کھڑے ہو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو نماز میں بالکل سیدھا کھڑا نہ ہوگا اسکی نماز ہی نہ ہوگی اور نگاہ نیچی رکھو آسمان کی طرف نہ اٹھاؤ۔ تمہاری نگاہ سجدہ گاہ پر ہونی چاہیئے اپنے دل کو نماز میں مشغول رکھو۔ اس لئے کہ تمہاری نماز میں سے صرف اتنا ہی حصہ قبول ہوگا جو تم نے رجوع قلب کے ساتھ پڑھا یہاں تک کہ بندے کی نماز میں سے کبھی ایک چوتھائی کبھی ایک تہائی اور کبھی نصف نماز قبول ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ مومنین کے لئے اس کو نوافل سے پورا کردیتا ہے اور تم نماز میں اسطرح کھڑے ہو جیسے کوئی عبدِ ذلیل کسی صاحبِ جلال بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور یہ سمجھو کہ تم اس کے سامنے کھڑے ہو جو تمہیں دیکھ رہا ہے اور تم اس کو نہیں دیکھتے۔ اور اس طرح نماز پڑھو کہ جیسے یہ تمہاری بالکل آخری اور دنیا سے وداعی نماز ہے اس کے بعد تم کبھی نماز نہ پڑھ سکو گے۔ اور اپنی داڑھی اور اپنے سر اپنے ہاتھوں سے عبث شغل نہ کرو اپنی انگلیوں کو نہ چٹخاؤ۔ اپنے پاؤں کو آگے پیچھے نہ کرو انکو برابر رکھو اور انکے درمیان تین انگلی سے لیکر ایک بالشت تک کا فاصلہ رکھو نہ انگڑائی لو نہ جماہی اور نہ ہنسو اس لئے کہ قہقہے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ سرین کے بل نہ بیٹھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سرین کے بل بیٹھنے والی ایک قوم پر عذاب نازل کیا تھا کہ جن میں سے ایک نے نماز کی تھکن کی وجہ سے اپنے دونوں سرینوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لئے تھے اور حالت قیام میں اپنے سینے پر ہاتھ نہ باندھو ایسا مجوسی کیا کرتے ہیں۔ اپنے دونوں ہاتھ چھوڑ کر انہیں اپنی رانوں پر اپنے گھٹنوں کے سامنے رکھو بہتر یہ ہے (چنانچہ) اپنی نماز میں یہ اہتمام کرو۔ اس سے غافل نہ رہو اس لئے کہ اگر تم نے ہاتھ کو حرکت دی تو وہ تم کو کھیل میں مصروف کردے گا۔ اور تم نماز میں کسی دیوار سے سہارا نہ لو سوائے یہ کہ تم بیمار ہو۔ اور اپنے داہنے اور اپنے بائیں نہ مڑو اس لئے کہ اگر تم اس قدر مڑ گئے کہ اپنے پس پشت والے کو دیکھ لیا تو تم پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔ اور جب بندہ کسی اور چیز کی طرف ملتفت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے آواز دیتا ہے کہ میرے بندے تو کس کی طرف ملتفت ہے تو جس کی طرف ملتفت ہے کیا وہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر یہ بندہ نماز میں کسی اور چیز کی طرف تین مرتبہ ملتفت ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ اس سے نگاہ پھیر لیتا ہے اور پھر تا ابد اسکی طرف نگاہ نہیں کرتا۔ اور سجدہ کی جگہ کو منہ سے نہ پھونکو اگر پھونکنے کا ارادہ ہے تو نماز شروع کرنے سے پہلے پھونک لو۔ اس لئے کہ تین قسم کی پھونک مکروہ ہے۔ سجدہ کی جگہ کا پھونکنا۔ گنڈے اور تعویذ پر پھونکنا اور گرم کھانے پر پھونکنا۔ اور نماز کی حالت میں نہ تھوکو اور نہ ناک صاف کرو۔ اس لئے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اجلال کے پیش نظر اپنے تھوک کو روک رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکو تادم مرگ صحت عطا کرے گا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ تکبیر کے لئے گردن تک بلند کرو یہ دونوں کان سے اوپر تجاوز نہ کریں رخسار کے سامنے رہیں اور انہیں اچھی طرح پھیلاؤ اور تین تکبیریں کہو اور یہ کہو۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (اے اللہ تو ہی حقیقی بادشاہ ہے جو بالکل واضح ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے تو پاک ہے اور لائق حمد ہے میں نے گناہ کیا اور خود

اپنے اوپر ظلم کیا پس میرے گناہوں کو بخش دے اس لئے کہ گناہ کوئی نہیں معاف کر سکتا سوائے تیرے۔) پھر دونوں ہاتھ اٹھانے اور چھوڑنے کے ساتھ اور تکبیریں کہو اور پھر یہ کہو۔

لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ ، وَالْخَیْرُ فِی یَدَیْکَ ، وَ الشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ ، وَ الْمَھْدِیُّ مَنْ ھَدَیْتَ ، عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدِکَ بَیْنَ یَدَیْکَ ، مِنْکَ وَ بِکَ وَ لَکَ وَ اِلَیْکَ ، لَا مَلْجَاَ وَ لَا مَنْجَا وَ لَا مَفَرَّ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ ، تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ ، سُبْحَانَکَ وَ حَنَانَیْکَ ، سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَام - (اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں۔ خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور شر کی نسبت تیری طرف نہیں ہے ہدایت یافتہ وہی ہے جس کی تو نے ہدایت کی۔ تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا تیرے سامنے ہے یہ تجھ سے ہے۔ تیرے لئے ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہے اس لئے کہ کوئی جائے پناہ نہیں، کوئی نجات کی جگہ نہیں اور تجھ سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ نہیں سوائے اسکے کہ تیری طرف جایا جائے۔ اے بیت الحرام کے رب تو پاک و منزہ ہے تو تبارک و تعالیٰ ہے اور میں تجھے ہر برائی سے پاک اور منزہ سمجھتا ہوں) اسکے بعد دو تکبیریں کہو اور پھر یہ کہو - وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاھِیْمَ وَ دِیْنِ مُحَمَّدٍ وَ مِنْھَاجِ عَلِیٍّ حَنِیْفًا مُسْلِمًا وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ - اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - (میں نے اپنا رخ موڑا اس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے ملت ابراہیم دین محمدؐ اور مسلک علیؑ پر قائم رہتے ہوئے سیدھا مسلمان ہوں میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں میری نماز میری عبادت میرا جینا میرا مرنا تمام عالمین کے رب کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمین میں سے ہوں میں خدائے سمیع و علیم کی پناہ چاہتا ہوں شیطان رجیم سے) -

پھر اگر چاہو تو سات تکبیریں اقرار ربوبیت کے لئے بھی کہہ لو اور افتتاح نماز میں سات تکبیریں سنت جاریہ ہیں جیسا کہ زرارہ کی روایت ہے۔

(۹۱۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے برآمد ہوئے اور امام حسین علیہ السلام (بچپن کے اندر) ذرا دیر میں بولے تھے، اتنی دیر میں کہ لوگوں کو خطرہ ہوا کہ یہ بات ہی نہ کریں گے اور گونگے ہونگے۔ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے آئے لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے دائیں پہلو میں کھڑا کر کے افتتاح نماز کے لئے اللہ اکبر کہا۔ تو امام حسین علیہ السلام نے بھی اللہ اکبر کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تکبیر کہتے سنا تو پھر تکبیر کہی اور امام حسین علیہ السلام نے بھی تکبیر کہی اسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات تکبیریں کہیں اور امام حسین علیہ السلام نے بھی سات مرتبہ تکبیریں کہی اور اسی بناء پر یہ سنت جاری ہو گئی۔

(۹۱۸) اور ہشام بن حکم نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ (سات تکبیریں کہنے کی) ایک دوسری وجہ بھی ہے اور وہ یہ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے لئے آسمان کی طرف گئے تو آپ نے سات حجاب طے کئے اور ہر حجاب کو طے کرتے وقت ایک تکبیر کہی اور اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتہائے درجہ کرامت تک پہنچا دیا۔

(۹۱۹) اور فضل بن شاذان نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے اور اس میں ایک اور سبب کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ کہ اول نماز میں سات تکبیریں اس لئے ہیں کہ اصل نماز دو رکعت ہے اور ان دونوں رکعتوں کا افتتاح سات تکبیروں سے ہے۔ تکبیر افتتاح نماز، تکبیر رکوع، دو سجدوں کے لئے دو تکبیریں پھر دوسری رکعت کے رکوع کے لئے ایک تکبیر پھر اسکے دونوں سجدوں کے لئے دو تکبیریں۔ پس اگر انسان نماز کے اول ہی میں سات تکبیریں کہہ لے اور درمیان کی کوئی تکبیر کہنا بھول جائے تو اس کی نماز میں کوئی نقص نہیں واقع ہوگا۔

اور یہ تمام وجوہ واسباب درست ہیں اور کثرت وجوہ واسباب سے مزید تاکید ہوتی ہے اس سے کوئی تضاد یا تناقض پیدا نہیں ہوتا۔ افتتاح نماز کے لئے ایک تکبیر بھی جائز ہے۔

(۹۲۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مکمل اور سب سے زیادہ مختصر نماز پڑھتے وہ کہتے اللہ اکبر بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

(۹۲۱) ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ اے بہترین خلق خدا کے ابن عم آپ پہلی تکبیر میں جو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے ہیں اسکا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسکا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے واحد ہے، احد ہے، اسکے مثل کوئی شے نہیں، نہ وہ پانچ انگلیوں سے چھوا جاسکتا ہے اور نہ حواس خمسہ ظاہرہ وباطنہ سے اسکا ادراک کیا جاسکتا ہے۔

پس جب تم افتتاح نماز کے لئے تکبیر کہہ چکو تو سورہ حمد پڑھو اور ایک سورہ کوئی اور۔ اسکا تمہیں اختیار ہے کہ اپنی نماز فریضہ میں سوائے چار (مخصوص) سوروں کے کوئی سورہ بھی چاہو پڑھو۔ اور وہ چار سورے سورہ الضحی اور الم نشرح ہے اس لئے یہ دونوں ملکر ایک سورہ ہے اور لایلاف قریش اور الم ترکیف ہے اس لئے کہ یہ دونوں بھی ملکر ایک سورہ ہے۔ اگر تم ان دونوں کو پڑھ رہے ہو تو سورہ الضحی اور الم نشرح دونوں کو ایک رکعت میں پڑھو اور لایلاف اور الم ترکیف دونوں کو ایک رکعت میں پڑھو ان چاروں میں سے صرف کسی ایک کو نماز فریضہ کی ایک رکعت میں نہ پڑھو اور نہ نماز فریضہ میں دو سوروں کے درمیان پڑھو۔ اور نماز نافلہ میں تو جو چاہو پڑھو۔ اور نماز فریضہ میں سورہ ہائے عزائم میں سے کوئی نہ پڑھو اور وہ سورہ سجدہ لقمان۔ سورہ حم سجدہ۔ سورہ والنجم۔ سورہ اقرا باسم ربک ہیں اور جو ان چار سورہ ہائے عزائم سے کوئی بھی پڑھے تو سجدہ کرے اور کہے اِلٰهِيْ آمَنَّا بِمَا كَفَرُوْا، وَعَرَفْنَا مِنْكَ مَا اَنْكَرُوْا، وَاَجَبْنَاكَ اِلٰى مَا دَعَوْا،

إلٰهِيْ فَالْعَفْوَ الْعَفْوَ (اے اللہ میں ایمان لایا اس پر جس سے لوگ انکار کرتے ہیں اور ہم نے پہچان لیا تیری طرف سے اسکو جسکو لوگ نہیں پہچانتے اور ہم نے جس طرف دعوت دی گئی قبول کیا اے اللہ عفو کا طالب ہوں عفو کا) اسکے بعد سجدہ سے سراٹھائے اور تکبیر کہے۔

(۹۲۲) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سورہ ہائے عزائم کے سجدوں میں فرمایا کرتے تھے۔ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ حَقّاً حَقّاً لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ إِيْمَاناً وَّتَصْدِيْقاً، لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ عُبُوْدِيَّةً وَّرِقّاً، سَجَدْتُّ لَكَ يَارَبِّ تَعَبُّداً وَّرِقّاً لَا مُسْتَنْكِفاً وَّلَامُسْتَكْبِراً، بَلْ أَنَاعَبْدٌ ذَلِيْلٌ خَائِفٌ مُّسْتَجِيْرٌ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو حق اور واقعی حق ہے۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور اسکی تصدیق کرتا ہوں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے میں اسکی عبدیت اور غلامی کا دم بھرتا ہوں۔ میرے پروردگار میں نے تجھکو سجدہ کیا ہے خود کو بندہ اور غلام سمجھتے ہوئے مجھے کوئی غرور اور گھمنڈ نہیں ہے میں تو ایک بندہ ذلیل وخائف ہوں اور تجھ سے پناہ چاہتا ہوں) اسکے بعد اپنا سراٹھاتے اور تکبیر کہا کرتے تھے۔

اور جو شخص کسی کو عزائم کی قراءت کرتے ہوئے سنے تو اس پر لازم ہے کہ سجدہ کرے خواہ وہ بے وضو کیوں نہ ہو۔ اور مستحب ہے کہ انسان ہر سورے کے اندر جس میں سجدہ ہے (سنے یا پڑھے) تو سجدہ کرے لیکن ان چاروں سورہ ہائے عزائم میں سجدہ واجب ہے۔

اور دن اور رات کی نمازوں میں افضل اور بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ انا انزلنا پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ہو اللہ احد پڑھی جائے سوائے شب جمعہ کی نماز عشاء میں اس میں افضل یہ ہے کہ رکعت اول میں الحمد اور سورہ جمعہ پڑھے اور رکعت دوم میں سورہ الحمد اور سورہ سبح اسم پڑھے اور روز جمعہ کی صبح وظہر وعصر کے اندر پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ منافقون پڑھے اور یہ بھی جائز ہے کہ شب جمعہ نماز عشاء اور نماز صبح اور نماز عصر بغیر سورہ جمعہ سورہ منافقون کے پڑھے اور یہ جائز نہیں کہ روز جمعہ نماز ظہر بغیر سورہ جمعہ اور منافقون کے پڑھے۔ پس اگر تم ان دونوں کا پڑھنا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کا پڑھنا نماز ظہر میں بھول گئے اور ان دونوں کے علاوہ کوئی دوسرا سورہ پڑھنے لگے اور تمہیں یاد آیا تو اگر ابھی آدھا سورہ نہیں پڑھا ہے تو اس کو چھوڑ کر سورہ جمعہ اور منافقین پڑھو۔ اور اگر نصف سورہ پڑھ چکے ہو تو اسکو تمام کرو اور ان دونوں سوروں کو نماز نافلہ کی دونوں رکعتوں میں رکھدو اور ان دونوں میں سلام پڑھو اور اپنی نماز کو سورہ جمعہ وسورہ منافقین کے ساتھ شمار کرلو۔

اور نماز ظہر کو بغیر سورہ جمعہ اور سورہ منافقین کے پڑھنے کی رخصت بھی روایت کی گئی ہے۔ مگر میں اس رخصت کو استعمال کرتا ہوں یا یہ فتویٰ دیتا ہوں تو صرف حالت سفر اور مرض اور کسی ضرورت کے فوت ہوجانے کے موقع پر (کہ جہاں اس رخصت سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے)

اور دوشنبہ (پیر) اور پنجشبہ (جمعرات) کو نماز صبح کی پہلی رکعت میں الحمد اور سورہ ھل اتی علی الانسان اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ ھل اتیک حدیث الغاشیہ جو شخص ان دونوں سوروں کو دوشنبہ اور پنجشنبہ کی صبح کی نماز میں پڑھے اللہ تعالیٰ اسکو ان دونوں دنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

اور ایک شخص جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے خراسان کی طرف جانے میں آپ کے ساتھ تھا اس نے بیان کیا کہ جب آپ خراسان کی طرف چلے تو آپ اپنی نماز میں ان سوروں کی قراءت فرمایا کرتے تھے جنکا میں نے اوپر ذکر کیا اس لئے میں نے اس کتاب میں ان سوروں کے درمیان انکا ذکر کر دیا ہے۔

اور ہر نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھا کرو اور مغرب وعشاء اور صبح کی نماز میں تمام سوروں کی قرات بلند آواز سے کیا کرو مگر اپنے نفس پر زور دیکر بہت بلند آواز سے نہیں بلکہ اوسط آواز سے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔و لاتجھر بصلاتک و لاتخافت بھاوِ ابتغِ بین ذلک سبیلا (اور تم اپنی نماز نہ بہت چلا کر پڑھو اور نہ بہت چپکے سے بلکہ اسکے درمیان ایک اوسط طریقہ اختیار کرو) (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۱۰) اور نماز ظہر وعصر میں سوروں کی قراءت باواز بلند نہ کرو اس لئے کہ جو شخص ان دونوں نمازوں میں قراءت باواز بلند کرے گا یا نماز مغرب وعشاء و صبح میں قراءت بالکل چپکے چپکے عمداً کرے گا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی نماز کا پھر سے اعادہ کرے اور اگر بھول کر ایسا کیا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے سوائے جمعہ کے دن ظہر کی نماز میں اس لئے کہ اس میں اسکو قراءت باواز بلند کرنی ہے ۔اور آخر کی دو رکعتوں میں تسبیح اربعہ پڑھی جائے۔

(۹۲۳) اور امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ابتدا کی دو رکعتوں میں سوروں کی قراءت اور آخر کی دو رکعتوں میں تسبیح اربعہ اس لئے قرار دی گئی تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنی طرف سے فرض کیا ہے اس میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرض کیا اسکے اندر فرق رہے۔

(۹۲۴) محمد بن عمران نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت اور کہا کہ کیا سبب ہے کہ نماز جمعہ و نماز مغرب و نماز عشاء اور نماز صبح باواز بلند پڑھی جاتی ہے اور ظہر وعصر کی نماز باواز بلند نہیں پڑھی جاتی ؟ اور کیا سبب ہے کہ آخر کی دو رکعتوں میں تسبیح اربعہ پڑھنا سوروں کی قراءت سے افضل ہے ؟ ۔آپ نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج میں آسمان پر تشریف لے گئے تو سب سے پہلی نماز جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی وہ روز جمعہ ظہر کی نماز تھی اللہ تعالیٰ نے ملائیکہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ قراءت باواز بلند کریں تاکہ ملائیکہ پر ان کا فضل و شرف ظاہر ہو جائے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر نماز عصر فرض کی اور ملائیکہ میں سے کسی ایک کو بھی حکم نہیں تھا کہ وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں اور آپ کو حکم دیا کہ قرات آہستہ آہستہ کریں اس لئے کہ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والا کوئی نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر نماز مغرب کو فرض کیا اور ملائیکہ کو بھیجا کہ وہ

آپ کے پیچھے نماز پڑھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ قراءت باآواز بلند کریں اور اسی طرح نماز عشاء بھی ۔ پھر جب فجر قریب ہوئی تو آپ آسمان سے نیچے تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نماز فجر فرض کی اور حکم دیا کہ اس میں باآواز بلند قراءت کریں تاکہ جس طرح ملائیکہ پر آپ کا فضل و شرف ظاہر ہوا تھا اس طرح انسانوں پر بھی آپ کا فضل و شرف ظاہر ہو جائے اس لئے نماز فجر میں قراءت باآواز بلند کی جاتی ہے۔

اور آخری دو رکعتوں میں تسبیح پڑھنا سوروں کی قراءت سے افضل اس لئے ہوا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری دو رکعتوں میں مشغول تھے کہ اسی اثناء میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی وہ عظمت یاد آئی جو وہ معراج پر دیکھ آئے تھے پس آپ حیرت میں آئے اور کہا سبحان اللہ و الحمد للہ و لاالہ الا اللہ و اللہ اکبر اس لئے تسبیح سوروں کی قراءت سے افضل ٹھہری۔

(۹۲۵) اور یحییٰ بن اکثم قاضی نے حضرت ابوالحسن اول (امام موسیٰ بن جعفر) علیہ السلام سے نماز فجر کے متعلق دریافت کیا کہ یہ تو دن کی نماز ہے اس میں قراءت باآواز بلند کیوں کی جاتی ہے بلند آواز سے تو رات کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو آخری وقت رات کی تاریکی میں پڑھا کرتے تھے اور اس کو رات سے ملا دیتے تھے۔

(۹۲۶) فضل نے امام رضا علیہ السلام سے علل و اسباب کے لئے جو کچھ نقل کیا ہے ان میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو نماز میں سوروں کی قراءت کا حکم دیا گیا تاکہ قرآن بالکل متروک اور ضائع نہ ہو جائے بلکہ محفوظ رہے اسکا درس لیا جائے، و مضمحل اور کمزور نہ پڑجائے اور لوگ اس سے جاہل نہ رہیں۔

اور کسی سورے سے نہیں بلکہ صرف سورہ الحمد سے نماز میں قراءت کی ابتداء کی گئی اس لئے کہ جتنے جوامع خیر و حکمت سورہ حمد میں جمع ہیں وہ قرآن کے کسی سورہ اور کلام میں نہیں ہیں چنانچہ (الحمد للہ) کہنے سے وہ شکر ادا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر واجب کیا ہے نیز اس نے اپنے بندے کو جو توفیق خیر عنایت کی اسکا شکر بھی ادا ہوتا ہے (رب العالمین) اس میں اسکی وحدانیت کی گواہی اور اسکی حمد ہے اور اس امر کا اقرار ہے کہ وہی خالق و مالک ہے کوئی دوسرا نہیں ہے (الرحمن الرحیم) اس میں تمام مخلوق پر اسکی عطاؤں اور نعمتوں کو یاد کرنا اسکی توجہ چاہنا ہے (مالک یوم الدین) اس میں دوبارہ اٹھائے جانے اور حساب و کتاب و سزاو جزا کا اقرار ہے اور اس امر کو تسلیم کرنا ہے کہ جس طرح وہ دنیا کا مالک ہے اسی طرح آخرت کا بھی مالک ہے (ایاک نعبد) اس میں اللہ تعالیٰ سے تقرب کی رغبت کا اظہار ہے اور یہ عمل خالص اسی کے لئے ہے کسی دوسرے کیلئے نہیں (و ایاک نستعین) اللہ سے اس کی توفیق اور اس کی عبادت میں زیادتی کی درخواست اور جو کچھ اللہ نے اس کو عطا کیا ہے اور اس کی مدد کی اور اس کو برقرار رکھنے کی التجا ہے (اھدنا الصراط المستقیم) اس کے دین کی طرف ہدایت اور اس کی رسی کو مضبوط پکڑے رہنے اور اپنے رب کی معرفت میں اضافہ کی

درخواست ہے (صراط الذین انعمت علیہم) اسی درخواست اور رغبت کے اظہار کی تاکید ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان کا ذکر اور اسی کے مثل نعمتوں کی خواہش ہے (غیر المغضوب علیہم) اس میں بھی اللہ سے مدد چاہی ہے کہ دشمنوں کافروں اور اس کے امرونہی کو خفیف سمجھنے والوں میں سے نہ ہو جائے (و لا الضالین) اور اللہ اسکو بچائے کہ وہ ان میں سے نہ ہوجائے جو اللہ کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور بغیر معرفت کے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے کام کررہے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس سورے میں کلی طور پر دین و دنیا کی خیر و حکمت کو جمع کردیا ہے جسے اور کسی چیز میں جمع نہیں کیا ہے۔

اور پھر بیان کیا ہے اس سبب کو جسکی بنا پر بعض نمازیں باآواز بلند پڑھی جاتی ہے اور بعض بلند آواز سے نہیں پڑھی جاتیں۔ وہ نمازیں جو باآواز بلند پڑھی جاتی ہیں وہ اندھیرے کے اوقات میں ہوتی ہیں اس لئے واجب ہے کہ وہ باآواز پڑھی جائیں تاکہ ادھر سے گزرنے والا یہ جان لے کہ یہاں نماز جماعت ہورہی ہے۔ اگر وہ پڑھنا چاہے تو پڑھ لے اس لئے کہ اگر اندھیرے میں اس کو جماعت نظر نہیں آتی تو آواز سن کر اس کو اس کا علم ہوجائے۔ اور وہ دو (۲) نمازیں جو باآواز بلند نہیں پڑھی جاتیں وہ روز روشن میں ہوتی ہیں اس کا علم اس کو دیکھ کر ہوجائے گا اسے سننے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اور جب تم سورہ الحمد اور کوئی سورہ پڑھ لو تو کھڑے ہی کھڑے ایک مرتبہ تکبیر کہو پھر رکوع کرو اور اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے گھٹنے پر رکھو بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھنے سے پہلے اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھو اور کھلی ہوئی انگلیوں سے گھٹنے کو پکڑو اور اپنی گردن کو آگے بڑھاؤ اور تمہاری نگاہ اپنے دونوں قدموں کے درمیان سے لیکر سجدہ گاہ تک ہونی چاہیئے۔

(۹۲۷) اور ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے سوال کیا اور کہا کہ اے خیر خلق کے ابن عم رکوع میں گردن کو آگے بڑھانے کا کیا مطلب؟ تو آپ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اللہ پر ایمان رکھا خواہ میری گردن کیوں نہ ماردی جائے۔

اور جب تم رکوع کرو تو کہو (اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَلَکَ خَشَعْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبِّیْ، خَشَعَ لَکَ وَجْھِیْ وَسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَشَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ وَمُخِّیْ وَعَصَبِیْ وَعِظَامِیْ، وَمَا اَقَلَّتِ الْاَرْضُ مِنِّیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ) (اے اللہ میں نے تیرے لئے رکوع کیا تیرے لئے جھکا تیرے سامنے سر تسلیم خم کیا تجھ پر ایمان لایا تجھ پر بھروسہ کیا اور تو میرا رب ہے تیرے لئے میرا چہرہ میرے کان میری آنکھیں میرے بال میرا بشرہ میرا گوشت میرا خون میری نلی کے گودے میرے اعصاب میری ہڈیاں ہیں بلکہ میری ہر وہ چیز جس کو زمین اٹھائے ہوئے ہے سب اس اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) پھر تین مرتبہ کہو سبحان ربی العظیم و بحمدہ اور اگر پانچ مرتبہ

کہو تو بہت اچھا ہے اور اگر سات مرتبہ کہو تو وہ افضل ہے۔ مگر تمہیں تین مرتبہ بھی کہنے کی اجازت ہے یعنی سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ اور مکمل تسبیح پڑھنے کی مریض اور عجلت میں ہونے والے کیلئے اجازت ہے۔ پھر رکوع سے سر اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور کہو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ أَهْلِ الْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ (اللہ کی جو حمد کرتا ہے اس کو اللہ سنتا ہے۔ حمد اس اللہ کی جو عالمین کا رب ہے، رحمن ہے رحیم ہے، صاحب جبروت و کبریائی و عظمت ہے) اور تمہارے لئے صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کی بھی اجازت ہے پھر سجدہ میں گر جاؤ اور گھٹنے رکھنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ ایک ساتھ زمین پر رکھ دو۔

(۹۲۸) طلحہ اسلمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھنے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں ہاتھ ہی تو نماز کی کنجی ہیں۔

اور اگر سجدہ میں جاتے وقت تمہارے دونوں ہاتھوں کے اور زمین کے درمیان کوئی کپڑا ہے تو کوئی حرج نہیں مگر ان دونوں کو زمین پر رکھو تو یہ افضل ہے۔

(۹۲۹) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو وہ اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین سے متصل کردے شاید اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے قیامت کے دن اس کی ہتکڑیوں کو دور کر دے۔

اور تمہارا سجدہ اس طرح ہونا چاہیئے جس طرح اونٹ بیٹھتے وقت اپنے پیٹ کو اونچا رکھتا ہے اور اس طرح رہو جیسے تم معلق ہو تمہارا جسد کسی چیز پر رکھا ہوا نہیں ہے۔

اور سجدے میں تمہاری نگاہ ناک کی طرف رہے۔ اور اپنی کلائیوں کو اس طرح نہ بچھا دو جیسے درندے اپنی کلائیاں زمین پر بچھاتے ہیں بلکہ ہتھیلیاں زمین پر ٹیکے رہو اور ناک زمین پر مس کرو۔ اور پیشانی میں بالوں کی جڑ سے ابروؤں تک کسی جگہ بھی ایک درہم کے برابر تمہارے لئے سجدہ کی اجازت ہے اور جسکی ناک زمین سے مس نہ ہو گی اسکی نماز نہ ہو گی۔

اور تم اپنے سجدے میں یہ کہو اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ اٰمَنْتُ، وَلَكَ اَسْلَمْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، سَجَدَ لَكَ وَجْهِيْ وَسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَصَبِيْ وَعِظَامِيْ، سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ۔

(اے اللہ میں نے تیرے لئے سجدہ کیا تجھ پر ایمان لایا تیرے سامنے سر تسلیم خم کیا، تجھ پر توکل کیا، میرا چہرہ، میرے کان، میری آنکھیں، میرے بال، میرا بشرہ، میرا مغز، میرے اعصاب اور میری ہڈیاں سب تیرے سامنے سجدہ ریز ہیں، سجدہ کیا میرے چہرے نے اس ذات کو جس نے اسے پیدا کیا، اسکی صورت بنائی، اسکے کان اور اسکی آنکھیں بنائیں رب العالمین تیری ذات بابرکت ہے) اسکے بعد "سبحان ربی الاعلی و بحمدہ" تین مرتبہ کہو۔ اور اگر پانچ مرتبہ کہو تو اچھا ہے اور

اگر سات مرتبہ کہو تو افضل ہے اور تمہیں تین تسبیحات پڑھنے کی اجازت بھی ہے کہو سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ - اور تسبیح تام کی مریض اور عجلت میں رہنے والے شخص کو اجازت ہے۔

پھر اس کے بعد سجدے سے سر اٹھاؤ اور اپنے ہاتھوں کو اپنی طرف سمیٹ لو اور اچھی طرح بیٹھ جاؤ تو تکبیر کیلئے ہاتھوں کو بلند کرو اور دونوں سجدوں کے درمیان کہو اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ وَ ارۡحَمۡنِیۡ وَ اَجِرۡنِیۡ وَ اھۡدِنِیۡ وَعَافِنِیۡ وَ اعۡفُ عَنِّیۡ اور تمہارے لئے یہ بھی اجازت ہے کہ صرف یہ کہو اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ وَ ارۡحَمۡنِیۡ اور پھر تکبیر کے لئے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور تکبیر کہو اور دوسرا سجدہ کرو اور اس میں وہ کہو جو پہلے سجدہ میں کہہ چکے ہو اور دو سجدوں کے درمیان اقعاء (دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر ٹیک کر گھٹنوں کے بل ہونا) کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور پہلی اور دوسری رکعت کے درمیان اور تیسری اور چوتھی رکعت کے درمیان اقعاء میں کوئی حرج نہیں مگر دونوں تشہدوں میں اقعاء جائز نہیں اس لئے کہ اقعاء کرنے والا بیٹھا ہوا نہیں ہوتا بلکہ کچھ بیٹھا ہوا ہوتا ہے اور کچھ نہیں اور یہ دعا و تشہد کیلئے مناسب نہیں ہے۔ اور ایسے موقع پر جہاں امام کو بیٹھنا ہے اور اس پر کھڑا ہونا واجب ہے تو اسکو تعظیم نشستہ ہو کر زمین سے اٹھا ہونا چاہیئے (یعنی اقعاء کر لینا چاہیئے) اور سجدہ نبی آدم کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی انتہائی عبادت ہے اور بندہ اس میں اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (و اسجد و اقترب) سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ۔

(۹۳۰) ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا اے بہترین خلق خدا کے ابن عم (نماز میں) پہلے سجدہ کے کیا معنیٰ ہیں؟ آپ نے فرمایا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اے اللہ تو نے ہم لوگوں کو اسی سے پیدا کیا ہے یعنی زمین سے اور سجدے سے سر اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ اسی سے تو نے ہم لوگوں کو نکالا۔ دوسرے سجدے کا مطلب یہ کہ ہم لوگوں کو اسی کی طرف پلٹائے گا اور سجدے سے سر اٹھانے کا مطلب یہ کہ اسی سے تو ہم لوگوں کو دوبارہ نکالے گا۔

(۹۳۱) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز کی علت دریافت کی کہ اس میں دو (۲) رکعتیں یعنی دو رکوع اور چار سجدے کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا دو (۲) رکعت بیٹھ کر پڑھنے کے برابر ہے اور رکوع میں سبحان ربی العظیم و بحمدہ اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ

(۹۳۲) جب اللہ تعالیٰ نے آیت فسبح باسم ربک العظیم نازل فرمائی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے تم لوگ اپنے رکوع میں قرار دے لو۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے آیہ سبح اسم ربک الاعلی نازل فرمائی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے تم لوگ اپنے سجدوں میں رکھ لو۔

(الغرض) پھر دوسرے سجدے سے سر اٹھاؤ اور جب کھڑے ہونے کیلئے ہاتھ پر ٹیک لگاؤ تو کہو (بحول اللہ و قوتہ اقوم و اقعد) اور دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہو گئے تو سورہ الحمد اور کوئی ایک سورہ پڑھو اور پڑھنے کے بعد رکوع سے پہلے قنوت پڑھو۔ اور پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ انا انزلناہ اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ہو اللہ احد پڑھنا

مستحب ہے اس لئے کہ انا انزلناہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اہلبیت صلوات اللہ علیہم کا سورہ ہے۔ پس ان لوگوں کو نماز گزار اللہ کی طرف اپنا وسیلہ بنائے اس لئے کہ انہی حضرات کے ذریعہ اس کو اللہ کی معرفت حاصل ہوئی ہے۔

اور دوسری رکعت میں سورہ توحید (قل ھو اللہ احد) پڑھے اس لئے کہ اسکے پڑھنے کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کے بعد قنوت پڑھے گا تو قنوت (کی دعا) قبول ہوگی۔

اور قنوت ایک واجب امر ہے جو شخص ہر نماز میں اسکو عمداً ترک کرے گا اسکی نماز نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا " وقوموا اللہ قانتین " یعنی اسکی اطاعت کرتے ہوئے اور اسے پکارتے ہوئے کھڑے ہو اور کم سے کم وہ قنوت جو کافی ہوجائے اسکی بہت سی قسمیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم کہو رَبِّ اِغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ (میرے پروردگار میری مغفرت فرما مجھ پر رحم فرما اور میری ان خطاؤں کو درگزر کر جو تو جانتا ہے۔ بے شک تو بڑا صاحب عزت اور بڑا صاحب کرم ہے) اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم کہو سُبْحَانَ مَنْ دَانَتْ لَہُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ بِالْعُبُوْدِیَّۃِ۔

(پاک اور منزہ ہے اے وہ ذات کہ تمام آسمان اور زمین اس کے سامنے پست اور اطاعت گزار ہیں) اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم تین مرتبہ سبحان اللہ کہو۔ اور اپنے قنوت و رکوع و سجود و قیام و قعود میں دنیا و آخرت کیلئے دعا کرو اور اگر چاہو تو اپنی حاجت بیان کرو۔

(۹۳۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قنوت کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اس میں کوئی معینہ قول ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے رب کی ثناء کرو۔ اپنے نبی پر درود بھیجو اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو۔

(۹۳۴) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قنوت نماز نافلہ اور نماز فریضہ کی ہر دو رکعت میں ہے۔

(۹۳۴) اور زرارہ نے ان ہی جناب سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قنوت ہر نماز میں ہے۔

اور ہمارے شیخ محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ نے سعید بن عبداللہ کے متعلق بیان کیا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ قنوت کے اندر دعا فارسی میں جائز نہیں ہے اور محمد بن حسن صفار کہا کرتے تھے کہ جائز ہے اور میں بھی کہتا ہوں کہ جائز ہے

(۹۳۶) حضرت ابوجعفر ثانی (امام علی النقی علیہ السلام) کے قول کی بنا پر کہ کوئی حرج نہیں اگر انسان نماز فریضہ میں جس زبان میں چاہے اللہ سے مناجات کرے۔

اور اگر یہ حدیث نہ بھی ہوتی تو میں اسکو جائز کہتا اس حدیث کی بنا پر جو روایت کی گئی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

(۹۳۷) آپ نے فرمایا کہ ہر شے آزاد ہے جب تک کہ اسکے لئے کوئی منع نہ وارد ہوئی ہو۔ اور نماز کے اندر فارسی میں دعا تو اس کے لئے کوئی نہی نہیں وارد ہوئی ہے۔ الحمد اللہ رب العالمین۔

(۹۳۸) اور حلبی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ہم نماز میں آئمہ علیہم السلام کا نام لے سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ان کا اجمالی طور پر ذکر کرو (جیسے آل محمدؐ)۔

(۹۳۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم نماز میں اپنے رب سے جو مناجات بھی کرو وہ ایسا کوئی کلام نہیں (جو نماز میں مخل ہو)۔

(۹۴۰) اور منصور بن یونس بزرج نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو نماز فریضہ میں رونے والے کی صورت بناتا ہے یہاں تک کہ رونے لگتا ہے تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں پھر فرمایا جب ایسا ہو تو تم دعا میں مجھے بھی یاد کر لیا کرو۔

(۹۴۱) اور روایت کی گئی ہے کہ نماز میں میت پر رونے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور نماز میں جنت جہنم کے ذکر پر رونا بہترین عمل ہے۔

نیز روایت کی گئی ہے کہ ہر شے کا ایک ناپ اور ایک تول ہوتا ہے سوائے خوف خدا میں رونے کے اس لئے کہ اس کا ایک قطرہ جہنم کے سمندوں کو بجھا دیتا ہے اور اگر کسی قوم کا ایک شخص بھی خوف خدا میں روتا ہے تو پوری قوم پر رحم کیا جاتا ہے۔

(۹۴۲) اور ہر آنکھ قیامت کے دن روتی ہوگی سوائے تین آنکھوں کے ایک وہ آنکھ جو خوف خدا سے روئی ہوگی دوسری وہ آنکھ جس نے اسکے دیکھنے سے خود کو بچایا ہو جسے دیکھنا اللہ نے حرام کیا ہے۔ تیسری وہ آنکھ جس نے راہ خدا میں جاگتے ہوئے شب بسر کی۔

(۹۴۳) صفوان جمّال سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیچھے بہت دنوں تک نماز پڑھی وہ ہر نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے خواہ وہ نماز باواز بلند پڑھی جاتی ہو یا بلند آواز سے نہ پڑھی جاتی ہو۔

(۹۴۴) زرارہ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہر قنوت باواز بلند ہے۔ اور سوائے روز جمعہ کے تمام دنوں کی نماز فریضہ میں قنوت ان الفاظ میں ہونا چاہیے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ لِیْ وَالِوَالِدَیَّ وَلِوُلْدِیْ وَلِاَھْلِ بَیْتِیْ وَاِخْوَانِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْکَ الْیَقِیْنَ وَالْعَفْوَ وَالْمُعَافَاۃَ وَالرَّحْمَۃَ وَالْمَغْفِرَۃَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

(بار الٰہا میں اپنے لئے اپنے والدین کیلئے اور اپنے گھر والوں کیلئے اور اپنے برادران مومنین کیلئے التجا کرتا

ہوں کہ ان سب کو تجھ پر یقین ہو اور انہیں تیری طرف سے دنیا و آخرت میں عفو و معافی و رحمت و مغفرت اور عافیت عطا ہو)

اور جب تم قنوت سے فارغ ہو جاؤ تو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاؤ تو تشہد پڑھو اور کہو بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى كُلُّهَا لِلّٰهِ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ، اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ (اللہ کے نام سے اللہ کے ساتھ اور ہر طرح کی حمد اللہ کیلئے ہے اور اللہ کے سارے نام اچھے اچھے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسی اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اسکے بندے ہیں اسکے رسول ہیں اُس نے اُن کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر ہم لوگوں کے سامنے بھیجا ہے)۔

پھر تیسری رکعت کی تیاری کرو اور جب تم کھڑے ہونے کیلئے اپنے ہاتھ سے ٹیک لگاؤ تو یہ کہو بِحَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ اور آخر کی دو رکعتوں میں خواہ تم پیشنماز ہو یا غیر پیشنماز تین مرتبہ یہ کہو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔

اور اگر چاہو تو ان میں سے ہر رکعت میں سورہ الحمد پڑھو لیکن تسبیح پڑھنا افضل ہے اور جب چوتھی رکعت پڑھ چکو تو آخر میں تشہد پڑھو اور اپنے تشہد میں یہ کہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى كُلُّهَا لِلّٰهِ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ - وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ - اَرْسَلَهُ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ - اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ الطَّاهِرَاتُ الزَّاكِيَاتُ النَّامِيَاتُ الْغَادِيَاتُ الرَّائِحَاتُ الْمُبَارَكَاتُ الْحَسَنَاتُ لِلّٰهِ - مَا طَابَ وَ طَهُرَ وَ زَكٰى وَ خَلَصَ وَ نَمٰى فَلِلّٰهِ وَ مَا خَبُثَ فَلِغَيْرِهٖ - اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَ اَشْهَدُ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَ اَنَّ النَّارَ حَقٌّ وَ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ - وَ اَشْهَدُ اَنَّ رَبِّيْ نِعْمَ الرَّبُّ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلُ اُرْسِلَ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ - اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَئِمَّةِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ - اَلسَّلَامُ عَلٰى جَمِيْعِ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ - اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ - (اللہ کے نام سے اور اللہ ہی کے ساتھ شروع کرتا ہوں ہر طرح کی حمد اللہ کیلئے ہے اور اللہ کے ہی سب اچھے اچھے نام ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں محمدؐ اس کے بندے ہیں اور اسکے رسول ہیں اس نے ان کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ سارے ادیان پر غالب آجائے خواہ مشرکین اسکو ناپسند کیوں نہ کریں۔ تحیہ و سلام اللہ کیلئے ہے نیز طیب و طاہر پاک و خالص، نامی و پر رائحہ (خوشبو) و مبارک و صلوات بھی اللہ ہی کیلئے ہے اور جو طیب و طاہر و پاک

وخالص ہے وہ اللہ کیلئے ہے اور جو ردی اور خراب ہے وہ غیر خدا کیلئے ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اسکے بندہ اور اسکے رسول ہیں اس نے ان کو حق کے ساتھ بشیر ونذیر بنا کر ہمارے سامنے اس وقت کیلئے بھی بھیجا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جنت حق ہے جہنم حق ہے اور قیامت آنے والی ہے ان میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ جو لوگ قبروں میں ہیں انہیں دوبارہ اٹھائے گا اور گواہی دیتا ہوں کہ میرا رب بہترین رب ہے اور محمدؐ بہترین رسول ہیں جو رسول بنائے گئے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ وہ اللہ کا واضح پیغام پہنچائے۔ اے نبی آپ پر ہمارا سلام اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکت ہو۔ محمدؐ بن عبداللہ خاتم النبیین پر سلام۔ اور رشد وہدایت کرنے والے آئمہ طاہرین پر سلام۔ اللہ کے تمام انبیاء اور اسکے رسولوں اور اسکے ملائیکہ پر سلام۔ ہم لوگوں پر اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام۔)

اور تمہارے لئے تشہد میں صرف شہادتین پڑھ لینا بھی کافی ہے اور اسکا پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ یہ عبادت ہے پھر تم قبلہ رُو رہتے ہوئے سلام پڑھو اور اگر تم امامت کر رہے ہو تو اپنی نگاہ دائیں جانب موڑ لو (اور السلام علیکم کہو) اور اگر تم تنہا نماز پڑھ رہے ہو تو قبلہ رُو رہتے ہوئے ایک مرتبہ السلام علیکم کہو اور اپنی ناک بائیں پھراؤ۔ اور اگر تم کسی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو تو قبلہ کی طرف رخ کرکے کہو السلام علیکم امام کے سلام کے جواب میں اور پھر دائیں جانب رخ کرکے ایک مرتبہ کہو السلام علیکم اور بائیں جانب رخ کرکے ایک مرتبہ کہو السلام علیکم لیکن اگر تمہارے بائیں جانب کوئی انسان نہیں ہے تو اپنے بائیں جانب سلام نہ کہو اور اگر تمہارے بائیں جانب کوئی دیوار حائل ہے تو اپنے بائیں جانب بھی السلام علیکم کہو۔ مگر دائیں جانب سلام کو نہ چھوڑو خواہ کوئی ادھر ہو یا نہ ہو۔

(۹۴۵) اور ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے عرض کیا اے خلق خدا میں سب سے بہترین کے ابن عم تشہد میں جو آپ اپنا داہنا پاؤں کھڑا رکھتے ہیں اور بایاں پاؤں پٹ رکھتے ہیں اسکا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا اسکا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو باطل کو موت دے اور حق کو کھڑا کردے۔ اس نے کہا کہ اچھا پیشنماز کے السلام علیکم کہنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ امام اللہ تعالیٰ کی ترجمانی کرتا ہے اہل جماعت کیلئے کہ تم لوگوں کو قیامت کے دن عذاب الٰہی سے امان ہے۔

پس جب تم نے سلام کہہ لیا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ تکبیر کہہ لی تو پھر یہ کہا کرو

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ اَنْجَزَ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَ اَعَزَّ جُنْدَهُ وَ غَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ فَلَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اس نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اپنے بندے کی نصرت کی اسکے گروہ کو قوت دی دوسرے گروہوں پر اکیلا غالب رہا پس اسی کیلئے مُلک ہے اسی کے لئے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہی ہر شئے پر قادر ہے)۔

پھر تسبیح فاطمہ زہراؑ پڑھو اور وہ چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس (۳۳) مرتبہ

الحمد للہ ہے۔

(۹۴۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص تسبیح فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہر نماز فریضہ کے بعد پڑھے گا قبل اسکے کہ وہ اپنے دونوں پاؤں کو موڑے اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت کر دیگا۔

(۹۴۷) روایت کی گئی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے قبیلہ بنی سعد کے ایک شخص سے فرمایا سنو میں تم سے اپنے اور فاطمہ زہراؑ کے متعلق بتاتا ہوں کہ وہ میرے پاس تھیں تو پانی کی مشکیں اتنی اٹھائیں کہ انکے سینے پر نیل پڑ گیا اتنی چکی پیسی کہ ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے۔ اور گھر میں اتنی جھاڑو دی کہ انکے کپڑے غبار آلود ہو گئے۔ اور دیگچی کے نیچے اتنی آگ روشن کی کہ انکے کپڑے دھوئیں سے بھر گئے۔ اور اسکی وجہ سے وہ شدید تکلیف میں تھیں تو میں نے ان سے کہا کہ اگر تم اپنے پدر بزرگوار کے پاس جاتیں اور ان سے ایک خادمہ کی درخواست کرتیں تو جس تکلیف میں تم ہو وہ دور ہو جاتی۔ چنانچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں اور جب وہ پہنچیں تو وہاں چند لوگوں کو آپ سے محو گفتگو پایا تو انہیں لوگوں کے سامنے کچھ کہتے شرم آئی چنانچہ واپس آگئیں اور آنحضرتؐ نے سمجھ لیا کہ یہ کسی کام سے آئی تھیں تو دوسرے دن آنحضرتؐ ہم لوگوں کے پاس آئے اور ہم لوگ اپنے اپنے لحاف میں لیٹے ہوئے تھے آنحضرتؐ نے آکر کہا السلام علیکم مگر ہم لوگ خاموش رہے آنحضرتؐ نے پھر کہا کہ السلام علیکم اب ہم لوگ ڈرے کہ اگر ہم لوگ جواب سلام نہیں دیتے تو آپ واپس چلے جائیں گے اور کبھی کبھی آپ ایسا کرتے بھی تھے کہ تین مرتبہ سلام کرتے اگر جواب ملا تو ٹھیک ورنہ واپس چلے جاتے تھے تو ہم لوگوں نے کہا علیک السلام یا رسول اللہ تشریف لائیں تو آپ اندر تشریف لائے اور ہم لوگوں کے سرہانے بیٹھ گئے پھر پوچھا اے فاطمہؑ کل تم کو مجھ سے کیا کام تھا اب میں ڈرا کہ اگر جواب نہ دیا تو آپ اٹھ کر چلے نہ جائیں۔ اس لئے میں نے لحاف سے سر نکالا اور عرض کیا کہ خدا کی قسم میں آپ کو بتاتا ہوں یا رسول اللہ انہوں نے پانی کی اتنی مشکیں اٹھائی ہیں کہ انکے سینے پر نیل پڑ گیا۔ اتنی چکی پیسی ہے کہ ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے اور گھر میں اتنی جھاڑو دی ہے کہ سارے کپڑے غبار آلود ہو گئے اور دیگچی کے نیچے اتنی آگ روشن کی کہ سارا لباس دھوئیں سے بھر گیا۔ تو میں نے ہی ان سے کہا کہ اگر تم اپنے والد کے پاس جاکر ایک خادمہ کیلئے کہتیں تو ان کاموں کی تکلیف سے تمہیں نجات مل جاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم دونوں کو ایسی چیز کیوں نہ بتاؤں جو خادم سے تم دونوں کیلئے بہتر ہو سنو جب تم دونوں اپنے بستر پر جاؤ تو چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ کہہ لیا کرو۔ یہ سنکر فاطمہؑ نے اپنے لحاف سے سر نکالا اور کہا میں اللہ اور اسکے رسول کے فیصلہ پر راضی ہوں میں اللہ اور اسکے رسول کے فیصلے پر راضی ہوں اور جب تم تسبیح فاطمہ علیہا السلام پڑھ کر فارغ ہو تو یہ کہو۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ وَ لَکَ السَّلَامُ وَ اِلَیْکَ یَعُوْدُ السَّلَامُ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ - اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَئِمَّةِ

الْهُدَاةِ الْمَهْدِيِّينَ السَّلَامُ عَلَىٰ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَمَلَائِكَتِهِ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ۔

(اے اللہ تو سلام ہے۔ تیری طرف سے سلام ہے اور تیرے لئے سلام ہے اور تیری طرف سلام پلٹتا ہے۔ تمہارا رب رب العزت ہے وہ پاک اور منزہ ہے ان تمام اوصاف سے جسکو لوگ بیان کرتے ہیں اور رسولوں پر سلام اور تمام جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لئے حمد۔ ہمارا سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت ہو آئمہ طاہرین پر جو ہادی اور مہدی ہیں اور ان پر سلام۔ اللہ کے تمام انبیاء رسولوں اور اس کے ملائکہ پر سلام۔ ہم لوگوں پر اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام) ۔

پھر آئمہ طاہرین پر ایک ایک کر کے سلام کرو اسکے بعد جو چاہو دعا مانگو۔

باب تعقیبات نماز

(۹۴۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نماز واجب کے بعد تمہیں کم از کم اتنا چاہیئے کہ یہ کہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ اَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ اَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ عَافِيَتَكَ فِي جَمِيعِ اُمُورِنَا كُلِّهَا وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ۔

(اے اللہ تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر۔ اے اللہ ہم لوگ تجھ سے سوال کرتے ہیں ہر اس خیر کا جو تیرے احاطہ علم میں ہے۔ اور تیری پناہ چاہتے ہیں ہر اس شر سے جو تیرے علم کے احاطہ میں ہے اے اللہ ہم لوگ اپنے تمام امور میں تجھ سے خیر و عافیت کے طلبگار ہیں اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے تیری پناہ چاہتے ہیں) ۔

(۹۴۹) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ جب وہ دنیا سے جائے تو گناہوں سے اسطرح پاک ہو جیسے خالص سونا جس میں کوئی میل نہ ہو اور کسی کی حق تلفی کرنے کا جرم اسکی گردن پر نہ ہو کہ جسکا کوئی مطالبہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ پانچوں وقت کی نماز کے بعد بارہ مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھے پھر دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَكْنُونِ الْمَخْزُونِ الطَّاهِرِ الطُّهْرِ الْمُبَارَكِ وَاَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْعَظِيمِ، وَسُلْطَانِكَ الْقَدِيمِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ يَا وَاهِبَ الْعَطَايَا يَا مُطْلِقَ الْاُسَارَىٰ يَا فَكَّاكَ الرِّقَابِ مِنَ النَّارِ، اَسْأَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُعْتِقَ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تُخْرِجَنِيْ مِنَ الدُّنْيَا آمِنًا وَاَنْ تُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ سَالِمًا، وَاَنْ تَجْعَلَ دُعَائِيْ اَوَّلَهُ فَلَاحًا وَاَوْسَطَهُ نَجَاحًا، وَآخِرَهُ صَلَاحًا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ۔

(اے اللہ میں تیرے پوشیدہ و مخزون و پاک و مبارک نام کا واسطہ دیکر تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے اسم عظیم اور تیری سلطنت قدیم کا واسطہ دیکر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو رحمتیں نازل فرما محمدؐ اور ان کی آل پر۔ اے عطیات کے بخشنے

والے۔اے اسیروں، کو آزاد کرانے والے اے لوگوں کی گردنوں کو جہنم سے چھڑانے والے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میری گردن کو جہنم سے چھڑا دے اور مجھے دنیا سے امن کے ساتھ نکال اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل کر۔اور میری دعا کو اول میں فلاح درمیان میں نجاح (کامیابی) اور آخر میں صلاح (درست ہونا) قرار دے۔بیشک تو غیب کا جاننے والا ہے)۔

اس کے بعد امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دعا ان اسرار میں سے ہے جنکی تعلیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دی اور مجھے حکم دیا کہ میں حسن و حسین (علیہما السلام) کو بھی یہ دعا تعلیم کروں۔

(۹۵۰) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ اے یوسف تم ہر نماز فریضہ کے بعد یہ کہا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا وَّ ارْزُقْنِیْ مِنْ حَیْثُ اَحْتَسِبُ وَ مِنْ حَیْثُ لَا اَحْتَسِبُ۔

(اے اللہ میرے امر میں کشادگی اور اس سے عہدہ برآ ہونے کا راستہ پیدا کر اور مجھے وہاں سے رزق عطا کر جہاں سے گمان ہے اور وہاں سے جہاں سے مجھے گمان تک نہیں ہے)۔

(۹۵۱) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہر نماز کے بعد یہ کہا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ مِنْ عِنْدِکَ وَ اَفِضْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِکَ وَ انْشُرْ عَلَیَّ مِنْ رَحْمَتِکَ وَ اَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِکَ۔

(اے اللہ مجھے اپنے پاس سے ہدایت کر۔اور اپنے فضل سے مجھ کو نواز اور اپنی رحمت مجھ پر پھیلا اور اپنی برکتیں مجھ پر نازل فرما)

(۹۵۲) صفوان بن مہران جمّال کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ جب نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے سر کے اوپر بلند کرتے تھے۔

(۹۵۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بھی کوئی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے پھیلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو شرم آتی ہے کہ اسکو خالی ہاتھ واپس کرے چنانچہ اس ہاتھ میں اپنے فضل اور رحمت سے کچھ نہ کچھ ضرور رکھدیتا ہے۔پس تم میں سے جو کوئی دعا مانگے وہ اپنے ہاتھوں کو نہ ہٹائے جب تک کہ ان سے اپنے سر اور اپنے چہرے پر مسح نہ کرے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا جبتک وہ اپنے چہرے اور اپنے سینے پر مسح نہ کرے۔

(۹۵۴) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اگر اسکی ناپ تول کی جائے تو وہ پورا ہی اترے تو اسکا آخر قول یہ ہونا چاہیے۔سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (صافات آیت نمبر ۱۸۰ تا ۱۸۲)

(یہ لوگ جو باتیں خدا کے بارے میں بنایا کرتے ہیں ان سے تمہارا پروردگار عزت کا مالک پاک صاف ہے اور پیغمبروں پر سلام ہو اور کل تعریفیں خدا ہی کے لئے سزاوار ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔)

تو اسکے لئے ہر مسلم کے حسنہ میں ایک حصہ ہوگا۔

(۹۵۵) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز سے فارغ ہو تو اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا مانگے تو ابن سبا نے کہا یا امیرالمومنین کیا اللہ تعالیٰ ہر جگہ نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف کیوں اٹھائے؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی وفی السماء رزقکم وماتوعدون (الذاریات آیات نمبر۲۲) (اور تم لوگوں کا رزق آسمان میں ہے جسکا تم لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے) اور جہاں رزق ہوتا ہے وہیں سے تو طلب کیا جاتا ہے اور رزق کی جگہ جسکا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے وہ آسمان ہے۔

(۹۵۶) اور امیرالمومنین علیہ السلام جب نماز زوال (ظہر) سے فارغ ہوتے تھے تو یہ کہا کرتے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِجُوْدِکَ وَکَرَمِکَ وَاَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَاَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِمَلَائِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَاَنْبِیَائِکَ الْمُرْسَلِیْنَ وَبِکَ - اَللّٰھُمَّ لَکَ الْغِنٰی عَنِّیْ وَبِیَ الْفَاقَةُ اِلَیْکَ، اَنْتَ الْغَنِیُّ وَاَنَا الْفَقِیْرُ اِلَیْکَ، اَقِلْنِیْ عَثْرَتِیْ، وَاسْتُرْعَلَیَّ ذُنُوْبِیْ وَاقْضِ الْیَوْمَ حَاجَتِیْ وَلَا تُعَذِّبْنِیْ بِقَبِیْحِ مَا تَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ بَلْ عَفْوُکَ یَسَعُنِیْ وَجُوْدُکَ (اے اللہ میں تیرے جود وکرم کے واسطہ سے تیرا تقرب چاہتا ہوں میں تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے تیرا تقرب چاہتا ہوں۔ میں تیرے ملائکہ مقربین اور تیرے مرسل انبیاء کے واسطہ سے اور خود تیرے واسطہ سے تیرا تقرب چاہتا ہوں۔ اے اللہ تو مجھ سے مستغنی ہے مگر میں تیرا محتاج ہوں تو غنی ہے میں تیرا محتاج ہوں۔ میری لغزشوں کو درگذر کر میری گناہوں کی پردہ پوشی فرما اور آج میری حاجت روائی کر اور میری برائیوں کی جنہیں تو جانتا ہے مجھے سزا نہ دے بلکہ اپنی عفو اور اپنی بخشش کو میرے لئے وسیع کر)۔

اس کے بعد سجدہ میں گر جاؤ اور کہو یَا اَھْلَ التَّقْوٰی وَیَا اَھْلَ الْمَغْفِرَةِ یَا بَرُّ یَا رَحِیْمُ، اَنْتَ اَبَرُّ بِیْ مِنْ اَبِیْ وَاُمِّیْ وَمِنْ جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ اَقْلِبْنِیْ بِقَضَاءِ حَاجَتِیْ مُجَاباً دُعَائِیْ مَرْحُوْماً صَوْتِیْ، قَدْ کَشَفْتَ اَنْوَاعَ الْبَلَاءِ عَنِّیْ (اے تقویٰ کے اہل اور اے مغفرت کرنے والے اے نیک سلوک کرنے والے اے رحم کرنے والے تو میرے باپ اور میری ماں بلکہ ساری مخلوق سے زیادہ میرے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہے تو میری حاجت پوری کر کے میری دعا کو قبول کر کے اور میری آواز پر ترس کھا کر مجھے اپنی بارگاہ سے لوٹا۔ تو مختلف قسم کی بلائیں مجھ سے ٹال بھی چکا ہے)۔

(۹۵۷) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد تین مرتبہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَلَا یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ غَیْرُهٗ، اَعْطٰی خَیْراً کَثِیْراً (اس اللہ کی حمد کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ نہیں کرتا جو اسکے

غیر چاہیں مجھے خیر کثیر عطا ہو)۔

(۹۵۸) نیز آنجناب علیہ السلام دونوں نماز مغرب وعشاء کے درمیان کہا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ بِیَدِکَ مَقَادِیْرُ اللَّیْلِ وَ النَّھَارِ وَمَقَادِیْرُ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ ، وَمَقَادِیْرُ الْمَوْتِ وَ الْحَیَاۃِ وَ مَقَادِیْرُ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ وَمَقَادِیْرُ النَّصْرِ وَ الْخَذْلَانِ ، وَمَقَادِیْرُ الْغِنٰی وَ الْفَقْرِ ، اَللّٰھُمَّ ادْرَأْ عَنِّیْ شَرَّ فَسَقَۃِ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ اجْعَلْ مُنْقَلَبِیْ اِلٰی خَیْرٍ دَائِمٍ وَ نَعِیْمٍ لَا یَزُوْلُ۔ (اے اللہ تیرے ہی دست قدرت میں رات ودن کی مقدار اور دنیا وآخرت کی مقدار اور موت وحیات کی مقدار اور شمس وقمر کی مقدار اور فتح وشکست کی مقدار اور دولتمندی اور فقر کی مقدار ہے اے اللہ مجھ سے فاسق جنوں اور انسانوں کے شر کو دور کر اور میری بازگشت دائمی خیر اور لازوال نعیم قرار دے)۔

(۹۵۹) اور محمد بن فرج سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوجعفر محمد بن علی الرضا علیہ السلام نے میرے پاس یہ دعا لکھکر بھیجی اور انہوں نے مجھ کو اسکی تعلیم دی اور کہا جو شخص نماز صبح کے بعد یہ دعا پڑھے گا وہ جو بھی حاجت طلب کرے اسکے لئے آسان ہوگی اور جو ارادہ رکھتا ہوگا اللہ اسمیں اسکی مدد کرے گا۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ ، وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ فَوَقَاہُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِ مَا مَکَرُوْا ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ، فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَ نَجَّیْنَاہُ مِنَ الْغَمِّ وَ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ - حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ - فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَۃٍ مِنَ اللّٰہِ وَ فَضْلٍ لَمْ یَمْسَسْھُمْ سُوْءٌ ، مَاشَاءَ اللّٰہُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ - مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا مَاشَاءَ النَّاسُ ، مَاشَاءَ اللّٰہُ وَ اِنْ کَرِہَ النَّاسُ ، حَسْبِیَ الرَّبُّ مِنَ الْمَرْبُوْبِیْنَ حَسْبِیَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوْقِیْنَ حَسْبِیَ الرَّازِقُ مِنَ الْمَرْزُوْقِیْنَ حَسْبِیَ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ حَسْبِیْ - حَسْبِیْ مَنْ کَانَ مُنْذُ کُنْتُ (حَسْبِیْ) لَمْ یَزَلْ حَسْبِیْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ - (اللہ کے نام سے اور اللہ کے ساتھ شروع کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرمائے میں اپنا کام اللہ ہی کے سپرد کرتا ہوں بیشک اللہ بندوں کے امور کا بہت اچھا دیکھ بھال کرنے والا ہے۔ پس خدا نے محفوظ رکھا اسکو لوگوں کے مکر کی برائیوں سے۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے تو پاک اور منزہ ہے یقیناً میں قصور وار ہوں۔ پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو رنج وغم سے نجات دی اور اسطرح ہم ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔ اور اللہ ہمارے واسطے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے پس وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ کر آئے کہ ان کو کسی برائی نے مس نہیں کیا۔ سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہے کسی میں کوئی قوت نہیں بغیر اللہ کی مدد کے۔ سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہے نہ کہ لوگوں کے چاہنے سے۔ سب کچھ خدا ہی کے چاہنے سے ہے اگرچہ لوگ اس سے کراہت کریں میرے لئے میرا رب کافی ہے تمام مربوبین کے مقابلہ میں میرے لئے میرا خالق کافی ہے تمام مخلوقین کے مقابلہ میں ، میرے لئے رزق دینے والا کافی ہے رزق پانے والوں کے مقابلہ میں ، میرے لئے اللہ رب العالمین کافی ہے۔ میرے لئے وہی ذات کافی ہے جو ہمیشہ ہمارے لئے کافی رہا۔ میرے لئے وہی کافی ہے کہ جو میرے لئے اس وقت سے کافی ہے

جب سے میں پیدا ہوا اور وہ ہمارے لئے ہمیشہ کافی رہا۔ میرے لئے اللہ کافی ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسکے، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا بھی رب ہے)۔

(۹۶۰) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا جب تم نماز فریضہ ادا کر چکو تو کہو

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبّاً، وَبِالْإِسْلَامِ دِيناً، وَبِالْقُرْآنِ كِتَاباً وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيّاً، وَبِعَلِيٍّ وَلِيّاً، وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ، وَعَلِيِّ بْنِ مُوسَى وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَالْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ أَئِمَّةً۔ اَللّٰهُمَّ وَلِيَّكَ الْحُجَّةَ فَاحْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ فَوْقِهِ وَمِنْ تَحْتِهِ، وَامْدُدْ لَهُ فِي عُمُرِهِ، وَاجْعَلْهُ الْقَائِمَ بِأَمْرِكَ، الْمُنْتَصِرَ لِدِينِكَ وَأَرِهِ مَا يُحِبُّ وَتَقَرُّ بِهِ عَيْنُهُ فِي نَفْسِهِ وَفِي ذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِهِ وَمَالِهِ وَفِي شِيعَتِهِ وَفِي عَدُوِّهِ، وَأَرِهِمْ مِنْهُ مَا يَحْذَرُونَ وَأَرِهِ فِيهِمْ مَا يُحِبُّ وَتَقَرُّ بِهِ عَيْنُهُ، وَاشْفِ بِهِ صُدُورَنَا وَصُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ۔ (میں اس بات پر راضی اور خوش ہوں کہ اللہ میرا رب ہے اور اسلام میرا دین ہے اور قرآن میری کتاب ہے اور محمدؐ میرے نبی ہیں اور علیؑ میرے ولی ہیں اور حسنؑ و حسینؑ و علیؑ ابن حسینؑ و محمدؑ بن علیؑ و جعفرؑ بن محمدؑ و موسیٰؑ بن جعفرؑ و علیؑ بن موسیٰؑ و محمدؑ بن علیؑ و علیؑ بن محمدؑ و حسنؑ بن علیؑ اور حجت ابن الحسنؑ بن علیؑ ہمارے آئمہ ہیں۔ پروردگار اپنے ولی الحجۃ کی حفاظت فرما انکے آگے سے انکے پیچھے سے انکے دائیں سے انکے بائیں سے انکے اوپر سے انکے نیچے سے نیز ان کی عمر میں اضافہ فرما اور ان کو حکم دے کہ وہ انھیں اور تیرے دین کی نصرت کریں اور ان کو وہ کچھ دکھا جو وہ چاہتے ہیں اور ان کی اپنی ذات ان کی ذریت ان کے اہل وعیال اور انکے مال ومنال اور انکے دوست اور انکے دشمنوں کے سلسلہ میں ان کی آنکھیں ٹھنڈی کر اور انکے دشمنوں کو ان کے ہاتھوں وہ دکھا دے جس سے وہ ڈرتے ہیں اور ان جنابؑ کو وہ دکھا جو وہ اپنے دشمنوں کے لئے چاہتے ہیں اور اس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ اور ان جنابؑ کے ذریعہ ان لوگوں کے دلوں کو اور مومن قوم کے دلوں کو تشفی عطا فرما)۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو یہ کہا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَإِسْرَافِي عَلَى نَفْسِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي۔ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَبِقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَجْمَعِينَ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْراً لِي فَأَحْيِنِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْراً لِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَكَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى وَأَسْأَلُكَ نَعِيماً لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَأَسْأَلُكَ الرِّضَا بِالْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ، وَشَوْقاً إِلَى لِقَائِكَ مِنْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مَهْدِيِّينَ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عَزِيمَةَ الرَّشَادِ وَالثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَالرُّشْدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عَافِيَتِكَ وَأَدَاءَ حَقِّكَ، وَأَسْأَلُكَ يَا رَبِّ قَلْباً سَلِيماً وَلِسَاناً صَادِقاً وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ

وَ اَسْأَلُکَ خَیْرَ مَا تَعْلَمُ، وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ مَا لَا نَعْلَمُ، فَاِنَّکَ تَعْلَمُ وَ لَا نَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (پروردگار معاف کر میرے اس گناہ کو جو میں نے آگے کیا ہے اور جو پیچھے کیا ہے جو میں نے چھپا کر کیا ہے اور جو بالاعلان کیا ہے میں نے خود اپنے نفس پر زیادتی کی ہے۔ اور اس گناہ کو جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ پروردگار تو ہی مقدم ہے تو ہی موخر ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے تجھے اپنے علم غیب اور تمام مخلوقات پر قدرت کا واسطہ جب تک تو یہ جانے کہ میری حیات میرے حق میں بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور جب تو یہ جانے کہ وفات میرے حق میں بہتر ہے تو مجھے وفات دیدے۔ اے اللہ میں تجھ سے ظاہر و باطن میں تیرے خوف کا اور ناراضگی اور رضا میں کلمہ حق کہنے کا اور فقیری اور امیری میں کفایت شعاری کا طالب ہوں۔ اور تجھ سے ایسی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو اور آنکھ کی ٹھنڈک کا جو کبھی منقطع نہ ہو اور میں سوال کرتا ہوں تجھ سے کہ میں تیری قضا پر راضی رہوں۔ موت کے بعد مجھے خنکی عیش نصیب ہو اور تیرے چہرے کی زیارت سے لطف اندوز ہوں اور میرے دل میں تیری ملاقات کا شوق بغیر کسی مضرت اور تاریک فتنوں کے خوف کے ہو۔ پروردگار مجھے زیور ایمان سے آراستہ کر اور مجھے ہدایت یافتہ لوگوں میں قرار دے۔ اے اللہ مجھے ان لوگوں میں پہنچا دے جنکی تو نے ہدایت کی ہے اے اللہ مجھے راہ راست پر چلنے اور اس پر ثابت قدم رہنے اور راہ راست پر قائم رہنے کا عزم و حوصلہ عنایت فرما۔ اور مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری نعمت اور تیری حسن عافیت کا شکر ادا کروں اور تیرا حق ادا کروں اور اے پروردگار میں تجھ سے قلب سلیم اور راست گو زبان کا طالب ہوں اور یہ کہ میں تجھ سے مغفرت طلب کروں ان گناہوں کی جسے تو جانتا ہے اور میں تجھ سے طلبگار ہوں اس خیر کا جسکا تجھ کو علم ہے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس شر سے جو تیرے علم میں ہے اور میرے علم میں نہیں ہے اور تو غیب کا جاننے والا ہے)

(۹۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز فریضہ کے وقت یہ کلمات کہے اس نے اپنی جان اپنا گھر اور اپنا مال اور اپنی اولاد کو محفوظ کرلیا۔ اُجِیْرُ نَفْسِیْ وَ مَالِیْ وَ وَلَدِیْ وَ اَهْلِیْ وَ دَارِیْ وَ کُلَّ مَا هُوَ مِنِّیْ بِاللّٰهِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ وَ اُجِیْرُ نَفْسِیْ وَ مَالِیْ وَ وَلَدِیْ [وَ اَهْلِیْ] وَ دَارِیْ وَ کُلَّ مَا هُوَ مِنِّیْ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تا آخر سورہ اور اعوذ برب الناس تا آخر سورہ اور آیتہ الکرسی آخر تک (میں اپنی جان اپنا مال اپنی اولاد اپنے اہل و عیال اور اپنے گھر بلکہ جو بھی میری ملکیت میں ہے ان سب کو اس اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو واحد ہے احد ہے صمد ہے جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور اسکا کوئی کفو اور ہمسر نہیں۔ اور میں اپنی جان و اپنا مال اور اپنی اولاد اور اپنے اہل و عیال اور اپنا گھر اور جو کچھ بھی میرا ہے ان سب کو اس پروردگار کی پناہ میں دیتا ہوں جس نے صبح کو پیدا کیا اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق کے شر سے بچانے کے لئے۔)

(۹۶۲) حلقام بن ابی حلقام سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے میں ایک مرتبہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ پر قربان مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم کر دیجئے جو دنیا اور آخرت کی جامع ہو اور مختصر ہو۔ تو آپ

نے فرمایا کہ طلوع فجر کے بعد سے طلوع آفتاب کے درمیان یہ پڑھو۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَسْئَلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (اللہ پاک ہے اور عظمت والا ہے میں استغفار کرتا ہوں اللہ سے اور اس سے اس کے فضل کا سوال کرتا ہوں) حلقام کا بیان ہے کہ اس وقت میں اور میرے گھر والے بدترین حالات میں بسر کر رہے تھے اور مجھے میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یک بیک میرے پاس ایسے شخص کی میراث آئی کہ میں نہیں جانتا تھا کہ اسکے اور میرے درمیان قرابت ہے اور اب میں اپنے خاندان کے اندر سب سے زیادہ مالدار ہوں یہ اسی دعا کا نتیجہ ہے جسکی میرے مولا نے مجھے تعلیم دی ہے۔

(۹۶۳) زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ نماز فریضہ کے بعد دعا نماز نافلہ پڑھنے سے افضل ہے۔ اور اسی بناء پر یہ سنت جاری ہوئی۔

(۹۶۴) ایک مرتبہ ھشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں اپنی ضرورت کی بناء پر گھر سے نکلتا ہوں لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ نماز کے بعد تعقیبات میں مشغول رہوں۔ آپ نے فرمایا اگر تم باوضو ہو تو تعقیبات میں مشغول رہو۔

(۹۶۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے آدم کی اولاد تم لوگ مجھے نماز صبح کے بعد ایک ساعت اور بعد نماز عصر ایک ساعت یاد کرو تو جو تمہارے ارادے ہیں ان میں تمہاری مدد کروں گا۔

(۹۶۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز صبح کے بعد طلوع آفتاب تک تعقیبات اور دعا میں مشغول رہنا طلب رزق کے لئے زمین میں مارے مارے پھرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

باب سجدہ شکر اور اسمیں کیا کہنا چاہیے

(۹۶۷) عبداللہ بن جندب نے حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ وہ جنابؑ سجدہ شکر میں یہ کہا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ مَلَائِكَتَكَ وَأَنْبِيَاءَكَ وَرُسُلَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ إِنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَالْإِسْلَامَ دِيْنِيْ وَمُحَمَّدًا نَبِيِّيْ وَعَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوْسَى بْنَ جَعْفَرٍ وَعَلِيَّ بْنَ مُوْسٰى وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَعَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَالْحُجَّةَ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ أَئِمَّتِيْ بِهِمْ أَتَوَلّٰى وَمِنْ أَعْدَائِهِمْ أَتَبَرَّأُ ۔

(اے اللہ میں تجھے گواہ کر کے کہتا ہوں اور تیرے ملائکہ اور تیرے انبیاء اور تیرے رسولوں کو اور تیری تمام مخلوق کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ بیشک تو ہی میرا رب ہے اور اسلام میرا دین ہے محمدؐ میرے نبی ہیں اور حضرت علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ و علیؑ بن حسینؑ و محمد بن علیؑ و جعفر بن محمد موسیٰ بن جعفر و علیؑ بن موسیٰؑ و محمدؑ بن علیؑ و علیؑ بن محمدؑ و حسنؑ بن علیؑ و الحجۃؑ بن حسنؑ

بن علیؑ میرے آئمہ ہیں میں ان ہی سے محبت کرتا ہوں اور ان کے دشمنوں سے برائت کا اظہار کرتا ہوں) پھر تین بار اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُنۡشُدُکَ دَمَ الۡمَظۡلُوۡمِ (اے اللہ میں تجھے خون مظلوم کی قسم دیتا ہوں)

پھر تین بار اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُنۡشُدُکَ بِاِیۡوَائِکَ عَلٰی نَفۡسِکَ لِاَعۡدَائِکَ لَتُھۡلِکَنَّھُمۡ بِاَیۡدِیۡنَا وَاَیۡدِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُنۡشُدُکَ بِاِیۡوَائِکَ عَلٰی نَفۡسِکَ لِاَوۡلِیَائِکَ لَتُظۡفِرَنَّھُمۡ بِعَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمۡ اَنۡ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلَی الۡمُسۡتَحۡفِظِیۡنَ مِنۡ اٰلِ مُحَمَّدٍ (اے اللہ میں تجھے خود تیری ذات کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تو اُن کے دشمنوں کو ہمارے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں سے ضرور ہلاک کرادے اور میں تجھے خود تیری ذات کی قسم دیکر کہتا ہوں تو اُن کے اولیاء اور دوستداروں کو اپنے دشمنوں پر اور اُنکے دشمنوں پر ضرور فتحیاب فرما اور رحمت نازل فرما محمدؐ پر اور آل محمدؐ میں سے ان پر جو لوگ محفوظ و معصوم ہیں)

پھر تین بار اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُکَ الۡیُسۡرَ بَعۡدَ الۡعُسۡرِ (اے اللہ مشکل کے بعد آسانی عطا فرما)۔

پھر اپنا دایاں گال زمین پر رکھکر تین بار

یَا کَھۡفِیۡ حِیۡنَ تُعۡیِیۡنِی الۡمَذَاھِبُ وَتَضِیۡقُ عَلَیَّ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ وَیَا بَارِیَٔ خَلۡقِیۡ رَحۡمَۃً بِیۡ وَکُنۡتَ عَنۡ خَلۡقِیۡ غَنِیًّا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَی الۡمُسۡتَحۡفِظِیۡنَ مِنۡ اٰلِ مُحَمَّدٍ (اے مجھے اس وقت پناہ دینے والے جب مختلف راستے مجھے عاجز کر دیتے ہیں اور زمین باوجود اپنی وسعت کے مجھ پر تنگ ہو جاتی ہے۔ اے مجھ پر رحم و کرم کر کے مجھے پیدا کرنے والے تجھ کو میرے پیدا کرنے کی کوئی ضرورت لاحق نہیں تھی تو محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل محمدؐ خصوصاً آل محمدؐ میں جو معصوم و محفوظ ہیں ان پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔

پھر اپنا بایاں رخسار زمین پر رکھکر تین بار کہو

یَا مُذِلَّ کُلِّ جَبَّارٍ وَیَا مُعِزَّ کُلِّ ذَلِیۡلٍ، قَدۡ وَعِزَّتِکَ بَلَغَ [بِیۡ] مَجۡھُوۡدِیۡ (اے ہر ظالم و جابر کو ذلیل کرنے والے اور اے ہر ذلیل کو عزت دینے والے تجھے اپنی عزت و جلال کی قسم مجھے میرے مقصد تک پہنچا دے)۔

پھر سجدہ کرو اور سو مرتبہ کہو شکراً شکراً پھر اپنی حاجت کے لئے سوال کرو انشاء اللہ تعالیٰ اور مخالفین کے سامنے سجدہ شکر نہ کرو بلکہ تقیہ اختیار کرو اور اسے ترک کرو۔

(۹۶۸) جہم بن ابی جہم سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کو دیکھا کہ آپ نے نماز مغرب کی تین رکعت کے بعد سجدہ کیا تو میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان میں نے دیکھا کہ آپ نے تین رکعتوں کے بعد سجدہ کیا تو آپ نے فرمایا کیا واقعی تم نے مجھے سجدہ کرتے ہوئے دیکھ لیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا پھر تم بھی اس کو نہ چھوڑنا اس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

(۹۶۹) ابراہیم بن عبدالحمید کی روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی غم و حزن لاحق ہو تو اپنے ہاتھ کو سجدہ گاہ سے مس کرو پھر اس ہاتھ کو اپنے بائیں رخسار پر ملو پھر اسے اپنی پیشانی سے لیکر اپنے داھنے رخسار پر ملو۔ (ابن عمیر کا بیان ہے کہ ابراہیم بن عبدالحمید نے مجھے اسطرح بتایا) اور ایسا تین مرتبہ کرو اور ہر مرتبہ یہ کہو

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْغَمَّ وَ الْحَزَنَ - (اس اللہ کے نام سے کہ جس کے سوا کوئی اللہ نہیں وہ باطن وظاہر کا جاننے والا ہے اور رحمٰن و رحیم ہے اے اللہ تو میرے غم و حزن کو دور کردے)۔

(۹۷۰) اور سلیمان بن حفص مروزی سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام نے مجھے خط میں تحریر فرمایا کہ تم سجدہ شکر میں سو مرتبہ شکراً شکراً کہو اور اگر چاہو تو عفواً عفواً کہو۔

(۹۷۱) اور حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نماز کے بعد سجدے میں جاتے تو سر نہ اٹھاتے جب تک کہ دن نہ چڑھ جائے۔

(۹۷۲) اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص حالت وضو میں سجدہ شکر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نمازوں کا ثواب لکھے گا اور اس کے دس گناہوں کو محو کردے گا۔

(۹۷۳) اور سعد بن سعد نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سجدہ شکر کے متعلق دریافت کیا اور کہا کہ ہم اپنے اصحاب کو دیکھتے ہیں کہ وہ نماز فریضہ کے بعد ایک سجدہ کرتے ہیں اور اسکو کہتے ہیں کہ یہ سجدہ شکر ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ شکر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کو کسی نعمت سے نوازے تو وہ یہ کہے۔

سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (پاک و منزہ ہے وہ ذات کہ جس نے مجھے اس چیز پر قابو دیا جبکہ مجھ میں اس پر قابو پانے کی طاقت نہ تھی اور ہم سب اپنے رب کی طرف واپس پلٹنے والے ہیں اور حمد اس اللہ کی ہے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے (سورۃ زخرف۔ آیت نمبر ۱۳)

(۹۷۴) اور اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو جب تک اپنا دایاں رخسار زمین سے ملا نہ لیتے اور بایاں رخسار زمین سے چسپاں نہ کر لیتے ہٹتے نہ تھے۔

(۹۷۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران کی طرف وحی فرمائی کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے ساری مخلوق کو چھوڑ کر تمہیں اپنے کلام کے لئے کیوں منتخب کیا؟ موسیٰؑ نے کہا نہیں اے

میرے رب اللہ تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ میں نے اپنے تمام بندوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا مگر میں نے کسی ایک کو بھی ایسا نہ پایا جو تمہاری طرح میرے سامنے خود کو ذلیل کرتا ہو اے موسیٰ جب تم نماز پڑھتے ہو تو اپنے دونوں رخسار زمین پر رکھ دیتے ہو۔

(۹۷۶) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ سجدہ کرے اور پوری ایک سانس تک یاربِّ یاربِّ کہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں موجود ہوں بتا تجھے کیا حاجت ہے۔

(۹۷۷) اور حضرت علی ابن الحسن علیہ السلام اپنے سجدہ میں عرض کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ قَدْ عَصَیْتُکَ فَاِنِّیْ قَدْ اَطَعْتُکَ فِیْ اَحَبِّ الْاَشْیَاءِ اِلَیْکَ وَھُوَ الْاِیْمَانُ بِکَ مَنًّا مِنْکَ عَلَیَّ لَا مَنًّا مِنِّیْ عَلَیْکَ، وَتَرَکْتُ مَعْصِیَتَکَ فِیْ اَبْغَضِ الْاَشْیَاءِ اِلَیْکَ وَھُوَ اَنْ اَدْعُوَ لَکَ وَلَدًا اَوْ اَدْعُوَ لَکَ شَرِیْکًا مَنًّا مِنْکَ عَلَیَّ لَا مَنًّا مِنِّیْ عَلَیْکَ، وَعَصَیْتُکَ فِیْ اَشْیَاءَ عَلٰی غَیْرِ وَجْهِ مُکَابَرَةٍ وَلَا مُعَانَدَةٍ وَلَا اسْتِکْبَارٍ عَنْ عِبَادَتِکَ، وَلَا جُحُوْدٍ لِرُبُوْبِیَّتِکَ، وَلٰکِنِ اتَّبَعْتُ هَوَایَ وَاسْتَزَلَّنِیَ الشَّیْطَانُ بَعْدَ الْحُجَّةِ عَلَیَّ وَالْبَیَانِ، فَاِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَبِذُنُوْبِیْ غَیْرَ ظَالِمٍ لِیْ، وَاِنْ تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْ فَبِجُوْدِکَ وَبِکَرَمِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (اے اللہ اگر میں نے گناہ کیا ہے تو تیری ایک اطاعت بھی تو کی ہے اس چیز میں جو تجھے سب سے زیادہ پسند ہے اور وہ تجھ پر ایمان رکھنا ہے اور یہ تیرا مجھ پر احسان ہے میرا تجھ پر کوئی احسان نہیں ہے۔ اور میں نے وہ گناہ چھوڑ دیا جو تجھ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے اور وہ یہ کہ میں یہ مان لوں کہ تیرا کوئی بیٹا ہے یا یہ مان لوں کہ تیرا کوئی شریک ہے یہ تیرا مجھ پر احسان ہے میرا تجھ پر کوئی احسان نہیں ہے اور میں نے چند باتوں میں اگر نافرمانی کی ہے تو نہ کبر کی بناپر نہ عناد کی بناپر نہ تیری عبادت سے انکار کی بناپر نہ تیری ربوبیت سے انکار کی بناپر بلکہ میں نے اپنی خواہش نفس کی پیروی کی اور حجت وبیان کی موجودگی کے بعد بھی شیطان نے مجھے بہکا دیا اب اگر تو میرے گناہوں پر مجھے عذاب میں مبتلا کرے تو یہ مجھ پر تیرا ظلم نہیں ہوگا اور اگر تو بخش دے تو تو ارحم الراحمین ہے یہ تیرا جود و کرم ہوگا) اور جو شخص سجدہ شکر کر رہا ہے اسکے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی دونوں کہنیاں زمین پر رکھے اور اپنے سینے کو زمین سے ملا دے۔

(۹۷۸) ابی الحسین اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب نماز گزار نماز فریضہ کے بعد سجدہ کرتا ہے تو وہ اس لئے کہ وہ اس امر پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے احسان کیا کہ ادائے فرض کی توفیق عطا فرمائی۔ اور سجدہ شکر میں کم از کم یہ کہنا کافی ہے کہ تین مرتبہ کہے شُکْرًا لِلّٰہِ۔

(۹۷۹) اور احمد بن ابی عبداللہ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے محمد ابی عمیر سے انہوں نے حریز سے انہوں نے مرازم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سجدہ شکر ہر مسلمان پر واجب ہے اس سے تیری نماز پوری ہوگی اور تیرا رب تجھ سے راضی وخوش ہوگا اور ملائکہ تجھ پر تعجب کریں گے کہ اس بندے کو دیکھو

کہ یہ جب نماز پڑھتا ہے تو سجدہ شکر ادا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بندے کے اور ملائیکہ کے درمیان حجاب اٹھا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے ملائیکہ میرے بندے کو دیکھو کہ اس نے میرے فرض کو ادا کیا اور میرے عہد کو پورا کیا پھر اس نے شکر کرتے ہوئے مجھے سجدہ بھی کیا اس بنا پر کہ میں نے اس کو نعمتیں دیں۔ میرے فرشتو یہ بتاؤ کہ اسکو دینے کے لئے میرے پاس کیا ہے؟ ملائیکہ کہیں گے ہمارے پروردگار تیری رحمت ہے اللہ تعالیٰ کہے گا (درست ہے) مگر اسکے علاوہ اور کیا ہے ملائیکہ کہیں گے پروردگار اس کو دینے کیلئے تیری جنت ہے اللہ تعالیٰ کہیگا (درست ہے) لیکن اس کے علاوہ اور کیا ہے؟ ملائیکہ عرض کریں گے پروردگار پھر اسکے علاوہ اس کی مہمات کو حل کردے اللہ تعالیٰ کہے گا پھر اور کیا اور کیا تو ملائیکہ اسکے بعد ایک ایک نیکی کو شمار کرینگے اور اللہ تعالیٰ کہتا رہے گا اور کیا اور کیا جب کچھ نیکی باقی نہ رہے گی تو اللہ تعالیٰ کہے گا اے میرے ملائیکہ یہ بتاؤ اور کیا؟ تو ملائیکہ کہیں گے پروردگار ہمیں ان کے علاوہ کچھ معلوم نہیں تو اللہ تعالیٰ کہے گا میں اسکا شکریہ ادا کرونگا جسطرح اس نے میرا شکر ادا کیا ہے اور میں اپنے فضل و کرم کو لیکر خود اسکی طرف بڑھوں گا اور اپنا چہرہ اسکو دکھاؤں گا۔

مصنفِ کتاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اور چہروں کی طرح اللہ تعالیٰ کا چہرہ بنایا اس نے کفر و شرک کیا۔ اسکا چہرہ تو انبیاء اور حجتہائے خدا صلوات اللہ علیہم ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے وسیلہ سے بندے اللہ کی طرف اسکی معرفت اور اسکے دین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور قیامت کے دن ان لوگوں کو دیکھنا سب سے بڑا ثواب و اجر ہے اور یہ ہر ثواب سے بڑھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام (ہر مخلوق فنا ہونے والی ہے بس خدائے ذوالجلال والاکرام کا چہرہ باقی رہے گا) (سورہ رحمٰن آیت نمبر ۲۶-۲۷) نیز ارشاد فرمایا ہے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (تم جدھر بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ کا چہرہ ہے یعنی ادھر ہی اللہ کی طرف توجہ ہوگی) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۱۰) اور قرآن کے ظاہری الفاظ کی بناء پر احادیث سے انکار نہیں کیا جائے گا۔

باب : ہر صبح و شام کی مستحب دعائیں

(۹۸۰) عبدالکریم بن عتبہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور اسکے غروب ہونے سے پہلے دس مرتبہ یہ کہے۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک اور اسی کے لئے حمد ہے وہی جلاتا اور مارتا ہے وہ زندہ ہے جو کبھی نہ مرے گا اسی کے ہاتھ خیر ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے) تو یہ اسکے اس دن کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔

(۹۸۱) حفص بن بختری نے آنجناب سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام جب صبح ہوتی

اور جب شام ہوتی تو یہ کہا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ اَنَّهٗ مَا اَصْبَحَ وَ اَمْسٰی بِیْ مِنْ نِعْمَةٍ وَ عَافِیَةٍ فِیْ دِیْنٍ اَوْ دُنْیَا فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ ۔ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ بِھَا عَلَیَّ حَتّٰی تَرْضٰی وَ بَعْدَ الرِّضَا (اے پروردگار میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ دین و دنیا میں جو نعمتیں اور عافیتیں صبح و شام مجھے میسر آرہی ہیں وہ سب صرف تیری طرف سے اور اکیلے تیری طرف سے ہیں تیرا کوئی شریک نہیں تیرے لئے حمد اور تیرے لئے شکر تاکہ تو مجھ سے خوش ہو اور آئندہ بھی خوش رہے)

ایسا جب صبح ہوتی تو دس مرتبہ کہتے اور جب شام ہوتی تو دس مرتبہ کہتے اور اس بناء پر اللہ نے ان کا نام عبداً شکورا لکھدیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کے بعد کہا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَ الْحُزْنِ وَ الْعَجْزِ وَ الْکَسَلِ وَ الْبُخْلِ وَ الْجُبْنِ وَ ضَلْعِ الدَّیْنِ ، وَ غَلَبَةِ الرِّجَالِ ، وَ بَوَارِ الْاَیِّمِ وَ الْغَفْلَةِ وَ الذِّلَّةِ وَ الْقَسْوَةِ وَ الْعَیْلَةِ وَ الْمَسْکَنَةِ ، وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ ، وَ مِنْ عَیْنٍ لَا تَدْمَعُ ، وَ مِنْ دُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ ، وَ مِنْ صَلَاةٍ لَا تَنْفَعُ ، وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اِمْرَاَةٍ تُشَیِّبُنِیْ قَبْلَ اَوَانِ مَشِیْبِیْ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَلَدٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ رَبّاً ، وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ مَالٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ عَذَاباً ، وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ صَاحِبٍ خَدِیْعَةٍ اِنْ رَاٰی حَسَنَةً دَفَنَھَا ، وَ اِنْ رَاٰی سَیِّئَةً اَفْشَاھَا ، اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ لِفَاجِرٍ عِنْدِیْ یَداً وَ لَا مِنَّةً ۔ (اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہم و حزن سے ، عجز و کسل سے ، بخل و بزدلی سے ، دین میں کجی سے ، لوگوں کے مقابلہ میں مغلوب ہوجانے سے ، بے شوہر والی عورت سے ، غفلت و ذلت و قساوت قلبی و تنگدستی و مسکنت سے ، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو ، ایسے قلب سے جس میں خوف خدا نہ ہو ، ایسی آنکھ سے جس میں کبھی آنسو نہ آئیں ایسی دعا سے جو سنی نہ جاسکے ۔ ایسی نماز سے جو نفع نہ دے سکے ۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسی عورت سے جو بڑھاپے سے قبل ہی مجھے بوڑھا کردے ۔ ایسی اولاد سے جو مجھ پر حاوی اور غالب رہنے کی کوشش کرے ۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے مال سے جو میرے لئے عذاب بن جائے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے دھوکہ باز سے جو اگر میری اچھائی دیکھے تو اسے چھپادے اور اگر برائی دیکھے تو اسے مشہور کردے ۔ اے اللہ تو کسی فاجر شخص کا مجھے ممنون واحسان مند نہ ہونے دے ۔)

(۹۸۲) اور ہمارے متعدد اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار جب نماز صبح پڑھتے تو یہ کہتے تھے ۔ یَامَنْ ھُوَ اَقْرَبُ اِلَیَّ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ، یَا مَنْ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ ، یَا مَنْ ھُوَ بِالْمَنْظَرِ الْاَعْلٰی ، یَا مَنْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ، یَا اَجْوَدَ مَنْ سُئِلَ ، وَ یَا اَوْسَعَ مَنْ اَعْطٰی ، وَ یَا خَیْرَ مَدْعُوٍّ ، وَ یَا اَفْضَلَ مَرْجُوٍّ ، وَ یَا اَسْمَعَ السَّامِعِیْنَ ، وَ یَا اَبْصَرَ النَّاظِرِیْنَ ، وَ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ ، وَ یَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِیْنَ وَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ، وَ یَا اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْنَ ، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ ، وَ اَوْسِعْ عَلَیَّ فِیْ رِزْقِیْ ، وَ امْدُدْ لِیْ فِیْ عُمْرِیْ ، وَ انْشُرْ عَلَیَّ مِنْ رَحْمَتِکَ وَ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ تَنْتَصِرُ بِهٖ لِدِیْنِکَ وَ لَا تَسْتَبْدِلْ بِیْ غَیْرِیْ ، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَکَفَّلْتَ

بِرِزْقِيْ وَرِزْقَ كُلِّ دَابَّةٍ فَاَوْسِعْ عَلَيَّ وَعَلٰى عِيَالِيْ مِنْ رِزْقِكَ الْوَاسِعِ الْحَلَالِ ، وَاكْفِنَا مِنَ الْفَقْرِ پھر کہا کرتے تھے کہ
مَرْحَبًا بِالْحَافِظَيْنِ ، وَحَيَّاكُمَا اللّٰهُ مِنْ كَاتِبَيْنِ اُكْتُبَا رَحِمَكُمَا اللّٰهُ اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ،
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ الدِّيْنَ كَمَا شَرَعَ - وَاَنَّ الْاِسْلَامَ كَمَا وَصَفَ وَاَنَّ الْكِتَابَ كَمَا اَنْزَلَ ،
وَاَنَّ الْقَوْلَ كَمَا حَدَّثَ ، وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ، اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ التَّحِيَّةِ ، وَاَفْضَلَ السَّلَامِ ،
اَصْبَحْتُ وَرَبِّيْ مَحْمُوْدٌ ، اَصْبَحْتُ لَا اُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا ، وَلَا اَدْعُوْ مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ، وَلَا اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهِ وَلِيًّا ، اَصْبَحْتُ
عَبْدًا مَمْلُوْكًا لَا اَمْلِكُ اِلَّا مَا مَلَّكَنِيْ رَبِّيْ ، اَصْبَحْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَسُوْقَ اِلٰى نَفْسِيْ خَيْرَ مَا اَرْجُوْ وَلَا اَصْرِفُ عَنْهَا
شَرَّ مَا اَحْذَرُ ، اَصْبَحْتُ مُرْتَهِنًا بِعَمَلِيْ ، وَاَصْبَحْتُ فَقِيْرًا لَا اَجِدُ اَفْقَرَ مِنِّيْ ، بِاللّٰهِ اُصْبِحُ وَبِاللّٰهِ اُمْسِيْ وَ بِاللّٰهِ اَحْيَا
وَبِاللّٰهِ اَمُوْتُ وَاِلَى اللّٰهِ النُّشُوْرُ (اے وہ ذات کہ جو مجھ سے میری شہ رگ گردن سے بھی قریب ہے ، اے وہ کہ جو انسان اور اسکے طلب کے درمیان حائل رہتا ہے ، اے وہ ذات کہ جو منظر اعلیٰ پر ہے ، اے وہ کہ جسکے مثل کوئی شے نہیں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے ۔ اے وہ کہ جو اُن تمام لوگوں سے زیادہ سخی ہے جن سے سوال کیا جاتا ہے ، اے تمام عطا کرنے والوں سے زیادہ عطا کرنے والے ۔ اے تمام پکارے جانے والوں میں سب سے بہتر ، اے اُن تمام میں سب سے افضل جن سے امید رکھی جاتی ہے ، اے ہر سننے والے سے زیادہ سننے والے ، اے تمام دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ دیکھنے والے ، اے تمام مددگاروں میں سب سے بہتر مددگار ، اے حساب کرنے والوں میں سب سے جلد حساب کرنے والے ، اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ، اے حاکموں میں سب سے بڑے حاکم ، اپنی رحمتیں نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمدؐ پر اور میرے رزق میں میرے لئے وسعت دے ، میری عمر کو دراز کر اور اپنی رحمت کو مجھ پر پھیلا دے اور مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن کے ذریعہ تو اپنے دین کی مدد کرتا ہے اور میرے بدلے کسی غیر کو یہ شرف نہ دے ۔ اے اللہ تونے میرے رزق کا اور تمام جان داروں کے رزق کا ذمہ لیا ہے پس میرے اور میرے عیال پر اپنے وسیع اور حلال رزق میں وسعت عطا فرما اور فقر و تنگدستی سے مجھے محفوظ رکھ ۔

پھر فرمایا کرتے ۔

اے دونوں محافظ فرشتوں مرحبا اے کراماً کاتبین اللہ تم دونوں کو زندہ و سلامت رکھے اللہ تم دونوں پر رحم کرے (میرے نامہ اعمال میں) تم دونوں یہ لکھ لو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسی اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ دین وہی ہے جو قواعد و اصول اللہ نے بنائے اور اسلام وہی ہے جسکی توصیف اللہ نے کی ۔ کتاب وہی ہے جسے اللہ نے نازل فرمایا ۔ حدیث وہی ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ۔ اور بیشک اللہ کی ذات ایک واضح حق ہے پروردگار تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک میرا بہترین تحیہ اور بہترین سلام پہنچا دے ۔ میں نے اپنے رب کی حمد

کرتے ہوئے صبح کی میں نے اس طرح صبح کی کہ اللہ کا شریک کسی شے کو نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارا اور اسکے سوا کسی دوسرے کو اپنا ولی نہیں بنایا۔ میں اللہ تعالیٰ کا عبد مملوک ہوں جس چیز کا اللہ نے مجھے مالک بنایا ہے اسکے سوا میں کسی شے کا مالک نہیں ہوں مجھ میں تو اتنی بھی استطاعت نہیں کہ اپنی تمنا کے مطابق کوئی خیر حاصل کرلوں اور نہ اتنی استطاعت ہے کہ جس شر سے میں ڈرتا ہوں اسکو دور کرسکوں، میں اپنے عمل کے ہاتھوں رہن ہوں، میں ایسا فقیر ہوں کہ اپنے سے زیادہ کسی کو فقیر نہیں پاتا، میں صبح کرتا ہوں تو اللہ کی مرضی سے، شام کرتا ہوں تو اللہ کی مرضی سے، زندہ ہوں تو اللہ کی مرضی سے، مرونگا تو اللہ کی مرضی سے اور اللہ ہی کی طرف میرا حشر و نشر ہوگا۔)

(۹۸۲) عمّار بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم صبح کرو اور شام کرو تو یہ کہو أَصْبَحْنَا وَالْمُلْكُ وَالْحَمْدُ وَالْعَظَمَةُ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْجَبَرُوتُ، وَالْحِلْمُ وَالْعِلْمُ وَالْجَلَالُ وَالْجَمَالُ وَالْكَمَالُ وَالْبَهَاءُ (وَالْقُدْرَةُ)، وَالتَّقْدِيسُ وَالتَّعْظِيمُ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَالتَّهْلِيلُ وَالتَّحْمِيدُ وَالسَّمَاحُ وَالْجُودُ وَالْكَرَمُ، وَالْمَجْدُ وَالْمَنُّ، وَالْخَيْرُ وَالْفَضْلُ وَالسَّعَةُ، وَالْحَوْلُ وَالسُّلْطَانُ وَالْقُوَّةُ وَالْعِزَّةُ وَالْقُدْرَةُ، وَالْفَتْقُ وَالرَّتْقُ، وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، وَالظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ، وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ وَالْخَلْقُ جَمِيعاً وَالْأَمْرُ كُلُّهُ وَمَا سَمَّيْتُ وَمَا لَمْ أُسَمِّ، وَمَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ بِاللَّيْلِ وَجَاءَ بِالنَّهَارِ وَأَنَا فِي نِعْمَةٍ مِنْهُ وَعَافِيَةٍ وَفَضْلٍ عَظِيمٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (وَ) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ، وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ، وَيُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ، وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ، اَللّٰهُمَّ بِكَ نُمْسِي وَبِكَ نُصْبِحُ وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ نَصِيرُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَذِلَّ أَوْ أُذَلَّ، أَوْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ، يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُولِكَ، اَللّٰهُمَّ لَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ پھر کہو : اَللّٰهُمَّ إِنَّ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خَلْقَانِ مِنْ خَلْقِكَ - فَلَا تَبْتَلِيَنِّي فِيهِمَا بِجُرْأَةٍ عَلَى مَعَاصِيكَ، وَلَا رُكُوبٍ لِمَحَارِمِكَ، وَارْزُقْنِي فِيهِمَا عَمَلاً مُتَقَبَّلاً وَسَعْياً مَشْكُوراً، وَتِجَارَةً لَنْ تَبُورَ (میں نے اس امر کا اقرار کرتے ہوئے صبح کی کہ ملک و حمد و عظمت و کبریائی و جبروت و حلم و علم و جلال و جمال و کمال و حسن و قدرت و تقدیس و تعظیم و تسبیح و تکبیر تہلیل و تحمید و بخشش وجود و کرم و مجد و احسان، خیر و فضل و وسعت و حول و قوت و سلطنت و عزت و قدرت۔ پھاڑنا جوڑنا اور رات و دن و ظلمت و نور، دنیا و آخرت اور تمام مخلوق اور ہر طرح کا فرمان جن چیزوں کا میں نے نام لیا ہے وہ اور جن چیزوں کا نام نہیں لے سکا ان میں سے جن کا ہمیں علم ہے وہ اور جنکا علم نہیں ہے جو کچھ ہوچکا وہ اور جو آئندہ ہوگا وہ سب کا سب سارے جہاں کے رب کے لئے ہے۔ حمد اس اللہ کی جو رات کو لے گیا اور دن کو لایا اور میں اسکی طرف سے ملی ہوئی نعمت اور عافیت اور اسکے عظیم فضل و کرم میں ہوں۔ حمد اس اللہ کی کہ جس کی ہر وہ

چیز ہے جو رات اور دن میں ساکن ہے اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ حمد اس اللہ کی جو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زندہ کو مردہ سے اور وہ دلوں کی باتوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ ہم تیری منشاء سے شام کرتے ہیں اور تیری ہی منشاء سے صبح۔ تیری ہی منشاء سے زندہ رہیں گے اور تیری ہی منشاء سے مریں گے اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہوگی۔ اور میں پناہ چاہتا ہوں تیری اس بات سے کہ میں کسی کو ذلیل کروں یا کوئی مجھ کو ذلیل کرے یا میں کسی کو گمراہ کروں یا کوئی مجھے گمراہ کرے یا کوئی مجھ پر ظلم کرے یا میں کسی پر ظلم کروں یا میں کسی کو جاہل بناؤں یا کوئی مجھے جاہل بنائے۔ اے دلوں کے پھیرنے والے میرے قلب کو اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت پر ثابت وبرقرار رکھ۔ اے اللہ میرے قلب کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ نہ ہونے دے اور اپنے پاس سے مجھے رحمت عطا فرما بیشک تو بہت عطا کرنے والا ہے۔)

پھر آپ کہا کرتے کہ (اے اللہ رات و دن یہ دو مخلوق ہیں تیری مخلوقات میں سے ان دونوں کے اندر مجھے نہ اپنی معصیت کی جرأت میں مبتلا کرنا اور نہ فعل حرام کے ارتکاب میں۔ ان دونوں کے اندر مجھے اس عمل کی توفیق دے جو مقبول ہو اور وہ سعی و کوشش جو لائق شکر ہو اور وہ تجارت جس میں کبھی گھاٹا نہ ہو۔)

(۹۸۳) اور مسمع کردین سے روایت کی گئی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ چالیس دن تک نماز صبح پڑھی وہ جنابؑ جب نافلہ پڑھتے تو دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرکے کہا کرتے۔

أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا عَبِيْدُكَ وَأَبْنَاءُ عَبِيْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ حَيْثُ نَحْتَفِظُ وَمِنْ حَيْثُ لَا نَحْتَفِظُ ، اَللّٰهُمَّ احْرُسْنَا مِنْ حَيْثُ نَحْتَرِسُ وَمِنْ حَيْثُ لَا نَحْتَرِسُ ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنَا مِنْ حَيْثُ نَسْتَتِرُ وَمِنْ حَيْثُ لَا نَسْتَتِرُ ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنَا بِالْغِنٰى وَالْعَافِيَةِ ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الْعَافِيَةَ وَدَوَامَ الْعَافِيَةِ وَارْزُقْنَا الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ (ہم لوگوں نے اور ملک نے اللہ کے لئے صبح کی۔ اے اللہ ہم لوگ تیرے بندے کی اولاد ہیں اے اللہ ہم لوگوں کی حفاظت کر خواہ ہم لوگ اپنی حفاظت کر رہے ہوں خواہ نہ کر رہے ہوں۔ اے اللہ ہم لوگوں کی رکھوالی کر خواہ ہم لوگ اپنی رکھوالی کر رہے ہوں خواہ نہ کر رہے ہوں۔ اے اللہ تو ہم لوگوں کی پردہ پوشی کر خواہ ہم لوگ اپنی پردہ پوشی کر رہے ہوں خواہ نہ کر رہے ہوں۔ اے اللہ ہم لوگوں کو غنیٰ اور عافیت کے پردے میں چھپالے اے اللہ تو ہم لوگوں کو عافیت کی روزی عطا کر اور دائمی عافیت سے نواز اور عافیت پر ہم لوگوں کو شکر کی توفیق دے)

باب : نماز میں سہو کے احکام

(۹۸۴) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی نماز میں شک اور وسوسہ پڑجانے کی شکایت ہے حد یہ ہے کہ مجھے یاد نہیں رہتا کہ میں زیادہ پڑھ گیا یا کم ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا کہ جب تو نماز شروع کرے تو اپنی بائیں ران میں اپنے داھنے ہاتھ کی تسبیح والی انگلی کو گڑا کر یہ کہہ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (اللہ کے نام سے اللہ کے ساتھ میں توکّل کرتا ہوں اللہ پر اور پناہ چاہتا ہوں سننے والے اور جاننے والے اللہ کی شیطان رجیم سے) تو اسطرح تو اسکا گلا دبا دیگا اسکو جھڑک دیگا اور اسکو اپنے سے بھگا دیگا۔

(۹۸۵) روایت کی گئی ہے عمر بن یزید سے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز مغرب میں سہو کی شکایت کی تو فرمایا تم مغرب کی نماز سورہ قل ھواللہ اور قل یا ایھاالکافرون کے ساتھ پڑھو۔ اسکا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور سہو ونسیان جاتا رہا۔

(۹۸۶) ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے دل کے وسوسہ سے سخت مشکل میں مبتلا ہوں۔ میں ایک عیال دار آدمی ہوں مقروض ہوں اور محتاج ہوں۔ آپ نے فرمایا تم ان کلمات کو بار بار کہا کرو۔ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (میں نے توکّل کیا اس ذات پر جو حیّ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ حمد اس اللہ کی جس کے نہ کوئی بیوی ہے نہ کوئی بیٹا اور نہ اسکے ملک میں اسکا شریک ہے نہ وہ کمزور ہے کہ کوئی اسکی سرپرستی کرے اور اسکی بڑائی کا اظہار اچھی طرح کرتے رہا کرو)

آپ کا بیان ہے کہ چند دنوں بعد وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے سارے وسوسے نکال دیئے میرے قرض ادا ہوگئے میرے رزق میں وسعت ہوگئی۔

(۹۸۷) اور عبداللہ بن مغیرہ کی روایت میں ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں اگر ایک شخص اپنی نماز (کی رکعتوں) کا شمار اپنی انگوٹھی سے کرے یا ہاتھ میں کنکریاں لئے رہے اور اس سے شمار کرے۔

(۹۸۸) امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز میں بہت بھولنے لگو تو اپنی نماز پر چلتے رہو شمار نہ کرو۔

(۹۸۹) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب تم کو سہو بہت ہونے لگے تو اسکو چھوڑو ہو سکتا ہے کہ یہ سہو تم کو خود چھوڑ دے اس لئے کہ یہ سہو شیطان کی طرف سے ہے۔

(۹۹۰) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں محمد بن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص ان لوگوں میں ہے جو ہر تین (رکعت) میں سہو کرتے ہیں تو اسکا شمار کثیر السہو میں ہوگا۔

(۹۹۱) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ نماز کا اعادہ صرف پانچ موقع پر کیا جائے گا۔ طہارت اور وقت اور قبلہ اور رکوع اور سجود (میں سہو) پھر فرمایا اور سوروں کی قرأت و تشہد سنت ہے اور سنت (کا سہو) فریضہ کو نہیں توڑتا۔

اور سہو میں اصل یہ ہے کہ جو شخص اپنی کسی نماز کے اندر اول کی دو رکعتوں میں سہو کرے تو اس پر اعادہ لازم ہے اور جب کوئی شخص نماز مغرب میں شک کرے تو اس پر اعادہ لازم ہے اور جو شخص نماز صبح میں شک کرے تو اس پر اعادہ لازم ہے جو شخص نماز جمعہ میں شک کرے تو اس پر اعادہ لازم ہے اور جو شخص دوسری اور تیسری رکعت میں یا تیسری اور چوتھی رکعت میں شک کرے تو وہ اکثر کو مان لے اور جب سلام پڑھ چکے تو اسکو پورا کرے جو اسکے گمان میں نقص اور کمی رہ گئی ہے۔

(۹۹۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عمار بن موسیٰ سے ارشاد فرمایا اے عمار میں تمہارے لئے مسئلہ سہو کو دو حکموں میں جمع کئے دیتا ہوں۔ جب تمہیں شک ہو تو اکثر کو اختیار کر لو پھر جب سلام پڑھ لو تو تمہارے گمان میں جو کمی رہ گئی ہے اسے پورا کر لو۔

(۹۹۳) اور اس حدیث کا مطلب جس میں یہ روایت کی گئی ہے کہ فقیہ کبھی نماز کا اعادہ نہیں کرتا تو اس سے مراد تیسری اور چوتھی میں شک کے ہیں ابتداء کی دو رکعتوں میں نہیں۔

اور دو سجدہ سہو اس وقت واجب ہیں کہ جب انسان کھڑے ہونے کی جگہ بیٹھ جائے یا بیٹھ جانے کی جگہ کھڑا ہو جائے یا تشہد ترک ہو جائے یا نہیں جانتا کہ زیادتی ہوئی یا کمی اور یہ دونوں سجدے سلام کے بعد زیادتی یا کمی کے لئے ہونگے۔

(۹۹۴) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ دو سجدہ سہو سلام کے بعد کوئی بات کرنے سے پہلے ہونگے۔

(۹۹۵) لیکن صفوان بن مہران جمال کی حدیث امام جعفر امام صادق علیہ السلام سے تو اسکا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے دو سجدہ سہو کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر کمی کی ہے تو سلام پڑھنے سے پہلے اور اور اگر زیادتی کی ہے تو سلام کے بعد اور میں اسی حدیث کے پیش نظر حالت تقیہ میں فتویٰ دیتا ہوں۔

(۹۹۶) اور عمّار ساباطی نے ان جنابؑ سے دونوں سجدہ سہو کے متعلق دریافت کیا کہ کیا ان میں تکبیر اور تسبیح ہے ؟ تو آپ نے فرمایا نہیں اس لئے کہ دونوں فقط دو سجدے ہیں۔ پس اگر سہو کرنے والا امام ہے تو جب سجدہ کرے اور سر اٹھائے تو تکبیر کہے تاکہ وہ لوگ جو اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں وہ آگاہ ہو جائیں کہ امام سے سہو ہوا تھا اور اس پر لازم نہیں ہے کہ ان دونوں سجدوں میں سبحان اللہ کہے اور نہ یہ لازم ہے کہ ان دو سجدوں کے بعد تشہد پڑھے۔

(۹۹۷) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم دونوں سجدہ سہو میں کہو گے " بِسمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ صلّی اللّٰہ علی محمد و آلِ محمد " اور دوسری مرتبہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ " بِسمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ "

اور جو شخص اذان میں شک کرے جبکہ وہ نماز کی اقامت کر رہا ہے تو جانے دے۔ اور جو شخص تکبیر کہنے کے بعد اقامت میں شک کرے تو اسے جانے دے۔ اور جو شخص سوروں کے بعد تکبیر میں شک کرے تو اسے جانے دے۔ جو شخص اسکے بعد سورہ کی قرائت میں شک کرے تو اسے جانے دے۔ اور جو شخص سجدہ میں جانے کے بعد رکوع میں شک کرے تو اسے جانے دے۔ ہر وہ چیز کہ جس میں شک دوسری حالت میں پہنچنے کے بعد ہو تو اسے جانے دے اور شک پر کوئی توجہ نہ کرے سوائے یہ کہ اس کو یقین ہو جائے اور جس شخص کو یقین ہو جائے کہ اس سے اذان و اقامت ترک ہو گئی ہے اور پھر ابھی سورہ نہیں پڑھا ہے کہ اسے یاد آیا تو ترک اذان میں کوئی مضائقہ نہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور کہے " قَد قامَتِ الصَّلوٰۃ قَد قامَتِ الصَّلوٰۃ " اور جس شخص کو یقین ہو کہ تکبیر افتتاح نہیں کہی تو وہ پھر سے نماز پڑھے مگر اس کو یہ یقین کیسے آئے گا ؟

(۹۹۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی شخص تکبیر افتتاح کو نہیں بھولتا۔

(۹۹۹) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ وہ تکبیر کہنا بھول گیا اور نماز شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا اسکی بھول یہی تو ہے کہ تکبیر کہی ہے یا نہیں ؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر وہ نماز پڑھتا رہے گا۔

(۱۰۰۰) اور احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جسے شک ہے کہ وہ تکبیر افتتاح کہنا بھول گیا یہاں تک کہ اس نے رکوع کیلئے بھی تکبیر کہہ دی آپ نے فرمایا یہ اسکے بدلے میں کافی ہے۔

(۱۰۰۱) اور زرارہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو پہلی تکبیر افتتاح بھول گیا، آپ نے فرمایا اگر اسکو رکوع سے پہلے یاد آگیا تو تکبیر کہے پھر قرائت سورہ کرے پھر رکوع کرے اور اگر اسکو نماز میں کسی وقت یاد آئے تو وہ تکبیر کی جگہ تکبیر کہے

قرات سورہ سے پہلے ہو یا قرات سورہ کے بعد ہو۔ میں نے عرض کیا اور اگر اسکو بعد نماز یاد آئے تو آپ نے فرمایا کہ وہ نماز کی قضا کرے گا اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۱۰۰۲) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم نے افتتاح کے بعد نماز کی اکیس تکبیروں میں سے پہلی تکبیر کہہ لی پھر تم تکبیر کہنا بھول گئے یا تم نے تکبیر نہیں کہی تو نماز کی تمام تکبیروں کے بدلے میں یہ پہلی تکبیر ہی کافی ہے۔

(۱۰۰۳) حریز نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کے جس نے بلند آواز سے نماز پڑھی جہاں بلند آواز سے نہیں پڑھنا چاہیئے یا جہاں بلند آواز سے پڑھنا چاہیئے وہاں اس نے خفی آواز سے نماز پڑھی؟ تو آپ نے فرمایا دونوں صورتوں میں اگر اس نے عمداً ایسا کیا ہے تو اسکی نماز باطل ہو گئی اور اس پر نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر وہ بھول گیا اور ایسا کیا یا اس سے سہو ہو گیا اور ایسا کیا یا اسکو معلوم نہ تھا اور ایسا کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں اسکی نماز پوری ہو گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا ایک شخص پہلی دو رکعتوں میں قرات کرنا بھول گیا اور اب اسے آخری دو رکعتوں میں یاد آیا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ پہلی دو رکعتوں میں جو قرات و تکبیر و تسبیح چھوڑ گیا ہے وہ آخری دو رکعتوں میں پورا کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۱۰۰۴) حسین بن حماد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان جناب ؑ سے عرض کیا میں پہلی رکعت میں قرأت کرنا بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا تو دوسری رکعت میں قرأت کر لیا کرو۔ میں نے عرض کیا میں دوسری رکعت میں قرأت بھولتا ہوں؟ فرمایا تیسری میں قراءت کر لو میں نے عرض کیا میں اپنی پوری نماز میں قراءت بھولتا ہوں؟ آپ نے فرمایا اگر تم نے رکوع اور سجود صحیح کر لیا ہے تو تمہاری نماز ہو گئی۔

(۱۰۰۵) زرارہ نے ان دونوں حضرات میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے رکوع اور سجود فرض کیا ہے اور قرأت تو سنت ہے مگر جس نے قراءت عمداً ترک کر دی وہ نماز کا اعادہ کرے گا اور جس نے بھول کر ایسا کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۱۰۰۶) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کو سجدہ کے بعد شک ہوا کہ اس نے رکوع نہیں کیا آپ؟ نے فرمایا وہ اپنی نماز پڑھتا رہے جب تک کہ اسکو یقین نہ ہو جائے کہ اس نے رکوع نہیں کیا ہے اور جب اسکو اس امر کا یقین ہو جائے کہ اس نے رکوع نہیں کیا ہے تو ایسے دو سجدے بجالائے جن دونوں میں رکوع نہ ہو اور اسکی بناء اسی نماز پر رکھے جو تمام پر ہے۔ اور اگر اسکو اس وقت یقین آیا کہ جب نماز سے فارغ ہو کر وہاں سے پلٹ چکا تھا تو پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ بجالائے اور پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۱۰۰۷) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نماز میں سے کوئی چیز رکوع یا سجدہ یا تکبیر بھول گئے اور بعد میں یاد آیا تو جسکو تم سہواً بھولے ہو اسکی قضا کرو۔

(۱۰۰۸) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو ایک سجدہ کرنا بھول گیا اور اسے اس وقت یاد آیا جب وہ کھڑا ہو گیا ؟ آپ نے فرمایا کہ جب اسے اس وقت یاد آیا کہ وہ ابھی رکوع میں نہیں گیا ہے تو سجدہ کرے اور اگر رکوع میں چلا گیا ہے تو اپنی نماز پر چلتا رہے اور جب نماز سے سلام پھیرے تو صرف ایک سجدہ کی قضا کرے ۔ اس پر دو سجدہ سہو نہیں ہیں ۔

(۱۰۰۹) اور منصور بن حازم نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے نماز پڑھی اور اسے یاد آیا کہ اس نے ایک سجدہ زیادہ کرلیا ہے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایک سجدہ کی وجہ سے نماز کا اعادہ نہیں کرے گا اگر رکوع کا معاملہ ہوتا تو نماز کا اعادہ کرتا۔

(۱۰۱۰) اور عامر بن جذاعہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم نے ابتداء کی دو رکعتیں درست پڑھ لی ہیں تو نماز درست پڑھ لی ۔

(۱۰۱۱) اور علی بن نعمان رازی سے روایت ہے اس نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ اپنے چند اصحاب کے ساتھ سفر میں تھا اور میں انکا امام تھا اور انکے ساتھ نماز مغرب پڑھی تو اول کی دو رکعتوں پر ہی سلام پھیرلیا تو میرے اصحاب نے کہا آپ نے ہمارے ساتھ دو ہی رکعت پڑھی پس ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان گفتگو ہونے لگی ان لوگوں نے کہا ہم لوگ پھر سے نماز پڑھیں گے ۔ اور میں نے کہا لیکن ہم تو نماز کا اعادہ نہیں کریں گے بلکہ صرف ایک رکعت پڑھ کر اسے پورا کریں گے چنانچہ میں نے ایک رکعت پڑھ کر اسے پورا کیا پھر ہم لوگ چلے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنا معاملہ انکے سامنے رکھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا تم نے بالکل صحیح کیا نماز کا اعادہ وہ کریگا جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے کیا پڑھا۔

(۱۰۱۲) اور عمار نے آنجناب سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ظہر یا عصر یا مغرب یا عشاء کی دو رکعتوں پر سلام پھیرلے اور بعد میں اسے یاد آئے تو وہ اپنی نماز پر بناء کرلے گا خواہ چین تک چل کر کیوں نہ پہنچ گیا ہو اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے ۔

(۱۰۱۳) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے صبح کی نماز ایک رکعت پڑھی اور اسی پر تشہد اور سلام پڑھ لیا اور اٹھ کر ادھر اُدھر آیا گیا پھر اسے یاد آیا کہ میں نے صرف ایک رکعت پڑھی ہے ؟ آپ نے فرمایا وہ ایک رکعت پڑھ کر اس میں شامل کردیگا۔

(۱۰۱۴) اور ابو کہمس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ابتداء کی دو رکعتوں کے متعلق کہا کہ جب تشہد میں کیلئے

بیٹھا تو (تشہد کے بعد) کہدیا " السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ " تو کیا اس پر نماز ختم ہو گئی؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم " السلام علینا و علی عباد اللّٰہ الصالحین " کہو گے تو نماز ختم ہو گی۔

(۱۰۱۵) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تک تمہیں یہ پتہ نہ ہو کہ تم نے دو رکعت پڑھی یا چار رکعت اور تمہارا گمان بھی کسی ایک طرف غالب نہ ہو تو تشہد پڑھ کر سلام پڑھو پھر تم دو رکعت چار سجدوں کے ساتھ پڑھو اور ان دونوں رکعتوں میں سورہ اُم الکتاب (سورہ حمد) پڑھو پھر تشہد پڑھ کر سلام پڑھو۔ اسی طرح اگر تم نے دو رکعت پڑھی تھی تو یہ دو رکعتیں تمہاری چار رکعتیں پوری کردینگی اور اگر تم نے چار رکعت پڑھی تھی تو یہ دو رکعت نافلہ قرار پائے گی۔

(۱۰۱۶) جمیل بن درّاج نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے پانچ رکعت نماز پڑھ لی فرمایا کہ اگر وہ چوتھی میں تشہد کے مقدار میں بیٹھ گیا تھا تو اسکی عبادت جائز ہے۔

(۱۰۱۷) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے ایک ایسے شخص متعلق دریافت کیا کہ جس نے ظہر کی نماز میں پانچ رکعت پڑھ لی تو آپ نے فرمایا کہ اگر اسکو نہیں یاد کہ چوتھی رکعت میں بیٹھا تھا یا نہیں بیٹھا تھا تو اسکو چاہیئے اس میں سے چار رکعت ظہر کی قرار دے کر بیٹھے اور تشہد پڑھے پھر بیٹھے ہی بیٹھے دو رکعت چار سجدوں کے ساتھ پڑھے اور اس میں پانچویں رکعت شامل کردے یہ اسکا نافلہ ہو جائیگا۔

(۱۰۱۸) اور فضیل بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سہو کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اگر اسکو یاد ہے کہ فلاں چیز چھوٹ گئی ہے تو وہ اسکو پورا کرے اسکے لئے دو سجدہ سہو نہیں ہے بلکہ سہو اسکے لئے ہے جو یہ جانتا ہو کہ نماز زیادہ پڑھ گیا ہے یا نماز میں اس نے کچھ کم پڑھا ہے۔

(۱۰۱۹) اور حلبی نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہ معلوم نہ ہو کہ تم نے چار رکعت پڑھی ہے یا پانچ رکعت یا زیادہ پڑھ گئے ہو یا کم پڑھی ہے تو تشہد پڑھو اور سلام پڑھو تو بغیر رکوع اور بغیر قرأت (سورہ) کے دو سجدے سہو کرو اور ان دونوں میں خفیف تشہد پڑھ لو۔

(۱۰۲۰) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اس نے آنجنابؑ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جو امام کے ساتھ نماز میں شامل ہوا اور امام اس سے پہلے ایک رکعت پڑھ چکا تھا اب جبکہ امام نماز سے فارغ ہوا تو یہ شخص بھی لوگوں کے ساتھ نکل گیا اور اسکے بعد اسکو یاد آیا کہ اس سے ایک رکعت فوت ہو گئی ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص صرف اس ایک رکعت کا اعادہ کرے گا۔

(۱۰۲۱) عبدالرحمٰن بن حجاج نے حضرت ابی ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں

نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جسکو یاد نہیں کہ اس نے دو رکعت پڑھی یا تین رکعت یا چار رکعت آپ نے فرمایا کہ وہ دو رکعت کھڑے ہو کر نماز پڑھے پھر سلام پڑھے اسکے بعد دو رکعت بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(۱۰۲۲) علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت عبدالصالح علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ان جنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو بہت شک میں مبتلا رہتا ہے اسے یاد نہیں رہتا کہ اس نے ایک رکعت پڑھی یا دو رکعت پڑھی یا تین رکعت پڑھی یا چار رکعت اس کو نماز میں شبہ ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا ہمیشہ ایسا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا پھر وہ اپنی نماز پڑھتا رہے اور شیطان رجیم سے پناہ چاہتا رہے ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ اس سے دور ہو جائے۔

(۱۰۲۳) سہل بن لیسع نے اسی مسئلہ کے متعلق حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جہاں تک اس کو یقین ہے اس پر بنیاد رکھے اور سلام پڑھ کر دو سجدہ سہو کرے اور خفیف سا تشہد پڑھے۔

(۱۰۲۴) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ ایسا شخص ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھے اور دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

اور ان احادیث میں کوئی اختلاف نہیں ہے صاحب سہو کو اختیار ہے کہ وہ ان میں سے جس پر چاہے عمل کرے درست ہوگا۔

(۱۰۲۵) اسحاق بن عمار سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابو الحسن اول علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہیں شک ہو تو جہاں تک یقین ہو اس پر عمل کرو۔ میں نے عرض کیا کہ یہ اصل ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۱۰۲۶) اور عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ نماز فریضہ میں دو رکعت پڑھتا ہے اور (تشہد کیلئے) بیٹھتا نہیں آپ نے فرمایا اگر وہ صرف تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر رکوع کے بعد اسکو یاد آیا ہے تو وہ اپنی نماز کو تمام کرے اسکے بعد بیٹھے ہی بیٹھے بغیر کوئی بات کئے ہوئے دو سجدے کرے۔

(۱۰۲۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کو نماز پڑھنے کے بعد شک ہو اور اسے یاد نہ آئے کہ تین رکعت پڑھی ہے یا چار رکعت اور جس وقت وہ سلام پڑھ رہا تھا اسے یقین تھا کہ اس نے پوری نماز پڑھی ہے۔ تو وہ نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ جس وقت سلام پھیرا ہے وہ حق سے زیادہ قریب ہے بہ نسبت اس کے بعد کے وقت کے۔

(۱۰۲۸) اور ابراہیم بن ہاشم کی نوادر (احادیث) میں یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسے پیشنماز کے متعلق کہ جو چار یا پانچ آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے ان میں دو آدمی سبحان اللہ کہہ رہے

ہیں اس خیال پر کہ انہوں نے تیسری رکعت پڑھی اور تین آدمی سبحان اللہ کہہ رہے ہیں اس خیال سے کہ انہوں نے چوتھی رکعت پڑھی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ کھڑے ہو جاؤ (چوتھی رکعت کیلئے) اور یہ کہہ رہے ہیں کہ بیٹھو (چوتھی رکعت ہو چکی) اور امام ان میں سے ایک کے خیال کی طرف مائل ہے یا معتدل الوہم ہے تو اب ان لوگوں کو کیا کرنا واجب ہے؟ آپ نے فرمایا امام کیلئے اب سہو نہیں رہیگا جبکہ اسکے پیچھے دونوں نے اسکے سہو کو یاد دلایا اور جب امام کیلئے سہو نہیں رہے گا تو اسکے پیچھے نماز پڑھنے والوں کیلئے بھی سہو نہیں رہے گا اور سہو میں سہو نہیں ہوتا۔ اور مغرب کی نماز میں سہو نہیں ہوتا اور نہ فجر کی نماز میں سہو ہوتا ہے اور نہ کسی بھی نماز کی ابتدائی دو رکعتوں میں سہو ہے۔ لہذا جب امام کے پیچھے جو لوگ نماز پڑھ رہے ہیں ان میں اختلاف ہے تو امام پر اور وہ لوگ جو اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں ان سب پر واجب ہے کہ (سہو کے مسئلہ پر عمل نہ کریں بلکہ) احتیاط پر عمل کریں اور نماز کا اعادہ کریں اور حزم و احتیاط سے کام لیں۔

اور جب تم نماز ہی بھول گئے اور تمہیں یاد نہیں کہ کونسی نماز ہے تو پہلے تم دو رکعت پڑھو پھر تین رکعت پڑھو پھر چار رکعت پڑھو اگر وہ ظہر یا عصر یا عشاء کی تھی تو تم نے چار رکعت پڑھ لی۔ اگر مغرب کی تھی تو تین رکعت پڑھ لی اور اگر فجر کی تھی تو دو رکعت پڑھ لی۔

اور اگر تم نے بھولے سے نماز میں بات کر لی اور کہا کہ اپنی صف درست کرو تو (گو) تمہاری نماز پوری ہو گئی (لیکن بھولے سے بات کرنے پر) تم دو سجدہ سہو کر لو۔

(۱۰۲۹) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص اپنی نماز میں بھولے سے بات کرے تو چند تکبیریں کہہ لے اور جو شخص اپنی نماز میں عمداً بات کرے تو اس پر نماز کا اعادہ لازم ہے اور جو شخص اپنی نماز میں کراہا تو سمجھ لو کہ اس نے بات کی۔

اگر تم نماز ظہر پڑھنا بھول گئے۔ اور سورج غروب ہو گیا مگر تم عصر کی نماز پڑھ چکے ہو تو اگر نماز مغرب کا وقت فوت ہونے سے پہلے ممکن ہو تو پہلے ظہر کی نماز پڑھ لو اور اگر ممکن نہ ہو تو پہلے مغرب کی پڑھ لو پھر ظہر کی پڑھ لو۔ اور اگر تم ظہر کی نماز پڑھنا بھول گئے اور تمہیں اس وقت یاد آیا جب عصر کی نماز شروع کر دی تھی تو جو نماز تم پڑھ رہے اسکو ظہر کی قرار دیدو بشرطیکہ تمہیں اسکا ڈر نہ ہو کہ عصر کی نماز کا وقت فوت ہو جائیگا۔ پھر اسکے بعد تم عصر کی نماز پڑھو۔ اور اگر تمہیں اسکا ڈر ہے کہ اسطرح عصر کا وقت فوت ہو جائیگا تو پہلے عصر کی نماز پڑھ لو اور اگر تم نماز ظہر و عصر دونوں بھول گئے اور تمہیں غروب آفتاب کے قریب یاد آیا تو اگر تم کو ان دونوں کے وقت کے فوت ہونے کا خوف نہیں ہے تو پہلے ظہر کی پڑھو پھر عصر کی پڑھو اور اگر (اتنا وقت کم ہے کہ) ایک کے خوف ہونے کا ڈر ہے تو پہلے عصر کی پڑھو۔ اس کو مؤخر نہ کرو۔ ورنہ دونوں فوت ہو جائیگی اور اس کے فوراً بعد پہلی (یعنی ظہر کی) پڑھو۔ اور جب کوئی نماز تم سے فوت ہو جائے تو جب یاد آئے اسے پڑھو۔ اور اگر تمہیں اس وقت یاد آئے جب دوسری نماز فریضہ کا وقت ہے تو پہلے جس نماز کا وقت ہے اسے پڑھ لو۔ اس کے بعد وہ فوت شدہ نماز پڑھو۔ اور اگر ظہر و عصر دونوں فوت ہو گئی ہیں اور تمہیں اس وقت یاد آیا جب ان میں اتنا وقت باقی

ہے کہ تم دونوں نمازیں پڑھ سکتے ہو تو پہلے نماز ظہر اور پھر نماز عصر پڑھو اور اگر صرف اتنا وقت ہے کہ ان دونوں میں سے صرف ایک نماز پڑھ سکتے ہو تو پہلے عصر پڑھ لو اور اگر اتنا وقت ہے کہ تم چھ رکعت پڑھ سکتے ہو تو پہلے ظہر پڑھو پھر عصر پڑھو۔

(۴۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی نماز فوت نہیں ہوتی جو نماز کا ارادہ کرلے۔ اور دن (ظہر وعصر) کی نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ آفتاب غروب نہ ہو جائے اور رات (مغرب وعشاء) کی نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ فجر طلوع نہ ہوجائے اور یہ مسئلہ صرف شخص معظر وعلیل اور بھول جانے والے کے لئے ہے۔

اور اگر تم نماز مغرب وعشاء پڑھنا بھول گئے اور تمہیں فجر سے پہلے یاد آیا تو اگر اتنا وقت باقی ہے کہ دونوں نمازیں پڑھ سکو تو دونوں کو پڑھو اور اگر خوف ہے کہ ایک کا وقت فوت ہوجائیگا تو پہلے عشاء کی پڑھ لو پھر مغرب کی پڑھو۔ اور اگر تمہیں بعد طلوع صبح یاد آیا تو پہلے صبح کی نماز پڑھو پھر طلوع آفتاب سے پہلے مغرب کی پڑھو پھر عشاء کی پڑھو۔ اور اگر تم بغیر نماز صبح پڑھے سوگئے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہوگیا تو پہلے دو رکعت نماز پڑھو پھر صبح کی نماز پڑھو۔ اور اگر تم دوسری رکعت میں تشہد پڑھنا بھول گئے اور تمہیں اس وقت یاد آیا جب تم نے تیسری رکعت شروع کردی تھی تو اگر تم نے ابھی رکوع نہیں کیا ہے تو بیٹھ جاؤ اور تشہد پڑھ لو اور اگر تم کو رکوع کے بعد یاد آیا تو اپنی نماز میں چلتے رہو اور جب سلام پھیرو تو اسکے بعد دو سجدہ سہو کرو اور ان دونوں میں وہ تشہد پڑھو جو تم سے فوت ہوگیا ہے۔ اور اگر تم نے چوتھی رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھایا اور تم سے حدث صادر ہوگیا تو اگر تم نے شہادتین پڑھ لی ہیں تو تمہاری نماز ہوگئی۔ اور اگر ابھی شہادتین نہیں پڑھیں کہ حدث صادر ہوگیا تو بھی تمہاری نماز ہوگئی اب تم وضو کرکے دوبارہ مصلیٰ پر آؤ اور تشہد پڑھ لو۔

اور اگر تم تشہد اور سلام دونوں پڑھنا بھول گئے اور جب تم نے اپنا مصلیٰ چھوڑ دیا اس وقت یاد آیا تو تم خواہ کھڑے ہو یا بیٹھے ہو قبلہ رخ ہوکر تشہد اور سلام پڑھ لو۔

اور جس شخص کو یقین ہوجائے کہ اس نے نماز میں چھ رکعت پڑھی ہے تو وہ نماز کا اعادہ کرے اور جس شخص کو یاد نہ آئے کہ اس نے کتنی رکعتیں نماز میں پڑھی ہیں اور اس کا خیال کسی بات پر قائم نہ ہو تو دوبارہ نماز پڑھے۔

اور جب کوئی شخص کسی کے پہلو میں کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہے جو بائیں پہلو میں ہے اور اسے معلوم نہ ہو کہ وہ بھی نماز پڑھ رہا ہے تو جب اسکو معلوم ہوجائے کہ وہ بھی نماز پڑھ رہا ہے تو اسکے داہنے پہلو میں آجائے۔

اور جس شخص پر دو سجدہ سہو واجب ہیں اور وہ یہ دونوں سجدے کرنا بھول گیا تو اسے جب بھی یاد آئے دو سجدے کرلے۔

اور اگر ایک شخص نماز جماعت میں شامل ہوا اور اسکا خیال ہے کہ یہ لوگ ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں مگر وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے تو اسکو چاہیئے کہ وہ اپنی نماز ظہر کو قرار دے اور عصر کی نماز بعد میں پڑھ لے۔ اور ایک شخص نماز فریضہ پڑھنے

کیلئے کھڑا ہوا اور بھول گیا اسے خیال آیا کہ میں نماز نافلہ پڑھ رہا ہوں یا ایک شخص نماز نافلہ پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا اور اسکو خیال آیا کہ وہ نماز فریضہ پڑھ رہا ہے تو وہ جس نیت سے نماز شروع کی تھی اسی پر قائم رہے اور کوئی حرج نہیں اگر ایک شخص ظہر کی نماز اس شخص کے پیچھے پڑھے جو عصر کی پڑھ رہا ہے۔ مگر جو شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے اسکے پیچھے یہ عصر کی نماز نہیں پڑھ سکتا مگر یہ کہ اسکو خیال ہو کہ یہ بھی عصر کی پڑھ رہا ہے اور اس نے اسکے ساتھ عصر کی نماز پڑھ لی پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ظہر کی پڑھ رہا تھا تو یہ اسکے لئے کافی ہو جائے گا۔

(۱۰۳۱) اور حسن بن محبوب نے رباطی سے انہوں نے سعید اعرج سے روایت کی ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر ایسی نیند غالب کی کہ آپ نماز صبح نہیں پڑھ سکے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا پھر آپ اٹھے تو آپ نے نماز فجر سے پہلے دو رکعت پڑھی اسکے بعد نماز فجر پڑھی نیز آپ پر اللہ نے ایک مرتبہ ایسا سہو طاری کر دیا کہ آپ نے دو ہی رکعت پر سلام پڑھ لیا پھر آپ نے ذوالشمالین کا قول نقل فرمایا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ ایسا امت پر مہربانی کیلئے کیا تاکہ اگر کوئی مردِ مسلمان سو جائے اور نماز نہ پڑھ سکے یا نماز میں سہو کر جائے تو اس پر عیب نہ لگایا جاسکے۔ اور یہ کہا جاسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تو ایسا کیا ہے۔

(۱۰۳۲) حماد بن عثمان نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ اس سے نماز میں سے کوئی شے فوت ہو گئی اب طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت اسے یاد آیا؟ آپ نے فرمایا کہ جب اسے یاد آئے تو پڑھ لے۔

باب شیخ کبیر السن و مبطون (پیٹ کا مریض) و ضعیف، و مدہوش و مریض کی نماز

(۱۰۳۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر اس میں کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ کر پڑھنے کی بھی طاقت نہیں تو چت لیٹ کر تکبیر کہے پھر سوروں کی قرأت کرے اور جب رکوع کا ارادہ ہو تو اپنی دونوں آنکھیں بند کرے اور تسبیح پڑھنے کے بعد آنکھ کھولدے آنکھ کھولنے کا مطلب رکوع سے سر اٹھانے کا ہوگا اور جب سجدہ کرنے کا ارادہ ہو تو پھر اپنی آنکھیں بند کر لے اور تسبیح پڑھے اور جب تسبیح پڑھ چکے تو آنکھ کھول دے اس آنکھ کھولنے کا مطلب سجدے سے سر اٹھانا ہوگا پھر تشہد اور سلام پڑھے۔

(۱۰۳۴) نیز آپؑ سے ایک ایسے مریض کے متعلق دریافت کیا گیا جو بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا کیا وہ لیٹے ہی لیٹے نماز پڑھے اور سجدے کیلئے اپنی پیشانی پر کوئی چیز رکھے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے اتنے ہی کی تکلیف دی ہے جتنی اس میں طاقت ہے۔

(۴۳۵) اور سماعہ بن مہران نے ان جنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جسکی آنکھوں میں پانی اتر آیا تھا چنانچہ پانی نکال دیا گیا تو وہ بہت دنوں یعنی کم وبیش چالیس دن تک پشت کے بل لیٹا رہتا ہے اور صرف اشاروں میں سے نماز پڑھ سکتا ہے آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۳۶) اور ایک مرتبہ بزیع مؤذن نے آپؑ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی آنکھوں کا آپریشن کرالوں ؟ آپ نے فرمایا کرالو۔ میں نے عرض کیا مگر لوگوں کا خیال ہے کہ چند دنوں پشت کے بل اس طرح لیٹا رہنا پڑے گا کہ بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتے آپ نے فرمایا ایسا کرلو۔

(۴۳۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مریض کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور اگر اسکی سکت نہیں تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر اسکی بھی سکت نہیں تو داہنی کروٹ ہوکر اور اگر اسکی بھی سکت نہیں تو بائیں کروٹ ہوکر اور اگر اسکی بھی سکت نہیں تو چت لیٹے ہوئے اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کرکے اشارے سے اور اسکے رکوع سے اسکا سجود زیادہ جھکا ہوگا۔

اور مریض کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ نماز فریضہ سواری پر قبلہ رُو ہوکر پڑھے اور اسکے لئے سورہ الحمد کافی ہے اور نماز فریضہ میں اسکے لئے جائز ہے کہ سجدہ کیلئے جس چیز پر ممکن ہو پیشانی رکھے اور نماز نافلہ اشارے سے پڑھے۔

(۴۳۸) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے اس پر ہوا کا اثر (فالج) ہوگیا تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں نماز کیسے پڑھوں ؟ آپ نے گھر والوں سے کہا اگر تم لوگ اسکو بٹھا سکتے ہو تو بیٹھا دو ورنہ اسکا رخ قبلہ کی طرف کردو اور اس سے کہو کہ یہ سر سے اشارہ کرکے نماز پڑھے اور اشارے میں اس کا سجود اسکے رکوع سے زیادہ جھکا ہوا ہو اور اگر یہ قرأت نہیں کرسکتا تو تم لوگ اس کے سامنے قرأت کرو اور اسکو سناؤ۔

(۴۳۹) عمران بن اذنیہ نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے دریافت کیا کہ مریض کیسے سجدہ کرے تو آپ نے فرمایا کسی چٹائی کے ٹکڑے پر یا پنکھے پر یا مسواک پر جو اسکے لئے اٹھایا جائے اور یہ اشارے کے ساتھ سجدہ کرنے سے افضل ہے اور جو لوگ پنکھے وغیرہ پر سجدہ مکروہ سمجھتے ہیں وہ ان بتوں کی وجہ سے جنکی پوجا کی جاتی تھی۔ مگر ہم لوگ تو غیر خدا کو ہرگز سجدہ نہیں کرتے لہذا پنکھے، مسواک اور لکڑی پر سجدہ کرو۔

(۴۴۰) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے مریض کے متعلق دریافت کیا جو ایک دن یا اس سے زیادہ غشی کی حالت میں تھا کیا وہ اس عرصہ کی نمازوں کی قضا کرے گا؟ آپ نے فرمایا نہیں بس وہ صرف ان ہی نمازوں کی قضا کرے گا جس کے وقت میں اسکو غشی سے افاقہ ہوا تھا۔

(۴۴۱) اور ایوب بن نوح نے حضرت امام ابوالحسن ثالث امام علی النقی علیہ السلام کو عریضہ لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ وہ شخص جو ایک دن یا اس سے زیادہ غش میں رہا ہو کیا اس درمیان کی نمازیں جو اس سے چھوٹ گئی ہیں وہ اسکی قضا کرے گا یا نہیں؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ نہ وہ روزے کی قضا کرے گا نہ نماز کی۔

(۴۴۲) اور آپؑ سے یہی مسئلہ علی ابن مہزیار نے پوچھا تو آپؑ نے فرمایا نہ وہ روزے کی قضا کرے گا نہ نماز کی اور یہ چیز تو اللہ تعالیٰ نے اس پر طاری کر دی ہے اور اللہ سب سے زیادہ عذر قبول کرنے والا ہے۔

لیکن وہ احادیث جو میں نے ایک بے ہوش شخص کیلئے روایت کی ہیں کہ جو اس سے فوت ہوئی ہے ان سب کی قضا کرے گا اور جو روایت کی گئی کہ وہ ایک مہینے کی نماز کی قضا کرے گا یا جو روایت کی گئی ہے کہ وہ صرف تین دن کی قضا پڑھے تو یہ صحیح ہیں۔ ان سب کا مطلب یہ ہے کہ مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ اس پر کوئی قضا نہیں ہے۔

(۴۴۳) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو ہر وقت پاخانہ آرہا ہو وہ وضو کرے گا اور اپنی نماز پر بنا رکھے گا۔

(۴۴۴) اور مرازم بن حکیم ازدی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں چار ماہ تک مسلسل بیمار رہا اور اس اثناء میں کوئی نافلہ نہیں پڑھ سکا یہ بات میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بتائی تو آپ نے فرمایا تم پر اسکی قضا نہیں ہے ایک مریض ایک صحت مند شخص کے مانند نہیں ہوتا ایک چیز اللہ نے اس پر غالب کی ہے تو وہی اسکے عذر کا قبول کرنے والا بھی ہے۔

(۴۴۵) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا یہ ایک شخص کیلئے درست ہے کہ وہ نماز پڑھتے میں مسجد کی دیوار پر ٹیک لگائے یا مسجد کی کسی شے پر ہاتھ رکھے اسکا سہارا لیکر کھڑا ہو جبکہ اسکو نہ کوئی مرض ہے اور نہ کوئی اور سبب؟ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں ہے۔ اور انہوں نے دریافت کیا کہ جو نماز فریضہ پڑھ رہا تھا اور دو رکعتوں میں کھڑا رہا اب کیا اسکے لئے مناسب ہے کہ مسجد کے کسی جانب کو پکڑے اور قیام میں اس کا سہارا لئے حالانکہ نہ وہ ضعیف ہے اور نہ کوئی اور سبب ہے۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۴۴۶) حمّاد بن عثمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ نماز میں کھڑا ہونا میرے لئے بہت دشوار ہے تو آپ نے فرمایا اگر تم بیٹھے ہوئے یہ چاہتے ہو کہ تم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کا ثواب حاصل کرو تو بیٹھے ہوئے سورے کی قرأت کرو اور جب سورے کی دو آیتیں باقی رہ جائیں تو کھڑے ہو جاؤ اور باقی سورہ کو پورا کرو اور رکوع کرو اور سجدہ کرو تو یہ ہو گئی کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز۔

(۴۴۷) سہل بن لیسع نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن اول موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق

دریافت کیا جو سفر و حضر میں نماز نافلہ بیٹھ کر پڑھتا ہے حالانکہ اسکو کوئی مرض نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۱۰۴۸) ابو بصیر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شخص بغیر کسی مرض اور سبب کے بیٹھا ہوا نماز پڑھے تو اسکی دو رکعت ایک رکعت نماز ہوگی اور اسکے دو سجدوں کو بھی ایک ہی سجدہ سمجھا جائے گا۔ آپ نے فرمایا یہ ایسا نہیں ہے یہ تم لوگوں کیلئے پوری شمار ہوگی۔

(۱۰۴۹) حمران بن اعین سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے ان دونوں آئمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے والد چار زانو بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے اور جب رکوع کرتے تو پاؤں کو دوہرا کر لیا کرتے تھے۔

(۱۰۵۰) معاویہ بن میسرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص چار زانو بیٹھ کر اور دونوں پاؤں پھیلا کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی ہرج نہیں۔

(۱۰۵۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے محمل کے اندر نماز پڑھنے کے متعلق فرمایا کہ اس میں تم چار زانو ہو کر اور دونوں پاؤں پھیلا کر جس طرح ممکن ہو سکے نماز پڑھ لو۔

(۱۰۵۲) ابراہیم بن ابی زیاد کرخی سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص بہت بوڑھا کبیر السن ہے لپنے ضعف کی وجہ سے کھڑا نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے رکوع و سجود ممکن ہے۔ آپ نے فرمایا وہ لپنے سر سے اشارہ کرے اور اگر کوئی شخص ہو تو وہ سجدے کیلئے سجدہ گاہ بڑھا دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو وہ لپنے سر سے قبلہ کی طرف اشارہ کرے۔ میں نے عرض کیا اور روزہ؟ تو آپ نے فرمایا اگر وہ اس حد پر پہنچ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فریضہ اس سے اٹھا لیا اور اگر وہ صاحب مقدرت ہے تو ہر دن کے عوض ایک مد طعام صدقہ دے یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اور اگر اس میں یہ مقدرت نہیں ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۱۰۵۳) اور عبداللہ بن سلیمان نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے متعلق دریافت کیا کہ نماز میں جس کی نکسیر پھوٹی مگر اتنی زیادہ نہیں کہ وہ کسی چیز سے پونچھے تو کیا ایسی حالت میں اسکی نماز جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۱۰۵۴) اور بکیر بن اعین نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ اسکی نکسیر پھوٹی ہوئی ہے اور وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اپنی انگلی ناک میں ڈالتا ہے اور خون نکالتا ہے تو آپ نے لپنے ہاتھ کے اشارے سے اس سے کہا کہ تو لپنے ہاتھ سے اسکو رگڑ دے اور نماز پڑھ لے۔

(۱۰۵۵) اور لیث مرادی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو زوال آفتاب کے وقت سے ناک سے خون آنا شروع ہوا اور رات تک چلتا رہا؟ آپ نے فرمایا وہ اس دوران ہر نماز سر کے اشارے سے پڑھے۔

(۱۰۵۶) اور عمر بن اذنیہ نے ان ہی جناب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ نماز میں تھا کہ اسکی ناک سے خون آنے لگا اور وہ تھوڑی نماز پڑھ چکا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ اگر اسکے داہنے یا بائیں یا پیچھے پانی ہے تو بغیر اسکی طرف مڑے ہوئے اسکو دھولے اور اپنی نماز پڑھے اور اگر بغیر رخ موڑے ہوئے پانی نہیں ملتا تو وہ نماز کا اعادہ کرے اور اسی کے مانند قے بھی ہے۔

(۱۰۵۷) اور ابو بصیر کی روایت میں آپ ہی سے ہے کہ آپ نے فرمایا اگر اثنائے نماز میں تم نے کلام کیا یا اپنا رخ موڑا تو پھر سے نماز پڑھو۔

(۱۰۵۸) اور ایک مرتبہ ابو بصیر نے ان جناب سے عرض کیا کہ اگر میں نماز کی حالت میں کسی کے چھینک کی آواز سنوں تو الحمد اللہ کہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجوں؟ آپ نے فرمایا ہاں خواہ تمہارے اور اس چھینکنے والے کے درمیان سمندر ہی کیوں نہ حائل ہو۔

(۱۰۵۹) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی نابینا شخص غیر قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھ لے تو اگر وقت ہے تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر وقت گزر گیا تو اعادہ نہیں کرے گا۔

(۱۰۶۰) فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کبھی کبھی میں نماز میں ہوتا ہوں تو اپنے پیٹ میں گڑگڑاہٹ اور مروڑ اور سخت درد محسوس کرتا ہوں؟ آپ نے فرمایا چھوڑ کر قضائے حاجت کیلئے جاؤ وضو کرو اور اپنی باقی نماز جو تم پڑھ رہے تھے پڑھو اگر تم نے اس درمیان عمداً کلام کرکے اپنی نماز نہ توڑ دی ہو اور اگر تم نے بھولے سے کلام کرلیا تو تم پر کوئی گناہ نہیں وہ ایسے ہی ہے جیسے نماز میں بھولے سے کسی نے کلام کرلیا ہو۔ میں نے عرض کیا خواہ اسکا چہرہ قبلہ سے مڑ گیا ہو؟ فرمایا ہاں اگر اسکا رخ قبلہ سے مڑ بھی گیا ہو۔

(۱۰۶۱) اور عبد الرحمن بن حجاج نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کو اپنے پیٹ میں پاخانہ کا اشارہ محسوس ہوا مگر وہ اسکو برداشت کرسکتا ہے تو کیا ایسی حالت میں وہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ برداشت کرسکتا ہے اور جلدی نکلنے کا خوف نہیں ہے تو نماز پڑھے اور برداشت کرے۔

(۱۰۶۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی قہقہہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور وضو نہیں ٹوٹتا۔

باب نماز پڑھتے ہوئے شخص پر سلام

(۱۰۶۳) ایک مرتبہ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے انکو سلام کیا؟ آپ نے فرمایا اگر تم نماز میں ہو اور کوئی مرد مسلمان تم کو سلام کرے تو تم اسکے سلام کا جواب دو السلام علیک کہو اور اپنی انگلی سے اشارہ کرو۔

(۱۰۶۴) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز پڑھتے ہوئے شخص کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا جب تم نماز پڑھ رہے ہو اور مسلمانوں میں سے کوئی شخص تم کو سلام کرے تو تم اسکے سلام کا جواب اتنی آہستہ آواز سے دو کہ صرف تم ہی سنو اپنی آواز بلند نہ کرو۔

(۱۰۶۵) اور منصور بن حازم نے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی نماز پڑھتے ہوئے شخص کو سلام کرے تو وہ جوابِ سلام خفی آواز سے دے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔

(۱۰۶۶) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں مشغول تھے کہ عمار نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے انکے سلام کا جواب دیا۔ اسکے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کہا "السّلام" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

باب نماز پڑھتے ہوتے شخص کو اگر کسی درندے یا موذی جانور کا سامنا ہو تو اسے مار ڈالے

(۱۰۶۷) حلبی بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے کہ اس نے سانپ یا بچھو کو دیکھا؟ آپؑ نے فرمایا وہ اسکو مار ڈالے۔

(۱۰۶۸) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی کیڑا مکوڑا اسکو اذیت دے رہا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ اس کو اپنے پر سے اٹھا کر پھینک دے یا ریت میں دبا دے۔

(۱۰۶۹) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز میں مشغول ہے اور تیز قدم چلتا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۱۰۷۰) نیز حلبی نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز کے دوران کھٹمل، پسو، جوں یا مکھی مارتا ہے کیا اس سے اسکی نماز اور اسکا وضو ٹوٹ جائے گا؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

(۱۰۷۱) اور سماعہ بن مہران نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو نماز فریضہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنا کیسہ یا اپنا مال و متاع بھول جاتا ہے کہ جسکے ضائع یا ہلاک ہو جانے کا خطرہ ہے؟ آپ نے فرمایا وہ نماز کو قطع کرے

گا اور اپنے مال و متاع کی حفاظت کرے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اگر اسکی سواری کھل جائے اور ڈر ہو کہ کہیں بھاگ نہ جائے یا اسے کوئی گزند نہ پہنچ جائے؟ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں اگر وہ اپنی نماز قطع کرے اور اسکو محفوظ کرے پھر نماز پڑھے۔

(۱۰۷۲) اور عمّار ساباطی نے آپ سے دریافت کیا ایک شخص ہے جو نماز پڑھ رہا ہے اس نے اپنے اردگرد ایک سانپ دیکھا کیا یہ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ بڑھ کر اس کو مار ڈالے؟ آپ نے فرمایا اگر اس کے اور سانپ کے درمیان ایک قدم کا فاصلہ ہو تو یہ قدم بڑھائے اور اسکو مار ڈالے ورنہ نہیں۔

(۱۰۷۳) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم نماز فریضہ میں مشغول ہو اور تم نے دیکھا کہ تمہارا غلام بھاگ رہا ہے۔ یا تمہارا مقروض جس پر تمہارا مال قرض ہے یا کوئی سانپ ہے جس سے تم کو اپنی جان کا خطرہ ہے تو نماز کو قطع کرو۔ غلام یا مقروض کا پیچھا کرو اور سانپ کو مار ڈالو۔

باب اگر نماز پڑھنے والے کو کوئی ضرورت پیش آجائے

(۱۰۷۴) عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کو حالت نماز میں کوئی حاجت پیش آجائے تو آپ نے فرمایا وہ شخص سر سے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرے گا اور اگر عورت ہے تو تالی بجادیگی۔

(۱۰۷۵) حلبی سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرتبہ ان جناب سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو نماز میں مشغول ہے اور اسے کوئی ضرورت پیش آگئی؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ سر سے اور ہاتھ سے اشارہ کریگا اور تسبیح پڑھے گا (سبحان اللہ کہے گا) اور اگر عورت کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو وہ دونوں ہاتھ سے تالی بجادے گی۔

(۱۰۷۶) حنّان بن سدیر نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص نماز میں اشارہ کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کی مساجد میں سے کسی مسجد میں اپنے ٹیڑھے سر والے عصا سے اشارہ کیا تھا۔ حنان کا بیان ہے کہ سوائے بنی عبدالاشہل کی مسجد کے مجھے کسی مسجد کا علم نہیں۔

(۱۰۷۷) اور عمّار بن موسیٰ نے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے کہ دروازہ پر کسی کی آواز سنی اور اس نے کھنکھارا تاکہ اسکی کنیز اور اسکے گھر والے سن لیں اگر اس میں تاخیر ہوئی تو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اس کو یہ بتانے کے لئے کہ وہ دیکھے کہ دروازے پر کوئی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پھر ایک مرد ایک عورت کے متعلق دریافت کیا کہ وہ دونوں نماز میں ہیں اور ان دونوں کو کسی چیز کی ضرورت ہے کیا ان دونوں کیلئے جائز ہے کہ وہ سبحان اللہ کہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ دونوں جو چاہتے ہیں اسکی طرف اشارہ کر سکتے ہیں

اور اگر عورت کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو وہ اپنے زانو پر ہاتھ مار سکتی ہے حالت نماز میں ۔

(۹۷۸) اور محمد بن بجیل برادر علی بن بجیل سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نماز میں مشغول تھے اور آپ ابھی دونوں سجدوں کے درمیان تھے کہ ایک شخص ادھر سے گزرا تو آپ نے اسکی طرف ایک کنکری پھینکی چنانچہ وہ شخص آپ کے پاس آیا۔

(۹۷۹) ابو زکریا اعور سے روایت ہے کہ اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت ابو الحسن علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ایک بوڑھا شخص آپ کے پہلو میں تھا اور وہ کھڑا ہونا چاہتا تھا اسکے ساتھ اسکا عصا تھا اور چاہتا تھا کہ اپنا عصا اٹھائے تو امام ابوالحسن علیہ السلام جھکے اور اسکا عصا اسکو تھما دیا اور پھر اپنی نماز پڑھنے لگے ۔

(۹۸۰) اور حبیب ناجیہ نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کیا میرے پاس ایک کوہو ہے جس میں تل پیلا کرتا ہوں چنانچہ میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہوں اور جب محسوس کرتا ہوں کہ غلام سو گیا ہے تو دیوار پر تھپتھپا دیتا ہوں تاکہ وہ جاگ جائے ۔ آپ نے فرمایا ہاں تم اللہ کی عبادت میں بھی مشغول رہتے ہو اور اپنا رزق بھی حاصل کرتے ہو کوئی حرج نہیں ہے ۔

باب نماز میں عورت کے آداب

عورت پر نہ اذان ہے اور نہ اقامت نہ جمعہ ہے نہ جماعت۔

جب عورت نماز کیلئے کھڑی ہو تو دونوں قدموں کو ملا کر رکھے درمیان میں فاصلہ نہ دے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر پستانوں کی جگہ رکھے اور جب رکوع کرے تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے اوپر یعنی زانو پر رکھے تاکہ زیادہ نہ جھکے اور اسکی سرین اوپر کو بلند نہ ہو جائے ۔ اور جب سجدہ کا ارادہ کرے تو پہلے بیٹھ جائے اسکے بعد سجدہ کرے اور زمین سے چپک جائے اور اپنی دنوں کلائیاں زمین پر رکھے اور جب کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو سجدے سے سر اٹھائے اور اپنے سرین کے بل بیٹھ جائے اسطرح نہیں جس طرح مرد بیٹھتے ہیں پھر کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو بغیر اپنی سرین اٹھائے اور زمین پر ہاتھ ٹیکے اٹھے ۔ اور جب تشہد کیلئے بیٹھے تو اپنے دونوں پاؤں اٹھائے اور اپنے زانوں ملائے ۔ اور آزاد عورت بغیر مقنع کے نماز نہیں پڑھے گی اور کنیز بغیر مقنع کے نماز پڑھے گی ۔

(۹۸۱) اور محمد بن مسلم نے حضرت محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عورت اس قمیض اور مقنع میں نماز پڑھے جو اتنا دبیز ہو کہ بدن کو چھپا لے ۔

(۹۸۲) اور یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مرد ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہے ؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا اور عورت ؟ آپ نے فرمایا نہیں ، آزاد عورت جبکہ اسکو حیض آنے لگے بغیر سر پر دوپٹہ ڈالے

درست نہیں سوائے یہ کہ وہ دوپٹہ نہ پائے۔

(۴۸۳) اور علی بن جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت ہے جسکے پاس صرف ایک ہی چادر ہے وہ نماز کیسے پڑھے ؟ آپ نے فرمایا وہ چادر سے خود کو لپیٹ لے اور اس سے اپنے سر کو بھی ڈھانپے اور نماز پڑھ لے اگر اسکے پاؤں کھلے رہ جاتے ہیں اور کوئی دوسرا کپڑا میسر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۸۴) اور معلّی بن خنیس کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے یہ ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک عورت ہے جو ایک صدری اور ایک چادر میں نماز پڑھتی ہے اسکے پاس نہ آزار ہے اور نہ مقنع ہے ؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے اگر وہ چادر سے خود کو لپیٹ لیتی ہے اگر عرض میں ممکن نہ ہو تو طول میں لپیٹ لے۔

(۴۸۵) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نماز میں کنیز کیلئے مقنع نہیں ہے اور نہ مدبرہ کیلئے نماز میں مقنع ہے اور نہ مکاتبہ کیلئے نماز میں مقنع ہے جب کہ اس کا مالک نے شرط رکھ دی ہو اور وہ مملوکہ ہی ہے جب تک کہ وہ تمام تحریر شدہ رقم کو ادا نہ کردے اور تمام حدود (سزا) میں اس پر وہی حکم جاری ہوگا جو مملوکہ پر جاری ہوتا ہے۔

(۴۸۶) راوی کا بیان ہے کہ اور میں نے آپؑ سے اس کنیز کیلئے دریافت کیا کہ جس کے لڑکا پیدا ہوا کہ کیا اس کے لئے نماز میں اوڑھنی واجب ہے ؟ تو آپ نے فرمایا اس پر اس وقت مقنع واجب ہو تو اس وقت بھی مقنع واجب ہونا چاہیئے تھا جب اسے حیض آنا شروع ہوا۔ غرض اس کے لئے نماز میں مقنع نہیں ہے۔

(۴۸۷) عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ عورت کے ازار اور اسکے کپڑوں میں نماز پڑھتا ہے اور اسکی اوڑھنی کو بطور عمامہ باندھتا ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر نجاست سے پاک ہے تو کوئی ہرج نہیں۔

(۴۸۸) اور روایت کی گئی ہے کہ عورتوں کیلئے بہترین مسجد انکا گھر ہے اور عورت کا اپنے حجرے میں نماز پڑھنا اس کے اپنے برآمدے سے افضل ہے اور اسکا اپنے اوسارے میں نماز پڑھنا اسکے اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اس کا اپنے صحن میں نماز پڑھنا اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور عورت کیلئے اس چھت پر نماز پڑھنا جس میں حجرہ نہ بنا ہو مکروہ ہے۔

(۴۸۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کو بالا خانوں کی کوٹھریوں میں نہ رکھو، انہیں کتابت نہ سکھاؤ، انہیں سورہ یوسف نہ پڑھاؤ، انہیں اون کاتنے کے تکلے کی تعلیم دو اور سورہ نور پڑھاؤ۔

باب نماز ختم کر کے اٹھنے کے آداب

(۱۰۹۰) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم نماز ختم کر کے اٹھو اور وہاں سے پھرنے لگو تو اپنے دائیں جانب پھرو۔

باب نماز جماعت اور اسکی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و اقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و ارکعوا مع الراکعین (نماز قائم کرو زکوۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۴۳) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کا اسی طرح حکم دیا ہے جس طرح نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ تک پینتیس (۳۵) نمازیں واجب کی ہیں ان میں ایک نماز جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرض رکھی ہے۔ اور وہ جمعہ کی نماز ہے بقیہ تمام نمازوں میں جماعت فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے جو شخص اسکو ناپسند کرتے ہوئے ترک کرے اور مسلمانوں کی جماعت کو بغیر کسی سبب کے ترک کرے تو اسکی نماز ہی نہیں ہوگی۔ اور جو شخص تین جمعہ متواتر ترک کرے بلا کسی سبب کے تو وہ منافق ہے۔ اور آدمی کیلئے جماعت میں نماز پڑھنا اکیلے جنت میں نماز پڑھنے سے پچیس درجہ افضل ہے۔ اور جماعت میں نماز پڑھنا فرادا نماز پڑھنے سے چوبیس درجہ افضل ہے (اسطرح با جماعت نماز) پچیس نمازوں کے برابر ہو جاتی ہے۔

(۱۰۹۱) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو اپنے پڑوس کی مسجد میں نماز پڑھنے نہ جائے اسکی نماز ہی نہیں ہے سوائے یہ کہ وہ مریض ہو یا کوئی اور مشغولیت ہو۔

(۱۰۹۲) اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قوم سے فرمایا کہ تم لوگ مسجد میں ضرور حاضر ہوا کرو ورنہ میں مع تمہارے تمہارے گھروں میں آگ لگادوں گا۔

(۱۰۹۳) نیز آپ نے فرمایا کہ جو شخص پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اس سے ہر خیر کی توقع رکھو۔

(۱۰۹۴) اور آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر دو (۲) شخص ہیں تو جماعت ہے۔

(۱۰۹۵) حسن صیقل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم سے کم جماعت کی تعداد کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک مرد اور ایک عورت اور جب مسجد میں کوئی ایک بھی نہ آئے تو پھر ایک مومن ہی جماعت ہوتا ہے اس لئے کہ جب وہ اذان و اقامت کہہ کر نماز شروع کرتا ہے تو ملائکہ کی دو صفیں اسکے پیچھے نماز پڑھتی ہیں اور جب صرف اقامت کہتا ہے اور اذان نہیں کہتا تو اسکے پیچھے ایک صف ہوتی ہے۔

(۱۰۹۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ایک اکیلا بھی جماعت ہے۔

(۱۰۹۷) اور ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز پڑھ کر اٹھے تو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے چند لوگوں کا نام لیکر پوچھا کہ کیا فلاں فلاں نماز میں آئے تھے؟ ان اصحاب نے کہا نہیں یا رسول اللہ آپ نے پوچھا کیا وہ لوگ مدینہ میں نہیں تھے اور غائب تھے ۔ اصحاب نے کہا نہیں یا رسول اللہ ۔ آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ اس نماز سے اور نماز عشاء سے زیادہ کوئی نماز بھی منافقین پر گراں نہیں ہے اگر یہ لوگ ان دونوں کی فضیلت کو جانتے تو ضرور آتے خواہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑتا ۔

(۱۰۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو نماز صبح اور نماز عشاء جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں رہتا ہے اور جو اس پر ظلم کرتا ہے وہ اللہ پر ظلم کرتا ہے جو اسکو حقیر جانتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو حقیر جانتا ہے ۔

اور جب پانی برس رہا ہو یا برف باری ہو رہی ہو تو آدمی کیلئے جائز ہے کہ اپنی قیام گاہ پر نماز پڑھ لے اور مسجد نہ جائے ۔

(۱۰۹۹) اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب جوتا بھیگے تو نماز اپنی قیام گاہ میں ۔

اور میرے والد رحمہ اللہ نے جو رسالہ میرے پاس بھیجا اس میں تحریر کیا کہ اے فرزند تم کو معلوم ہو کہ جماعت میں امامت کا وہی زیادہ حقدار ہے جو قرآن کی سب سے اچھی قرأت کرتا ہو ۔ اور اگر قرأت میں سب لوگ برابر ہوں تو ان میں وہ جو سب سے زیادہ فقیہ ہو اور اگر فقہ میں بھی سب برابر ہیں تو پھر وہ جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہے اور اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہیں تو پھر وہ جو ان میں سب سے زیادہ سن رسیدہ ہے اور اگر سن میں بھی برابر ہیں تو پھر وہ جو ان میں سب سے زیادہ خوبرو ہو ۔ اور مسجد بنانے والا مسجد کا زیادہ حقدار ہے اور تم میں سے امام کے قریب وہ ہوں جو اسکے رشتہ دار ہوں اور متقی ہوں تاکہ اگر امام بھول جائے یا قرأت سے عاجز رہے تو لوگ اسکو امام کی جگہ کھڑا کر لیں اور سب سے افضل صف پہلی صف ہے اور پہلی صف میں بھی وہ جو امام کے قریب ہے ۔

(۱۱۰۰) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قوم کا امام قوم کا نمائندہ ہوتا ہے لہٰذا تم لوگ اپنے میں سے سب سے افضل شخص کو امام بناؤ ۔

(۱۱۰۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تمہاری خوشی یہ ہے کہ تم اپنی نمازوں کو پاک صاف رکھو تو تم میں جو سب سے بہتر ہے اسکو امام بناؤ ۔

(۱۱۰۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کسی قوم کو نماز پڑھائے اور ان میں کوئی اس سے زیادہ عالم ہو تو اس قوم کے امور قیامت تک پستی کی طرف جائیں گے ۔

اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارا امام اللہ کی بارگاہ میں تمہارا شفیع ہوتا ہے لہٰذا کسی بیوقوف شخص کو اور کسی فاسق کو اپنا شفیع نہ بناؤ ۔

(۱۱۰۳) اور حسین بن کثیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے امام کے

پیچھے قرأت کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں امام قرأت کا ذمہ دار ہے اور جو لوگ اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں وہ ان سب کی نمازوں کا ذمہ دار نہیں صرف قراءت کا ذمہ دار ہے۔

(۱۱۰۴) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پانچ اشخاص کو لوگ امام نہ بنائیں اور نماز فریضہ انکے پیچھے جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں۔ مبروص و مجذوم و ولد الزنا اور جاہل دیہاتی عرب جب تک وہ ترک وطن کر کے آبادی میں نہ آجائے۔ اور جس پر کسی قسم کی حد جاری ہو چکی ہو (یعنی سزا یافتہ)

(۱۱۰۵) امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی مجذوم و مبروص و مجنون و سزا یافتہ اور ولد الزنا کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھے۔ اور مہاجر کسی اعرابی (دیہاتی) کے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا۔

(۱۱۰۶) اور آپ نے فرمایا کہ جسکی ختنہ نہ ہوئی ہو وہ قوم کی امامت نہیں کرے گا خواہ وہ قرآن کا سب سے اچھا قاری کیوں نہ ہو اس لئے کہ اس نے سب سے بڑی سنت کو ترک کیا ہوا ہے۔ اور اسکی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور اگر وہ مر جائے تو اس پر نماز نہیں پڑھی جائیگی سوائے یہ کہ اس نے (اس سنت کو) اپنی جان کے خطرے سے ترک کیا ہوا ہو۔

(۱۱۰۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قیدی آزاد لوگوں کی امامت نہ کرے اور مفلوج شخص تندرست لوگوں کی امامت نہ کرے۔

(۱۱۰۸) حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ اگر ایک نابینا شخص قرآن کا سب سے اچھا قاری ہو سب سے زیادہ عالم فقہ ہو اور لوگ اس پر راضی ہوں تو اسکے نماز کی امامت کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔

(۱۱۰۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اندھا وہ ہے جو دل کا اندھا ہو وہ اندھا نہیں جو آنکھ کا اندھا ہو بلکہ اندھا وہ ہے جو اس دل کا اندھا ہو جو سینے میں ہے۔

(۱۱۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تین اشخاص کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے، وہ شخص جسکا دین و اعتقاد نہ معلوم ہو، وہ شخص جو غالی ہو اگرچہ وہ بھی اسی کا قائل ہو جسکے تم قائل ہو، وہ شخص جو چھپا کر نہیں بلکہ لوگوں کے سامنے فسق و فجور کرتا ہو خواہ اپنے اعتقادات میں متعدل ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۱۱۱) اور حضرت علی بن محمد اور محمد بن علی علیہما السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی جسمیت کا قائل ہو اسکو زکوۃ میں سے کچھ نہ دو اور نہ اسکے پیچھے نماز پڑھو۔

(۱۱۱۲) اور ابو عبداللہ برقی نے حضرت ابو جعفر ثانی (امام علی النقی علیہ السلام) کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ میں آپ پر قربان وہ شخص جو آپ کے پدر بزرگوار اور آپ کے جد نامدار پر ٹھہرا ہوا ہو (اور آپ کو امام نہ مانتا ہو) اسکے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اسکے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

(۱۱۱۳) عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک امام جماعت ہے کہ جو اپنے تمام امور

میں ٹھیک ہے عارف وعالم بھی ہے مگر وہ اپنے والدین کو ایسی درشت باتیں سناتا ہے کہ جس سے ان لوگوں کو غیظ آجاتا ہے کیا ایسے پیش نماز کے پیچھے نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا اسکے پیچھے نماز پڑھو جب تک کہ وہ قطعی طور پر عاق نہ ہو جائے (اس لئے کہ ممکن ہے وہ انہیں امر بامعروف ونہی عن المنکر یا کوئی نصیحت کر رہا ہو)۔

(۱۱۱۴) محمد بن علی حلبی نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھو جو تمہارے لئے کفر کی گواہی دیتا ہو (تمہیں کافر کہتا ہو) اور اس شخص کے پیچھے بھی نماز نہ پڑھو جسکے متعلق تم کفر کی گواہی دیتے ہو (اسے کافر کہتے ہو)۔

(۱۱۱۵) سعد بن اسماعیل نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص گناہوں سے آلودہ ہے اسکے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۱۱۱۶) اسماعیل بن مسلم سے روایت ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق کہ جو قضاء وقدر الٰہی کی تکذیب کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ تمام نمازیں جو اسکے پیچھے پڑھی گئی ہیں انکا اعادہ کیا جائے۔

(۱۱۱۷) اسماعیل جعفی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر انکے دشمن سے برأت کا اظہار نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ وہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے ان لوگوں سے جو اسکے مخالف ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ (حق و باطل) خلط ملط کرتا ہے وہ دشمن ہے اسکے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے سوائے یہ کہ وہ تقیہ کر رہا ہو۔

اور میرے والد علیہ الرحمہ نے جو رسالہ مجھے بھیجا اس میں تحریر کیا کہ تم دو شخصوں کے علاوہ اور کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ ایک وہ شخص جسکے دین اور پرہیزگاری پر تم کو وثوق اور بھروسہ ہو۔ اور دوسرا وہ کہ جسکی تلوار و طاقت اور دین پر طعن و تشنیع سے تم ڈرتے ہو تو بربنائے تقیہ اور دلجوئی اسکے پیچھے نماز پڑھو اور اپنی اذان اور اپنی اقامت کہو اور سورہ کی قرأت مگر اس نیت سے نہیں کہ اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو۔ اگر تم اس سے پہلے سورہ کی قرأت ختم کر رہے ہو تو ایک آیت کو باقی رکھو اور اللہ تعالیٰ کی تمجید کرتے رہو اور جب وہ امام رکوع میں جانے لگے تو فوراً اس باقی آیت کو پڑھ کر تم بھی رکوع میں چلے جاؤ اور اگر قرأت کو تم لحوق نہیں کرسکتے اور تمہیں ڈر ہے کہ وہ رکوع میں چلا جائے گا تو پھر جس فقرہ کو اس نے اذان واقامت سے حذف کر دیا ہے (یعنی حی علی خیر العمل) وہ کہو اور رکوع میں چلے جاؤ۔

اور اگر تم نماز نافلہ پڑھ رہے ہو اور نماز شروع ہو گئی ہے تو اس کو قطع کرو اور نماز فریضہ پڑھو۔ اور اگر تم نماز فریضہ پڑھ رہے ہو تو اس کو قطع مت کرو بلکہ نافلہ قرار دیکر دو رکعتوں میں سلام پھیر لو پھر امام کے ساتھ نماز پڑھو لیکن اگر امام ان

لوگوں میں سے ہے جن سے پرہیز کیا جائے تو اپنی نماز قطع نہ کرو اور نہ اسکو نافلہ قرار دو اور صف میں ہو جاؤ اور اسکے ساتھ نماز پڑھو اور جب امام چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہو تو تم بھی اسکے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے کھڑے تشہد پڑھو اور کھڑے کھڑے سلام پڑھ لو۔

(۱۱۱۸) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا میرے بعد تم میں سے کوئی بھی بیٹھ کر نماز نہ پڑھائے۔

(۱۱۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ اپنے گھوڑے سے گر گئے تو آپ کے دائیں پہلو میں چوٹ آئی اس لئے آپ نے حجرہ ام ابراہیم میں لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی۔

(۱۱۲۰) اور جمیل بن صالح نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ پیشنماز کیلئے دونوں میں سے کیا افضل ہے وہ اول وقت اکیلا نماز پڑھ لے یا تھوڑی تاخیر کر لے اور اہل مسجد کے ساتھ نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا اگر امام ہے تو تاخیر کر لے اور اہل مسجد کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۱۱۲۱) اور ایک شخص نے آنجنابؑ سے دریافت کیا اور کہا کہ میرے گھر کے دروازے ہی پر ایک مسجد ہے اب میرے لئے افضل کیا ہے؟ میں اپنے گھر میں دیر تک طویل نماز پڑھوں یا اہل مسجد کے ساتھ خفیف نماز پڑھوں؟ تو آپ نے اسکے جواب میں تحریر فرمایا تم ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھو۔

(۱۱۲۲) اور ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے دو شخصوں کے متعلق فرمایا کہ ایک کہتا ہے کہ میں امام تھا اور تم ماموم تھے دوسرا کہتا کہ نہیں میں امام تھا تم میرے ماموم تھے۔ آپ نے فرمایا کہ دونوں کی نماز پوری ہو گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اگر ایک کہے کہ میں نے تمہاری اقتداء میں نماز پڑھی اور دوسرا کہے کہ میں نے تمہاری اقتداء میں نماز پڑھی؟ آپ نے فرمایا دونوں کی نمازیں فاسد ہو گئیں ان دونوں کو چاہیئے کہ وہ از سر نو نماز پڑھیں۔

(۱۱۲۳) اور جمیل بن درّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک قوم کا امام جماعت جنب ہو گیا اسکے پاس اتنا پانی نہیں جو غسل کے لئے کافی ہو ویسے اور لوگوں کے پاس اتنا پانی ہے کہ وہ لوگ وضو کریں تو اب ان ہی لوگوں میں کوئی شخص وضو کر کے ان لوگوں کی نماز کی امامت کرے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ امام تیمم کر کے ان لوگوں کی نماز کی امامت کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جسطرح پانی کو طہور قرار دیا ہے اسی طرح زمین کو بھی طہور قرار دیا ہے۔

(۱۱۲۴) عمر بن یزید نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی نماز کے وقت میں نماز پڑھے اور باوضو ہو کر تقیۃً ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں پچیس درجہ لکھ دیگا۔ پس رغبت کے ساتھ یہ کرو۔

(۱۱۲۵) اور حمّاد بن عثمان نے آپؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ان لوگوں کے ساتھ صف اول میں کھڑے

ہو کر نماز پڑھے اس نے گویا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صف اول میں نماز پڑھی۔

(۱۱۲۶) اور حفص بن بختری نے آپؑ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا تمہارے لئے یہی کافی ہوگا کہ تم انکے ساتھ نماز میں شریک ہوگئے اور اگر تم نے ان لوگوں کی اقتداء نہیں کی تو یہ اتنا ہی کافی ہے جتنا کہ اگر تم ان کی اقتداء کرتے اور کافی ہوتا۔

(۱۱۲۷) سعدہ بن صدقہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ پر قربان چند ناصبیوں کے ساتھ ہمارا گزر ہوتا ہے اور نماز قائم کی جاتی ہے اور میں وضو کے ساتھ نہیں ہوتا اب اگر میں ان لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہ ہوں تو وہ لوگ جو انکے جی میں آئے گا کہیں گے اس لئے میں انکے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہوں پھر جب پلٹتا ہوں تو وضو کر کے نماز پڑھتا ہوں؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سبحان اللہ کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ جو شخص بغیر وضو کے نماز پڑھے تو خطرہ ہے کہ زمین شق ہوجائے اور وہ اس میں سما جائے۔

(۱۱۲۸) زید شحام نے آپؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اے زید تم ان لوگوں کی وضع پر چلو ان کی مسجدوں میں نماز پڑھو ان کے مریضوں کی عیادت کرو اور انکے جنازوں میں شریک ہو بلکہ اگر تم انکے امام جماعت یا مؤذن بن سکتے ہو تو ایسا بھی کرو پس اگر تم لوگ ایسا کروگے تو وہ لوگ کہیں گے کہ دیکھو یہ ہیں جعفری لوگ اللہ تعالیٰ جعفر صادق پر رحم کرے انہوں نے اپنے ماننے والوں کو کتنا اچھا ادب سکھایا ہے اور اگر تم لوگ یہ سب نہ کروگے تو وہ لوگ یہ کہیں گے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو کتنا برا ادب سکھایا ہے۔

(۱۱۲۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جسکے پیچھے تم نماز پڑھ رہے ہو اسی کے مطابق اذان کہو۔

(۱۱۳۰) ایک شخص نے آپؑ سے عرض کیا کہ میں اپنے گھر والوں میں نماز پڑھ کر جب مسجد میں جاتا ہوں تو لوگ مجھے نماز پڑھانے کیلئے آگے کھڑا کر دیتے ہیں آپؑ نے فرمایا تم آگے کھڑے ہو جاؤ تو انکو نماز پڑھاؤ تم پر کوئی گناہ نہیں۔

(۱۱۳۱) ہشام بن سالم نے آپؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جو اکیلے نماز پڑھ لیتا ہے پھر اسکو جماعت کی نماز ملتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے اور اگر چاہے تو وہ اسی کو نماز فریضہ قرار دیدے۔

(۱۱۳۲) نیز روایت کی گئی ہے کہ ان دونوں میں جو افضل و اتم ہوگی وہی اسکے حق میں محسوب ہوگی۔

(۱۱۳۳) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص صرف شلوار اور ازار پہنے ہوئے جماعت کو نماز پڑھا سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۱۱۳۴) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ سب سے آخری نماز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت کے ساتھ پڑھائی وہ ایک کپڑے میں پڑھائی تھی جسکے دونوں کنارے مختلف تھے۔ کیا

میں تم کو وہ کپڑا دکھاؤں ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ۔ تو آپؑ ایک چادر نکال لائے میں نے اسے ناپا تو وہ سات ہاتھ طول میں اور آٹھ بالشت عرض میں تھا۔

(۱۱۳۵) اور عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس حدیث کے مطابق دریافت کیا جسے لوگ روایت کرتے ہیں کہ کسی نماز فریضہ کے وقت کوئی مستحب نماز نہیں پڑھنی چاہیئے ۔ تو اس وقت کی حد کیا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا جب اقامت کہنے والا اقامت شروع کر دے راوی نے کہا مگر لوگ مختلف اوقات میں اقامت بھی تو کہتے ہیں ۔ آپؑ نے فرمایا اس سے مراد وہ اقامت کہنے والا ہے جو اسکے ساتھ نماز پڑھے۔

(۱۱۳۶) اور حفص بن سالم نے آپؑ سے دریافت کیا کہ جب موذن "قد قامت الصلوۃ" کہے تو کیا لوگوں کو کھڑا ہو جانا چاہیئے یا بیٹھے رہنا چاہیئے جب تک ان کا امام جماعت نہ آجائے ۔ آپؑ نے فرمایا نہیں ان لوگوں کو کھڑا ہو جانا چاہیئے اگر ان کا امام جماعت آتا ہے تو ٹھیک ورنہ اپنی جماعت میں سے کسی ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر آگے کھڑا کر لیں۔

(۱۱۳۷) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب نماز کیلئے اقامت ہو جائے تو امام اور تمام اہل مسجد کیلئے کلام کرنا حرام ہے بس صرف امام سے آگے کھڑے ہونے کیلئے کہا جاسکتا ہے۔

(۱۱۳۸) محمد بن مسلم سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو دو شخصوں کی نماز میں امامت کر رہا ہے ۔ آپؑ نے فرمایا وہ دونوں کے پہلو میں نہیں کھڑا ہوگا بلکہ ان دونوں کے آگے کھڑا ہوگا ۔ اور دو شخصوں کے متعلق دریافت کیا جو باجماعت نماز پڑھنا چاہتے ہیں آپؑ نے فرمایا ہاں امام دوسرے کو اپنے دائیں پہلو میں کھڑا کرے۔

(۱۱۳۹) اور آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنی صفیں درست اور سیدھی رکھا کرو اس لئے کہ میں تم لوگوں کو اپنی پشت کی طرف سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے اور اپنے سامنے سے اور اس میں ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں بھی اختلاف پیدا کر دیگا۔

(۱۱۴۰) اور حضرت ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ پہلی صف میں نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی راہ خدا میں جہاد کرے۔

(۱۱۴۱) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ستونوں کے درمیان صفوں کے کھڑے ہونے میں میرے نزدیک کوئی ہرج نہیں۔

(۱۱۴۲) اگر تم لوگ دیکھو کہ صفوں کے درمیان جگہ خالی ہے تو اسکو پر کر لو ۔ اور اگر تم لوگ دیکھو کہ پہلی صف بہت تنگ ہے تو قبلہ سے منحرف ہوئے بغیر اپنے پیچھے کی صف کے اندر آجانے میں تمہارے لئے کوئی حرج نہیں۔

(۱۱۴۳) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ صفیں پوری اور ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں اور دو صفوں کے درمیان اتنا کم فاصلہ نہ ہو کہ آدمی انکے درمیان چل نہ سکے بلکہ اتنا

فاصلہ ہو کہ آدمی جب سجدہ کرے تو اسکے پورے جسد کے گرنے کی جگہ ہو۔

(۱۱۴۴) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر لوگ نماز جماعت پڑھ رہے ہیں اور ان کے اور امام کے درمیان اتنا بھی فاصلہ نہ ہو کہ ایک آدمی درمیان سے چل سکے تو وہ امام ان لوگوں کا امام نہیں رہے گا۔ اور ہر وہ صف کہ جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہے اسکے اور اسکی اگلی صف کے درمیان اگر اتنا فاصلہ نہ ہو کہ ایک شخص درمیان سے گزر سکے تو انکی نماز نہ ہوگی۔ اور اگر درمیان میں کوئی پردہ یا کوئی دیوار حائل ہو تو بھی ان کی نماز نہ ہوگی۔ سوائے ان لوگوں کے جو دروازے کے سامنے ہیں۔ نیز فرمایا کہ (مسجدوں میں) یہ مقصورے (یعنی پیش نماز کے لئے کٹہرے) جابر سلاطین کی ایجاد ہیں جو شخص اس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھا رہا ہے اسکی اقتداء میں باہر جو لوگ نماز پڑھ رہے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی۔

نیز فرمایا کہ اگر کوئی عورت کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے اور امام اور اس عورت کے درمیان اتنا فاصلہ نہیں کہ درمیان سے گزرا جاسکے تو اس عورت کی نماز نہیں ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ایسے میں کوئی مرد آجائے اور وہ بھی اس امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا چاہے تو وہ کیا کرے اسلئے کہ عورت تو امام کے دائیں پہلو میں کھڑی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ مرد امام اور اس عورت کے درمیان کھڑا ہو جائے اور عورت ذرا ہٹ کر کھڑی ہو جائے۔

(۱۱۴۵) اور عبداللہ بن سنان نے جو روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اور اس شخص کے درمیان جو تمہارے آگے (قبلہ کی طرف) کھڑا ہوا ہے کم سے کم ایک بکری کے بیٹھنے کی جگہ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھوڑا باندھنے کی جگہ ہو۔

(۱۱۴۶) اور عمّار بن موسیٰ نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اس امام کے متعلق جو نماز جماعت پڑھا رہا ہے اور اسکے پیچھے جماعت اس جگہ سے بہت نیچے کھڑی ہے جہاں یہ امام کھڑا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ امام اگر بالا خانہ پر یا اسی طرح ان لوگوں سے بہت بلندی پر کھڑا ہوا ہے تو ان لوگوں کی نماز جائز نہیں ہے۔ اور اگر امام ان لوگوں سے ایک انگل یا اس سے زیادہ یا اس سے کم کی بلندی پر ہے اور بلندی بھی سیل اور بہاؤ کی طرح ہے تو کوئی ہرج نہیں ہے اور اگر زمین مبسوط اور ہموار ہے ایک جگہ ذرا سی بلندی ہے اور امام اس بلند جگہ پر کھڑا ہے اور جو لوگ اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے وہ اس سے نشیب میں کھڑے ہیں۔ اور زمین مبسوط اور ہموار ہے اور ایک جگہ کہیں نشیب اور ڈھلوان ہے تو کوئی ہرج نہیں۔ اور دریافت کیا گیا کہ اگر امام اس سے پست اور نیچے مقام پر کھڑا ہو جہاں وہ لوگ کھڑے ہوں جو اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں خواہ لوگ کسی مکان کی چھت پر یا دکان وغیرہ پر ہوں اور امام نیچے زمین پر کھڑا ہوا نماز پڑھا رہا ہو تو لوگوں کو چاہیئے کہ اسکے پیچھے نماز پڑھیں اور اسکی اقتداء کریں خواہ وہ لوگ امام سے بہت زیادہ بلندی پر کھڑے ہوں۔

(۱۱۴۷) اور موسیٰ بن بکر نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو صف میں اکیلا کھڑا ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ صف شروع کر رہا ہے پھر ایک کے بعد ایک آتے رہیں گے۔

(۱۱۴۸) اور عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا جب تم مسجد میں داخل ہو اور دیکھو کہ امام رکوع میں ہے اور تمہارا خیال ہے کہ جب تک میں پہنچوں گا وہ رکوع سے سر اٹھا لے گا تو تکبیر کہو اور رکوع میں چلے جاؤ اور جب امام رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اپنی جگہ سجدہ میں چلے جاؤ اور جب وہ کھڑا ہو تو جا کر صف سے ملحق ہو جاؤ۔

(۱۱۴۹) اور روایت کی گئی ہے کہ جب وہ نماز میں شامل ہونے کیلئے جائے گا تو پاؤں کو زمین سے اٹھاتے ہوئے نہیں جائے گا بلکہ پاؤں کو گھسیٹتے ہوئے جائیگا۔

(۱۱۵۰) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم نے امام کو رکوع میں پالیا اور قبل اسکے کہ وہ رکوع سے سر اٹھائے تم نے تکبیر کہہ لی تو وہ رکعت تم نے پالی۔ اور اگر تمہارے رکوع کرنے سے پہلے اس نے رکوع سے سر اٹھالیا تو تمہاری وہ رکعت فوت ہو گئی۔

(۱۱۵۱) اور ابو اسامہ نے روایت کی ہے کہ اس نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو امام تک پہنچ گیا جبکہ امام رکوع میں تھا؟ آپ نے فرمایا کہ اگر اس شخص نے تکبیر کہہ کر اپنی پشت سیدھی کی اور رکوع میں چلا گیا تو اس نے اس رکعت کو پالیا۔

(۱۱۵۲) ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں قبیلہ کی مسجد کا امام ہوں (کبھی ایسا ہوتا ہے کہ) میں ان لوگوں کے ساتھ رکوع میں ہوتا ہوں اور کچھ لوگوں کے جوتوں کی چاپ سنتا ہوں تو رکوع میں ٹھہرا رہتا ہوں؟ آپ نے فرمایا تم رکوع میں ٹھہرے رہو اور رکوع کئے رہو جب ان لوگوں کے آنے کا سلسلہ منقطع ہو جائے تو سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔

(۱۱۵۳) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام کو چاہیئے کہ اسکی نماز جو لوگ اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں ان میں سب سے زیادہ ضعیف شخص کے مطابق ہو۔

(۱۱۵۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں معاذ ایک مسجد کے اندر امامت کیا کرتے تھے اور بہت طویل سوروں کی قراءت کیا کرتے چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص ادھر سے گزرا اور انہوں نے ایک طویل سورہ شروع کر دیا تو اس نے اپنی قراءت خود کر کے نماز پڑھ لی اور اپنی سواری پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے معاذ کے پاس آدمی بھیجا اور کہلایا کہ اے معاذ خبردار فتنہ پرور نہ بنو تم کو لازم ہے کہ والشمس و ضحاھا ایسے مثل سورے پڑھا کرو۔

(۱۱۵۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اپنے اصحاب کے نماز کی امامت فرمارہے تھے کہ ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ نے نماز کو خفیف کرلیا۔ اور امام جماعت کیلئے لازم ہے کہ وہ اوسط آواز سے قرأت کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بها" (اور اپنی نماز نہ بہت چلاّ کر پڑھو اور نہ بہت چپکے سے) (سورہ الاسرا آیت نمبر ۱۱۰) اور جب امام سورہ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہو تو جو اسکے پیچھے کھڑا ہے وہ کہے الحمد للہ رب العالمین اور سورہ فاتحہ کی قراءت کے بعد آمین کہنا جائز نہیں اس لئے کہ یہ نصاریٰ کہا کرتے تھے۔

(۱۱۵۶) اور زرارہ و محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام کے پیچھے کھڑا ہو اور نماز میں اسکی اقتداء کررہا ہو اور خود سورہ کی قراءت کرنے لگے تو جب قبر سے اٹھایا جائیگا تو فطرت اسلام کے برخلاف اٹھایا جائے گا۔

(۱۱۵۷) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم امام کے پیچھے کھڑے ہو اور نماز میں اسکو امام بنائے ہوئے ہو تو اسکے پیچھے کھڑے رہ کر قراءت نہ کرو خواہ تم امام کی آواز سن رہے ہو یا نہیں سن رہے ہو مگر یہ کہ وہ ایسی نماز ہو کہ جس میں قراءت بالجہر کی جاتی ہے اور تم قراءت نہ سنو تو پھر قراءت کرو۔

(۱۱۵۸) اور عبید بن زرارہ کی روایت ہے جو اس نے ان ہی جناب سے کی ہے کہ جب ہمہمہ اور گونج کی آواز سنی جائے تو قراءت نہ کرو۔

(۱۱۵۹) اور زرارہ نے جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم امام جماعت ہو یا غیر امام چہار رکعتی نماز فریضہ کے اندر آخر کی دو رکعتوں میں دونوں سورے (سورہ حمد اور کوئی دوسرا) بالکل نہ پڑھو راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ پھر ان دونوں میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا خواہ تم جماعت کی امامت کررہے ہو یا اکیلے نماز پڑھ رہے ہو "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ" تین مرتبہ کہو یعنی نو تسبیحات مکمل کرنے کے بعد تکبیر کہو اور رکوع میں چلے جاؤ۔

(۱۱۶۰) وحیب بن حفص نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آخر کی دو رکعتوں میں تین تسبیحوں کے بدلے کم از کم اتنا کافی ہے کہ تم سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ لو

(۱۱۶۱) اور زرارہ نے جو حدیث حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تم کسی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو تو ابتداء کی دو رکعتوں میں کوئی قراءت نہ کرو (بلکہ امام کی) قراءت سنو۔ اور آخر کی دو رکعتوں میں بھی کوئی قراءت نہ کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مومنین سے فرماتا ہے کہ واذا قرء القرآن فاستمعوا وانصتوا لعلکم ترحمون (جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور چپ چاپ رہو تاکہ اسی بہانے تم پر رحم کیا جائے) (سورہ

اعراف آیت نمبر ۲۰۴) یعنی نماز فریضہ میں امام کے پیچھے اور آخری دو رکعتوں میں ابتدائی دو رکعتوں کی اتباع میں خاموش رہا جائے۔

(۱۱۶۲) بکر بن محمد ازدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو ناپسند کرتا ہوں جو کسی امام کے پیچھے ایسی نماز پڑھے جس میں قراءت بالجہر نہیں ہوتی اور وہ گدھے کی طرح کھڑا رہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان پھر وہ شخص کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا تسبیح پڑھتا رہے۔

(۱۱۶۳) عمر بن اذنیہ نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کوئی شخص امام کے پیچھے نماز کی کوئی بھی رکعت پاجائے تو اسکی یہ نماز امام کے پیچھے ہی (باجماعت) محسوب ہوگی وہ اس رکعت کو جسے اس نے پالیا ہے اپنی پہلی رکعت قرار دیگا اگر اس نے ظہر یا عصر یا عشاء کی آخری دو رکعت کو پالیا ہے اور ابتداء کی دو رکعتیں فوت ہو گئی ہیں تو جو رکعتیں اس نے امام کی اقتداء میں پالی ہیں اسکے اندر وہ اپنے دل میں سورہ حمد پڑھے گا اور جب امام سلام پڑھ لے گا تو یہ اٹھ کھڑا ہوگا اور آخری دو رکعتیں پڑھے گا اور سورہ حمد کی قراءت نہیں کرے گا اس لئے کہ اس میں تسبیح و تہلیل اور دعا ہے ان میں سوروں کی قراءت نہیں اور اگر وہ امام کے پیچھے صرف ایک رکعت پائے تو اس میں سورہ کی قراءت کرے گا اور جب امام سلام پڑھ لے تو اٹھے گا اور سورہ حمد پڑھے گا اور تشہد پڑھے گا پھر اٹھے گا اور وہ دو رکعتیں پڑھے گا جن میں سوروں کی قراءت نہیں ہے۔

(۱۱۶۴) عبداللہ بن علی حلبی نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے اور امام نے تشہد بہت طویل کر دیا آپؑ نے فرمایا وہ سلام پڑھ لے اور اگر کسی ضرورت کیلئے جانا چاہتا ہے تو چلا جائے۔

(۱۱۶۵) اور اسحاق بن عمار نے آپؑ سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ امام رکوع میں ہے میں بھی اسکے ساتھ رکوع میں جاتا ہوں اور تنہا ہوں اور سجدہ بھی کر لیتا ہوں اب جب میں سجدے سے سر اٹھا لوں تو کیا کروں؟ آپؑ نے فرمایا تم بھی جماعت کے ساتھ چلو اگر وہ کھڑے ہوتے ہیں تو کھڑے ہو جاؤ اور اگر وہ لوگ بیٹھے ہیں تو تم بھی انکے ساتھ بیٹھو۔

(۱۱۶۶) اور سماعہ نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ مسجد میں آتا ہے اور اہل مسجد نماز میں مشغول ہیں اب یہ کیا کرے نماز فریضہ پڑھنا شروع کرے یا نافلہ؟ آپ نے فرمایا وہ دیکھے کہ وقت کافی ہے تو نماز فریضہ سے پہلے نماز نافلہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اسکو وقت نکل جانے کا خطرہ ہے تو نافلہ موخر کر دے اور نماز فریضہ شروع کرے یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے پھر جتنا چاہے نافلہ پڑھے۔

(۱۱۶۷) اور محمد بن مسلم نے ان دونوں علیہما السلام میں سے کسی ایک سے پوچھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے

(نماز ہو رہی ہے) اور اسکو خطرہ ہے کہ اسکی ایک رکعت فوت ہو جائے گی؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ جماعت تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کرے اور اسی رکوع کی حالت میں چلے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔

(۱۱۶۸) ابراہیم بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اس نے دریافت کیا کیا کوئی ایک شخص نماز فریضہ میں ان عورتوں کی امامت کرے جنکے ساتھ کوئی مرد نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور اگر اس کے ساتھ کوئی لڑکا ہو تو اسکو اپنے پہلو میں کھڑا کرلے۔

(۱۱۶۹) عمّار ساباطی نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ اس نے آپ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے جو اذان دیتا ہے اور اقامت کہتا ہے تاکہ تنہا نماز پڑھے اتنے میں ایک دوسرا شخص آتا ہے اور وہ اس سے کہتا ہے کہ کیا تم باجماعت نماز پڑھو گے۔ تو کیا ان دونوں کے لئے جائز ہے کہ اسی اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھیں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ پھر سے جماعت کے لئے اذان واقامت کہے گا۔

(۱۱۷۰) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ نابالغ لڑکے کے اذان دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن جب تک وہ بالغ اور محتلم نہ ہولے نماز کی امامت نہیں کرے گا۔ اور اگر اس نے امام بن کر نماز پڑھائی تو اسکی نماز تو صحیح ہوں جائیگی لیکن جو لوگ اسکے پیچھے نماز پڑھے رہے ہیں انکی نماز صحیح نہیں ہوگی۔

(۱۱۷۱) اور عمّار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جو اس وقت پہنچا جب امام سلام پڑھ رہا تھا؟ آپؑ نے فرمایا وہ اذان اور اقامت کہے اور اپنی نماز پڑھے۔

(۱۱۷۲) نیز انہوں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص مسجد میں آتا ہے اور لوگ نماز میں مشغول ہیں اور امام ایک رکعت پہلے پڑھ چکا ہے یہ تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہوتا ہے کہ امام دفعتاً بیمار ہو جاتا ہے اور چونکہ یہ امام کے بہت قریب ہوتا ہے اس لئے امام اسکا ہاتھ پکڑ کر امامت کیلئے آگے کر دیتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا تو وہ شخص لوگوں کی نماز کو تمام کرائے گا اور لوگوں کے تشہد پڑھنے تک بیٹھا رہے گا اور تشہد کے بعد ہاتھ سے دائیں بائیں اشارہ کردیگا جسکا مطلب یہ ہوگا کہ تم لوگ سلام پڑھو اور تمہاری نماز ہو گئی۔ اور اب وہ اپنی وہ رکعت جو فوت ہو گئی تھی اسے پوری کرلیگا۔

(۱۱۷۳) محمد بن سہل نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی امام جماعت کے پیچھے اسکی اقتداء کرتے ہوئے اسکے ساتھ رکوع میں گیا اور امام سے پہلے ہی اس نے رکوع سے سر اٹھا لیا؟ آپؑ نے فرمایا وہ پلٹ کر امام کے ساتھ رکوع میں جائے۔

(۱۱۷۴) اور فضیل بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے جس نے امام کے ساتھ اسکی اقتداء میں نماز پڑھی پھر امام کے سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے اس نے اپنا سر سجدہ سے اٹھا لیا؟ آپؑ نے فرمایا وہ پھر سے سجدہ میں چلا جائے۔

(۱۱۷۵) حسین بن لیسار سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص سے سنا جس نے خود حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا مسئلہ اسکو معلوم نہ تھا اور اب اسکو معلوم ہوا جبکہ وہ نماز میں ہے اب وہ کیا کرے ؟ آپؑ نے فرمایا وہ بائیں سے دائیں طرف منتقل ہو جائے۔

(۱۱۷۶) امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ عورتیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتی تھیں اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ مردوں سے پہلے اپنے سر نہ اٹھائیں تنگی ازار کے سبب سے۔

(۱۱۷۷) اور ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک عورت نماز میں عورتوں کی امامت کر سکتی ہے ؟ آپ نے فرمایا نافلہ میں امامت کر سکتی ہے نماز فریضہ میں نہیں اور وہ عورتوں کے آگے نہیں کھڑی ہو گی۔

(۱۱۷۸) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا ایک عورت دیگر عورتوں کی امامت کر سکتی ہے ؟ فرمایا کہ نہیں سوائے نماز میت کے اور وہ بھی اس وقت جب اس سے اول و بہتر کوئی نہ ہو۔ وہ صف کے اندر انکے وسط میں کھڑی ہو گی وہ تکبیر کہے گی اور تمام عورتیں تکبیر کہیں گی۔

(۱۱۷۹) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عورت کا اپنی خلوت میں نماز پڑھنا افضل ہے اسکے اپنے حجرے میں نماز پڑھنے سے اور اسکا اپنے حجرے میں نماز پڑھنا افضل ہے اسکے اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے۔ اور کوئی مرد جب کسی عورت کی امامت کرے تو وہ عورت اس مرد کے دائیں جانب پیچھے ہو گی اور اسکا سجدہ اسکے دونوں گھٹنوں کے ساتھ ہو گا۔

(۱۱۸۰) اور حلبی نے آپؑ سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا جو عورتوں کی امامت کرے آپؑ نے فرمایا صحیح ہے اور اگر انکے ساتھ لڑکے ہیں تو وہ ان عورتوں کے آگے کھڑے ہونگے خواہ وہ لڑکے غلام ہی کیوں نہ ہوں۔

(۱۱۸۱) داؤد بن حصین نے ان جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی مقیم کسی مسافر کی امامت نہیں کرے گا اور نہ کوئی مسافر کسی مقیم کی امامت کرے گا اور اگر کوئی شخص ان حالات میں پھنس جائے اور مسافر قوم حاضر کی امامت کر رہا ہو تو جب دو رکعتیں تمام کریگا تو حاضرین میں سے کسی کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیگا اور پھر وہ امامت کرے گا۔ اور جب مسافر حاضر قوم کے پیچھے نماز پڑھے گا تو اپنی دو رکعت پوری کر کے سلام پڑھ لیگا۔

(۱۱۸۲) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی ایسے شخص سے جان کا خطرہ ہے جو اسکے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے تو آخر کی دو رکعتیں پڑھ کر تمام کرے گا اور اسے نافلہ قرار دے لیگا۔

(۱۱۸۳) اور روایت کی گئی کہ اگر وہ ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے تو اول کی دو رکعتوں کو نماز فریضہ اور آخر کی دو رکعتوں کو نماز

نافلہ قرار دے لیگا۔ اور اگر وہ عصر کی نماز پڑھ رہا ہے تو اول کی دو رکعتوں کو نافلہ اور آخری کی دو رکعتوں کو نماز فریضہ قرار دے لیگا۔

(۱۱۸۴) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر وہ ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے تو اول کی دو رکعتیں ظہر کی قرار دیگا اور آخری کی دو رکعتیں عصر کی قرار دے گا۔

اور ان تمام احادیث کے اندر باہم کوئی اختلاف نہیں نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے جس پر چاہے عمل کرے۔

(۱۱۸۵) عبداللہ بن مغیرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ منصور بن حازم (صحابی امام جعفر صادق علیہ السلام) کہا کرتے تھے کہ جب تم امام کے پاس آؤ اور وہ دو رکعت پڑھ کر بیٹھا ہوا ہو تو تم بھی تکبیر کہو اور بیٹھ جاؤ پھر جب تم کھڑے ہو تو تکبیر کہو۔

(۱۱۸۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کے ساتھ ہو تو تمہارے لئے اتنی ہی قراءت کافی ہے جیسے تم دل ہی دل میں کچھ کہہ رہے ہو۔

اور جو شخص کسی مخالف فرقے کے پیچھے نماز پڑھے اور وہ سورہ سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو یہ اپنے سر کے اشارے سے سجدہ کرے اور جب امام کہے "سمع اللہ لمن حمدہ" تو جو لوگ اسکے پیچھے ہیں وہ کہیں "الحمد للہ رب العالمین" اور اپنی آوازیں دھیمی رکھیں اور اگر وہ ان لوگوں (غیر فرقہ کے لوگوں) کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے تو کہے ربنالک الحمد۔

(۱۱۸۷) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک مجمع کے ساتھ نماز پڑھے اور صرف اپنی ذات کے لئے دعا کرے ان کے لئے نہ کرے تو اس نے ان لوگوں کے ساتھ خیانت کی۔

(۱۱۸۹) ابی بکر بن سمال سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیچھے نماز فجر پڑھی جب وہ اپنی قراءت سے دوسری رکعت میں فارغ ہوئے تو جسطرح وہ بالجہر قراءت کر رہے تھے اسطرح آپؑ نے کہا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (اے اللہ ہم لوگوں کی مغفرت کر ہم لوگوں پر رحم فرما ہم لوگوں کو عافیت دے اور ہم لوگوں کو عفو فرما دنیا اور آخرت میں، بیشک تو ہر شے پر قادر ہے)

(۱۱۹۰) اور حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ امام کے لئے مناسب ہے کہ وہ بیٹھا رہے جب تک کہ اسکے پیچھے والے اپنی نمازیں تمام نہ کرلیں۔ اور امام کے لئے مناسب ہے کہ جو لوگ اسکے پیچھے ہیں انہیں تشہد سنائے اور اسکے پیچھے والے اسکو کچھ نہ سنائیں یعنی شہادتین۔ اور امام ان لوگوں کو یہ بھی سنائے۔

السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین۔ (سلام ہو ہم پر اور اللہ کے مخلص عبادت گزاروں پر)۔

(۱۱۹۱) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ابن مسعود نے دو چیزوں سے لوگوں کی نمازیں خراب اور فاسد کردیں ایک یہ کہکر کہ تبارک اسمک و تعالی جدک۔ اور یہ وہ چیز ہے جسے جنوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے کہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسکی حکایت کی ہے اور دوسرے تشہد اول میں یہ کہکر کہ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اور تشہد ثانی میں شہادتین کے بعد اس طرح کہنے میں کوئی ہرج نہیں کیونکہ نماز پڑھنے والا جب آخری تشہد میں شہادتین کہہ لیتا ہے تو پھر نماز سے فارغ ہوجاتا ہے۔

(۱۱۹۲) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو کسی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے اور امام نے تشہد میں طول دیدیا اور اسکو پیشاب لگا یا اسکو ڈر ہے کہ اسکی کوئی شے فوت نہ ہوجائے یا اسکو کہیں درد کی تکلیف محسوس ہوئی تو وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ امام کو چھوڑ کر سلام پڑھے اور واپس چلا جائے۔

اور امام کے لئے لازم ہے وہ اپنے مصلی سے نہ اٹھے جبتک کہ وہ شخص اپنی نماز تمام نہ کرلے جو اسکے پیچھے ہے اور اگر وہ اٹھ جائے تو اس پر کوئی گناہ بھی نہیں ہے۔

اور میرے والد رحمۃ اللہ نے اپنے اس رسالہ میں جو مجھے بھیجا تھا لکھا ہے کہ تمہارے ریح یا کوئی ایسی چیز خارج ہوجائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا تمہیں یاد آئے کہ میں بے وضو ہوں تو نماز میں تم جہاں اور جس حالت میں بھی ہو سلام پڑھ لو اور کسی شخص کو آگے بڑھا دو کہ وہ لوگوں کو بقیہ نماز پڑھا دے اور تم وضو کرو اور اپنی نماز کا اعادہ کرو۔

(۱۱۹۳) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جو امام نماز کی امامت کر رہا ہے اگر وہ یہ بھول گیا کہ وہ جنب ہے یا اسکو کوئی حادثہ پیش آگیا یا اسکے نکسیر پھوٹ پڑی یا اسکے پیٹ میں مروڑ پیدا ہو گیا تو وہ کپڑا اپنی ناک پر رکھ لے اور کسی کو اپنی جگہ کھڑا کردے کہ وہ اسکی جگہ نماز پڑھائے اور خود اٹھے وضو کرے اور اپنی سابق نماز کو پورا کرے اور اگر وہ جنب ہے تو غسل کرلے اور اپنی مکمل نماز پڑھے۔

(۱۱۹۴) معاویہ بن میسرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اگر امام کو کوئی حادثہ پیش آگیا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی جگہ کسی ایسے شخص کو امامت کے لئے آگے لائے جو اقامت سے نماز میں شریک رہا ہو اگر وہ کسی ایسے شخص کو آگے کرے گا جو ایک رکعت بعد میں شریک ہوا ہے تو اس کے متعلق عبداللہ سنان نے ان جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب وہ ان لوگوں کے ساتھ نماز تمام کرلے تو دائیں بائیں ان لوگوں کو اشارہ کرے تاکہ وہ سلام پھیرلیں پھر یہ اپنی باقی نماز مکمل کرلے۔

(۱۱۹۵) جمیل بن درّاج نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے بھول کر بغیر وضو کئے ہوئے جماعت کی امامت شروع کی پھر پلٹا اور اس نے اپنی جگہ ایک ایسے شخص کو آگے کردیا جو نہیں جانتا کہ اس

امام نے جو پہلے تھا کتنی رکعت نماز پڑھائی؟ آپ نے فرمایا جو اسکے پیچھے ہیں وہ اسکو بتائیں گے۔

(۱۱۹۶) زرارہ نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو نماز جماعت میں شریک ہوا اور اس نے کسی نماز کی ابھی نیت نہیں کی اور اتفاق سے امام کو کوئی حادثہ ہو گیا اور اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے کر دیا اور اس نے لوگوں کو نماز پڑھا دی۔ کیا اسکی نماز کے ساتھ ان لوگوں کی نماز درست ہے جبکہ اس نے کوئی نیت بھی نہیں کی تھی؟ آپ نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی نماز کی جماعت میں شریک ہو اور وہ کسی نماز کی نیت نہ کرے اسکو لازم ہے کہ نیت کرے اور اگر وہ یہ نماز وہ پڑھ چکا ہے تو کسی اور نماز کی نیت کرے ورنہ ہرگز جماعت میں شریک نہ ہو اور گو کہ اس نے نماز کی نیت نہیں کی لیکن وہ لوگ جو اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے انکے لئے یہ نماز کافی ہے۔

(۱۱۹۷) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے امام جماعت کے متعلق دریافت کیا جس سے (عین حالت نماز میں) حدث صادر ہو گیا اور اپنی جگہ پہ بغیر کسی شخص کو آگے بڑھائے چلا گیا اب قوم (جماعت) کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا جماعت کی نماز بغیر امام کے نہیں ہو سکتی لہٰذا جماعت پر لازم ہے کہ اپنے میں سے کسی کو آگے بڑھائے تاکہ وہ انکی باقی نماز کو پورا کرائے اور انکی نماز پوری ہو۔

(۱۱۹۸) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے نماز جماعت کی امامت کی اور ابھی ایک ہی رکعت پڑھائی تھی کہ وہ فوت ہو گیا؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنے اندر سے کسی کو آگے بڑھائیں وہ اس رکعت کو شمار میں رکھے گا اور فوت شدہ امام کو لوگ جماعت کے پیچھے اٹھا کر رکھیں گے اور اٹھانے میں جس جس کے ہاتھ مس ہوئے ہیں وہ غسل مس میت کریں گے۔

اور اگر کوئی شخص حالت جنب میں یا بغیر وضو کے کسی جماعت کو نماز پڑھا دے تو اس پر اپنی نماز کا اعادہ لازم ہے مگر جماعت کے لوگوں پر نماز کا اعادہ لازم نہیں۔ اور اس پیشنماز پر یہ لازم نہیں کہ وہ ان سب کو اس سے باخبر کرے اگر اس پر باخبر کرنا لازم ہو تو وہ تو ہلاکت میں پڑ جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا، واقعاً وہ کر ہی کیا سکتا ہے اس لئے کہ وہ شخص جو جماعت میں شریک تھا وہ مثلاً خراسان روانہ ہو گیا وہ اس کو کیسے باخبر کر سکتا جسکو وہ جانتا بھی نہیں۔ آپؑ نے فرمایا یہی تو موضوع بحث ہے۔

(۱۱۹۹) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں اگر کوئی رکعت فوت ہو گئی ہے تو اب تم جس رکعت میں شریک ہو اسکو اپنی پہلی رکعت قرار دو۔ یہ نہ کرو کہ اس رکعت کو تم آخر میں پڑھو۔

اور اگر ایسا موقع ہو کہ امام کو (تشہد کے لئے) بیٹھنا ہے اور تم کو کھڑا ہونا واجب ہے تو تم نیم نشستہ رہو پوری طرح نہ بیٹھو۔

(۱۲۰۰) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نماز جماعت میں اس وقت شریک ہوا جب امام ایک رکعت پڑھا چکا تھا مگر جب امام نماز سے فارغ ہوا تو یہ بھی لوگوں کے ساتھ نکل گیا پھر اسے یاد آیا کہ اسکی ایک رکعت فوت ہو گئی؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ صرف ایک رکعت کا اعادہ کرے گا۔

(۱۲۰۱) اور زیاد بن مروان قندی کی کتاب میں مرقوم ہے کہ محمد بن ابی عمیر کی نادر روایات میں سے ایک بھی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جو ایک جماعت کو جب وہ لوگ خراسان سے نکل کر مکہ پہنچے نماز پڑھاتا رہا۔ ناگاہ (معلوم ہوا کہ) وہ یہودی یا نصرانی تھا۔ آپؑ نے فرمایا ان لوگوں پر نماز کا اعادہ لازم ہے۔

اور میں نے اپنے مشائخ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ ان لوگوں پر ان نمازوں کا اعادہ لازم نہیں ہے جو اس نے بلند آواز سے (بالجہر) پڑھائی ہیں ہاں ان نمازوں کا اعادہ لازم ہے جو اس نے بالجہر یعنی بلند آواز سے نہیں پڑھائیں اور مفصل حدیث مجمل کی تفسیر کرتی ہے۔

(۱۲۰۲) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جو عورتوں کی امامت کرتی ہے کہ اسکی آواز تکبیر اور سوروں کی قراءت میں کتنی بلند ہونی چاہیے آپؑ نے فرمایا اتنی بلند کہ وہ ان عورتوں تک اس کی آواز جاسکے۔

(۱۲۰۳) اور عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے ایک مرتبہ ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اور سجدے میں یا رکوع میں سبحان اللہ کہنا بھول جاتا ہے یا دونوں سجدوں کے درمیان کچھ کہنا بھول جاتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۱۲۰۴) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص سے پوچھا کہ وہ لوگ اس شخص کے متعلق کیا کہتے ہیں جسکی دو رکعتیں نماز جماعت میں فوت ہو گئیں ہیں؟ اس نے جواب دیا وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں رکعتوں میں سورہ حمد اور کوئی سورہ پڑھے گا۔ آپؑ نے فرمایا اسطرح تو وہ اول کو آخر اور آخر کو اول سے پلٹ دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وہ ہر رکعت میں سورہ الحمد پڑھے گا۔

(۱۲۰۵) اور عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا وہ افتتاح نماز کر کے بھول گیا نہ اس نے تکبیر کہی نہ اس نے تشہد پڑھا یہاں تک کہ سلام بھی پڑھ لیا گیا؟ آپ نے فرمایا اسکی نماز پوری ہو گئی اس پر کچھ نہیں۔ جبکہ وہ امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے بھولا ہے اور نہ اس پر دو سہو کے سجدے ہیں اس لئے کہ امام ان سب کی نماز کا ضامن ہے جو اس کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔

(۱۲۰۶) محمد بن سہیل نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام ان تمام لوگوں کے شک و وہم کو اٹھا دیتا ہے جو اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(۱۲۰۷) اور وہ حدیث جسکی روایت ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ جب ابو بصیر نے آپؑ سے پوچھا کہ کیا امام نماز کا ضامن ہوتا ہے تو آپؑ نے فرمایا نہیں امام ضامن نہیں ہے۔

اور عمار کی روایت اور حضرت امام رضا علیہ السلام کی روایت میں کوئی اختلاف نہیں اس لئے کہ وہ لوگ جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں اگر وہ تکبیر افتتاح کے سوا کوئی اور چیز بھول جائیں تو وہ انکی نماز کا ضامن ہے لیکن اگر ماموم عمداً کسی چیز کو ترک کردے تو وہ اسکا ضامن نہیں ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر امام کسی جماعت کو نماز پڑھا رہا ہے تو وہ انکی نماز کے تمام کرنے کا ضامن نہیں ہو سکتا اس لئے کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نماز تمام کرنے سے پہلے اسے کوئی حدث صادر ہو جاتا ہے یا اسے یاد آجاتا ہے کہ وہ طہارت سے نہیں ہے اور اسکی تصدیق

(۱۲۰۸) اس روایت سے جو جمیل بن درّاج سے اور انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے ان دونوں آئمہؑ میں سے کسی ایک سے کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو جماعت کو دو رکعت نماز پڑھا چکا تھا کہ اتنے میں اسے یاد آیا کہ وہ وضو سے نہیں ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جماعت خود اپنی نماز پورے کرے گی اس لئے کہ امام پر نماز پوری کرنے کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

اور حجتہائے خداوندی (آئمہ طاہرین) اس سے کہیں بالاتر ہیں کہ ان کی احادیث میں اختلاف ہو سوائے اس کے کہ جب صورت مسئلہ مختلف ہو جائے۔

(۱۲۰۹) ابو المغرا حمید بن مثنی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ حفص کلبی نے آپ سے کہا کہ میں امام کے پیچھے نماز پڑھا کرتا ہوں اور وہ بلند آواز سے قرات کرتا ہے (جب وہ آیہ رحمت پڑھتا ہے تو) میں دعا کرتا ہوں اور (جب وہ آیہ عذاب پڑھتا ہے تو) اللہ کی پناہ چاہتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں دعا کیا کرو۔

(۱۲۱۰) اور حسین بن عبداللہ ارجانی نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اپنی مسجد میں نماز پڑھے پھر ان لوگوں کی مسجدوں میں کسی مسجد میں پہنچے اور ان لوگوں کے ساتھ بھی نماز پڑھے تو ان لوگوں کی ساری نیکیوں کو لے جائے گا۔

(۱۲۱۱) اور عبداللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہر وہ بندہ جو وقت پر نماز پڑھے اور اس سے فارغ ہو کر ان لوگوں کے پاس جائے اور انکے ساتھ نماز پڑھے اور باوضو ہو تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے پچیس (۲۵) درجے لکھ دیتا ہے۔

(۱۲۱۲) نیز عبداللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میرے دروازے پر ایک مسجد ہے اس میں مخالفین و معاندین ہوتے ہیں وہ لوگ قبل غروب نماز پڑھتے ہیں اور میں عصر کی نماز پڑھتا ہوں پھر جا کر ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تمہارے حساب میں چوبیس (۲۴) نمازیں لکھ دی جائیں۔

(۱۲۱۳) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہو تو تمہارے اتنے گناہ معاف ہوتے ہیں جتنی تمہارے مخالفین کی تعداد ہے۔

(۱۲۱۴) حلبی نے ان جنابؑ سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب تم نے نماز پڑھ لی اور ابھی مسجد میں ہو اور نماز جماعت قائم ہو گئی تو اگر چاہو تو مسجد سے نکل جاؤ اور چاہو تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھو اور اسکو نافلہ قرار دے لو۔

(۱۲۱۵) اور اسحاق بن عمار نے ان جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نماز پڑھو اور اسے اپنی قضا نماز قرار دیدو۔

(۱۲۱۶) اور معاویہ بن شریح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص جلدی میں (مسجد) پہنچے اور امام رکوع میں ہو تو اسکو نماز اور رکوع میں شریک ہونے کیلئے صرف ایک تکبیر کہہ لینا کافی ہے۔

اور نووارد اس وقت جب امام سجدے میں ہو تو تکبیر کہے اور اسکے ساتھ سجدہ میں چلا جائے مگر اس رکعت کا شمار نہ ہوگا۔

اور جو شخص امام کو اس وقت پائے جب وہ آخری رکعت میں ہے تو اس نے جماعت کی فضیلت کو پالیا۔

اور جو شخص امام کو اس وقت پائے جب کہ اس نے آخری سجدے سے سر اٹھالیا ہے اور تشہد پڑھ رہا ہے تو اس نے جماعت کو پالیا مگر اس کیلئے صرف اذان و اقامت نہیں ہے۔

اور جس نے امام کو اس وقت پایا جب وہ سلام پڑھ رہا ہے تو اسکو اذان و اقامت دونوں کہنا ہے۔ اور ایک مسجد میں ایک نماز کیلئے دو جماعتیں جائز نہیں ہیں۔

(۱۲۱۷) چنانچہ محمد بن ابی عمیر نے ابی علی حرانی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے بیان کیا کہ ہم لوگوں نے مسجد میں فجر کی (باجماعت) نماز پڑھی پھر ہم میں سے کچھ لوگ تو چلے گئے اور کچھ لوگ تسبیح وغیرہ پڑھنے بیٹھ گئے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اس نے اذان کہنی چاہی ہم لوگوں نے اسے منع کیا اور اسکو اذان سے روکا۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں نے بہت اچھا کیا تم لوگ اسکو اس سے روکو اور سختی سے منع کرو میں نے عرض کیا اور اگر ایک جماعت آجائے تو؟ آپؑ نے فرمایا پھر وہ لوگ مسجد کے ایک کونے میں کھڑے ہونگے لیکن ان کا کوئی امام نہ ہوگا۔

اور جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو اور سلام پڑھنا بھول جائے تو اس کیلئے امام کا سلام پڑھنا کافی ہے۔ اور جس نے امام سے پہلے ہی بھول کر سلام پڑھ لیا تو اس کیلئے کوئی حرج نہیں۔

(۱۲۱۸) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس سے امام ایک رکعت پہلے تھا پھر امام کو وہم ہوا اور اس نے پانچ رکعت پڑھادی؟ آپ نے فرمایا وہ ایک رکعت کی قضا کرے گا اور امام کے وہم والی رکعت شمار نہیں کی جائے گی۔

باب نماز جمعہ کا واجب ہونا اسکی فضیلت اور کن لوگوں سے جمعہ ساقط ہے اور کیفیت نماز و خطبہ

(۴۱۹) حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے زرارہ بن اعین سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پینتیس (۳۵) نمازیں فرض کی ہیں ان سے ایک نماز اللہ تعالیٰ نے جماعت کے ساتھ فرض کی ہے اور وہ نماز جمعہ ہے اور اسے نو (۹) طرح کے لوگوں سے ساقط کر دیا ہے۔بچہ، بوڑھا، مجنوں، مسافر، غلام، عورت، مریض، اندھا اور جو شخص (جہاں نماز جمعہ ہو رہی ہے اس سے) دو فرسخ پر ہو۔اور اس میں قرات بالجہر (بلند آواز سے) ہے اور اس میں غسل واجب ہے اور اس میں امام کو دو قنوت پڑھنا ہے ایک قنوت پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسرا قنوت دوسری رکعت میں بعد رکوع اور جو اکیلے یہ نماز پڑھے اس کیلئے ایک قنوت پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے۔اور زرارہ سے یہ روایت کرنے میں حریز تنہا ہیں۔

اور یہ بات کہ جسکو میں استعمال کرتا ہوں اور اس پر فتویٰ دیتا ہوں اور اسی پر ہمارے مشائخ تھے یہ ہے کہ قنوت تمام نمازوں کے اندر جمعہ اور غیر جمعہ میں دوسری رکعت کے اندر قرات کے بعد قبل رکوع ہے۔

(۴۲۰) اور زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ جمعہ کتنے لوگوں پر واجب ہے تو آپ نے فرمایا جمعہ مسلمانوں میں سے سات افراد ہوں تو واجب ہے اور مسلمانوں میں پانچ سے کم پر جمعہ واجب نہیں ہے ان میں سے ایک امام ہے پس جب سات افراد جمع ہو جائیں تو ان میں سے ایک امامت کرے گا اور خطبہ دیگا بشرطیکہ انہیں کوئی خوف نہ ہو۔

(۴۲۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ دو رکعت جسکا اضافہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن کیلئے فرمایا ہے وہ مقیم (غیر مسافر) کیلئے ان دو خطبوں کی جگہ ہے جبکہ وہ امام کے ساتھ نماز جمعہ پڑھتا، پس جو شخص جمعہ کے دن بغیر جماعت کے نماز پڑھے تو وہ ظہر کی طرح چار رکعت پڑھے جس طرح تمام دنوں میں پڑھتا ہے۔

(۴۲۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کا وقت زوال آفتاب کی ساعت سے اور اسکا وقت سفر و حضر دونوں میں ایک ہے اور یہ بہت تنگ وقت ہے اور نماز عصر کا وقت جمعہ کے دن عصر کا ابتدائی وقت ہے جو تمام دنوں میں ہوتا ہے۔

(۴۲۳) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا اگر بارش میں کوئی شخص نماز جمعہ چھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۲۴) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر سات نفر مومنین کی

تعداد ہے تو نماز جمعہ واجب ہے اور اس سے کم تعداد پر واجب نہیں ہے۔امام اور قاضی اور دو مدعی اور مدعا علیہ اور دو گواہ اور ایک وہ جو امام کے سامنے حد جاری کرے۔

(۱۲۲۵) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز جمعہ کا اول وقت زوال آفتاب سے لیکر ایک ساعت تک ہے لہٰذا اسکی پابندی کرو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس وقت کے اندر بندہ اللہ تعالیٰ سے جس خیر کا بھی سوال کرے گا اللہ اسکو عطا کر دیگا۔

اور میرے والد علیہ الرحمہ نے جو رسالہ میرے پاس بھیجا اس میں تحریر فرمایا کہ اگر تم سے ممکن ہو تو جمعہ کے دن جب آفتاب طلوع ہو تو چھ رکعت نماز پڑھو۔اور جب روشنی ہر طرف پھیل جائے تو چھ رکعت اور نماز واجب سے پہلے دو رکعت اور بعد نماز واجب چھ رکعت پڑھو۔اور احمد بن محمد بن عیسیٰ کے نوادر میں ہے کہ اور عصر کے بعد دو رکعت۔

اور اگر تم اپنے تمام نوافل کو جمعہ کے دن قبل زوال یا نماز واجب کے بعد موخر کر لو تو وہ سولہ (۱۶) رکعتیں ہیں مقدم کرنے سے مؤخر کرنا افضل ہے اور جب جمعہ کے دن زوال آفتاب ہو جائے تو نماز واجب کے علاوہ کوئی اور نماز نہ پڑھو۔ اور شب جمعہ نماز عشاء میں سورہ جمعہ اور سورہ سبح اسم ربک الاعلی پڑھو اور صبح کی اور ظہر و عصر کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقین پڑھو اور اگر تم نماز ظہر کے اندر ان دونوں کو پڑھنا بھول گئے یا ان میں سے ایک پڑھنا بھول گئے اور تم نے ان دونوں کے علاوہ دوسرا سورہ پڑھنا شروع کر دیا پھر تمہیں یاد آگیا تو اگر تم نے ابھی وہ دوسرا سورہ آدھا نہیں پڑھا ہے تو سورہ جمعہ اور منافقین کی طرف واپس آجاؤ۔اور اگر آدھا پڑھ لیا ہے تو اسکو تمام کرو اور دو رکعت پڑھ کر سلام پڑھو اور اسے نافلہ قرار دیدو۔اور سورہ جمعہ اور سورہ منافقین کے ساتھ پھر سے نماز پڑھ لو۔

اور کوئی حرج نہیں اگر تم عشاء، صبح اور عصر کی نماز بغیر سورہ جمعہ اور سورہ منافقین کے پڑھو لیکن افضل یہ ہے کہ انکو سورہ جمعہ اور سورہ منافقین کے ساتھ پڑھو۔

اور اگر کسی کا ارادہ ہو کہ نماز میں فلاں سورہ پڑھے گا مگر وہ کوئی اور سورہ پڑھنے لگا تو وہ اسے چھوڑ کر اسی سورہ کی طرف پلٹ جائے۔سوائے سورہ قل ھو اللہ احد کے اس لئے کہ اس سورہ کو جب شروع کر دیا تو پھر اسکو چھوڑ کر دوسرا نہیں پڑھا جائیگا سوائے جمعہ کے دن نماز ظہر میں اس لئے کہ اس دن نماز ظہر میں اسے چھوڑ کو سورہ جمعہ اور منافقین کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔اور یوم جمعہ نماز ظہر میں سورہ جمعہ اور منافقین کو چھوڑ کر کوئی دوسرا پڑھنے کی جو رخصت کی روایت کی گئی ہے تو وہ مریض، مسافر یا جو شخص عجلت میں ہو اس کیلئے ہے۔

(۱۲۲۶) صفوان بن یحییٰ نے علی بن یقطین سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سفر کے اندر جمعہ کی دونوں رکعتوں میں کیا پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا ان دونوں میں قل ھو اللہ احد پڑھو۔

(۱۲۲۷) جعفر بن بشیر اور عبداللہ بن جبلہ نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ کو فرماتے ہوئے نماز جمعہ کے متعلق سنا کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم عجلت میں ہو تو کوئی حرج نہیں اگر تم سورہ جمعہ اور منافقین کے علاوہ کوئی دوسرا سورہ پڑھ لو۔

اور روز جمعہ کا غسل طلوع فجر سے لیکر زوال آفتاب تک ہے اور یہ سنت واجبہ ہے اسکو وضو سے شروع کرنا چاہیئے۔

(۱۲۲۸) اور حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام پنجشبہ ہی سے جمعہ کا اہتمام شروع کردیا کرتے تھے۔

(۱۲۲۹) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا نماز جمعہ کا وقت زوال آفتاب ہے اور سفر میں بھی نماز ظہر کا وقت زوال آفتاب ہے اور جمعہ کے دن عصر کا وقت حالت حضر میں وہ ہے جو نماز ظہر کا وقت جمعہ کے علاوہ دوسرے ایام میں ہوتا ہے۔

(۱۲۳۰) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب امام جمعہ کا خطبہ دے تو اس وقت کوئی بات نہیں کرنی چاہیئے اور خطبہ کی طرف التفات ہونی چاہیئے جیسے نماز میں۔ اور نماز جمعہ جو دو رکعت قرار دیدی گئی ہے وہ دو خطبوں کی وجہ سے اور ان دونوں کو آخر کی دو رکعتوں کے عوض قرار دیدیا گیا ہے چنانچہ یہ دونوں خطبے بھی نماز ہی ہیں جب تک کہ امام منبر سے نہ اترے۔

(۱۲۳۱) اور علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب امام جمعہ کے خطبہ سے فارغ ہوجائے تو اگر کوئی شخص کلام کرے تو کوئی حرج نہیں ان دونوں خطبوں اور نماز جمعہ کے درمیان خواہ وہ قراءت سن رہا ہو یا نہ سن رہا ہو یہ اس کیلئے کافی ہے۔

(۱۲۳۲) سماعہ نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ امام کے ساتھ جمعہ کی نماز دو رکعت ہے اور جو اکیلے پڑھے تو چار رکعت ہے۔

(۱۲۳۳) حمّاد بن عثمان نے عمران حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو جمعہ کی نماز چار رکعت پڑھ رہا ہے کیا وہ اس میں قراءت باآواز بلند کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور دوسری رکعت میں قنوت بھی۔

اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی رخصت ہے اور اجازت ہے مگر اصل یہ ہے کہ اسکو باآواز بلند اس وقت پڑھا جائے گا جب خطبہ ہو اور جب انسان اکیلے پڑھ رہا ہے تو وہ بالکل ایسی ہی ہے جیسی تمام دنوں میں نماز ظہر ہوتی اور اس میں خفی آواز سے قراءت ہوگی اور اسی طرح سفر میں جو شخص نماز جمعہ جماعت کے ساتھ بغیر خطبہ کے پڑھے تو وہ قراءت بلند آواز سے کرے گا اگرچہ اس کیلئے یہ نئی بات ہوگی اور اسی طرح اگر کوئی شخص سفر میں خطبہ کے ساتھ دو رکعت پڑھے تو اس میں قراءت بلند آواز سے کرے گا۔

(۱۲۳۴) فضل بن عبدالملک نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی نے نماز جمعہ کی ایک رکعت کو بھی پالیا تو اس نے نماز جمعہ کو پالیا۔ اور اگر اس سے وہ بھی فوت ہو گئی تو وہ چار رکعت پڑھے۔

(۱۲۳۵) حلبی نے ان جنابؑ سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے امام کو آخری رکعت کے رکوع سے پہلے پالیا تو اس نے نماز کو پالیا۔ اور اگر اس نے امام کو رکوع کے بعد پایا تو پھر وہ چار رکعت ہے بمنزلہ ظہر کے (جو تمام ایام میں ہوتی ہے)۔

(۱۲۳۶) عبدالرحمٰن بن حجاج نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے بروز جمعہ جماعت میں نماز پڑھی اور جب امام نے رکوع کیا تو لوگوں کے اژدحام نے اسکو دیوار یا ستون تک پہنچا دیا نتیجہ میں نہ وہ رکوع کر سکا اور نہ سجدہ کر سکا یہاں تک کہ لوگوں نے سجدہ سے اپنے سر اٹھالئے اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ رکوع کر کے اٹھے اور صف سے ملحق ہو جائے جبکہ ابھی لوگ حالت قیام میں ہیں یا وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ رکوع کرے اور سجدہ کرے پھر صف میں کھڑا ہو جائے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۲۳۷) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو نماز جمعہ میں شریک ہوا اور لوگوں کا بہت اژدحام تھا نتیجہ میں وہ امام کے ساتھ صرف تکبیر کہہ سکا اور رکوع کر سکا مگر سجدہ نہیں کر سکا کہ اتنے میں امام اٹھ کھڑا ہوا اور اب لوگ دوسری رکعت میں ہیں اور یہ ان لوگوں کے ساتھ کھڑا ہے کہ اتنے میں امام رکوع میں آگیا اور اب وہ اژدھام مردم کی وجہ سے دوسری رکعت میں رکوع تو نہیں کر سکا مگر سجدہ کرنے پر قادر ہو گیا تو اب وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا پہلی رکعت میں اسکی رکوع تک نماز درست ہو گئی صرف سجدہ رہ گیا۔ اب جب کہ اس نے دوسری رکعت میں سجدہ کیا تو اگر اس نے ان دونوں سجدوں کو اول کی نیت سے کیا ہے تو پہلی رکعت اسکی مکمل ہو گئی اور جب امام سلام پڑھ لے تو یہ اٹھے اور ایک رکعت پڑھے اور اس میں سجدہ کرے پھر تشہد پڑھے اور سلام پڑھے۔ اور اگر اس نے ان دو سجدوں کو پہلی رکعت کی نیت سے نہیں کیا ہے تو یہ نہ پہلی رکعت کے لئے کافی ہے اور نہ دوسری رکعت کیلئے کافی ہے اسکو چاہیئے کہ وہ دو سجدے پہلی رکعت کی نیت سے کرے اور اسکے بعد ایک رکعت پوری پڑھے اور اس میں سجدہ کرے۔

(۱۲۳۸) ربعی بن عبداللہ اور فضیل بن لیسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ سفر میں نہ نماز جمعہ ہے نہ نماز عید الفطر ہے اور نہ نماز عید الاضحیٰ ہے۔

(۱۲۳۹) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شب جمعہ کو شام سے لیکر صبح تک عرش کے اوپر منادی کراتا رہتا ہے کہ آگاہ رہو جو مومن اس شب طلوع فجر سے پہلے تک اپنی آخرت اور دنیا کیلئے دعا کرے گا میں اسے قبول کروں گا۔ آگاہ رہو جو مومن طلوع فجر سے پہلے تک میری بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا میں اسکی توبہ قبول کرونگا۔ آگاہ رہو کہ جو مومن تنگی رزق میں مبتلا ہے اگر وہ طلوع فجر سے پہلے تک مجھ سے زیادتی

رزق کیلئے دعا کرے گا تو میں اسکا رزق وسیع کردونگا۔ آگاہ رہو جو مومن بیمار ہے اگر وہ قبل طلوع فجر مجھ سے شفا کی درخواست کرے گا تو میں اسے شفا دیدونگا۔ آگاہ رہو کہ جو مومن محبوس و مغموم ہے اگر وہ مجھ سے قید سے رہائی کی التجا کرے گا تو میں اس کی رہائی کی راہ کھول دونگا۔ آگاہ رہو جس مومن پر ظلم ہوا ہے اگر وہ طلوع فجر سے پہلے اس ظلم کا بدلہ لینے کیلئے مجھ سے درخواست کرے تو میں اسکی مدد کرونگا اور اس کے ظلم کا بدلہ لوں گا۔

آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلسل طلوع فجر تک یہ منادی کراتا رہتا ہے۔

(۱۲۴۰) عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی رضی اللہ عنہ نے ابراہیم بن ابی محمد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا فرزند رسول آپؑ اس حدیث کے متعلق کیا فرماتے ہیں جسے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ہر شب جمعہ کو دنیاوی آسمان پر اترتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اللہ لعنت کرے ان تحریف کرنے والوں پر جو کلام کو اسکے موقع و محل سے ہٹا دیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ہرگز ارشاد نہیں فرمایا بلکہ آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں اور شب جمعہ کے ابتدائی حصہ میں ایک ملک کو دنیاوی آسمان پر نازل کرتا ہے اور اسے حکم دیتا ہے اور وہ اعلان کرتا ہے کیا کوئی سوال کرنے والا ہے جسے میں عطا کروں کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے جسکی توبہ میں قبول کروں۔ کیا کوئی طلب مغفرت کرنے والا ہے جسکی میں مغفرت کردوں۔ اور اے خیر کے طلب کرنے والے آگے آ اور اے شر کے طلب کرنے والے پیچھے ہٹ۔ اور وہ طلوع فجر تک مسلسل یہ ندا دیتا رہتا ہے اور جب فجر طلوع ہوجاتی ہے تو وہ اپنی جگہ ملکوت سماء میں واپس چلا جاتا ہے مجھ سے یہ حدیث بیان کی میرے پدربزرگوار نے اور انہوں نے اسکی روایت میرے جد نامدار سے کی اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے کی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔

(۱۲۴۱) اور ان جنابؑ سے یہ بھی روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آفتاب روز جمعہ سے افضل کسی دن بھی طلوع نہیں ہوا اور وہ دن کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنین علیہ السلام کو غدیر خم میں اپنا جانشین مقرر کیا وہ جمعہ کا دن تھا۔ اور امام قائم علیہ السلام کا ظہور بھی جمعہ ہی کے دن ہوگا۔ اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی جس میں اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو ایک جگہ جمع فرمائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ذلک یوم مجموع له الناس و ذلک یوم مشہود (یہ وہ دن ہوگا جس دن سارے جہان کے لوگ جمع کئے جائیں گے اور یہی وہ دن ہوگا کہ ہماری بارگاہ میں سب حاضر کئے جائیں گے) (سورہ ہود آیت نمبر ۱۰۳)۔

(۱۲۴۲) محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے اس قول کے متعلق دریافت کیا جو انہوں نے اپنے فرزندوں سے کہا کہ "سوف استغفرلکم ربی" میں اپنے رب سے تم لوگوں کیلئے مغفرت کیلئے دعا کروں گا۔ فرمایا اس دعا کو انہوں نے شب جمعہ کی سحر تک کیلئے مؤخر کیا تھا۔

(۱۲۴۳) اور ابو بصیر نے ان دونوں آئمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی بندہ مومن اپنی حاجت کیلئے اللہ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو جو اس نے مانگی ہے اس کی حاجت پوری کرنے کیلئے روز جمعہ تک کیلئے مؤخر کردیتا ہے تاکہ یوم جمعہ کی فضیلت خصوصی ظاہر ہوجائے۔

(۱۲۴۴) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا و شاہد و مشہود (اور گواہ کی اور جسکی گواہی دی جائے گی) (سورہ البروج آیت نمبر۳) کے متعلق روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا شاہد سے مراد یوم جمعہ ہے۔

(۱۲۴۵) اور معلّی بن خنیس نے ان ہی جناب سے یہ بھی روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں جس شخص کو روز جمعہ کی توفیق اللہ دے اسکو چاہیئے کہ سوائے عبادت کے اور کسی شے میں مشغول نہ ہو اس لئے کہ اس میں بندوں کی مغفرت کی جاتی ہے اور ان پر رحمت نازل کی جاتی ہے۔

(۱۲۴۶) اور اصبغ بن نباتہ نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ شب جمعہ ایک روشن شب اور اس کا دن ایک روشن دن ہے جو شخص شب جمعہ میں مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے فشار قبر سے براءت لکھ دیتا ہے اور جو شخص جمعہ کے دن مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جہنم سے براءت کا پروانہ لکھ دیتا ہے۔

(۱۲۴۷) ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ وہ کچھ کار خیر مثلاً صدقہ و صوم وغیرہ کی طرح کی کوئی چیز کرنا چاہتا ہے۔آپ نے فرمایا مستحب ہے کہ اس طرح کار خیر جمعہ کو کرے اس لئے کہ یوم جمعہ میں عمل دوگنا ہوجاتا ہے۔

(۱۲۴۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے اہل وعیال کیلئے جمعہ کے دن کچھ پھل اور کچھ گوشت وغیرہ خرید کر لے جایا کرو کہ وہ جمعہ کے آنے سے خوش ہوجائیں۔

(۱۲۴۹) اور ابراہیم بن ابی البلاد کی روایت میں ہے جو انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن شعر پڑھے گا اس کا مزا وہ اسی دن چکھے گا (اور اسکو سزا مل جائیگی)۔

(۱۲۵۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ کسی شیخ و بزرگ کو دیکھو کہ وہ جمعہ کے دن ایام جاہلیت کی باتیں کررہا ہے تو اسکا سر توڑ دو خواہ پتھر سے کیوں نہ ہو۔

(۱۲۵۱) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص شب جمعہ بعد مغرب کے نافلہ کے آخری سجدے میں یہ کہے اور اگر ہر شب کو یہ کہے تو افضل ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ وَاِسْمِکَ الْعَظِیْمِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذَنْبِیَ الْعَظِیْمَ (اے اللہ میں تجھے تیرے وجہ کریم اور تیرے اسم عظیم کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ تو محمدؐ اور انکی آل پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میرے عظیم گناہوں کو بخش دے) یہ سات مرتبہ کہے۔تو جوں ہی وہ سلام پھیرے گا اللہ اسکی مغفرت کردیگا۔

نیز فرمایا کہ پنجشنبہ کی شام اور جمعہ کی شب کو ملائیکہ آسمان سے اپنے ساتھ سونے کے قلم اور چاندی کی تختیاں لئے ہوئے نازل ہوتے ہیں اور وہ پنجشنبہ کی شام جمعہ کی شب اور جمعہ کے دن غروب آفتاب تک سوائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے اور کچھ لکھتے ہی نہیں۔

(۱۲۵۲) اور جمعہ کے دن صبح کو اپنی ضروریات کے لئے دوڑ دھوپ مکروہ ہے اور یہ نماز جمعہ کی وجہ سے مکروہ ہے اور نماز کے بعد جائز ہے اس میں برکت ہوتی ہے۔ یہ حدیث حضرت ابوالحسن علی ابن محمد علیہما السلام سے سرّی کے جواب میں وارد ہوئی ہے۔

(۱۲۵۳) ابو ایوب خزاز نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض و ابتغوا من فضل اللّٰہ (سورہ جمعہ) تو آپ نے فرمایا نماز جمعہ کے دن کیلئے ہے اور زمین پر پھیلنا سنیچر کے دن کیلئے ہے۔

(۱۲۵۴) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سنیچر بنی ہاشم اور اتوار بنی امیہ کیلئے ہے لہذا اتوار کو کسی کام کے اختیار کرنے سے پرہیز کرو۔

(۱۲۵۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ پروردگار میری اُمت کے لئے سنیچر کی اور پنجشنبہ کی صبح کو مبارک قرار دے۔

(۱۲۵۶) حضرت امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ خوشبو لگانا کسی دن بھی نہ چھوڑیں اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایک دن بعد ایک دن اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو جمعہ کو تو چھوڑنا ہی نہیں چاہیئے۔

(۱۲۵۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کسی جمعہ کے دن خوشبو نہ ملتی تھی تو آپ وہ کپڑا منگواتے جو زعفران سے رنگا ہوا اس پر پانی چھڑکتے پھر اسکو اپنے ہاتھ سے مس کرتے اور اپنے چہرے پر ملتے۔

اور مستحب ہے کہ آدمی جمعہ کے دن عمامہ باندھے اور اگر اچھا اور صاف ستھرا لباس پہنے اور خوشبو لگائے تو بہترین خوشبو لگائے۔

(۱۲۵۸) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب دو (۲) قریوں (گاؤں) کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہو تو کوئی حرج نہیں اگر یہاں بھی جمعہ کی نماز ہو اور وہاں بھی جمعہ کی نماز ہو اور دو جماعتوں کے درمیان تین میل سے کم فاصلہ نہ ہونا چاہیئے۔

(۱۲۵۹) نیز آنجناب نے فرمایا کہ ملائیکہ مقربین ہر جمعہ کے دن اپنے ساتھ چاندی کے صفحات اور سونے کے قلم لیکر آتے ہیں اور تمام مساجد کے دروازوں پر نور کی کرسی لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور لکھتے رہتے ہیں کہ جمعہ کی نماز میں پہلا کون آیا دوسرا کون آیا یہاں تک کہ امام نماز پڑھا کر نکل جائے اور جب امام نکل جاتا ہے تو یہ بھی صحیفہ کو لپیٹ لیتے ہیں۔

(۱۲۶۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز جمعہ میں ایمان کے ساتھ اور اپنے عمل کا احتساب کرتا ہوا آئے (تو اس کے سارے گناہ محو کردیئے جاتے ہیں اور) اسکا عمل از سرنو شروع ہوتا ہے۔

(۱۲۶۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص پنجشنبہ کو دوا نہ پیئے تو عرض کیا گیا یا امیرالمومنین یہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا تاکہ نماز جمعہ میں آنے کیلئے وہ کمزور نہ ہو جائے۔

(۱۲۶۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر واعظ اپنے وعظ سننے والوں کیلئے قبلہ بنتا ہے اور وعظ سننے والے واعظ کیلئے قبلہ بنتے ہیں۔ یعنی نماز جمعہ و نماز عیدین اور نماز استسقاء میں۔

(۱۲۶۳) امیرالمومنین علیہ السلام نماز جمعہ کیلئے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَلِيِّ الْحَمِيْدِ الْحَكِيْمِ الْمَجِيْدِ، اَلْفَعَّالِ لِمَا يُرِيْدُ عَلَّامِ الْغُيُوْبِ، وَخَالِقِ الْخَلْقِ، وَمُنْزِلِ الْقَطْرِ وَمُدَبِّرِ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَوَارِثِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، اَلَّذِيْ عَظُمَ شَأْنُهُ فَلَا شَيْءَ مِثْلُهُ، تَوَاضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِعَظَمَتِهِ، وَذَلَّ كُلُّ شَيْءٍ لِعِزَّتِهِ، وَاسْتَسْلَمَ كُلُّ شَيْءٍ لِقُدْرَتِهِ، وَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ قَرَارَهُ لِهَيْبَتِهِ، وَخَضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِمُلْكَتِهِ وَرُبُوْبِيَّتِهِ، اَلَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَأَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ إِلَّا بِأَمْرِهِ، وَأَنْ يَحْدُثَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْءٌ إِلَّا بِعِلْمِهِ، نَحْمَدُهُ عَلَى مَا كَانَ، وَنَسْتَعِيْنُهُ مِنْ أَمْرِنَا عَلَى مَا يَكُوْنُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَسْتَهْدِيْهِ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، مَلِكُ الْمُلُوْكِ، وَسَيِّدُ السَّادَاتِ، وَجَبَّارُ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتِ الْقَهَّارُ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ، ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، دَيَّانُ يَوْمِ الدِّيْنِ، رَبُّ آبَائِنَا الْأَوَّلِيْنَ۔

وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ دَاعِيًا إِلَى الْحَقِّ، وَشَاهِدًا عَلَى الْخَلْقِ، فَبَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهِ كَمَا أَمَرَهُ، لَا مُتَعَدِّيًا وَلَا مُقَصِّرًا، وَجَاهَدَ فِي اللّٰهِ أَعْدَاءَهُ، لَا وَانِيًا وَلَا نَاكِلًا، وَنَصَحَ لَهُ فِيْ عِبَادِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، فَقَبَضَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَقَدْ رَضِيَ عَمَلَهُ وَتَقَبَّلَ سَعْيَهُ، وَغَفَرَ ذَنْبَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

أُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَاغْتِنَامِ مَا اسْتَطَعْتُمْ عَمَلًا بِهِ مِنْ طَاعَتِهِ فِيْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ وَبِالرَّفْضِ لِهٰذِهِ الدُّنْيَا التَّارِكَةِ لَكُمْ وَإِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا تُحِبُّوْنَ تَرْكَهَا وَالْمُبْلِيَةِ لَكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ تَجْدِيْدَهَا، فَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُهَا كَرَكْبٍ سَلَكُوْا سَبِيْلًا فَكَأَنْ قَدْ قَطَعُوْهُ، وَأَفْضَوْا إِلَى عَلَمٍ فَكَأَنْ قَدْ بَلَغُوْهُ وَكَمْ عَسَى الْمُجْرِيْ إِلَى الْغَايَةِ أَنْ يَجْرِيَ إِلَيْهَا حَتَّى يَبْلُغَهَا وَكَمْ عَسَى أَنْ يَكُوْنَ بَقَاءُ مَنْ لَهُ يَوْمٌ لَا يَعْدُوْهُ، وَطَالِبٌ حَثِيْثٌ فِي الدُّنْيَا يَحْدُوْهُ حَتَّى يُفَارِقَهَا فَلَا تَتَنَافَسُوْا فِيْ عِزِّ الدُّنْيَا وَفَخْرِهَا وَلَا تَعْجَبُوْا بِزِيْنَتِهَا وَنَعِيْمِهَا، وَلَا تَجْزَعُوْا مِنْ ضَرَّائِهَا وَبُؤْسِهَا فَإِنَّ عِزَّ الدُّنْيَا وَفَخْرَهَا إِلَى انْقِطَاعٍ، وَإِنَّ زِيْنَتَهَا وَنَعِيْمَهَا إِلَى زَوَالٍ، وَإِنَّ ضَرَّهَا وَبُؤْسَهَا إِلَى نَفَادٍ، وَكُلُّ مُدَّةٍ مِنْهَا إِلَى مُنْتَهَى، وَكُلُّ حَيٍّ مِنْهَا إِلَى فَنَاءٍ وَبَلَاءٍ، أَوَلَيْسَ لَكُمْ فِيْ آثَارِ الْأَوَّلِيْنَ وَفِيْ آبَائِكُمُ الْمَاضِيْنَ مُعْتَبَرٌ وَتَبْصِرَةٌ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ، أَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْمَاضِيْنَ مِنْكُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ، وَإِلَى الْخَلَفِ الْبَاقِيْنَ مِنْكُمْ

لَا يُفِيقُونَ ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا ، أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ، وَقَالَ : كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ، أَوَلَسْتُمْ تَرَوْنَ إِلٰى أَهْلِ الدُّنْيَا وَهُمْ يُصْبِحُوْنَ وَيُمْسُوْنَ عَلٰى أَحْوَالٍ شَتّٰى ، فَمَيِّتٌ يُبْكٰى وَآخَرُ يُعَزّٰى ، وَصَرِيْعٌ يَتَلَوّٰى وَعَائِدٌ وَمَعُوْدٌ وَآخَرُ بِنَفْسِهِ يَجُوْدُ ، وَطَالِبُ الدُّنْيَا وَالْمَوْتُ يَطْلُبُهُ ، وَغَافِلٌ وَلَيْسَ بِمَغْفُوْلٍ عَنْهُ وَعَلٰى أَثَرِ الْمَاضِيْنَ يَمْضِي الْبَاقِيْنَ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْأَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، اَلَّذِي يَبْقٰى وَيَفْنٰى مَاسِوَاهُ ، وَإِلَيْهِ يَؤُوْلُ الْخَلْقُ وَيَرْجِعُ الْأَمْرُ۔

أَلَا إِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ عِيْدًا وَهُوَ سَيِّدُ أَيَّامِكُمْ وَأَفْضَلُ أَعْيَادِكُمْ وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ بِالسَّعْيِ فِيْهِ إِلٰى ذِكْرِهِ ، فَلْتَعْظُمْ رَغْبَتُكُمْ فِيْهِ ، وَلْتَخْلُصْ نِيَّتُكُمْ فِيْهِ ، وَأَكْثِرُوْا فِيْهِ التَّضَرُّعَ وَالدُّعَاءَ وَمَسْأَلَةَ الرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَسْتَجِيْبُ لِكُلِّ مَنْ دَعَاهُ ، وَيُوْرِدُ النَّارَ مَنْ عَصَاهُ وَكُلَّ مُسْتَكْبِرٍ عَنْ عِبَادَتِهِ ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ، اُدْعُوْنِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ، وَفِيْهِ سَاعَةٌ مُبَارَكَةٌ لَا يَسْأَلُ اللّٰهَ عَبْدٌ مُؤْمِنٌ فِيْهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ ، وَالْجُمُعَةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَلَى الصَّبِيِّ وَالْمَرِيْضِ وَالْمَجْنُوْنِ وَالشَّيْخِ الْكَبِيْرِ وَالْأَعْمٰى وَالْمُسَافِرِ وَالْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ ، وَمَنْ كَانَ عَلٰى رَأْسِ فَرْسَخَيْنِ ، غَفَرَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ سَالِفَ ذُنُوْبِنَا فِيْمَا خَلَا مِنْ أَعْمَارِنَا ، وَعَصَمَنَا وَإِيَّاكُمْ مِنِ اقْتِرَافِ الْآثَامِ بَقِيَّةَ أَيَّامِ دَهْرِنَا ، إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ وَأَبْلَغَ الْمَوْعِظَةِ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

خطبہ جمعہ کا ترجمہ :

حمد اس اللہ کی جو حاکم و سرپرست و لائق حمد صاحب حکمت و صاحب بزرگی ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔ غیب کا جاننے والا ہے مخلوق کو خلق کرنے والا ہے ۔ پانی کے قطرات برسانے والا ہے ۔ دنیا و آخرت کے تمام امور کو درست کرنے والا ہے ۔ آسمان اور زمینوں کا مالک و وارث ہے ۔ اس کی شان ایسی عظیم ہے کہ جسکے مثل کوئی شے نہیں ۔ اس کی عظمت کے سامنے ہر شے پست اور اسکی عزت کے سامنے ہر شے ذلیل ہے اسکی قدرت کے سامنے ہر شے سر تسلیم خم کئے ہوئے اسکی ہیبت کے سامنے ہر شے دم بخود ، اور ربوبیت کے سامنے ہر شے سرنگوں ہے ۔ یہ وہ ذات ہے جو آسمان کو سنبھالے ہوئے ہے کہ وہ بغیر اسکے اذن کے زمین پر نہ گرے گا اور بغیر اسکے حکم کے قیامت قائم نہ ہوگی بغیر اسکے علم کے آسمانوں اور زمینوں میں کوئی شے پیدا نہ ہوگی ۔ جو کچھ ہو چکا ہم اس پر اس کا شکر کرتے ہیں اور جو کچھ آئندہ ہوگا ہم اس میں اسکی مدد چاہتے ہیں ہم اس سے طلب مغفرت کرتے اور اُس سے ہدایت کے طلبگار ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اکیلے اللہ کے

اسکا کوئی شریک نہیں ۔وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے ۔ سرداروں کا سردار ہے وہ تمام آسمانوں اور زمینوں پر تسلط رکھتا ہے سب پر غالب ہے سب سے بڑا اور سب سے بلند ہے وہ صاحب شکوہ اور بزرگی ہے ۔ قیامت کے دن کا حاکم ہے اور ہمارے اگلے آباؤاجداد کا رب ہے۔

اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں اس نے ان کو حق کے ساتھ حق کی طرف دعوت دینے والا اور مخلوق پر شاہد بنا کر بھیجا چنانچہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات کو جیسا اس نے حکم دیا تھا پہنچا دیا نہ زیادتی کی نہ کمی اور اللہ کی راہ میں اسکے دشمنوں سے جہاد کیا جس میں نہ کوئی کمزوری دکھائی نہ سستی اور صبر واحتساب کے ساتھ اللہ کے بندوں میں اللہ کیلئے نصیحتیں فرماتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے انکی روح قبض فرمائی اس حال میں کہ اللہ ان کے عمل سے راضی رہا ان کی کوشش کو قبول کیا اور ان کی مغفرت فرمائی ۔

اے اللہ کے بندوں میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اِن گزرتے ہوئے ایام کے اندر اللہ کی اطاعت میں جو بھی عمل حسب استطاعت تم سے ہوسکے اسکو غنیمت سمجھو۔اور اس دنیا کو ترک کردو اس لئے کہ اگر تم اس کو ترک نہ کرنا چاہو گے تو وہ خود تم کو ترک کردیگی ۔اور اگر تم اسکو جدید اور نئی بنانا چاہو گے تو وہ تمہیں پرانا اور بوڑھا بنا دے گی ۔ تم لوگوں کی اور اسکی مثال ان سواروں جیسی ہے کہ وہ راستے پر چلے اور تقریباً انہوں نے راستہ طے کرلیا ۔اور ایک نشان کی طرف بڑھے اور تقریباً وہ وہاں تک پہنچ گئے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شے منزل کی طرف روانہ کردی جاتی ہے اور وہ چلتے چلتے اپنی منزل تک پہنچ جاتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی کا ایک دن باقی ہے اور وہ اس سے آگے نہیں بڑھتا اور سب سے حریص طالب دنیا جدوجہد میں مصروف رہتے ہیں بالآخر دنیا کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ۔ لہذا تم لوگ دنیاوی عزت ووقار کے حصول میں ایک دوسرے کا مقابلہ نہ کرو اور دنیا کی زینتوں اور نعمتوں کو دیکھ کر مبہوت نہ ہوجاؤ۔اور اسکی شدت اور سختیوں کو دیکھ کر واویلا نہ کرو۔اس لئے کہ یہ دنیاوی عزت و وقار ختم ہونے پر ہے اور اسکی زینتیں اور نعمتیں مائل بہ زوال ہیں اور اس کی شدت اور سختیاں ختم ہوجائینگی ۔ان میں سے ہر ایک کی مدت اپنی انتہاء کو پہنچ گی ۔اس میں ہر زندہ فنا اور بلاء کی طرف مائل ہے ۔اگر تم عقل رکھتے ہو تو کیا تم لوگوں کے لئے اپنے اسلاف کے آثار اور اپنے گذشتہ آباء واجداد کی زندگیاں تمہاری عبرت اور نگاہ رکھنے کے قابل نہیں ہیں ۔کیا تم نہیں دیکھتے جو لوگ گزر گئے وہ واپس نہیں آئے اور جو تم میں سے باقی بچے ہیں وہ ٹھہرنے والے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حرام علی قریۃ اھلکنا انھم لایرجعون (اور جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کردیا ہے ان پر قیامت کے دن ہمارے پاس لوٹ کر نہ آنا حرام ہے) (سورہ انبیاء آیت نمبر ۹۵)

نیز ارشاد باری تعالیٰ کل نفس ذائقۃ الموت و انما توفون اجورکم یوم القیامۃ فمن زحزح عن النار و ادخل الجنۃ فقد فاز وماالحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور (ہر ذی نفس کیلئے موت کا مزہ ہے اور تم لوگ بھرپور اپنا اجر وثواب پاؤ

گے پس جو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردیا جائے گا وہی کامیاب ہوگا اور دنیاوی زندگی تو ایک دھوکے کی چیز ہے) (آل عمران ۱۸۵)

کیا تم لوگ اہل دنیا کو نہیں دیکھتے کہ وہ صبح و شام مختلف احوال میں بسر کرتے ہیں ۔ کسی میت پر رویا جارہا ہے ، کسی کو تعزیت ادا کی جارہی ہے ، کوئی زمین پر گر کر تڑپ رہا ہے ، کوئی بیمار پرسی کررہا ہے ، کسی کی بیمار پرسی کی جارہی ہے ، کوئی جانکنی کے عالم میں ہے ، کوئی دنیا کی طلب میں ہے اور موت اسکی طلب میں ہے ، کوئی غفلت میں مبتلا ہے مگر اس سے غفلت نہیں برتی جارہی ہے ۔ اور یہ باقی رہنے والے لوگ بھی گزرے ہوئے لوگوں کے نقش قدم پر جارہے ہیں ۔ اور حمد ہے اس کی جو تمام عالمین کا پروردگار ہے جو سات آسمانوں ، سات زمینوں کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے وہ ذات وہ ہے جو اپنے سوا سب کو باقی رکھتا اور فنا کرتا ہے اور اسی کی طرف ساری مخلوق پلٹتی ہے اسی کی طرف تمام کی بازگشت ہے ۔

واضح ہو کہ یہ دن وہ دن ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کیلئے عید قرار دیا ہے یہ تمہارے دنوں کا سردار ہے تمہاری تمام عیدوں سے افضل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ اس دن اس کے ذکر کیلئے سعی کرو لہذا اس دن بڑی رغبت اور خلوص نیت سے کام لو اللہ کی بارگاہ میں خوب گڑگڑاؤ دعائیں مانگو رحمت و مغفرت کیلئے درخواست کرو ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کی دعا کو قبول فرمائے گا اور جو اسکی نافرمانی کرے گا اور اس کی عبادت سے انکار کرے گا اسکو جہنم میں داخل کردیگا ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ادعونی استجب لکم ان الذین یتکبرون عن عبادتی سید خلون جہنم داخرین (تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کرونگا اور جو لوگ ہماری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلیل و خوار جہنم میں داخل ہونگے) (سورہ مومن آیت نمبر ۶۰) اور اس دن میں ایک ایسی ساعت مبارک ہے کہ بندہ مومن اس میں اللہ سے جو مانگے گا اللہ تعالیٰ اسکو عطا کردیگا ۔ اور نماز جمعہ ہر مومن پر واجب ہے سوائے بچے ، مریض ، مجنوں ، بہت بوڑھے ، نابینا ، مسافر ، عورت ، عبد مملوک کے اور اس شخص کے جو دو (۲) فرسخ دوری پر ہو ۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے اور تم لوگوں کے پچھلے گناہوں کو جو ہماری گزری عمر میں سرزد ہوئے ہیں معاف کرے اور ہمیں اور تم لوگوں کو اپنی آئندہ زندگی میں گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رکھے ۔ اور بہترین کلام اور بلیغ ترین وعظ اللہ کی کتاب ہے ۔ میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی شیطان رجیم سے بیشک اللہ تعالیٰ ہی فتاح و علیم ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر بعد سورہ الحمد کے قل ھو اللہ احد یا قل یاایھا الکافرون یا اذا زلزلت الارض زلزالھا یا الھکم التکاثر یا سورہ العصر پڑھا جائے اور وہ سورہ جو ہمیشہ پڑھا جاتا ہے وہ سورہ قل ھو اللہ احد ہے ۔ اس (خطبے) کے بعد بیٹھ جائے اور پھر کھڑا ہو اور کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ ، وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ، وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَمَغْفِرَتُہٗ وَرِضْوَانُہٗ ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَنَبِیِّکَ صَلَاۃً نَامِیَۃً ذَاکِیَۃً ، تَرْفَعُ بِھَا دَرَجَتَہٗ ، وَتُبَیِّنُ بِھَا فَضْلَہٗ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ

مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اَللَّهُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَيَجْحَدُونَ آيَاتِكَ، وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ، اَللَّهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ، وَأَلْقِ الرُّعْبَ فِي قُلُوبِهِمْ، وَأَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَنِقْمَتَكَ وَبَأْسَكَ الَّذِي لَاتَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ، اَللَّهُمَّ انْصُرْ جُيُوشَ الْمُسْلِمِينَ وَسَرَايَاهُمْ وَمُرَابِطِيهِمْ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، اَللَّهُمَّ اجْعَلِ التَّقْوَى زَادَهُمْ، وَالْإِيمَانَ وَالْحِكْمَةَ فِي قُلُوبِهِمْ، وَأَوْزِعْهُمْ أَنْ يَشْكُرُوا نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، وَأَنْ يُوفُوا بِعَهْدِكَ الَّذِي عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ إِلَهَ الْحَقِّ وَخَالِقَ الْخَلْقِ اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَلِمَنْ هُوَ لَاحِقٌ بِهِمْ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْهُمْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ، اُذْكُرُوا اللَّهَ يَذْكُرْكُمْ فَإِنَّهُ ذَاكِرٌ لِمَنْ ذَكَرَهُ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ رَحْمَتِهِ وَفَضْلِهِ فَإِنَّهُ لَايُخَيِّبُ عَلَيْهِ دَاعٍ دَعَاهُ - رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ -

ہر طرح کی حمد اللہ کیلئے ہے ہم لوگ اسکی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اس پر توکل کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسی اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں اور ان پر اور ان کی آل پر اللہ تعالیٰ کا درود وسلام ہو اور اسکی مغفرت اور اسکی رضا ہو ۔ پروردگار اپنی رحمتیں نازل کر اپنے بندے اور اپنے رسول اور اپنے نبی پر ایسی رحمتیں جو روز افزوں اور پاک وصاف ہوں جس سے تو انکے درجہ کو بلند کرے اور انکے فضل وشرف کو ظاہر کرے ۔ اور رحمت نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر اور برکت عطا فرما محمدؐ وآل محمدؐ کو جیسا کہ تونے رحمت نازل کی برکت عطا فرمائی اور رحم فرمایا ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر بیشک تو لائق حمد اور صاحب بزرگی ہے ۔

پروردگار تو ان اہل کتاب کافروں کو عذاب میں مبتلا کر جو تیری راہ پر چلنے سے لوگوں کو روکے ہوئے ہیں اور تیری آیتوں سے انکار کرتے ہیں تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں پروردگار ان میں آپس میں پھوٹ ڈال دے ان کے دلوں میں رعب بٹھادے اور ان پر اپنا عذاب اپنی سزا اور اپنی طرف سے وہ جنگ مسلط کر جسکو یہ مجرم قوم روند کر سکے ۔

پروردگار تمام مومنین ومومنات و مسلمین و مسلمات کے گناہوں کو عفو فرما ۔ پروردگار تقویٰ کو انکی زاد راہ بنادے ۔ ایمان وحکمت انکے دلوں میں ڈال دے اور انہیں اسکی توفیق دے کہ وہ شکر ادا کریں تیری ان نعمتوں کا جو تونے ان پر نازل کی ہیں اور وہ اس عہد کو پورا کریں جو تونے ان سے لیا ہے اے الہ حق اور خالق خلق ۔

پروردگار وہ مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات جو وفات پاچکے ہیں انکی مغفرت فرما نیز ان لوگوں کی بھی جو ان کے بعد ان سے ملحق ہونگے تو صاحب عزت وحکمت ہے ۔

ان اللہ یا مربالعدل و الاحسان و ایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء و المنکر و البغی یعظکم لعلکم تذکرون (اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ انصاف اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے اور قرابتداروں کو کچھ نہ کچھ دینے کا حکم دیتا ہے اور بدکاری و ناشائستہ حرکتوں اور سرکشی کرنے سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو) (سورہ النحل آیت نمبر ۹۰)

تم لوگ اللہ کو یاد کرو اللہ تم لوگوں کو یاد کرے گا اس لئے کہ وہ اپنے یاد کرنے والوں کو یاد رکھتا ہے اور اللہ سے اسکی رحمت اور فضل و کرم کا سوال کرو۔ اس لئے کہ جو بھی دعا کرنے والا اس سے دعا کرتا ہے وہ اسکو مایوس نہیں کرتا ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (اے ہمارے پالنے والے ہمیں دنیا میں نصیحت دے اور آخرت میں ثواب دے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا) (سورہ البقرہ ۲۰۱)

(۱۲۶۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے جمعہ کے دن خطبہ کو نماز پر مقدم کردیا وہ عثمان تھے اس لئے کہ جب وہ نماز پڑھا لیتے تھے تو لوگ ان کا خطبہ سننے کیلئے ٹھہرتے نہ تھے منتشر ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ان کا وعظ سن کر کیا کریں گے وہ خود تو اس پر عمل کرتے نہیں اور انہوں نے دین میں کیا کیا بدعتیں ایجاد کردیں۔ چنانچہ جب انہوں نے یہ دیکھا تو دونوں خطبوں کو نماز پر مقدم کردیا۔

اور میں نے اپنے شیخ (استاد) محمد بن حسن بن ولید سے دریافت کیا کہ عامۃ المسلمین نماز جمعہ کے بعد جو تہلیل و تکبیر کیا کرتے تھے وہ کیا تھا؟ تو آپ نے کہا کہ روایت کی گئی ہے کہ بنی امیہ نماز جمعہ کے بعد تین مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام پر لعنت کیا کرتے تھے۔ مگر جب عمر بن عبدالعزیز والی ہوا تو اس نے لوگوں کو اس امر سے منع کردیا اور کہا کہ نماز کے بعد تہلیل و تکبیر (لاالہ الا اللہ و اللہ اکبر) کہنا افضل ہے۔

باب وہ نماز جو ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے

(۱۲۶۴) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ چار نمازیں ہیں جنکو انسان ہر وقت پڑھ سکتا ہے۔ وہ نماز جو تم سے فوت ہو گئی ہے وہ جب بھی تمہیں یاد آئے اس وقت ادا کرو، دو رکعت نماز فریضہ طواف، نماز کسوف، نماز میت۔ یہ نمازیں انسان ہر وقت جب بھی موقع ملے پڑھ سکتا ہے۔

نوٹ:۔ اصل کتاب میں اوپر کی دونوں حدیثوں کا شمار ایک ہی ہے۔

باب سفر میں نماز

(۱۲۶۵) زرارہ سے اور محمد بن مسلم سے روایت کی گئی ان دونوں نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہم دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ سفر کے اندر نماز کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے وہ کیسے ہوگی اور کتنی ہوگی ؟آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ (اور جب تم سفر پر جاؤ تو تمہارے لئے کوئی حرج نہیں اگر نماز میں قصر کرو) (سورہ نساء آیت نمبر ۱۰۱) اس لئے سفر میں قصر اسی طرح واجب ہے جیسے حضر میں پوری نماز پڑھنا واجب ہے ۔ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا مگر اللہ تعالیٰ نے تو یہ کہا ہے کہ کوئی حرج نہیں یہ تو نہیں کہا ایسا کرو ۔پس یہ قصر واجب کیسے ہوگیا جس طرح حضر میں پوری واجب ہے ؟آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے صفا اور مروہ کے متعلق یہ نہیں کہا ہے فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما (جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو کوئی حرج نہیں اگر ان دونوں کے درمیان چکر لگائے) (سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۵۸)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان دونوں کے درمیان چکر لگانا واجب اور مفروض ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کیا ہے اسی طرح سفر میں تقصیر ہے یہ ایسی چیز ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسکا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے ۔

ان دونوں کا بیان ہے کہ پھر لوگوں نے عرض کیا کہ اچھا اگر کوئی شخص سفر میں چار رکعت پڑھ لے تو پھر سے اس نماز کا اعادہ کرے گا یا نہیں ؟آپ نے فرمایا اگر اسکے سامنے تقصیر کی آیت پڑھ دی گئی ہے اور اس کی تفسیر کردی گئی ہے اور پھر بھی اس نے چار رکعت پڑھی تو اعادہ کرے گا ۔اور اگر اسکے سامنے تقصیر کی آیت نہیں پڑھی گئی ہے اور اسکا اسکو علم نہیں تو پھر وہ اعادہ نہیں کرے گا ۔اور تمام فرض نمازیں سفر میں دو رکعت کی ہونگی سوائے مغرب کے کہ یہ تین رکعت کی ہوگی اس میں قصر نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو تین ہی رکعت رہنے دیا ہے ۔

چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام ذی خشب کا سفر فرمایا جو مدینہ سے ایک دن کی مسافت پر ہے یعنی دو (۲) برید (قاصد) کی راہ ہے اور چوبیس (۲۴) میل ہے تو اس سفر میں آپ نے نماز قصر پڑھی اور (روزہ نہیں رکھا) افطار کیا اور اس طرح یہ بھی سنت قرار پائی ۔

اور ایک مرتبہ آپ نے سفر میں افطار کیا مگر ایک گروہ نے روزہ رکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو عاصیوں (نافرمانوں) کا گروہ کہا ۔چنانچہ وہ گروہ تاقیامت عاصی اور نافرمان رہے گا ۔اور ہم لوگ ان نافرمانوں اور عاصیوں کی اولاد اور اولاد، در اولاد کو آج تک پہچانتے ہیں ۔

(۱۲۶۶) اور محمد بن مسلم نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ ایک شخص سفر کا ارادہ رکھتا ہے وہ کب سے قصر شروع کرے؟ آپ نے فرمایا جب اسکی آبادی کے مکانات نگاہ سے چھپ جائیں۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص سفر کا ارادہ کرتا ہے اور زوال آفتاب کے وقت نکلتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب نکل جاؤ تو دو رکعت نماز پڑھو۔

(۱۲۶۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم سفر کیلئے اپنی منزل سے نکل جاؤ اس وقت سے اپنی واپسی تک قصر کرو۔

(۱۲۶۸) اور عبداللہ بن یحییٰ کاھلی نے آپ کو نماز میں قصر کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ برید بر برید (قاصد بر قاصد) یعنی چوبیس (۲۴) میل (کا سفر ہونا چاہیئے) پھر فرمایا کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ نماز قصر سست رفتار خچر یا تیز رفتار گھوڑے پر سفر کے اعتبار سے نہیں رکھی گئی ہے بلکہ اونٹ پر سفر کے اعتبار سے رکھی گئی ہے۔ اور جب کسی شخص کا سفر آٹھ فرسخ کا ہو تو اس پر قصر کرنا واجب ہے اور اگر کسی کا سفر چار فرسخ کا ہو اور اسی دن واپسی کا ارادہ ہو تو اس پر بھی قصر کرنا واجب ہے اور اگر کسی کا سفر چار فرسخ کا ہو اور اسی دن واپسی کا ارادہ نہ ہو تو اسکو اختیار ہے چاہے قصر کرلے چاہے اتمام کرے۔

(۱۲۶۹) اور معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی شہر میں جاؤ اور تمہارا ارادہ وہاں دس دن قیام کا ہو تو جس وقت پہنچو اسی وقت سے پوری نماز پڑھو اور اگر دس دن سے کم کا ارادہ ہو تو نماز قصر پڑھو۔ اور اگر تم قیام کر رہے ہو مگر یہ کہتے ہوئے کہ کل یہاں سے چلا جاؤں یا پرسوں چلا جاؤں گا یعنی یہ طے نہیں کیا کہ دس دن قیام کروں گا تو نماز قصر پڑھو اور اسی گومگو میں ایک مہینہ پورا ہو جائے تو قصر نماز پڑھتے رہو مگر ایک ماہ کے بعد اگرچہ گومگو ہی ہے لیکن پوری نماز پڑھو۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اگر میں کسی شہر میں یکم رمضان کو پہنچوں اور وہاں دس دن کا قیام کا ارادہ نہ ہو؟ آپ نے فرمایا تو قصر کرو اور افطار کرو۔ میں نے عرض کیا اگر میں اس گومگو میں کہ یہاں سے کل چلا جاؤنگا اور پرسوں چلا جاؤں گا اس میں ایک ماہ وہاں ٹھہر جاؤں تو کیا پورا مہینہ قصر اور افطار کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ ایک ہی بات ہے نماز قصر کرو گے تو افطار کرو گے اور افطار کرو گے تو نماز قصر کرو گے۔

(۱۲۷۰) ابو ولاّد حنّاط کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے نیت کی تھی کہ فلاں جگہ پہنچونگا تو وہاں دس دن قیام کروں گا اور پوری نماز پڑھوں گا۔ مگر پھر وہاں پہنچ کر میرا ارادہ یہ ہوا کہ نہیں میں وہاں دس دن نہیں ٹھہروں گا ایسی صورت میں آپ کا کیا حکم ہے وہاں نماز پوری پڑھوں یا قصر پڑھوں؟ آپ نے فرمایا اگر تم نے اس شہر میں داخل ہونے کے بعد ایک نماز فریضہ پوری پڑھ لی تو اب تم وہاں سے جب تک نہ نکلو قصر نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اور اگر جب تم شہر میں داخل ہوئے اور اس نیت سے داخل ہوئے کہ وہاں (دس دن قیام کرونگا اور) پوری نماز

پڑھوں گا اور وہاں ایک نماز فریضہ بھی ابھی پوری نہیں پڑھی تھی کہ تمہارا ارادہ ہوا کہ یہاں دس دن قیام نہیں کرونگا تو ایسی صورت میں تم کو اختیار ہے خواہ نیت کرلو کہ دس دن قیام کروں گا اور پوری نماز پڑھو خواہ دس دن قیام کی نیت نہ کرو اور نماز قصر پڑھو مگر یہ صرف ایک ماہ تک اور جب ایک ماہ پورا ہو جائے اور وہی گومگو کی صورت رہے تو (بھی) پوری نماز پڑھو۔

(۱۲۷۱) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ چند لوگوں کے ساتھ سفر کے ارادے سے نکلا اور ابھی وہ لپنے قریہ سے دو ہی فرسخ پر پہنچے تھے کہ نماز کا وقت آگیا اور سب نے نماز (قصر) پڑھ لی مگر اسکے بعد کچھ لوگوں کو ایسی ضرورت پیش آگئی کہ وہ وہیں سے لپنے قریہ کو واپس آگئے اور پھر سفر کیلئے نہ نکل سکے۔ تو اب وہ اس دو رکعت نماز کا کیا کریں جو انہوں نے (قصر) پڑھی ہے؟ آپ نے فرمایا ان کی نماز پوری ہو گئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۲۷۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سفر میں چار رکعت نماز پڑھے (قصر نہ کرے) تو میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اس شخص سے براءت اور لاتعلقی کا اظہار کروں گا۔ یعنی اگر وہ قصداً و عمداً ایسا کرے۔

(۱۲۷۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سفر میں پوری (چار رکعت) نماز پڑھنے والا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص حضر میں قصر نماز پڑھے۔

(۱۲۷۴) اور ابو بصیر نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے سفر میں بھول کر چار رکعت نماز پڑھ لی؟ آپ نے فرمایا اگر اسکو اسی دن یاد آجائے تو دوبارہ (قصر) نماز پڑھ لے اور اس دن کے گزر جانے کے بعد اسکو یاد آئے تو اسکو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۲۷۵) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ چار طرح کے لوگوں پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے گماشتہ، جانور کرایہ پر چلانے والا، چرواہا، قاصد اس لئے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اور روایت کی گئی ہے ملاح قاصد اور کھلیان کی حفاظت کرنے والا (کہ ان کو بھی قصر نہیں کرنا)۔

(۱۲۷۶) محمد بن مسلم نے ان دونوں آئمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ملاح جو اپنی کشتیوں میں رہتے ہیں۔ اور گماشتہ (سفارت کار) اور کرایہ پر اونٹ وغیرہ چلانے والے جمال پر تقصیر نہیں (یعنی نماز قصر کرنا نہیں ہے)۔

(۱۲۷۷) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا گماشتہ (سفیر) جب اپنی منزل پر پانچ دن یا اس سے کم قیام کرے تو وہ دن کی نمازوں میں قصر کرے گا اور رات کی نمازوں کو پورا پڑھے گا اور اس پر رمضان کا روزہ رکھنا بھی واجب ہے اور جس شہر میں وہ بھیجا گیا ہے وہاں اسکا قیام دس دن یا اس سے زیادہ ہے اور وہ اپنی منزل کی طرف پلٹ رہا ہے یا ایسی جگہ جارہا ہے جہاں اسکا قیام دس دن یا اس سے زیادہ رہے گا تو وہ لپنے سفر میں جو دونوں

منزلوں کے درمیان کریگا قصر بھی کرے گا اور افطار بھی۔

(۱۲۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جمّال اور اجرت پر روانہ کیا ہوا گماشتہ جب سیر میں مشغول ہوں تو دو منزلوں کے درمیان جب چلیں گے تو قصر کریں گے اور جب دونوں منزلوں پہ رہیں گے تو پوری نماز پڑھیں گے۔

(۱۲۷۹) عبداللہ بن جعفر نے محمد بن جزک سے (جو اصحاب امام ہادی علیہ السلام میں تھے اور از روئے پیشہ جمّال تھے) روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن ثالث علیہ السلام کو خط لکھا کہ میرے پاس چند اونٹ ہیں جن پر ایک نگراں مقرر ہے میں ان کو کسی سفر کیلئے کبھی نہیں نکالتا مگر جب حج کو جی چاہتا ہے تو مکہ کے سفر کیلئے یا ندرہ کے بعض مقامات پر جانے کیلئے ان کو نکالتا ہوں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جب میں ان اونٹوں کے ساتھ نکلوں تو کیا عمل کروں؟ اس سفر میں مجھ پر نماز اور روزہ میں قصر واجب ہے یا پوری نمازیں پڑھوں؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا جب تم سوائے سفر مکہ کے اور کسی سفر میں انکو اپنے ساتھ لیکر نہیں نکلتے تو تم پر نماز کا قصر اور روزہ کا افطار واجب ہے۔

(۱۲۸۰) اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ اس کی چند زراعتیں ہیں جو ایک دوسرے کے قریب اور آس پاس ہیں اور وہ ان ہی میں چکر لگاتا رہتا ہے تو کیا وہ نماز پوری پڑھے یا قصر کرے؟ آپ نے فرمایا نماز پوری پڑھے۔

(۱۲۸۱) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت جعفر بن محمدؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ سات طرح کے لوگ نماز قصر نہیں کریں گے (۱) خراج اور زکوٰۃ کا تحصیلدار جو وصولی کیلئے دورہ پر رہتا ہے (۲) وہ امیر جو اپنی قلم رو کے اندر دورہ کر رہا ہے (۳) وہ تاجر جو اپنی تجارت کے سلسلے میں ایک بازار سے دوسرے بازار جایا کرتا ہے۔ (۴) چرواہا (۵) اور خانہ بدوش۔ اور وہ جو چراگاہوں کی تلاش میں پھرتا رہتا ہے۔ (۶) وہ شکاری جو محض لہو لعب دنیا کیلئے شکار کی تلاش میں نکلتا ہے (۷) اور وہ قزاق جو رہزنی کیا کرتا ہے۔

(۱۲۸۲) اور موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا بے طہارت کے نماز پڑھ لے تو وہ خواہ مقیم ہو یا مسافر جب اسکو یاد آئے تو اسکی قضا اس پر واجب ہے وہ نہ اس میں زیادتی کرے نہ کمی یعنی جو شخص چار رکعت بھولا ہے وہ چار رکعت قضا پڑھے گا مسافر ہو خواہ مقیم اور اگر وہ دو رکعت بھولا ہے تو جب یاد آئے گا وہ دو رکعت قضا پڑھے گا خواہ مسافر ہو یا مقیم۔

(۱۲۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ پسندیدہ امر یہ ہے کہ انسان چار مقامات پر اپنی پوری نماز پڑھے (قصر نہ کرے) مکہ و مدینہ و مسجد کوفہ اور حائر امام حسین علیہ السلام میں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان مقامات پر دس دن قیام کا ارادہ کرے گا کہ پوری نماز پڑھ سکے اور اس امر کی تصدیق

(۱۲۸۴) اس روایت سے ہوتی ہے جو محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپؑ سے مکہ اور مدینہ میں نماز کے متعلق پوچھا گیا وہاں پوری نماز پڑھی جائے یا قصر پڑھی جائے ؟ تو آپ نے فرمایا اگر دس دن کا قیام کا ارادہ نہیں تو قصر کرو۔

(۱۲۸۵) اور حدیث کہ جسکی روایت کی ہے محمد بن خالد برقی نے اور انہوں نے حمزہ بن عبداللہ جعفری سے ان کا بیان ہے کہ جب میں منیٰ سے نکلا تو نیت یہ تھی کہ مکہ میں قیام کرونگا اس لئے پوری نماز پڑھی پھر گھر سے ایک خبر آگئی جسکی بنا پر مجھے گھر جانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اب سمجھ میں نہیں آیا کہ میں پوری نماز پڑھوں یا قصر کروں اتفاق سے حضرت ابوالحسن علیہ السلام اس دن مکہ میں تھے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم قصر کی طرف رجوع کرلو۔

(۱۲۸۶) فضیل بن لیسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ سفر میں نماز جمعہ نماز عید الضحیٰ و نماز عید الفطر نہیں ہے۔

(۱۲۸۷) اسماعیل بن جابر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سفر میں تھا اس میں نماز کا وقت آتا رہا مگر میں نے نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اپنے گھر پہنچ گیا ؟ آپؑ نے فرمایا پھر تم پوری نماز پڑھو (قصر نہ پڑھو)

میں نے عرض کیا اچھا میں گھر پر اپنے اہل و عیال ہوں اور نماز کا وقت آگیا سفر کا ارادہ کررہا ہوں اور نماز اس وقت پڑھتا ہوں جب سفر کیلئے نکل جاتا ہوں ؟ آپؑ نے فرمایا نماز قصر پڑھو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کروگے۔

(۱۲۸۸) لیکن حریز کی روایت جو انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو سفر پر روانہ ہوا جبکہ نماز کا وقت آچکا تھا اور ابھی راستے میں ہے ؟ آپؑ نے فرمایا وہ دو رکعت پڑھے گا اور اگر اسکا سفر ختم ہوگیا اور نماز کا وقت آگیا ہے تو چار رکعت پڑھے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کو وقت نماز نکل جانے کا خوف نہیں ہے تو پوری نماز پڑھے گا اور اگر اسکو وقت نکل جانے کا خوف ہے تو راستے میں قصر نماز پڑھے۔ اور اسکی تصدیق ذیل کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔

(۱۲۸۹) حکم بن مسکین کی کتاب میں تحریر ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو نماز کے وقت کے اندر سفر سے واپس آیا ؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اسے اگر وقت نماز نکل جانے کا خوف نہیں ہے تو پوری نماز پڑھے اور اگر وقت نکل جانے کا خوف ہے تو قصر پڑھے۔

اور یہ اسماعیل بن جابر کی حدیث کے موافق ہے۔

(۱۲۹۰) اور اسحاق بن عمار نے حضرت ابو ابراہیم امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت

کیا کہ جو مسافر تھا اور آگے بڑھ کر کوفہ کی آبادی میں پہنچ گیا اب وہ پوری نماز پڑھے یا جب تک اپنے گھر نہ پہنچ جائے نماز قصر پڑھے ؟ آپؑ نے فرمایا جب تک وہ اپنے گھر نہ پہنچ جائے نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۹۱) سیف تمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ہم لوگ سفر میں جب کہیں منزل کرتے ہیں تو مغرب و عشاء کے درمیان دن کے نافلہ کی نماز قضا پڑھتے ہیں ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں جب اس نے رخصت دی ہے تو وہ بندوں کے حال سے بھی خوب واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر پر صرف دو رکعت واجب کی اور اسکے پہلے یا اسکے بعد کچھ نہیں سوائے نماز شب کے کہ تم یہ نماز اپنے اونٹ کی پشت پر بھی بجالاؤ جس طرف وہ تمہیں لے جائے اسی طرف رخ کرکے۔

(۱۲۹۲) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سفر میں دن کے وقت کی نماز نافلہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر سفر میں تم نے نافلہ صحیح طور پر پڑھ لیا تو نماز فریضہ پوری ہو گئی۔

اور کوئی حرج نہیں اگر دن کے وقت سفر میں نماز شب کی قضا پڑھ لی جائے۔

(۱۲۹۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارش کے دن فریضہ اپنی سواری ہی پر پڑھ لیا کرتے تھے۔

(۱۲۹۴) ابراہیم کرخی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں محمل میں بھی قبلہ کی طرف رُخ کر سکتا ہوں آپؑ نے فرمایا یہ بہت تنگ جگہ ہے کیا تم لوگوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت موجود نہیں ہے ؟

(۱۲۹۵) سعد بن سعد نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے ساتھ محمل میں ایک حائض عورت ہے کیا ایسی عورت کی موجودگی میں وہ محمل کے اندر نماز پڑھے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۱۲۹۶) سعید بن لیسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو نماز شب اپنی سواری ہی پر پڑھتا ہے تو کیا وہ نماز پڑھتے وقت اپنے چہرے کو ڈھانکے رہے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ سوروں کی قرات کر رہا ہے تو ہاں اور اگر وہ اپنے چہرے سے سجدہ کا اشارہ کر رہا ہے تو چہرہ کھول دے چاہے جس سمت سواری اسکو لیجا رہی ہو۔

(۱۲۹۷) اور عبداللہ بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو تمام امصار و دیار میں اپنی سواری پر بیٹھا ہوا نوافل پڑھتا رہتا ہے جس رخ پر بھی سواری چل رہی ہو ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۱۲۹۸) اور علی بن یقطین نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو سفر کے لئے نکلا تھا اور نماز پڑھ رہا تھا کہ نماز ہی میں اس نے رائے بدلی کہ (دس دن) قیام کروں گا ؟ آپ نے فرمایا جب اسکی قیام کی نیت ہو گئی تو پوری نماز پڑھے نیز ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے بھائی کو رخصت کرنے کیلئے اس جگہ تک آگیا جہاں اس پر قصرِ نماز اور افطارِ صوم واجب ہے ؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اور کوئی حرج نہیں اگر وہ دو نمازیں جمع کرکے پڑھے سفر ہو یا

حضر، کسی سبب سے ہو یا بلا سبب اور سفر میں اگر نماز مغرب میں اتنی تاخیر کرے کہ شفق غائب ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔
اور وہ مسافر جو منزل کی تلاش میں ہے ایک چوتھائی رات تک اگر مغرب کی نماز تاخیر سے پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۲۹۹) اور ابی بصیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ سفر کے عالم میں تم اگر غروب آفتاب کے بعد پانچ میل کی راہ طے کرو تو نماز مغرب کے وقت ہی میں رہو گے۔ اور سفر کے اندر غروب شفق سے پہلے اگر نماز عشاء تعجیل سے پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۳۰۰) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس گارے کی حد کیا ہے جس میں سجدہ نہیں کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا اس میں ساری پیشانی ڈوب جائے اور زمین پر نہ ٹکے (تو اس پر سجدہ نہیں ہوگا)

(۱۳۰۱) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اہل مکہ عرفات میں پوری نماز پڑھتے ہیں (قصر نہیں کرتے) آپ نے فرمایا ان پر ویل ہو کونسا سفر اس سے زیادہ شدید ہے۔ نہیں اس میں پوری نماز نہیں پڑھیں گے۔

(۱۳۰۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب حضرت جبرئیل قصر کا حکم لیکر نازل ہوئے تو آپؐ نے ان سے کہا یہ قصر کتنی مسافت پر ہوگا؟ حضرت جبرئیل نے کہا ایک برید کی مسافت میں آپ نے فرمایا ایک برید (قاصد) کی مسافت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کوہ عیر کے سایہ سے لیکر کوہ وعیر کے سایہ تک (عیر اور وعیر اطراف مدینہ میں دو پہاڑوں کے نام ہیں) تو بنی امیہ نے اسکی پیمائش کی تو ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کی مسافت بارہ میل ہوئی اور ہر میل ایک ہزار پانچ سو ہاتھ کا ہے۔ اور یہ چار فرسخ ہوا یعنی اگر سفر چار فرسخ کا ہے اور اسی روز واپس آنا ہے تو اس پر قصر واجب ہے اور اگر اسی روز واپسی کا ارادہ نہ ہو تو اسکو اختیار ہے کہ خواہ پوری نماز پڑھے خواہ قصر پڑھے اور اسکی تصدیق اس سے ہوئی جسکی تفسیر

(۱۳۰۳) جمیل بن دراج کی روایت سے کی گئی ہے جو انہوں نے زرارہ بن اعین سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قصر کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک قاصد کے جانے کی مسافت اور ایک قاصد کے آنے کی مسافت۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوہ ذباب جایا کرتے تو نماز قصر فرمایا کرتے اور ذباب تک ایک قاصد کی مسافت ہے اور آنحضرتؐ نے یہ اس لئے کیا کہ جب واپس ہونگے تو دو قاصد کی مسافت یعنی آٹھ فرسخ ہو جائے گی۔

(۱۳۰۴) ذکریا بن آدم نے حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام سے قصر کے متعلق دریافت کیا کہ کتنی مسافت پر آدمی نماز قصر کرے جبکہ وہ اپنے گھر والوں کی جائیداد اور زمینوں پر دو دن دو رات یا تین دن تین رات کیلئے جا رہا ہے اور وہاں اس کا حکم چلتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر قصر ہوگا۔

(۱۳۰۵) محمد بن ابی عمیر نے محمد بن اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے مکہ معظمہ کے راستے میں جاتے ہوئے بھی مغرب کی دو رکعت نماز پڑھی اور آتے میں

بھی مغرب کی دو رکعت نماز پڑھی؟ آپؑ نے فرمایا اس پر نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے۔

اور حسین بن سعید کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت ابی الحسن علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اس عورت پر نماز کی قضا نہیں ہے۔

(۱۳۰۶) اور علاء کی روایت میں ہے جو انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب کوئی مرد مسافر ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھے جو حضر میں ہیں (سفر میں نہیں ہیں) تو اپنی نماز دو رکعتوں پر تمام کرکے سلام پڑھ لے اور جب ان لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھے تو اول کی دو رکعتوں کو ظہر قرار دے اور آخر کی دو رکعتوں کو عصر کی نماز قرار دے لے۔

(۱۳۰۷) اور اسماعیل بن فضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف سفر کرتا رہتا ہے اور اپنے قریہ اور اپنی جائیداد میں قیام کرتا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا جب تم اپنے قریہ اور جائیداد میں قیام کرو تو پوری نماز پڑھو اور جب تم اپنے سوا کسی غیر کی جائیداد میں ہو تو قصر کرو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے آپؑ کی مراد یہ ہے کہ جو اپنے قریہ اور اپنی جائیداد میں دس دن کے قیام کی نیت سے قیام کرے اور اگر اسکا ارادہ وہاں دس دن قیام کا نہ ہو تو قصر کرے لیکن اسکا وہاں کوئی گھر ہے کہ جس میں وہ سال میں چھ ماہ رہتا ہے تو جب وہاں پہنچے تو پوری نماز پڑھے اور اسکی تصدیق اس حدیث سے ہے۔

(۱۳۰۸) جس کی محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی جائیداد اور زمینوں پر جاتا ہے تو قصر کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اسکی نیت وہاں دس دن قیام کی نہیں ہے تو (قصر میں) کوئی حرج نہیں مگر یہ کہ وہاں اسکا کوئی مکان ہو اور اسکو اس نے وطن بنالیا ہو۔ میں نے عرض کیا وطن بنانے کا کیا مطلب؟ آپؑ نے فرمایا مطلب یہ کہ وہاں اسکا کوئی گھر ہو اور وہ وہاں چھ ماہ تک وطن بنا کر رہ چکا ہو اگر ایسا ہو گا تو جب وہ وہاں جائیگا تو پوری نماز پڑھے گا۔

(۱۳۰۹) نیز اس امر کی تصدیق اس روایت سے بھی ہوئی ہے جو علی ابن یقطین نے حضرت ابوالحسن اول سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تمہارے تمام گھروں سے ہر وہ گھر جس میں تم اپنا وطن بنا کر نہیں رہے ہو وہاں جاؤ تو تم پر قصر نماز پڑھنی واجب ہے۔

(۱۳۱۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جو شکار کیلئے ایک دن یا دو دن یا تین دن کی مسافت پر نکل گیا اب وہ قصر نماز پڑھے یا پوری نماز پڑھے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کی روزی کے حصول کیلئے نکلا ہے تو قصر نماز پڑھے اور روزہ افطار کرے اور اگر وہ محض تفریح کیلئے فضول و بے مقصد نکلا ہے تو نہیں (کیونکہ) اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔

(۱۳۱۱) ابو بصیر نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ شکاری کیلئے تین دن تک تقصیر نہیں ہے اگر

اسکا شکار تین دن سے تجاوز کر جائے تو قصر کرنا لازم ہے یعنی فضول شکار کی وجہ سے۔

(۱۳۱۲) اور عیص بن قاسم نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص شکار میں مشغول ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ اپنی منزل کے اطراف چکر لگا رہا ہے تو قصر نہیں کرے گا اور اگر اس سے تجاوز کر گیا تو قصر کرے گا اور ایک ایسا مسافر کہ جس پر قصر واجب ہے اگر وہ اپنے راستے سے ہٹ کر شکار کی طرف مائل ہو گیا تو شکار کی تلاش کی وجہ سے وہ نماز پوری پڑھے گا۔ اور جب شکار سے اپنے راستے کی طرف واپس ہو گا تو واپسی میں اس پر قصر لازم ہے اور وہ شخص جسکا سفر اللہ کی نافرمانی اور معصیت کیلئے ہے تو وہ پوری نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

اور مسافر کیلئے یہ لازم ہے کہ جو نماز وہ قصر پڑھے اس کے بعد تیس مرتبہ یہ کہے تاکہ اسکی نماز پوری محسوب ہو سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔

(۱۳۱۳) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ تم آخر شب میں نہ اٹھ سکو گے یا تم بیمار ہو یا تمہیں ٹھنڈ لگ گئی ہے تو سفر میں اول شب میں نماز نافلہ اور وتر پڑھ لو۔

(۱۳۱۴) اور علی بن سعید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سفر میں نماز نافلہ شب اور نماز وتر کو اول شب میں پڑھ لینے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ہاں (پڑھ لی جائے)

(۱۳۱۵) اور سماعہ بن مہران نے حضرت ابو الحسن اول علیہ السلام سے سفر میں وقت نماز شب کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا تمہارے نماز عشاء پڑھنے سے صبح نمودار ہونے تک۔

(۱۳۱۶) حریز نے ایک بیان کرنے والے سے روایت کی ہے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپؑ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ ایک آدمی پاپیادہ چلتا ہوا نماز نافلہ پڑھتا رہے لیکن وہ اونٹ نہ ہنکار رہا ہو۔

باب وہ سبب کہ جسکی بنا پر نماز پڑھنے والا نماز مغرب میں اور اسکے نوافل میں قصر نہیں کرے گا خواہ سفر میں ہو خواہ حضر میں۔

(۱۳۱۷) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ مغرب کی نماز تین رکعت اور اسکے بعد (نافلہ) چار رکعت کیوں ہے خواہ حضر ہو یا سفر اس میں قصر نہیں ہے؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر نماز دو رکعت پڑھنے کا حکم نازل فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نماز میں دو رکعت کا حضر میں اضافہ فرما دیا اور سفر میں اسکو قصر (کم) کر دیا سوائے نماز مغرب اور نماز صبح کے پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مغرب پڑھ رہے تھے تو آپ کو حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت کی اطلاع ملی چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے شکر کیلئے اس میں

ایک رکعت کا اضافہ فرمالیا۔ اور جب امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے شکر کیلئے اس میں دو رکعت کا اضافہ فرمایا اور جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے اللہ کے شکر کیلئے اس میں دو رکعت کا اور اضافہ فرمادیا پھر آپ نے فرمایا اس لئے کہ (للذکر مثل حظ الانثیین) (سورہ النساء آیت نمبر ۱۱) مرد کا عورت سے دوگنا حصہ ہے اور آپ نے اس کو اسی طرح رہنے دیا خواہ حضر ہو خواہ سفر ہو۔

باب سفر میں قصر کا سبب

(۱۳۱۸) فضل بن شاذان نیشاپوری رحمہ اللہ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اسکے سبب کے متعلق جو کچھ سنا تھا وہ بیان کیا کہ نمازیں سفر میں کم کردی گئیں کیونکہ مفروضہ نماز اول میں دس رکعت تھی اور سات رکعتیں اس میں بعد میں زیادہ کردی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے اس زیادتی کی تخفیف کردی اس لئے کہ یہ اسکے سفر اسکے تعب و تکلیف اور اسکے اپنے امور میں مشغولیت اور کوچ و اقامت کا موقع ہے تاکہ اسکی معیشت کے وہ امور جو لابدی اور ضروری ہیں اس سے رہ نہ جائیں درحقیقت یہ اس پر اللہ کی رحمت و مہربانی ہے۔ سوائے مغرب کی نماز کے کہ اس میں قصر نہ ہوگا اس لئے کہ یہ اصل میں خود ہی قصر کی ہوئی ہے۔ اور قصر آٹھ فرسخ پر واجب ہے اس سے کم پر نہیں اس لئے کہ آٹھ فرسخ عامتہ الناس اور قافلوں اور باربرداری کرنے والوں کے ایک دن کی راہ ہے اور ایک دن کی راہ پر قصر واجب کیا گیا۔ اور اگر ایک دن کی راہ پر قصر واجب نہ ہوتا تو پھر ہزار سال کی راہ تک بھی قصر واجب نہ ہوتا اس لئے کہ ہر روز اس روز کے بعد جو آتا وہ اس روز کے مثل ہوتا ہے۔ اگر اس روز پر قصر واجب نہ ہو تو اسکے مثل جو دن آئندہ آئیگا اس پر قصر واجب نہ ہوگا دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اور دن کے نوافل ترک کردئے جائیں گے اور رات کے نوافل ترک نہ ہوں گے اس لئے کہ وہ نماز کہ جس میں قصر نہیں ہوگا اسکے نوافل میں بھی قصر نہیں ہوگا۔ چنانچہ مغرب کی نماز میں قصر نہیں تو اسکے بعد جو نافلہ ہے اس میں بھی قصر نہیں اور اس طرح صبح کی نماز میں قصر نہیں تو اسکے پہلے نافلہ میں بھی قصر نہیں اب رہ گئی عشاء کی نماز جس میں قصر ہے مگر اس کی دو رکعت نافلہ ترک کی جائے گی۔ اس لئے کہ یہ دو رکعتیں پچاس کے اندر نہیں بلکہ پچاس سے زیادہ ہیں تاکہ فریضہ کی ہر ایک رکعت کے بدلہ نافلہ کی دو رکعت پوری ہوجائے اور مسافر اور مریض کیلئے یہ جائز ہے کہ مشغولیت اور تکان سفر کی وجہ سے نماز شب رات کی ابتداء میں پڑھ لے تاکہ اسکی نماز نہ چھوٹے۔ اور مریض اپنی راحت کے وقت آرام کرے اور مسافر اپنے کوچ اور اپنے سفر کے اہتمام میں مشغول ہو۔

(۱۳۱۹) سعید بن مسیب نے حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ مسلمانوں پر یہ نمازیں کب فرض کی گئیں جن پر وہ آج بھی عمل کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا مدینہ میں جس وقت لوگوں کو کھل کر توحید کی دعوت دی جانے لگی اسلام میں قوت آئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد واجب کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں

سات رکعتیں زیادہ کردیں۔ ظہر میں دو رکعت عصر میں دو رکعت مغرب میں ایک رکعت عشاء میں دو رکعت اور فجر کو اسی پر برقرار رکھا جو مکہ میں فرض ہوئی تھی تاکہ شب والے ملائکہ جلد آسمان کی طرف پرواز کر جائیں اور دن والے ملائکہ جلد زمین پر نازل ہو جائیں۔ اور دن کے ملائیکہ اور رات کے ملائیکہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز فجر کے شاہد بنتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ و قران الفجر ان قران الفجر کان مشہو داً (اور صبح کی نماز پڑھا کرو کیونکہ صبح کی نماز پر دونوں دن و رات کے فرشتوں کی گواہی ہوتی ہے) (سورہ الاسراء آیت نمبر ۷۸) اسکے شاہد مسلمان اور دن کے ملائیکہ اور رات کے ملائیکہ بنیں گے۔

باب سفینہ میں نماز

(۱۳۲۰) عبداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا قبلہ کی طرف رخ کر کے اپنے دونوں پاؤں پھیلا دے اور اگر کشتی گھومے اور یہ قبلہ کی طرف رخ رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ کشتی جس طرف رخ کرے اسی رخ پر نماز پڑھتا رہے۔ کھڑا ہونا ممکن ہو تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے ورنہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(۱۳۲۱) اور جمیل بن درّاج نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ کشتی دریا کے ساحل کے قریب ہے کیا میں اس سے نکل کر نماز پڑھوں؟ آپؑ نے فرمایا اسی میں نماز پڑھو کیا تم حضرت نوح علیہ السلام جیسی نماز پر راضی اور خوش نہیں ہو۔

(۱۳۲۲) اور ابراہیم بن میمون نے آپؑ سے عرض کیا کہ ہم لوگ کشتی میں اہواز جاتے ہیں اور اسی میں نماز جماعت پڑھتے ہیں آپؑ نے فرمایا ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس نے پھر عرض کیا اور کشتی میں جو کچھ ہے اس پر اور تار کول پر سجدہ کر لیتے ہیں آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۱۳۲۳) اور منصور بن حازم نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تار کول بھی زمین کے نباتات میں سے ہے۔

(۱۳۲۴) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو کشتی میں نوافل پڑھتا ہے آپؑ نے فرمایا وہ کشتی کے سر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لے۔

(۱۳۲۵) اور یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نہر فرات یا اس سے بھی کوئی چھوٹی نہر میں کشتی کے اندر نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر تم اس میں نماز پڑھو تو بھی ٹھیک اور اس میں سے نکل کر پڑھو تو بھی ٹھیک۔ نیز اس نے آپؑ سے ایک ایسی کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا جو شرقاً و غرباً چل رہی ہے؟ آپؑ نے فرمایا تم قبلہ کی طرف رخ کر کے تکبیر کہو پھر تم کشتی کے ساتھ اس طرف پھرتے رہو جس طرف وہ تم کو پھیر رہی ہے۔

(۱۳۲۶) ہارون بن حمزہ غنوی نے آنجنابؑ سے کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر اس پر سامان لدا

ہوا ہے اور اتنی بھاری ہے کہ تم کھڑے ہو جاؤ تو ڈگمگ نہ کرے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر وہ ہلکی ہے تو اس پر بیٹھ کر نماز پڑھ لینا کافی ہے۔

(۱۳۲۷) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کشتی میں ہے کیا اسکے لئے یہ جائز ہے کہ کشتی پر جو سامان یا گھاس بھوسا، گیہوں، جو وغیرہ ہے اس پر چٹائی رکھ کر نماز پڑھ لے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۳۲۸) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کشتی پر سوار ہو اور وہ چل رہی ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو اور اگر کھڑی ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

(۱۳۲۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی سے ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل میں یہ ارادہ پیدا کیا کہ بحری سفر کرو تو وہ کہو جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے بسم اللّٰہ مجرٰیھا و مرسیھا ان ربّی لغفور رحیم (خدا ہی کے نام سے اسکا بہاؤ اور ٹھہراؤ ہے بیشک میرا رب بخشنے والا اور مہربان ہے) (سورہ ھود آیت نمبر ۴۱)

اور جب سمندر میں طوفان آئے تو تم اپنے داہنے جانب رہو اور یہ کہو بِسْمِ اللّٰهِ اُسْكُنْ بِسَكِيْنَةِ اللّٰهِ وَ قَرَّ بِقَرَارِ اللّٰهِ، وَ اهْدَأْ بِاِذْنِ اللّٰهِ، وَ لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (بسم اللہ تو ساکن ہو جا اللہ کے دیئے ہوئے سکون کے ساتھ اور ٹھہر جا اللہ کے دیئے ہوئے ٹھہراؤ کے ساتھ اور دھیما ہو جا حکم خدا سے اور نہیں ہے کوئی قوت اور کوئی طاقت لیکن اللہ کی دی ہوئی)

(۱۳۳۰) محمد بن مسلم نے ان دونوں آئمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے انہوں نے ارشاد کیا کہ میرے پدر بزرگوار تجارت کیلئے سمندری سفر کو مکروہ فرمایا کرتے تھے۔

(۱۳۳۱) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سمندر کے سفر کے بارے میں جو ہیجان اور طوفان میں ہو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ آدمی کو دین سے فریب نہ کرنا چاہیئے (جبکہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ تم لوگ خود اپنے ہاتھوں اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو)

(۱۳۳۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمندر میں جبکہ طوفان و ہیجان ہو تو سفر کرنے کو منع کیا ہے۔

(۱۳۳۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ کسب معاش کیلئے سمندری سفر اچھا نہیں ہے۔

باب خوف کے موقع پر اور میدان جنگ میں ایک دوسرے پر حملہ کرنے مدمقابل ہونے اور شمشیرزنی کے موقع پر نماز کا طریقہ

(۱۳۳۴) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ ذات الرقاع میں اپنے اصحاب کے ساتھ اس طرح نماز پڑھی کہ ان کو دو (۲) حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کو دشمن کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا اور دوسرا حصہ آنحضرتؐ کے پیچھے کھڑا ہوا آپ نے تکبیر کہی تو ان لوگوں نے بھی تکبیر کہی آپؐ نے سوروں کی قراءت کی تو وہ لوگ خاموشی سے سنتے رہے آپؐ نے رکوع کیا تو ان لوگوں نے بھی رکوع کیا آپؐ نے سجدہ کیا تو ان لوگوں نے بھی سجدہ کیا پھر آنحضرتؐ کھڑے رہے اور ان لوگوں نے اپنی اپنی ایک اور رکعت پڑھی اور ایک دوسرے کی طرف سلام پھرا اور اپنے ساتھیوں کے پاس نکل کر چلے گئے اور وہاں پہنچ کر دشمنوں کے مقابل کھڑے ہو گئے اور اب دوسرا حصہ آیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی تو ان لوگوں نے بھی تکبیر کہی آپؐ نے قراءت فرمائی تو وہ لوگ خاموش سنتے رہے آپؐ نے رکوع کیا تو ان لوگوں نے بھی رکوع کیا آپؐ نے سجدہ کیا تو ان لوگوں نے بھی سجدہ کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے اور تشہد پڑھا پھر سلام پڑھا اور وہ لوگ اٹھ گئے اپنی ایک ایک رکعت پوری کی اس کے بعد سب نے ایک دوسرے پر سلام کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے " واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوۃ فلتقم طائفۃ منھم معک ولیا خذوا اسلحتھم فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم ولتات طائفۃ اخری لم یصلوا فلیصلوا معک ولیا خذوا حذرھم واسلحتھم ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ ولا جناح علیکم ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی ان تضعوا اسلحتکم وخذوا حذرکم ان اللہ اعد للکافرین عذاباً مھیناہ فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً علی جنوبکم فاذا اطماننتم فاقیموا الصلوۃ ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً (اور اے رسول جب تم مسلمانوں میں موجود ہو اور لڑائی ہو رہی ہو اور تم ان کو نماز پڑھانے لگو تو دو گروہ کر کے ایک کو لڑائی کے واسطے چھوڑ دو اور ان میں سے ایک جماعت تمہارے ساتھ نماز پڑھے اور اپنے حربے، ہتھیار اپنے ساتھ لئے رہے پھر جب پہلی رکعت کے سجدے کر کے وہ لوگ دوسری رکعت فرادا پڑھ لیں تو پیچھے پشت پناہ بنیں اور دوسری جماعت جو لڑ رہی تھی جس نے اب تک نماز نہیں پڑھی وہ آئے اور تمہاری دوسری رکعت میں تمہارے ساتھ نماز پڑھے اور اپنی حفاظت کی چیزیں اور ہتھیار نماز میں اپنے ساتھ لئے رہیں۔ کفار تو یہ چاہتے ہی ہیں کہ کاش اپنے ہتھیاروں اور اپنے سازو سامان سے تم لوگ ذرا سی غفلت کرو تو وہ یکبارگی سب کے سب تم پر ٹوٹ پڑیں ہاں البتہ اس میں کوئی مضائقہ

نہیں کہ اتفاقاً تم کو بارش کے سبب سے کچھ تکلیف پہنچے یا تم بیمار ہو تو اپنے ہتھیار نماز میں اتار کر رکھ دو اور اپنی حفاظت کرتے رہو اور خدا نے تو کافروں کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر ہی رکھا ہے ○ پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اٹھتے بیٹھتے لیٹتے ہر حال میں خدا کو یاد کرو پھر جب تم دشمنوں کی طرف سے مطمئن ہو جاؤ تو اپنے معمول کے مطابق نماز پڑھا کرو کیونکہ نماز تو اہل ایمان پر وقت معین کر کے فرض کی گئی ہے)(سورہ نساء آیت نمبر ۱۰۲، ۱۰۳)

تو یہ ہے نماز خوف جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو حکم دیا ہے۔

(۱۳۳۵) نیز فرمایا کہ جو شخص خوف کی حالت میں قوم کو مغرب کی نماز پڑھائے تو پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت اور دوسرے گروہ کے ساتھ دو (۲) رکعت پڑھائے گا۔

اور جس شخص کو کسی درندے کا خوف ہو اور اس کا بھی ڈر ہو کہ نماز فوت ہو جائیگی تو قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنی نماز اشاروں سے پڑھے۔ اور اگر درندے کا خوف ہو تو جدھر وہ گھوم رہا ہے اسی طرف یہ بھی گھومے اور اشاروں میں نماز پڑھے۔

(۱۳۳۶) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کو کسی درندے کا سامنا ہے اور نماز کا وقت آگیا ہے اور درندے کے خوف سے وہاں سے حرکت ممکن نہیں؟ آپ نے فرمایا وہ شیر کی طرف رخ کئے ہوئے اور کھڑے کھڑے اپنے سر کے اشاروں سے نماز پڑھے گا خواہ شیر غیر قبلہ کی طرف کیوں نہ ہو۔

(۱۳۳۷) اور سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی شیر سے مڈبھیڑ ہو گئی ہے اور نماز کا وقت آگیا ہے مگر وہ شیر کے خوف کے مارے وہاں سے بھاگ نہیں سکتا؟ آپ نے فرمایا وہ اپنا رخ شیر کی طرف رکھے اور کھڑے کھڑے اپنے سر کے اشاروں سے نماز پڑھے خواہ شیر غیر قبلہ (کی سمت) کیوں نہ ہو۔

(۱۳۳۸) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو مشرکین نے گرفتار کر لیا ہے اور نماز کا وقت آگیا ہے اور اسے اسکا ڈر ہے کہ وہ لوگ اسکو نماز پڑھنے نہ دینگے؟ آپ نے فرمایا وہ اشارے سے نماز پڑھے گا۔

(۱۳۳۹) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے عرض کیا کہ کیا نماز خوف اور نماز سفر دونوں میں قصر ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور نماز خوف تو قصر کی زیادہ حقدار ہے نماز سفر سے اس لئے کہ اس میں خوف ہے۔

(۱۳۴۰) اور میں نے اپنے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مندرجہ ذیل قول خدا کے متعلق دریافت کیا گیا واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا (اور جب تم زمین میں سفر کرو اور تم کو اس امر کا خوف ہو کہ کفار تم سے اثنائے نماز میں فساد برپا کریں گے تو اس میں تمہارے لئے کوئی مضائقہ نہیں کہ نماز

میں سے کچھ کم کرلیا کرو) (سورہ نساء۔۱۰۱) آپ نے فرمایا کہ یہ دوہرا قصر ہے اور وہ یہ کہ آدمی دو رکعت کو ایک رکعت کرلے۔ اور اسکی روایت حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۱۳۴۱) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے محاذ جنگ پر نماز کے متعلق روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تکبیر اور تہلیل کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فان خفتم فرجالاً او رکباناً (اگر تم خوف کی حالت میں ہو، پیدل ہو یا سواری پر (صرف تکبیر کہہ لو) (سورہ بقرہ ۲۳۹) –

(۱۳۴۲) ابو بصیر سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ اگر تم کسی خوفناک سرزمین پر ہو اور تمہیں چور یا درندے کا خوف ہو تو اپنی سواری ہی پر نماز فریضہ ادا کرلو۔

(۱۳۴۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے زرارہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا وہ شخص جسے چوروں کا خوف ہو تو وہ اپنی سواری پر اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

(۱۳۴۴) اور درندے کے خوف سے نماز میں اس امر کی رخصت ہے کہ اگر کسی شخص کو درندے سے اپنی جان کا خوف ہو تو صرف تکبیر کہے اشارہ بھی نہ کرے۔ یہ روایت محمد بن مسلم نے ان دونوں آئمہ میں سے کسی ایک سے کی ہے۔

(۱۳۴۵) اور زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا وہ شخص جو چوروں اور درندے سے خوف کھا رہا ہے تو وہ نماز مواقفہ (دشمن کے مدمقابل کھڑا ہونا) اپنی سواری پر اشارے سے پڑھے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اگر دشمن کے مدمقابل کھڑا رہنے والا شخص باوضو نہ ہو تو وہ کیا کرے وہ تو سواری سے اتر بھی نہیں سکتا؟ آپ نے فرمایا وہ اپنی سواری کے نمدہ یا زین پر یا گھوڑے کی ایال پر تیمم کرے اس لئے کہ اس پر بھی غبار ہوتا ہے اور نماز پڑھے اور سجدہ کیلئے رکوع سے ذرا زیادہ نیچے جھکے۔ قبلہ رُو ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ جس طرف اس کی سواری گھوم رہی ہو ادھر گھومے بس پہلی تکبیرۃ الاحرام میں قبلہ رُو ہولے۔

(۱۳۴۶) عبداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لشکر کی پیش قدمی کی حالت میں نماز سواری کی پشت پر اپنے سر کے اشارے اور تکبیر کے ساتھ ہوگی اور تلوار چلاتے وقت صرف تکبیر ہوگی بغیر اشارے کے اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے وقت جو شخص جس حال میں اور جس رخ پر ہے اسی حال میں اشارے سے نماز پڑھے گا۔

(۱۳۴۷) امام علیہ السلام نے بیان کیا کہ یوم صِفّین حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لوگوں کی ظہر و عصر و مغرب و عشاء کی نمازیں فوت ہوگئیں آپ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ ہر پیدل اور ہر سوار اللہ اکبر و لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ کہہ لے۔

(۱۳۴۸) اور عبداللہ بن مغیرہ کی کتاب میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آپس میں تلواریں چلتے وقت ہر نماز کے بدلے کم سے کم ایک تکبیر یا دو تکبیریں کہہ لینے کی اجازت ہے۔ سوائے نماز مغرب کے اس لئے کہ اس کیلئے تین تکبیریں ہیں۔

(۱۳۴۹) سماعہ بن مہران نے آنجناب علیہ السلام سے ہنگام قتال کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا جب دو لشکر آپس میں ٹکرائیں اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں تو اس وقت کی نماز تکبیر ہے اور جب ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑے ہوئے ہوں اور جماعت کی نماز نہیں ہو سکتی تو نماز اشاروں سے ہوگی۔

اور برہنہ شخص بیٹھ کر نماز پڑھے گا اور اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھ لے گا اور اگر عورت ہے تو وہ اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھے گی اور دونوں اشارے سے نماز پڑھیں گے۔ اور ان کا سجدہ انکے رکوع سے زیادہ جھکا ہوگا وہ دونوں نہ رکوع کریں گے اور نہ سجدہ تاکہ ان کا پیچھا ظاہر نہ ہو پس وہ اپنے سر کے اشارہ کریں گے۔ اور اگر سب باجماعت پڑھنا چاہتے ہیں تو سب ایک صف میں رہیں گے۔ اور پانی یا کیچڑ میں نماز اشاروں سے ہوگی اور رکوع سے زیادہ سجدہ جھکا ہوا ہوگا۔

باب بستر خواب پر جاتے وقت کیا کہے

(۱۳۵۰) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص طہارت وغیرہ کر کے شب کو اپنے بستر پر جائے تو اپنے بستر کو اپنی مسجد کی مانند سمجھے اور اگر اسے یاد آئے کہ وہ وضو سے نہیں ہے تو اپنے کمبل پر تیمم کر لے تو جبتک وہ ذکر خدا کرتا رہے گا۔ گویا نماز میں رہے گا۔

(۱۳۵۱) اور علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جب انسان اپنے داہنے ہاتھ کو تکیہ بنا کر لیٹے تو کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَ اَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ، وَتَوَکَّلْتُ عَلَیْکَ رَھْبَۃً مِّنْکَ وَرَغْبَۃً اِلَیْکَ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجیٰ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ، آمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ (اللہ کے نام سے اے اللہ میں اپنی جان تیرے سپرد کرتا ہوں اپنا چہرہ تیری طرف پھیرتا ہوں اور اپنا معاملہ تیرے حوالے کرتا ہوں اور اپنا پشت پناہ تجھے بناتا ہوں اور تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں، تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیری طرف رغبت کرتے ہوئے۔ اور تجھ سے نجات پانے اور بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں سوائے اسکے کہ تیری ہی طرف بھاگا جائے۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اپنے اس رسول پر نازل کی ہے جسکو تو نے خود رسول بنا کر بھیجا)۔

اس کے بعد تسبیح فاطمہؑ پڑھے اور اگر کسی شخص کو سوتے وقت کسی چیز کا خوف ہو تو جب اپنے بستر پر جائے تو معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) اور آیۃ الکرسی پڑھ لے۔

(۳۵۲) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان دونوں آئمہ علیہ السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی شخص سوتے وقت یہ کہنا کبھی نہ چھوڑے اُعِیذُ نَفْسِیْ وَ ذُرِّیَّتِیْ وَ اَهْلَ بَیْتِیْ وَ مَالِیْ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَ هَامَّةٍ وَ مِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّةٍ (میں اپنے نفس اپنی ذریت اپنے اہلبیت اور اپنے مال کو اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ میں دیتا ہوں بچانے کیلئے ہر شیطان سے ہر زہریلے جانور سے ہر بدبین کی نگاہ سے) ۔

یہ وہ ہے کہ جسکو جبرئیل علیہ السلام نے امام حسن و امام حسین علیہ السلام کیلئے تعویذ بنایا تھا۔

(۳۵۳) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے اس سے کہا کہ تم سوتے وقت سورہ قل ھواللہ احد اور قل یاایھا الکافرون پڑھ لیا کرو اس لئے کہ یہ شرک سے براءت کا اظہار ہے اور قل ھو اللہ احد کی نسبت تو اللہ رب العزت ہی کی طرف ہے۔

(۳۵۴) اور بکر بن محمد نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بستر خواب پر جاتے وقت تین مرتبہ یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَلَا فَقَهَرَ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَطَنَ فَخَبَرَ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَلَکَ فَقَدَرَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَ یُمِیْتُ الْاَحْیَاءَ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (حمد اس اللہ کی جو بلند ہے اور غالب ہے اور حمد اس اللہ کی جو پوشیدہ ہے اور باخبر ہے حمد اس اللہ کی جو مالک ہے اور قادر ہے حمد اس اللہ کی جو مردہ کو زندہ کرتا ہے اور زندہ کو موت دیتا ہے اور ہر شے پر قادر ہے) ۔

تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جائیگا جیسے آج ہی اسکی ماں نے اسکو پیدا کیا ہے۔

(۳۵۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سوتے وقت یہ آیت پڑھے گا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِکْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا (اے رسول کہدو کہ میں بھی تمہارا ہی جیسا شکل وشباہت میں ایک آدمی ہوں فرق صرف اتنا ہے کہ میری نوع جدا ہے میرے پاس وحی آئی ہے کہ تمہارا معبود یکتا معبود ہے تو جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے حاضر ہونے کا امیدوار ہے تو اسکو اچھے کام کرنے چاہئیں اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرنا چاہیئے) (سورہ کہف آیت نمبر ۱۱۰)

تو اس کے لئے ایک نور بلند ہو کر مسجد حرام تک جائے گا اور اس نور کو ملائیکہ ملاحظہ کریں گے تو صبح تک اسکے لئے استغفار کریں گے۔

(۳۵۶) اور عامر بن عبداللہ بن جذاعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو بندہ خدا بھی سوتے وقت سورہ کہف کی آخری آیت قل انما انا بشر مثلکم کی تلاوت کرے گا تو وہ خواب سے اسی وقت بیدار ہوجائیگا جس وقت بیدار ہونا چاہتا ہے۔

(۳۵۷) اور سعد اسکاف نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (سوتے

وقت) یہ کلمات کہے گا اسکے لئے میں ضامن ہوں کہ اسکو صبح تک کوئی بچھو یا کوئی زہریلا جانور گزند نہ پہنچائے گا أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا بَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (میں اللہ کے ان کلمات تامات کی پناہ چاہتا ہوں کہ جن سے کوئی نیک و بد شے تجاوز نہیں کر سکتی ہر اس چیز کے شر سے کہ جسے اللہ نے خلق کیا اور ہر اسکے شر سے جسے اللہ نے پیدا کیا ہے اور ہر اس زمین پر چلنے والے کے شر سے جسکی پیشانی اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہے بیشک تیرا رب عدل و انصاف کی سیدھی راہ پر ہے)

(۱۳۵۸) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تم کو بستر خواب پر جنابت کا خوف ہو تو (سوتے وقت) یہ کہو اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الِاحْتِلَامِ، وَمِنْ سُوءِ الْأَحْلَامِ، وَمِنْ أَنْ يَتَلَاعَبَ بِيَ الشَّيْطَانُ فِي الْيَقَظَةِ وَالْمَنَامِ (اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں احتلام سے اور بدخوابی سے اور اس امر سے کہ خواب و بیداری میں شیطان مجھ سے کوئی کھیل کھیلے)۔

(۱۳۵۹) عباس بن ہلال نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو سوتے وقت یہ آیت پڑھے اور اس پر گھر کی چھت گر جائے إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا (بیشک اللہ ہی سارے آسمانوں اور زمین کو اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے روکے ہوئے ہے اور اگر بالفرض یہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو پھر اسکے سوا کوئی اور اسکو روک نہیں سکتا بیشک وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے) (سورہ فاطر آیت نمبر ۴۱)

باب نماز شب پڑھنے کا ثواب

(۱۳۶۰) ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے تو آپ نے فرمایا اے جبرئیل مجھے کوئی وعظ سناؤ۔ تو انہوں نے کہا اے محمدؐ جس قدر چاہو زندہ رہو مگر آخر آپ کو مرنا ہے۔ اور جس سے چاہو محبت کرو آخر تمہیں اس سے جدا ہونا ہے اور جو چاہو عمل کرو آخر تمہیں اللہ سے ملاقات کرنی ہے۔ اور مومن کا شرف اسکی نماز شب ہے اور اسکی عزت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اذیت دینے سے باز رہے۔

(۱۳۶۱) بکر سقاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی رحمتوں میں سے یہ تین چیزیں بھی ہیں۔ شب کو نماز تہجد پڑھنا، روزہ دار کو افطار کرانا اور اپنے بھائیوں سے ملاقات کرنا۔

(۱۳۶۲) حضرت امام ابوالحسن اول نے قول خدا و رهبانية ابتدعوها ماكتبناها عليهم الا ابتغاء رضوان الله (اور لذت سے کنارہ کشی کا ان لوگوں نے ایک نیا طریقہ اختیار کیا جس طرح ہم نے انکو حکم نہیں دیا تھا مگر ان لوگوں نے اللہ کی خوشنودی کیلئے ایسا کیا) (سورہ حدید آیت نمبر ۲۷) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد نماز شب ہے۔

(۱۳۶۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ نماز شب ضرور پڑھو یہ تمہارے نبی کی سنت اور تم سے پہلے گزرے ہوئے صالح بندوں کا طریقہ ہے۔ اور تمہارے جسموں سے مرض کو نکال دینے والا ہے۔

(۱۳۶۴) اور ہشام بن سالم نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے قول خدا ان ناشئة اللیل ھی اشد وطاوا اقوم قیلا (اس میں شک نہیں کہ رات کا اٹھنا نفس کو پامال کرنے اور ذکر سے ٹھکا دینے کا وقت ہے) (سورۃ المزمل آیت نمبر۶) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد انسان کا اپنے بستر خواب سے اٹھنا ہے جو اللہ کیلئے ہو کسی غیر کیلئے نہ ہو۔

(۱۳۶۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اپنے بستر خواب سے اٹھتے ہیں تو تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ کہ جن کیلئے کچھ ثواب ہے ان پر کوئی عتاب نہیں دوسرے وہ کہ جن پر عتاب ہی عتاب ہے ان کیلئے کوئی ثواب نہیں تیسرے وہ کہ جن کے کیلئے نہ کوئی ثواب ہے اور نہ کوئی عتاب اب وہ کہ جن کے لئے ثواب ہے کوئی عتاب نہیں وہ لوگ وہ ہیں کہ جو اپنے بستر خواب سے اٹھتے ہیں تو وضو کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو یہی وہ ہیں کہ جنکو ثواب ملتا ہے انکے لئے کوئی عتاب نہیں ہے۔ اب دوسری قسم کے لوگ تو وہ لوگ ہیں جو مسلسل اللہ کی نافرمانی اور معصیت میں مشغول رہتے ہیں ان پر عتاب ہی عتاب ہے ان کیلئے کوئی ثواب نہیں ہے اور تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں کہ جو مسلسل سوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ صبح نمودار ہوجاتی ہے تو ان کیلئے نہ کوئی ثواب ہے اور نہ ان پر کوئی عتاب ہے۔

(۱۳۶۶) اور عبداللہ بن سنان نے آنجناب علیہ السلام سے قول خدا سیماھم فی وجوھھم من اثرالسجود (ان کی پیشانیوں پر گھٹے پڑے ہوئے ہیں) (سورہ فتح آیت نمبر ۲۹) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد رات کو جاگ کر نماز پڑھنا ہے۔

(۱۳۶۷) فضیل بن یسار نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ تمام گھر کے جن میں راتوں کے اندر تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ نمازیں پڑھی جاتی ہیں وہ اہل آسمان کیلئے اسی طرح ہیں جس طرح ستارے اہل زمین کیلئے۔

(۱۳۶۸) اور آنجناب علیہ السلام نے قول خدا ان الحسنات یذھبن السیات (نیکیاں یقیناً گناہوں کو دور کر دیتی ہیں) (سورہ ہود آیت نمبر۱۱۴) کے متعلق فرمایا یہ مومن کی شب کے وقت کی نماز ہے کہ دن میں اس نے جو گناہ کئے ہیں یہ اسکو دور کردیتی ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں امیرالمومنین علیہ السلام کی راتوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی مدح فرمائی چنانچہ ارشاد ربانی ہے امن ھو قانت اناء اللیل ساجدا و قائما یحذر الاخرۃ و یرجوا رحمۃ ربہ - (کیا جو شخص رات کے اوقات میں سجدہ کرے اور کھڑے کھڑے خدا کی عبادت کرتا ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہو وہ ناشکرے کافروں کے برابر ہو سکتا ہے) (سورہ الزمر آیت نمبر۹) یہاں اناءاللیل سے مراد رات کی ساعتیں ہیں۔

(۱۳۶۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب اہل زمین پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرتا ہے (تو رک جاتا ہے) اور کہتا ہے کہ اگر زمین پر میرے جلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور ہماری مسجدوں کو آباد کرنے والے اور اوقات سحر میں استغفار کرنے والے نہ ہوتے تو میں عذاب نازل کر دیتا۔

(۱۳۷۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شب کے وقت کثرت سے نمازیں پڑھتا ہے اسکا چہرہ دن کے وقت بارونق و بشاش رہتا ہے۔

(۱۳۷۱) ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حاجتمندی وافلاس کا اظہار کرنے لگا اور اس میں اتنا مبالغہ کرنے لگا کہ قریب تھا کہ وہ ان سے بھوک کی بھی شکایت کرنے لگے۔ آپؑ نے اس سے پوچھا کیوں جی تم نماز شب پڑھتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! یہ سن کر آپ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ کہے کہ میں نماز شب پڑھتا ہوں اور دن کو بھوکا رہ جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے نماز شب کو دن کی خوراک کا ضامن بنا دیا ہے۔

(۱۳۷۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مزاح کو پسند کرتا ہے بشرطیکہ وہ فحش نہ ہو۔ اور تنہائی میں غور و فکر کرنے والے کو اور تخلیہ میں وعظ و نصیحت کو اور شب کو جاگ کر نماز پڑھنے والے کو پسند کرتا ہے۔

(۱۳۷۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی موت کے وقت حضرت ابوذر سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر تم اپنے نبی کی وصیت کو یاد رکھو تمہیں نفع پہنچائے گی۔ جسکی راتیں کھڑے ہو کر عبادت میں بسر ہوتی ہوں اور وہ مرجائے تو اسکے لئے جنت ہے (یہ حدیث طویل ہے میں نے اس میں سے یہاں بقدر ضرورت لیا ہے)

(۱۳۷۴) جابر بن اسماعیل حضرت جعفرؑ بن محمد سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے راتوں کو جاگ کر قراءت و عبادت کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے اس سے ارشاد فرمایا سنو میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ جو شخص شب کے دسویں حصہ میں نماز پڑھتا رہے، پورے خلوص اور اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی خواہش میں تو اللہ تعالیٰ اپنے ملائیکہ سے کہتا ہے کہ میرے اس بندے کے نامہ اعمال میں آج کی شب جتنے دانے روئیدہ ہوئے ہیں اور جتنے پتے نکلے ہیں اور جتنے درخت ہیں اور ان کی تمام شاخوں پر کونپلیں ہیں ان سب کی تعداد کے برابر نیکیاں تحریر کر دو۔ اور جو شخص شب کا نواں حصہ نماز میں گزارے اللہ تعالیٰ اسکی دس دعائیں قبول کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسکے نامۂ اعمال کو اسکے داہنے ہاتھ میں دیگا۔

اور جو شخص رات کا آٹھواں حصہ نماز میں بسر کرے گا اللہ تعال اسے ایک شہید صابر اور صادق النیت کا ثواب عطا کرے گا اور وہ اپنے خاندان کی شفاعت کرے گا۔

اور جو شخص شب کا ساتواں حصہ نماز میں بسر کرے گا وہ یوم محشر اپنی قبر سے اس طرح اٹھے گا کہ اسکا چہرہ چودھویں

رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا اور وہ صراط پر بڑے امن وامان کے ساتھ گزر جائے گا۔

اور جو شخص شب کا چھٹا حصہ نماز میں بسر کرے گا تو اسکا نام اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں میں لکھ دیا جائے گا اور اسکے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اور جو شخص رات کا پانچواں حصہ نماز میں بسر کرے گا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اسکی قبر میں اسکی ملاقات کو آئیں گے۔

اور جو شخص ایک چوتھائی رات نماز میں بسر کرے گا تو اسکا شمار سب سے پہلے کامیابی اور نجات پانے والوں میں ہوگا یہاں تک کہ وہ صراط پر سے تیز آندھی کی طرح گزر جائے گا اور بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اور جو شخص ایک تہائی رات نماز میں بسر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسکو وہ منزلت عطا کرے گا کہ کوئی ملک ایسا نہ ہوگا جو اس پر رشک وغبطہ نہ کرے اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس میں سے چاہو داخل ہو جاؤ۔

اور جو شخص رات کا آدھا حصہ نماز میں بسر کرے گا تو اسکو اتنا اجر ملے گا کہ اگر اس کو زمین کے ستر (۷۰) گنا وزن کے برابر بھی سونا عطا کر دیا جائے تو وہ اسکے اس اجر کے برابر نہ ہوگا۔ اور اللہ کے نزدیک وہ اس شخص سے افضل ہوگا جو اولاد اسماعیل میں سے ستر غلام آزاد کر دے۔

اور جو شخص دو تہائی رات نماز میں بسر کرے گا تو عالج کی ریت کی تعداد کے برابر حسنات اسکے نامہ اعمال میں لکھ دیئے جائیں گے اور اس میں سے اسکا چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی کوہ احد سے دس گنا وزنی ہوگا۔

جو شخص پوری رات نماز میں بسر کرے گا کتابِ خدا کی تلاوت کرتے ہوئے، رکوع کرتے ہوئے، سجدہ کرتے ہوئے تو اسکو اللہ تعالیٰ کثیر ثواب عطا کرے گا جس میں سے سب سے چھوٹا ثواب یہ ہوگا کہ وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور اسکے نامہ اعمال میں وہ تمام حسنات لکھ دیئے جائیں گے جو اللہ نے پیدا کئے ہیں اور اسی کے مثل درجات اور اسکی قبر میں مستقل طور پر نور رہے گا۔ اور اسکے قلب سے گناہ اور حسد کا خیال نکال دے گا۔ اسکو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا اور جہنم سے براءت کا پروانہ دے دیگا۔ اور اسے امن پانے والوں میں محشور کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے ملائیکہ سے ارشاد فرمائے گا کہ اے میرے ملائیکہ میرے اس بندے کو دیکھو اس نے میری خوشنودی حاصل کرنے کیلئے رات بھر جاگ کر عبادت کی ہے۔ لے جاؤ اسکو جنت الفردوس میں ساکن کر دو اور وہاں اس کیلئے ایک ہزار شہر ہونگے اور ہر شہر میں وہ تمام چیزیں مہیا ہونگی جسکا لوگوں کا جی چاہے گا اور اسے دیکھ کر آنکھوں کو لذت محسوس ہوگی اور اسکو وہ کرامت و شرف و تقرب حاصل ہوگا جو کسی کے وہم و خیال میں بھی نہ ہوگا۔

باب نمازِ شب کا وقت

(۱۳۷۵) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز عشاء پڑھ لیا کرتے تو اپنے بستر خواب پر چلے جایا کرتے اور پھر نصف شب تک کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

(۱۳۷۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز شب کا وقت نصف شب سے آخر شب تک ہے۔

(۱۳۷۷) عمر بن حنظلہ نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اٹھارہ راتوں تک اس امر کی نیت کی کہ نماز شب کیلئے اٹھوں گا مگر نہ اٹھ سکا تو اب کیا میں اول شب ہی میں نماز شب پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ دن میں اسکی قضا پڑھ لیا کرو مجھے یہ پسند نہیں کہ اول شب میں نماز شب پڑھنے کی عادت پڑجائے۔

(۱۳۷۸) اور معاویہ بن وھب سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کے صالح دوستداروں میں سے ایک دوستدار نے مجھ سے شکایت کی کہ میں تو نیند سے تنگ ہوں اور کہا کہ میں نماز شب کیلئے اٹھنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر نیند ایسی غالب ہوتی ہے کہ صبح ہوجاتی ہے چنانچہ اکثر مسلسل ایک ماہ یا دو ماہ تک نماز شب قضا ہوجاتی ہے اور مجھے یہ بات بہت گراں محسوس ہوتی ہے؟ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ واللہ یہ تو خوشی کی بات ہے واللہ یہ تو خوشی ہے (کہ یہ تم کو گراں محسوس ہوتی ہے) مگر آپ نے اول شب میں نماز شب پڑھنے کی اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ دن میں اسکی قضا افضل ہے۔

(۱۳۷۹) عبداللہ بن مسکان نے لیث مرادی سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ گرمیوں کے زمانے میں جب رات چھوٹی ہوتی ہے کیا نماز شب اول شب پڑھ لی جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں تم نے کیا اچھی بات سوچی اور تم نے اچھا کیا (یعنی سفر میں)

(۱۳۸۰) راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے ان جنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جسکو سفر میں جنابت کا خوف ہوتا ہے یا جاڑے میں تو کیا وہ نماز وتر پڑھنے میں تعجیل کرے اور اول شب میں پڑھ لے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۱۳۸۱) ابو جریر بن ادریس نے حضرت ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سفر میں نماز شب رات کے ابتدائی حصہ میں محمل کے اندر پڑھ لو اور وتر اور دو رکعت فجر بھی۔

بہر حال جہاں کہیں بھی روایت کی گئی ہے کہ نماز شب اول شب میں پڑھ لی جائے تو یہ سفر کیلئے ہے کیونکہ تشریح کرنے والی احادیث مجمل احادیث کا مفہوم بتاتی ہیں۔

(۱۳۸۲) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اور انہوں نے دونوں آئمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی

ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جسکی آنکھ شب میں ایک یا دو مرتبہ نہ کھلتی ہو پس اگر وہ اس میں اٹھ کھڑا ہوا تو یہ اس کو اختیار ہے ورنہ شیطان آکر اسکے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ جب کوئی ایسا شخص صبح کو اٹھتا ہے جو نماز تہجد کیلئے نہیں اٹھا تو وہ سست بوجھل اور کسل مند اٹھتا ہے۔

(۱۳۸۳) اور حسن صیقل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے نفرت کرتا ہوں جو میرے پاس آکر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کرتا ہے پھر کہتا ہے کہ کیا یہ زیادہ کیا گیا ہے ؟ گویا اسکا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شے میں کوئی کمی کردی تھی۔ اور میں ناپسند کرتا ہوں اس شخص کو جو قرآن کی تلاوت کرے اور رات کے کچھ حصہ تک بیدار رہے اور نماز شب کیلئے کھڑا نہ ہو یہاں تک کہ جب صبح ہو جائے تو جلدی سے اٹھ کر نماز صبح کیلئے کھڑا ہو جائے۔

(۱۳۸۴) اور ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی بندہ یہ نیت کرتا ہے کہ فلاں وقت اس خواب سے بیدار ہو جاؤں گا تو اللہ اسکی نیت کو جانتا ہے اور اس پر دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اسی ساعت معین پر اس بندے کو ہلا دیتے ہیں۔

(۱۳۸۵) عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کسی بندے پر حالت نماز میں نیند غالب ہو جائے تو اسکو چاہیئے کہ اپنا سر رکھ کر سو رہے اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر اسکا ارادہ یہ کہنے کا ہو کہ پروردگار مجھے جنت میں داخل کر اور وہ نیند کے جھونکے میں کہیں یہ نہ کہہ دے کہ پروردگار تو مجھے جہنم میں داخل کر دے۔

(۱۳۸۶) ذکریا نقاض نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خدا لاتقربوا الصلاۃ و انتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون (نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ تاکہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اسکو سمجھو بھی کہ کیا کہہ رہے ہو) (سورہ النساء آیت نمبر۴۳) کے متعلق روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا نیند کا نشہ بھی اسی کے ذیل میں ہے۔

باب انسان جب نیند سے بیدار ہو تو کیا کہے

(۱۳۸۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر پر جاتے تھے تو فرمایا کرتے بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ اَحْیَا وَ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ (تیرے نام کے ساتھ اے اللہ میں زندہ ہوں اور تیرے ہی نام کے ساتھ میں مرونگا) اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ (حمد اس اللہ کی جس نے مجھے مارنے کے بعد پھر زندہ کر دیا اور اسی کی طرف حشر و نشر ہوگا)۔

(۱۳۸۸) اور جراح مدائنی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نیند سے اٹھے تو یہ کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ النَّبِيِّيْنَ وَ إِلٰهِ الْمُرْسَلِيْنَ ، وَ رَبِّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُحْيِي الْمَوْتٰى وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (پاک ہے وہ اللہ جو تمام انبیاء کا رب اور تمام رسولوں کا اللہ اور مستضعفین کا پروردگار ہے اور حمد اس اللہ کی جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور جو ہر شے پر قادر ہے) جب وہ یہ کہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا اور شکر ادا کیا۔

(۱۳۸۹) اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ جب رات کے آخر حصے میں اٹھتے تو اتنی بلند آواز سے یہ کہتے ہیں کہ تمام گھر والے سنتے اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى هَوْلِ الْمُطَّلَعِ ، وَ وَسِّعْ عَلَيَّ الْمَضْجَعَ وَ ارْزُقْنِيْ خَيْرَ مَا قَبْلَ الْمَوْتِ ، وَ ارْزُقْنِيْ خَيْرَ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔ (اے اللہ ہول قیامت پر میری مدد فرمانا میری خوابگاہ کو وسیع کر دینا اور موت سے پہلے مجھے خیر کی روزی اور موت کے بعد بھی مجھے خیر کی روزی عطا فرمانا)

(۱۳۹۰) اور ایک دوسری حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر خواب سے اٹھو تو افق آسمان کو دیکھو اور یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ عَلَيَّ رُوْحِيْ لِأَعْبُدَهُ وَ أَحْمَدَهُ ، اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا يُوَارِيْ مِنْكَ لَيْلٌ سَاجٍ وَ لَا سَمَاءٌ ذَاتُ أَبْرَاجٍ ، وَ لَا أَرْضٌ ذَاتُ مِهَادٍ ، وَ لَا ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ، وَ لَا بَحْرٌ لُجِّيٌّ يُدْلِجُ بَيْنَ يَدَيِ الْمُدْلِجِ مِنْ خَلْقِكَ ، تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ، غَارَتِ النُّجُوْمُ وَ نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَ أَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَ لَا نَوْمٌ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ إِلٰهِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ خَالِقِ النَّبِيِّيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَ ارْحَمْنِيْ وَ تُبْ عَلَيَّ ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ (حمد اس اللہ کی جس نے میری روح مجھے واپس کر دی میں عبادت کروں گا اور اسکی حمد کروں گا۔ اے اللہ نہ تجھ سے پر سکون رات پوشیدہ ہے نہ برجوں والا آسمان نہ گہوارے والی زمین نہ یہ تاریکیاں جو تہہ بہ تہہ ہیں اور نہ گہرا سمندر جو رات کو سفر کرنے والی تیری مخلوق کے سامنے موجیں مارتا ہے تو آنکھوں کے اشاروں اور دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے۔ ستارے ڈوب گئے آنکھیں پر خواب ہو گئیں مگر تو زندہ و قائم ہے نہ تجھے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ پاک ہے اللہ جو تمام عالمین کا رب ہے اور تمام رسولوں کا اللہ اور تمام انبیاء کا خالق ہے اور حمد ہے اس اللہ کی جو تمام عالمین کا رب ہے۔ اے اللہ میری مغفرت فرما مجھ پر رحم فرما میری توبہ کو قبول فرما بیشک تو توبہ کو قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔

اسکے بعد سورہ آل عمران کی آخری پانچ آیتیں ان فی خلق السموات و الارض سے لیکر انک لا تخلف المیعاد تک پڑھو۔

اور تم پر لازم ہے کہ مسواک کرو اس لئے کہ وقت سحر قبل وضو مسواک کرنا سنت ہے اس کے بعد وضو کرو۔

(۱۳۹۱) ابو عبیدہ حذاء نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خدا تتجافی جنوبھم عن المضاجع (رات کے

وقت ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے) (سورہ سجدہ ۱۶) کے متعلق روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا شاید یہ تمہارا خیال ہو کہ وہ لوگ کبھی سوتے ہی نہیں؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس بدن کیلئے یہ ضروری کہ تھوڑا آرام کرے تاکہ اسکا نفس نکل جائے اور جب وہ نکل جاتا ہے تو بدن آرام کرتا ہے اور روح اس میں پلٹتی ہے اور اسی میں عمل کی قوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ان لوگوں کے پہلو اپنے بستروں کو چھوڑ دیتے ہیں اور وہ لوگ اپنے رب سے خوف و طمع کی ملی جلی حالت میں دعا کرتے ہیں یہ آیت حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور ہمارے شیعوں میں سے جو انکی اتباع کرتے ہیں وہ اول شب میں سویا کرتے ہیں اور جب دو تہائی رات یا جس قدر اللہ چاہے گزر جاتی ہے تو وہ اپنے رب سے گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں رغبت کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسکی خواہش کرتے ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہاں ان لوگوں کا ذکر اپنی کتاب میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا ہے اور جو کچھ ان لوگوں کو عطا کرے گا اسے بتایا ہے۔ اور انہیں اپنے جوار رحمت میں ساکن کرے گا اور انہیں اپنی جنت میں داخل کرے گا اور انہیں خوف سے اور ڈر سے امن میں رکھے گا۔

میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جب میں رات کے آخری حصہ میں اٹھوں تو کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ اِلٰهِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ (یعنی ہر طرح کی حمد سزاوار ہے تمام عالمین کے پروردگار اور تمام رسولوں کے اللہ کیلئے اور حمد اس اللہ کی جو مردوں کو زندہ کریگا اور جو لوگ قبروں میں ہیں انہیں اٹھائے گا) جب تم یہ کہو گے تو تم سے شیطان کی گندگی اور اسکا وسوسہ دور ہو جائے گا۔

باب مرغ کے بانگ دیتے وقت کا قول

(۱۳۹۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مرغ کی بانگ سنو تو یہ کہو سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَ الرُّوْحِ سَبَقَتْ رَحْمَتُکَ غَضَبَکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَ بِحَمْدِکَ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (اے ملائیکہ اور روح کے پروردگار تو ہر طرح پاک اور ہر طرح منزہ ہے تیری رحمت تیرے غضب سے پہلے ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے، تو پاک ہے اور تیری حمد کے ساتھ اقرار ہے کہ میں نے برے عمل کئے اور اپنے نفس پر ظلم کیا مجھے بخش دے اس لئے کہ سوائے تیرے اور کوئی گناہوں کو نہیں بخشے گا)۔

(۱۳۹۳) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ مرغ سے پانچ باتیں سیکھو نماز کے وقت کو یاد رکھنا، غیرت، سخاوت، شجاعت اور کثرت جماع۔

(۱۳۹۴) آپ نے فرمایا تم لوگ کوے سے تین باتیں سیکھ لو اپنی جفتی کو چھپانا، بہت تڑکے طلب رزق کیلئے نکل جانا، چوکنا رہنا۔

(۱۳۹۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا ایک فرشتہ سفید مرغ کی شکل کا ہے اس کا سر عرش کے نیچے اور اسکے پاؤں ساتویں طبقۂ زمین کی جڑیں ہیں اس کا ایک بازو مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے جب تک وہ بانگ نہیں دیتا دنیا کا کوئی مرغ بانگ نہیں دیتا اور جب وہ بانگ دیتا ہے اپنے دونوں بازو پھڑپھڑاتا ہے اور کہتا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ العظیم الذی لیس کمثلہ شیء یعنی اللہ پاک و منزہ ہے اللہ پاک و منزہ ہے وہ عظیم اللہ پاک و منزہ ہے کہ جسکے مثل کوئی شے نہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ جواب دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو شخص اس بات کو جانتا ہے جو تو کہہ رہا ہے تو وہ جھوٹا حلف نہ اٹھائے گا۔

(۱۳۹۶) روایت کی گئی ہے کہ اسی مرغ کیلئے یہ آیت نازل ہوئی ہے والطیر صافات کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ (پرندے اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں ہر ایک اپنی تسبیح اور اپنی نماز کو جانتا ہے) (سورہ نور آیت نمبر ۴۱)

(۱۳۹۷) اور روایت کی گئی ہے کہ حاملین عرش صرف چار ہیں ان میں سے ایک مرغ کی شکل کا ہے جو اللہ تعالیٰ سے پرندوں کیلئے رزق مانگتا ہے، ایک شیر کی شکل کا ہے جو اللہ تعالیٰ سے درندوں کیلئے رزق طلب کرتا ہے، ایک بیل کی شکل کا ہے جو اللہ سے سارے جانوروں کیلئے رزق طلب کرتا ہے ایک بنی آدم کی شکل کا ہے جو اللہ تعالیٰ سے بنی آدم کیلئے رزق مانگتا ہے اور جب قیامت کا دن ہوگا تو پھر حاملین عرش آٹھ ہو جائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیہ (تمہارے رب کا عرش اس دن آٹھ اٹھائے ہونگے) (سورہ الحاقہ آیت نمبر ۱۷)

باب نماز شب کیلئے اٹھتے وقت کی دعا

(۱۳۹۸) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز کیلئے اٹھنے کا ارادہ کرو تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَ اٰلِهٖ وَ اُقَدِّمُھُمْ بَیْنَ یَدَیْ حَوَائِجِیْ، فَاجْعَلْنِیْ بِھِمْ وَجِیْھاً فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِھِمْ وَ لَا تُعَذِّبْنِیْ بِھِمْ وَ اھْدِنِیْ بِھِمْ وَ لَا تُضِلَّنِیْ بِھِمْ، وَ ارْزُقْنِیْ بِھِمْ وَ لَا تَحْرِمْنِیْ بِھِمْ، وَ اقْضِ لِیْ حَوَائِجِیْ لِلدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، وَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (اے اللہ میں تیرے نبی، رحمت والے نبی اور ان کی آل کے واسطہ سے تیری طرف متوجہ ہوں اور اپنی حاجات کی سفارش کیلئے ان حضرات کو پیش کرتا ہوں تجھے ان سب حضرات کا واسطہ مجھے دنیا و آخرت میں صاحب وجاہت بنا دے اور اپنے مقرب بندوں میں شامل کر لے اے اللہ تجھے ان سب کا واسطہ مجھ پر رحم فرما۔ تجھے ان سب کا واسطہ مجھے عذاب میں مبتلا نہ کر۔ تجھے ان سب کا واسطہ مجھے ہدایت عطا کر تجھے ان سب کا واسطہ مجھے گمراہ نہ ہونے دے تجھے ان سب کا واسطہ مجھے روزی عطا فرما۔ تجھے ان سب کا واسطہ مجھے محروم نہ کر۔ اور میری دنیا و دین کی حاجتوں کو روا کر دے بیشک تو ہر چیز پر قادر اور ہر شے کا جاننے والا ہے)

باب وہ تکبیریں جو سنت جاریہ ہیں لازم ہے کہ ان کی طرف توجہ دی جائے

سنتی تکبیرات چھ (۶) ہیں یعنی نماز شب کی پہلی رکعت میں اور نماز وتر کی ایک رکعت میں اور نماز زوال کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں اور نماز احرام کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں اور نوافل مغرب کے اندر پہلی رکعت میں اور ہر نماز فریضہ کی پہلی رکعت میں ۔ میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالے میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے جو انہوں نے میرے پاس بھیجا ہے۔

باب نماز شب

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے کہ و من اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا (اور رات کے خاص حصہ میں نماز تہجد پڑھا کرو یہ سنت تمہاری خاص فضیلت ہے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود تک پہنچائے) (سورہ الاسرا آیت نمبر ۷۹) تو نماز شب پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض ہے اللہ تعالیٰ کے اسی قول کے بموجب کہ فتھجد یعنی نماز تہجد پڑھو اور دوسروں کیلئے سنت اور نافلہ ہے ۔

(۱۳۹۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وصیت میں حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ تم پر لازم ہے نماز شب پڑھو پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور قل ھو اللہ احد اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل یاایھا الکافرون اور پھر اور چھ (۶) رکعتوں میں جو سورہ چاہے پڑھو خواہ کوئی طویل سورہ پڑھو خواہ قصیر۔

(۱۴۰۰) اور روایت میں ہے کہ جو شخص نماز شب کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ الحمد اور تیس (۳۰) مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو جوں ہی نماز کو تمام کرے گا اللہ اور اسکے درمیان کوئی ایسا گناہ نہ ہوگا جسے اللہ نہ بخش دے ۔ اور نماز شفع کی دو رکعتوں میں اور وتر کی ایک رکعت میں سورہ قل ھو اللہ احد پڑھو اور نماز شفع اور نماز وتر کے درمیان سلام پڑھ کر فاصلہ دیدو۔

(۱۴۰۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص نماز وتر میں معوذتین (اعوذ برب الفلق اور اعوذ برب الناس) اور قل ھو اللہ احد پڑھے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ اللہ کے بندے خوشخبری سن اللہ نے تیری نماز وتر قبول فرمالی ۔

اور قنوت ہر دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور سوروں کی قراءت کے بعد ہے اور ان میں سوروں کی قراءت بالجہر (بلند آواز سے) ہوگی اور نماز وتر میں قنوت رکوع سے پہلے ہوگی ۔

اور اگر تم نماز شب کیلئے اٹھے مگر اتنا وقت نہیں ہے کہ جیسا تم چاہتے ہو کہ نماز شب ویسی پڑھو تو پھر اسکو سمیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر رکعت میں صرف سورہ حمد پڑھو ۔ اور تمہیں فجر کے طلوع ہوجانے کا ڈر ہے تو دو رکعت پڑھو اور تیسری

رکعت وتر کی پڑھ لو اور اگر فجر طلوع ہو گئی ہے تو پھر دو رکعت نماز فجر پڑھو نماز شب کا وقت چلا گیا۔
اور اگر تم نماز شب کی چار رکعتیں قبل طلوع فجر پڑھ چکے ہو تو اب نماز شب پوری پڑھ لو فجر طلوع ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور اس امر کی رخصت کی بھی کہیں کہیں روایت کی گئی ہے کہ آدمی نماز شب بعد طلوع سحر بھی پڑھ لے لیکن کبھی کبھی اس کو عادت نہ بنائے اور اگر تم پر نماز شب کی قضا ہے اور تم نماز شب پڑھنے کھڑے ہوئے اور تمہارے پاس اتنا وقت ہے کہ نماز شب کی قضا بھی پڑھو اور اس شب کی بھی نماز شب پڑھ لو تو قضا نماز شب پہلے پڑھو پھر اس شب کی نماز شب پڑھو اور اگر وقت صرف اتنا ہی ہے کہ اس میں ایک ہی نماز شب پڑھ سکتے ہو تو پھر پہلے اپنی اس شب کی نماز شب پڑھ لو کہ دونوں قضا نہ ہو جائیں۔ اس کے بعد فوت شدہ نماز شب پڑھو۔ وہ کل کی ہو یا پرسوں کی۔

باب دعائے قنوت نماز وتر

(۱۴۰۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر کے قنوت میں یہ کہا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ، وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ، فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ، سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ، اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ وَاُؤْمِنُ بِکَ، وَاَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ یَا رَحِیْمُ۔ (اے اللہ تو مجھے ہدایت بخش اور ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کر اور عافیت عطا فرما اور عافیت پانے والے لوگوں میں شامل کر اور میری کارسازی بھی فرما اور مجھے ان لوگوں کے زمرہ میں شامل کر جنکی تو نے کارسازی کی ہے۔ اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا ہے اس میں میرے لئے برکت دے اور اس شر سے بچا جو تو جاری کر چکا ہے بیشک تو ہی حکم جاری کرتا ہے اور تجھ پر کسی کا حکم جاری نہیں ہوتا۔ اے کعبہ کے رب تیری ذات پاک و منزہ ہے میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور تجھ پر ایمان لایا ہوں تجھ پر توکل کئے ہوئے ہوں اے رحم کرنے والے تیری مدد کے بغیر کوئی قوت و طاقت نہیں ہے)

(۱۴۰۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں جو سب سے طویل قنوت پڑھے گا وہ قیامت کے دن موقف میں سب سے طویل راحت میں رہے گا۔

(۱۴۰۴) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن قنوت اللہ کی مجد و بزرگی کا اظہار اور اللہ کے نبی پر درود اور کلمات فرج و کشادگی کا ہے اور پھر یہ دعا ہے (جو اوپر گزری ہے)

اور نماز وتر میں قنوت روز جمعہ کے قنوت کے مانند ہے پھر تم اپنی ذات کیلئے دعا کرنے سے پہلے کہو اَللّٰھُمَّ تَمَّ نُوْرُکَ فَھَدَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ رَبَّنَا وَبَسَطْتَ یَدَکَ فَاَعْطَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ رَبَّنَا وَعَظُمَ حِلْمُکَ فَعَفَوْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ

رَبَّنَا وَجْهُكَ أَكْرَمُ الْوُجُوهِ

وَجِهَتُكَ خَيْرُ الْجِهَاتِ وَعَطِيَّتُكَ أَفْضَلُ الْعَطِيَّاتِ وَأَهْنَؤُهَا، تُطَاعُ رَبَّنَا فَتَشْكُرُ، وَتُعْصَى رَبَّنَا فَتَغْفِرُ لِمَنْ شِئْتَ، تُجِيبُ الْمُضْطَرَّ وَتَكْشِفُ الضُّرَّ وَتَشْفِي السَّقِيمَ وَتُنَجِّي مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ، لَا يُجْزَى بِآلَائِكَ أَحَدٌ وَلَا يُحْصِي نَعْمَائَكَ قَوْلُ قَائِلٍ، اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَبْصَارُ وَنُقِلَتِ الْأَقْدَامُ، وَمُدَّتِ الْأَعْنَاقُ، وَرُفِعَتِ الْأَيْدِي، وَدُعِيتَ بِالْأَلْسُنِ وَإِلَيْكَ سِرُّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ فِي الْأَعْمَالِ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَافْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَشْكُو إِلَيْكَ غَيْبَةَ نَبِيِّنَا عَنَّا، وَشِدَّةَ الزَّمَانِ عَلَيْنَا وَوُقُوعَ الْفِتَنِ بِنَا، وَتَظَاهُرَ الْأَعْدَاءِ عَلَيْنَا وَكَثْرَةَ عَدُوِّنَا وَقِلَّةَ عَدَدِنَا فَرِّجْ ذٰلِكَ يَا رَبِّ بِفَتْحٍ مِنْكَ تُعَجِّلُهُ، وَنَصْرٍ مِنْكَ تُعِزُّهُ، وَإِمَامِ عَدْلٍ تُظْهِرُهُ إِلٰهَ الْحَقِّ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔

(اے اللہ تیرا نور تمام ہوا اور تو نے ہدایت کی پس تیرے ہی لئے حمد ہے اے ہمارے رب تو نے اپنا ہاتھ کھولا اور عطا کیا پس تیرے ہی لئے حمد ہے اے ہمارے رب۔ اور تیرا حلم بڑا عظیم ہے کہ تو نے (گناہوں کو) معاف کیا پس تیرے ہی لئے حمد ہے اے ہمارے رب۔ تیرا چہرہ تمام چہروں میں سب سے زیادہ مکرم ہے اور تیری جہت تمام جہتوں میں سب سے بہتر ہے۔ تیرا عطیہ تمام عطیات سے افضل و برتر ہے۔ اے ہمارے رب تیری اطاعت کی جاتی ہے تو تو مشکور ہوتا ہے تیری نافرمانی کی جاتی ہے تو تو جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے تو مضطر اور پریشان کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اسکی تکلیف کو دور کر دیتا ہے۔ تو بیمار کو شفاء دیتا ہے اسے کرب عظیم سے نجات دیتا ہے۔ تیری نعمتوں کا کوئی بدل نہیں۔ تیری نعمتوں کو کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ پروردگار سب کی نگاہیں تیری طرف اٹھتی ہیں اور ہر قدم تیری طرف بڑھتا ہے سب کی گردنیں تیری طرف اٹھتی ہیں اور تمام ہاتھ تیری طرف بلند ہیں اور سب زبان سے (تجھ ہی سے) دعا کرتے ہیں اور اپنی راز کی باتوں میں اور اپنے کاموں میں تجھ سے سرگوشیاں کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم لوگوں کو بخش دے ہم لوگوں پر رحم فرما اور ہم لوگوں کے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان حق کا فیصلہ کر دے بے شک تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اے اللہ ہم تجھ سے شکایت کرتے ہیں کہ ہمارا نبی ہم لوگوں سے غائب ہے ہم لوگوں پر زمانے کی سختیاں ہیں ہمارے درمیان فتنے سر اٹھائے ہوئے ہیں۔ ہمارے دشمن ہم لوگوں پر غالب آرہے ہیں ہمارے دشمنوں کی کثرت ہے ہماری تعداد کم ہے لہٰذا اے ہمارے پروردگار اپنی طرف سے جلد فتح دیکر اور اپنی مدد سے قوت دیکر اور امام عادل کو ظہور کا حکم دے کر اے حقیقی اللہ اور تمام عالمین کے پروردگار اس مشکل کو حل کر دے۔)

پھر ستر مرتبہ استغفراللہ ربی و اتوب الیہ کہو اور جہنم سے اللہ کی بہت زیادہ مرتبہ پناہ چاہو۔

(۱۴۰۵) عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اپنی نماز وتر میں ستر مرتبہ استغفراللہ ربی و اتوب الیہ کہے اور ایک سال تک مسلسل اسکی پابندی کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسکا نام ان لوگوں میں لکھ دیگا جو سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے لئے جنت و مغفرت لازم ہوگی۔

(۱۴۰۶) اور عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نماز وتر کے قنوت میں ستر مرتبہ استغفراللہ کہو بائیں ہاتھ کو چہرے کے سامنے رکھو اور داہنے ہاتھ سے گنتے رہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر کے قنوت میں اللہ سے ستر مرتبہ استغفار پڑھتے اور سات مرتبہ یہ کہتے هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ (یہ جہنم سے تیری پناہ چاہنے والے کا مقام ہے)۔

(۱۴۰۷) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم نماز وتر میں اپنے دشمنوں کیلئے بددعا کرو اور اگر چاہو تو انکے نام لو اور اپنے لئے طلب مغفرت کرو اور قنوت میں دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور چہرے کے سامنے رکھو اور اگر چاہو تو اپنی ردا کو کھول لو۔

(۱۴۰۸) اور حضرت امام علی بن الحسین سید العابدینؑ سحر کے وقت نماز وتر میں تین سو مرتبہ العفو العفو کہا کرتے تھے۔

(۱۴۰۹) اور معروف بن خربوذ نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام دونوں میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تم نماز وتر کے قنوت میں یہ کہا کرو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ، وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْتَ اللّٰهُ زَيْنُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَاَنْتَ اللّٰهُ جَمَالُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَاَنْتَ اللّٰهُ عِمَادُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَاَنْتَ اللّٰهُ قَوَامُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَاَنْتَ اللّٰهُ صَرِيْخُ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ، وَاَنْتَ اللّٰهُ غِيَاثُ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ، وَاَنْتَ اللّٰهُ الْمُفَرِّجُ عَنِ الْمَكْرُوْبِيْنَ، وَاَنْتَ اللّٰهُ الْمُرَوِّحُ عَنِ الْمَغْمُوْمِيْنَ وَاَنْتَ اللّٰهُ مُجِيْبُ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ، وَاَنْتَ اللّٰهُ اِلٰهُ الْعَالَمِيْنَ، وَاَنْتَ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَاَنْتَ اللّٰهُ كَاشِفُ السُّوْءِ، وَاَنْتَ اللّٰهُ بِكَ مُنْزَلُ كُلِّ حَاجَةٍ، يَا اللّٰهُ لَيْسَ يَرُدُّ غَضَبَكَ اِلَّا حِلْمُكَ، وَلَا يُنْجِيْ مِنْ عَذَابِكَ اِلَّا رَحْمَتُكَ، وَلَا يُنْجِيْ مِنْكَ اِلَّا التَّضَرُّعُ اِلَيْكَ فَهَبْ لِيْ مِنْ لَدُنْكَ يَا اِلٰهِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ، بِالْقُدْرَةِ الَّتِيْ بِهَا اَحْيَيْتَ جَمِيْعَ مَا فِي الْبِلَادِ، وَبِهَا تَنْشُرُ مَيْتَ الْعِبَادِ، وَلَا تُهْلِكْنِيْ غَمًّا حَتّٰى تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَتُعَرِّفَنِيَ الْاِسْتِجَابَةَ فِيْ دُعَائِيْ، وَارْزُقْنِيَ الْعَافِيَةَ اِلٰى مُنْتَهٰى اَجَلِيْ، وَاَقِلْنِيْ عَثْرَتِيْ، وَلَا تُشْمِتْ بِيْ عَدُوِّيْ، وَلَا تُمَكِّنْهُ مِنْ رَقَبَتِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنْ رَفَعْتَنِيْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَضَعُنِيْ، وَاِنْ وَضَعْتَنِيْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَرْفَعُنِيْ، وَاِنْ اَهْلَكْتَنِيْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَحُوْلُ بَيْنَكَ وَبَيْنِيْ اَوْ يَتَعَرَّضُ لَكَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِيْ، وَقَدْ عَلِمْتُ اَنْ لَيْسَ فِيْ حُكْمِكَ ظُلْمٌ وَلَا فِيْ نَقِمَتِكَ عَجَلَةٌ، اِنَّمَا يَعْجَلُ مَنْ يَخَافُ الْفَوْتَ، وَاِنَّمَا يَحْتَاجُ اِلَى الظُّلْمِ الضَّعِيْفُ، وَقَدْ تَعَالَيْتَ عَنْ ذٰلِكَ يَا اِلٰهِيْ فَلَا تَجْعَلْنِيْ لِلْبَلَاءِ غَرَضًا، وَلَا لِنَقِمَتِكَ نَصَبًا، وَمَهِّلْنِيْ وَنَفِّسْنِيْ وَاَقِلْنِيْ عَثْرَتِيْ، وَلَا تَبْتَلِيَنِّيْ بِبَلَاءٍ عَلٰى اَثَرِ بَلَاءٍ، فَقَدْ تَرٰى ضَعْفِيْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ، اَسْتَعِيْذُ بِكَ اللَّيْلَةَ فَاَعِذْنِيْ، وَاَسْتَجِيْرُ بِكَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِيْ، وَاَسْاَلُكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَحْرِمْنِيْ

(نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو حلیم اور کریم ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو بلند اور عظیم ہے، پاک و منزہ ہے وہ اللہ جو سات آسمانوں کا رب ہے اور سات زمینوں کا رب ہے اور جو کچھ ان کے اندر اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے۔ اور عرش عظیم کا بھی رب ہے۔ اے اللہ تو ہی وہ اللہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کی زینت ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا حسن وجمال ہے۔ تو ہی وہ اللہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا ستون ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو قائم رکھنے والا ہے۔ تو ہی وہ اللہ ہے جو فریاد کرنے والوں کی فریاد کو پہنچتا ہے۔ تو ہی وہ اللہ ہے جو مدد چاہنے والوں کی مدد کو پہنچتا ہے تو ہی وہ اللہ ہے جو کرب وتکلیف میں مبتلا لوگوں کی تکلیف کو دور کرتا ہے تو ہی وہ اللہ ہے جو غمزدہ لوگوں کو غم سے نجات دیتا ہے تو ہی وہ اللہ ہے جو مضطر اور بیقرار لوگوں کی دعاؤں کی قبول کرتا ہے تو ہی وہ اللہ ہے جو تمام عالمین کا اللہ ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے جو ہر خاص وعام پر رحم فرماتا ہے۔ تو ہی وہ اللہ ہے جو مصیبتوں کو دور کرنے والا ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے جسکے سامنے تمام حاجتیں پیش ہوتی ہیں۔ اے اللہ تیرے غضب کو سوائے تیرے حلم کے کوئی اور رد نہیں کر سکتا۔ اور تیرے عذاب سے سوائے تیری رحمت کے کوئی اور نجات نہیں دلا سکتا اور تجھ سے بچنے کی اور کوئی صورت نہیں سوائے اسکے کہ تجھ سے ہی عاجزی کے ساتھ دعا کی جائے۔ پس اے اللہ مجھ پر اپنی طرف سے اتنی مہربانیاں کر کہ مجھے تیرے سوا کسی اور کی مہربانی کی ضرورت ہی نہ رہے اپنی اس قدرت کے ساتھ جس سے تو نے سارے ممالک (ساری دنیا) کے بسنے والوں کو زندگی دی ہے جس قدرت سے تو تمام بندوں کو محشور کرے گا، مجھے غموں میں مبتلا کرکے ہلاک نہ کر مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما مجھے میری دعا کی قبولیت کی شناخت کرا دے اور آخر دم تک عافیت کی روزی عطا فرما میری لغزشوں سے مجھ کو بچا مجھ پر دشمنوں کو طعنہ زنی کا موقع نہ دے انہیں میری گردن پر سوار نہ کر۔ اے اللہ اگر تو مجھے بلند کردے تو کس میں دم ہے جو مجھے پست کرے اور اگر تو مجھے پست کردے تو کسی میں طاقت نہیں جو مجھے بلند کرسکے اور اگر تو مجھے ہلاک کرنا چاہے تو تیرے اور میرے درمیان کوئی حائل نہیں ہو سکتا۔ یا میرے معاملہ میں کون ہے جو تجھے ٹوک سکے۔ اور میں جانتا ہوں کہ تیرے حکم میں ظلم و ناانصافی نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تجھے سزا دینے میں کوئی عجلت نہیں اس لئے کہ عجلت وہ کرتا ہے جس کو موقع کے فوت ہو جانے کا ڈر ہو نیز جو کمزور ہوتا ہے اس کو ظلم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور اے میرے اللہ تو اس سے بالاتر ہے پس مجھے بلاؤں کا مقصد اور اپنی سزا کا نشانہ نہ بنا مجھے مہلت دے میرے غم کو دور کر میری لغزشوں کو نظر انداز کر اور ایک بلا کے بعد دوسری بلا میرے پیچھے نہ لگا تو میری ناتوانی اور ضعف اور قلت تدبیر کو دیکھ رہا ہے۔ میں آج کی شب تیری پناہ چاہتا ہوں مجھے پناہ دیدے۔ میں جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں مجھے پناہ دے میں جنت کا طالب ہوں مجھے محروم نہ کر۔ اسکے بعد جو چاہے دعا مانگو اور ستر مرتبہ استغفر اللہ کہو۔

(۱۴۰) ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنی نماز وتر کے آخر میں

بحالت قیام میں کہا کرتے تھے رَبِّ أَسَأْتُ وَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ بِئْسَ مَاصَنَعْتُ، وَ هٰذِهٖ يَدَايَ جَزَاءً بِمَا صَنَعَتَا (پروردگار میں برائی کا مرتکب ہوا میں نے خود اپنے نفس پر ظلم کیا اور جو بھی کیا وہ برا کیا اور میرے یہ دونوں ہاتھ جو کچھ انہوں نے کیا اسکی سزا کیلئے حاضر ہیں) ۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے سامنے پھیلائے اور یہ فرمایا هٰذِهٖ رَقَبَتِيْ خَاضِعَةٌ لَكَ لِمَا أَتَتْ (اور جو کچھ کیا ہے اس پر میری گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہے) ۔

راوی کا بیان ہے کہ اسکے بعد آپ اپنا سر نیچے کرتے اور گردن کے ساتھ جھکا دیتے اور کہتے وَ هَا أَنَا ذَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَخُذْ لِنَفْسِكَ الرِّضَا مِنْ نَفْسِيْ حَتّٰى تَرْضٰى لَكَ الْعُتْبٰى لَا أَعُوْدُ لَا أَعُوْدُ لَا أَعُوْدُ (اور لے یہ میں تیرے سامنے حاضر ہوں تو جو چاہے مجھے سزا دے لے تاکہ میری سزا سے تو راضی ہو جائے (میں عہد کرتا ہوں کہ اب) ایسا نہ کروں گا ایسا نہ کروں گا ایسا نہ کروں گا) ۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ جب یہ کہہ دیا کرتے یہ کام نہ کروں گا تو خدا کی قسم وہ نہیں کرتے تھے ۔

(۱۴۱۱) عبدالرحمن بن ابو عبیداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نماز وتر میں قنوت استغفار ہے اور نماز فریضہ میں دعا ہے ۔

(۱۴۱۲) امیرالمومنین علیہ السلام نماز وتر کے اندر قنوت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے ۔ اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَنِيْ بِتَقْدِيْرٍ وَ تَدْبِيْرٍ وَ تَبْصِيْرٍ بِغَيْرِ تَقْصِيْرٍ وَ أَخْرَجْتَنِيْ مِنْ ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ بِحَوْلِكَ وَ قُوَّتِكَ أُحَاوِلُ الدُّنْيَا ثُمَّ أُزَاوِلُهَا، ثُمَّ أُزَايِلُهَا، وَ آتَيْتَنِيْ فِيْهَا الْكَلَاءَ وَ الْمَرْعٰى، وَ بَصَّرْتَنِيْ فِيْهَا الْهُدٰى، فَنِعْمَ الرَّبُّ أَنْتَ وَ نِعْمَ الْمَوْلٰى، فَيَا مَنْ كَرَّمَنِيْ وَ شَرَّفَنِيْ وَ نَعَّمَنِيْ، أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الزَّقُّوْمِ، وَ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحَمِيْمِ ۔ وَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ مَقِيْلٍ فِي النَّارِ بَيْنَ أَطْبَاقِ النَّارِ فِيْ ظِلَالِ النَّارِ يَوْمَ النَّارِ يَا رَبَّ النَّارِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مَقِيْلًا فِي الْجَنَّةِ بَيْنَ أَنْهَارِهَا وَ أَشْجَارِهَا وَ ثِمَارِهَا وَ رَيْحَانِهَا وَ خَدَمِهَا وَ أَزْوَاجِهَا اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْخَيْرِ: رِضْوَانَكَ وَ الْجَنَّةَ، وَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الشَّرِّ: سَخَطِكَ وَ النَّارِ، هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ ۔ (تین مرتبہ) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَوْفَكَ فِيْ جَسَدِيْ كُلِّهِ، وَ اجْعَلْ قَلْبِيْ أَشَدَّ مَخَافَةً لَكَ مِمَّا هُوَ، وَ اجْعَلْ لِيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ حَظًّا وَ نَصِيْبًا مِنْ عَمَلٍ بِطَاعَتِكَ وَ اتِّبَاعِ مَرْضَاتِكَ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ مُنْتَهٰى غَايَتِيْ وَ رَجَائِيْ وَ مَسْأَلَتِيْ وَ طَلِبَتِيْ أَسْأَلُكَ يَا إِلٰهِيْ كَمَالَ الْإِيْمَانِ، وَ تَمَامَ الْيَقِيْنِ، وَ صِدْقَ التَّوَكُّلِ عَلَيْكَ، وَ حُسْنَ الظَّنِّ بِكَ، يَا سَيِّدِيْ اجْعَلْ إِحْسَانِيْ مُضَاعَفًا، وَ صَلَاتِيْ تَضَرُّعًا، وَ دُعَائِيْ مُسْتَجَابًا، وَ عَمَلِيْ مَقْبُوْلًا، وَ سَعْيِيْ مَشْكُوْرًا، وَ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا، وَ لَقِّنِيْ مِنْكَ نَضْرَةً وَ سُرُوْرًا وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ ۔

(اے اللہ تو نے مجھے اپنی قدرت و تدبیر اور اپنے علم کے ساتھ بغیر کسی کمی و کوتاہی کے پیدا کیا ۔ اور اپنی قوت و طاقت سے مجھے تین اندھیروں کے درمیان سے نکالا تاکہ میں دنیا کے حصول کی تدبیر کروں اسے حاصل کروں اور پھر اسکو زائل کر دوں

اور تو نے مجھے اس میں سبزے اور چراگاہیں عطا کیں اور اس میں مجھے راستہ دکھایا۔ پس تو کتنا اچھا رب اور کتنا اچھا مالک ہے اور اے وہ ذات کہ جس نے مجھے مکرم کیا مجھے شرف دیا اور مجھے نعمتیں دیں میں تیری پناہ چاہتا ہوں زقوم (کی خوراک) سے اور تیری پناہ چاہتا حمیم (کے پینے) سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم میں قیلولہ سے جہنم کے طبقوں میں آگ کے سایہ میں جہنم کے دن اے جہنم کے رب۔ اے اللہ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ میں جنت میں اسکی نہروں اسکے درختوں اسکے پھلوں اسکے پھولوں وہاں کے خادموں اور وہاں کی ازواج کے درمیان رہوں اور قیلولہ کروں اے اللہ میں تجھ سے طالب ہوں تیرے رضوان اور جنت کا جو اچھی سے اچھی چیز ہے اور تیری پناہ کا طالب ہوں تیری ناراضگی اور جہنم سے جو بدترین چیز ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں تک جہنم سے تیری پناہ چاہنے والا کھڑا ہے (یہ تین مرتبہ کہے)

اے اللہ تو اپنا خوف میرے جسم کے سارے رگ وپے میں سمو دے اور میرے دل میں جتنا خوف ہے اور اس کو اور زیادہ اور شدید کر دے اور ہر روز اور ہر رات میرے نصیب و قسمت میں وہ عمل دے جو تیرے احکام کی پیروی کیلئے ہو اور تیری وحی کے مطابق ہو اور مجھے اسکے کرنے میں لذت محسوس ہو۔ اے اللہ تو میرے مقصد میری امید میری عافیت وطلب کی انتہا ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کمال ایمان کا پورے یقین کا اور تجھ پر سچے توکل کا اور تیری طرف سے حسن ظن کا۔ میرے مالک تو میرے اوپر احسان کو کئی گنا بڑھا دے۔ میری نماز میں تضرع و خشوع پیدا کر میری دعا کو قبولیت بخش میرے عمل کو مقبول اور میری سعی کو مشکور قرار دے میرے گناہوں کی مغفرت فرما اور تیری طرف سے مجھے فرحت و سرور عطا ہو اور رحمت ہو محمدؐ اور انکی آل پر)

(۱۴۱۳) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ قنوت ہر دوسری رکعت میں ہے خواہ وہ نماز نافلہ ہو خواہ نماز فریضہ۔

(۱۴۱۴) نیز ان ہی جناب علیہ السلام سے زرارہ نے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ قنوت ہر نماز میں ہے۔

(۱۴۱۵) ابان بن عثمان نے حلبی سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا میں نماز میں آئمہ کا نام لوں؟ آپ نے فرمایا ان سب کا اجمالی طور پر ذکر کرو (یعنی آل محمدؐ کہا کرو)

(۱۴۱۶) نیز آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تم نماز میں اپنے رب سے مناجات کرو گے اسکا شمار کلام میں نہیں ہے۔

(۱۴۱۷) ابی ولاد حفص بن سالم حنّاط سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر آدمی وتر (شفع) کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرلے پھر اپنی کسی ضرورت کو پورا کرے اور واپس آکر ایک رکعت (وتر) پڑھ لے۔

اور کوئی مضائقہ نہیں اگر کوئی شخص وتر (شفع) کی دو رکعت پڑھے پھر پانی پیئے، بات چیت کرے، حجامت کرے اور اپنی کوئی ضرورت پوری کرے اور پھر سے وضو کرے اور صبح کی نماز سے پہلے بقیہ ایک رکعت نماز وتر والی پڑھ لے۔

(۱۴۱۸) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز وتر میں قنوت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا قنوت قبل رکوع ہے تو راوی نے کہا اور اگر میں بھول جاؤں اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قنوت پڑھوں ؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو اس کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قنوت پڑھے۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسکو نماز وتر اور نماز صبح میں منع فرمایا ہے عامہ کے برخلاف اس لئے کہ وہ ان دونوں نمازوں میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے ہیں۔ اور اسکے علاوہ تمام نمازوں میں اسکی کوئی قید نہیں اس لئے کہ جمہور عامہ ان میں قنوت نہیں پڑھتے۔ پھر جب انسان نماز وتر سے فارغ ہو تو دو رکعت فجر کی نماز پڑھے۔

(۱۴۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر کی دو رکعتیں فجر سے قبل اس سے ذرا قریب یا اس سے ذرا دور پڑھو اور پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور قل ھو اللہ احد پڑھو اور انسان کیلئے یہ جائز ہے کہ نماز شب کے ساتھ ان دونوں رکعتوں کو بطور حاشیہ ملادے اور یہ جتنی بھی نماز فجر سے قریب ہو افضل ہے اور جب فجر طلوع ہو جائے تو صبح کی نماز (نافلہ) پڑھو اور نماز فجر اور نماز صبح کے درمیان ذرا آرام کر لینا افضل ہے اور تمہارے لئے یہ بھی جائز ہے کہ صرف سلام پڑھ لو۔

(۱۴۲۰) چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ سلام سے زیادہ اور کون سی چیز نماز کو زیادہ قطع کرنے والی ہے۔

(۱۴۲۱) اور سعید اعرج سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مولا میں آپ پر قربان میں نماز وتر پڑھنے میں مشغول ہوتا ہوں اور روزہ رکھنے کا بھی ارادہ ہوتا ہے اور دعا میں لگا رہتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کہیں فجر طلوع نہ ہو جائے اور مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ اپنی دعا کا سلسلہ منقطع کر کے پانی پی لوں جبکہ پانی کا برتن میرے آگے ہی رکھا ہوتا ہے ؟ تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ایک یا دو قدم آگے بڑھ کر پانی پی لو اور اپنی جگہ واپس آجاؤ اور اپنی دعا کا سلسلہ منقطع نہ کرو۔

(۱۴۲۲) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب تم نماز وتر کا سلام پڑھ چکو تو یہ تین مرتبہ کہو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْمَلِکِ الْقُدُّوسِ الْعَزِیزِ الْحَکِیمِ (پاک اور منزہ ہے میرا رب جو مالک ہے ہر عیب سے بری ہے صاحب قوت و صاحب حکمت ہے) اسکے بعد یہ کہو یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ یَا بَرُّ یَا رَحِیمُ یَا غَنِیُّ یَا کَرِیمُ اُرْزُقْنِی مِنَ التِّجَارَۃِ اَعْظَمَهَا فَضْلاً وَ اَوْسَعَهَا رِزْقاً وَ خَیْرَهَا لِی عَاقِبَۃً فَاِنَّهُ لَا خَیْرَ فِیمَا لَا عَاقِبَۃَ لَهُ (اے زندہ اے ہمیشہ قائم رہنے والے غنی اے کریم مجھے ایسی تجارت کی روزی عطا کر جو سب سے افضل ہو رزق میں سب سے زیادہ وسیع ہو اور اس کا انجام میرے لئے بہتر ہو اس لئے

کہ اس چیز میں کوئی بھلائی نہیں جسکا انجام بھلا نہ ہو)

باب دو رکعت نماز فجر اور دو رکعت نماز صبح کے درمیان ذرا آرام کرتے وقت میں دعا

دو رکعت نماز فجر اور دو رکعت نماز صبح کے درمیان داہنی کروٹ قبلہ رو ہو کر ذرا لیٹ رہو اور لیٹے ہی لیٹے یہ کہو اِسْتَمْسَكْتُ بِعُرْوَةِ اللّٰهِ الْوُثْقٰى الَّتِي لَا انْفِصَامَ لَهَا، وَاعْتَصَمْتُ بِحَبْلِ اللّٰهِ الْمَتِيْنِ، وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ فَسَقَةِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ، وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ، سُبْحَانَ رَبِّ الصَّبَاحِ، فَالِقِ الْاِصْبَاحِ، سُبْحَانَ رَبِّ الصَّبَاحِ، فَالِقِ الْاِصْبَاحِ، سُبْحَانَ رَبِّ الصَّبَاحِ فَالِقِ الْاِصْبَاحِ - (میں ایسی مضبوط رسی سے متمسک ہوں جو کبھی نہ ٹوٹے گی - میں نے اللہ کی مضبوط رسی کو پکڑا ہوا ہے - میں عرب و عجم کے فاسقوں کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور فاسق جنوں اور انسانوں کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں - پاک اور منزہ ہے صبح کا پروردگار اور ہر صبح کا شگفتہ کرنے والا - پاک منزہ ہے صبح کا پروردگار اور ہر صبح کا شگفتہ کرنے والا - پاک و منزہ ہے صبح کا پروردگار اور ہر صبح کا شگفتہ کرنے والا) اسکے بعد یہ کہو بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ لِلّٰهِ، فَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ اَطْلُبُ حَاجَتِيْ مِنَ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا، اَللّٰهُمَّ وَمَنْ اَصْبَحَ وَحَاجَتُهٗ اِلٰى مَخْلُوْقٍ فَاِنَّ حَاجَتِيْ وَرَغْبَتِيْ اِلَيْكَ - (اللہ کے نام سے میں نے اپنا پہلو اللہ کیلئے ڈالدیا ہے اور اپنا کام اللہ کے سپرد کردیا ہے میں اپنی حاجت اس سے طلب کرتا ہوں اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں میرے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین مددگار ہے جو شخص اللہ پر بھروسہ کرلے گا اللہ اسکے لئے کافی ہوگا - بیشک اللہ تعالیٰ اسکے کام کو پورا کرنے والا ہے - اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی ایک مقدار مقرر کردی ہے - اے اللہ اگر کوئی شخص صبح کرے اور اسکی حاجت کسی مخلوق کی طرف ہو تو (ہوا کرے) مگر میری حاجت اور میری رغبت تو تیری طرف ہے) اسکے بعد سورہ آل عمران کی آخری پانچ آیتیں - ان فی خلق السموات و الارض سے لیکر انک لاتخلف المیعاد تک پڑھو پھر محمد اور ان کی آل پر سو مرتبہ درود بھیجو اس لئے کہ

(۱۴۲۴) روایت کی گئی ہے کہ جو شخص فجر کی دو رکعتوں اور صبح کی دو رکعتوں کے درمیان سو مرتبہ محمد اور انکی آل پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اسکے چہرے کو جہنم کی تپش سے بچائے گا اور جو شخص سو مرتبہ کہے گا سبحان ربی العظیم و بحمدہ استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دیگا اور جو شخص اکیس (۲۱) مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے گا اللہ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دیگا - اور اگر چالیس (۴۰) مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت فرما دیگا -

باب وہ مواقع کہ جہاں سورۃ قل ھو اللہ احد اور سورہ قل یاایھاالکافرون پڑھنا مستحب ہے

(۱۴۲۴) سورہ قل ھو اللہ احد اور سورہ قل یاایھا الکافرون کا پڑھنا سات مقامات پر نہ چھوڑو:

۱۔ نماز شب کی ابتدائی دو رکعتوں میں

۲۔ ان دو رکعتوں میں جو فجر کے پہلے پڑھی جاتی ہیں

۳۔ وقت زوال کی دو رکعتیں

۴۔ بعد مغرب کی دو رکعتیں

۵۔ طواف کعبہ کی دو رکعتیں

۶۔ احرام کی دو رکعتیں

۷۔ صبح کی دو رکعت جب تم صبح کو اٹھو۔

باب نوافل میں سے افضل کی ترتیب

میرے والد رضی اللہ عنہ نے جو رسالہ مجھے بھیجا تھا اس میں تحریر فرمایا کہ اے فرزند تم پر واضح ہو کہ نوافل میں سب سے افضل فجر کی دو رکعتیں ہیں اور ان دونوں کے بعد وتر کی ایک رکعت اور اس کے بعد زوال کے وقت کی دو رکعت اور ان دونوں کے بعد مغرب کے نوافل اس کے بعد تمام شب کے نوافل اور اس کے بعد سارے دن کے نوافل۔

باب نماز شب کی قضا

(۱۴۲۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی تمہاری نماز شب فوت ہو جائے تو اس کی قضا دن کو پڑھ لیا کرو چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وھو الذی جعل اللیل و النھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکوراً (اور وہی خدا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا یہ اس کیلئے ہے جو ذکر کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے) (سورہ الفرقان آیت نمبر ۶۲) یعنی اگر رات میں کسی کی کوئی نماز فوت ہو جائے تو وہ دن میں اس کی قضا پڑھے اور اگر دن میں کوئی نماز فوت ہو جائے تو رات میں اسکی قضا پڑھے اور اگر تمہاری شب کی نماز فوت ہو جائے تو اس کی قضا دن یا رات جس وقت چاہو پڑھو بشرطیکہ نماز فریضہ کا وقت نہ ہو۔ اور اگر تمہاری کوئی نماز فریضہ فوت ہوئی ہے تو جب تمہیں یاد آئے اس وقت پڑھ لو اور اگر تمہیں کسی دوسری نماز فریضہ کے وقت یاد آئے تو پہلے اس نماز فریضہ کو پڑھ لو جس کا وقت ہے پھر فوت شدہ نماز پڑھو۔

(۱۴۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز شب کی قضا بعد نماز صبح اور بعد نماز عصر آل محمد کے اسرار مخزونہ میں سے ہے اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنا منع ہے اس لئے کہ آفتاب شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے مشائخ کی ایک جماعت نے یہ روایت کی ہے۔

(۱۴۲۷) ابی الحسین محمد بن جعفر اسدی نے روایت کی کہ سائل کے جواب میں جو خطوط محمد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہ کے پاس آئے ان میں یہ بھی تھا کہ

اور تم نے طلوع آفتاب وغروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے کے متعلق جو دریافت کیا ہے۔ تو اگر جیسا یہ لوگ کہتے ہیں ایسا ہی ہے کہ آفتاب شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے تو پھر شیطان کی ناک رگڑنے کیلئے نماز سے افضل اور بہتر اور کیا چیز ہے لہذا نماز پڑھو اور اس کی ناک رگڑ دو۔

(۱۴۲۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ نماز شب کی قضا دن کو پڑھ لیتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اپنے ملائیکہ کے سامنے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے ملائیکہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ یہ اس نماز کی قضا پڑھ رہا ہے جو میں نے اس پر فرض نہیں کی تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے اس کی مغفرت کردی۔

(۱۴۲۹) اور برید بن معاویہ عجلی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز شب کی قضا پڑھنے کا افضل ترین وقت وہ ہے کہ جس وہ فوت ہوئی ہے یعنی شب کے آخری حصہ میں اور اگر تم اس کی قضا دن میں بھی پڑھو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور زوال آفتاب سے پہلے پڑھو۔

(۱۴۳۰) مرازم بن حکیم ازدی سے روایت کی گئی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں چار مہینے تک ایسا بیمار رہا کہ نماز نافلہ نہ پڑھ سکا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولا میں چار ماہ تک بیمار رہا اور کوئی نماز نافلہ نہ پڑھ سکا آپؑ نے فرمایا تم پر اس کی قضا نہیں مریض ہرگز صحتمند کے مانند نہیں ہے جس اللہ نے تجھ پر مرض غالب کر دیا ہے تو وہی عذر قبول کرنے کا زیادہ سزاوار ہے۔

(۱۴۳۱) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص بیمار ہوا اور اس نے نماز نافلہ ترک کردی؟ آپؑ نے فرمایا اے محمد اس پر اس کی قضا فرض نہیں ہے اور اگر وہ قضا پڑھ لے اچھا کرے گا اور اگر نہیں پڑھتا تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۱۴۳۲) اور سلیمان بن خالد نے آنجنابؑ سے نماز وتر کی قضا کے متعلق دریافت کیا کہ بعد ظہر پڑھی جائے تو آپؑ نے فرمایا کہ وتر کے وقت اس کی قضا بھی پڑھو جس وقت وہ فوت ہوئی ہے ہمیشہ۔

(۱۴۳۳) اور حماد بن عثمان نے آپؑ سے دریافت کیا کہ میں نے نماز وتر نہیں پڑھی اور صبح ہوگئی حتیٰ کہ رات تک نہیں پڑھ سکا اب اس کی قضا کیسے پڑھوں؟ آپؑ نے فرمایا مثل کے ساتھ مثل پڑھو۔

(۱۴۳۴) حریز نے آپؑ سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ میرے والد علیہ السلام کبھی کبھی ایک رات میں بیس (۲۰) وتر پڑھا کرتے تھے۔

(۱۴۳۵) عبداللہ بن مغیرہ نے حضرت ابو ابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے لئے دریافت کیا کہ جس سے نماز وتر فوت ہو گئی آپ نے فرمایا کہ وہ اسکی وتر ہی کے وقت قضا پڑھے ہمیشہ۔

باب صبح کی شناخت اور اس کو دیکھنے کے وقت کی دعا

(۱۴۳۶) علی بن عطیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ فجر وہ ہے جب تم (مشرق میں) دیکھتے ہو کہ اچانک نمودار ہو جاتی جیسے نہر سوری کی سفیدی ہو۔

(۱۴۳۷) اور روایت کی گئی ہے کہ نماز صبح کا وقت جب فجر نمودار ہو جائے اور اسکی روشنی اچھی طرح ہو جائے اور فجر وہ ہے جو یک بیک نمودار ہوتی ہے جیسے ثریا بھیڑے کی دم ہو اور یہ فجر کاذب ہے اور فجر صادق سو وہ اس طرح ظاہر ہوتی ہے جیسے ایک قبطی چادر۔

(۱۴۳۸) عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب فجر طلوع ہو تو تم کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَالِقِ الْاِصْبَاحِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْمَسَاءِ وَ الصَّبَاحِ، اَللّٰھُمَّ صَبِّحْ آلَ مُحَمَّدٍ بِبَرَکَۃٍ وَ عَافِیَۃٍ وَ سُرُوْرٍ وَ قُرَّۃِ عَیْنٍ، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تُنَزِّلُ بِاللَّیْلِ وَ النَّھَارِ مَا تَشَاءُ فَاَنْزِلْ عَلَیَّ وَ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِیْ مِنْ بَرَکَۃِ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضِ رِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا وَ اسِعًا تُغْنِیْنِیْ بِہٖ عَنْ جَمِیْعِ خَلْقِکَ (حمد اس اللہ کی جو صبح کی پو پھاڑنے والا ہے۔ پاک اور منزہ ہے شام و صبح کا پروردگار۔ اے اللہ تو آل محمد کی صبح برکت و عافیت و سرور و خنکی چشم کے ساتھ کر۔ اے اللہ تو ہر صبح و شام جو چاہتا ہے نازل فرماتا ہے پس مجھ پر اور میرے اہل خانہ پر آسمانوں اور زمینوں کی برکتوں میں سے حلال و طیب اور وسیع رزق نازل فرما جس کی وجہ سے میں تیری تمام مخلوق سے بے نیاز ہو جاؤں)۔

باب نماز صبح کے بعد سونا مکروہ ہے

(۱۴۳۹) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں آئمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے صبح کے بعد سونے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس وقت رزق تقسیم کیا جاتا ہے میں اس وقت کسی شخص کے سونے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

(۱۴۴۰) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ابلیس اپنے رات کے لشکر کو غروب آفتاب سے لیکر غروب شفق تک ہر طرف پھیلا دیتا ہے اور اپنے دن کا لشکر طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک پھیلا دیتا ہے اور آپ نے بیان کیا کہ نبیؐ علیہ السلام سے فرمایا کرتے تھے کہ ان دونوں ساعتوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا کرو۔ اور

ابلیس اور اسکے لشکر کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہا کرو ان دونوں ساعتوں میں اپنے بچوں کی حفاظت کیا کرو اس لئے کہ یہ دونوں ساعتیں غفلت کی ہوتی ہیں۔

(۱۴۴۱) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صبح کا سونا منحوس ہے یہ رزق کو دور کرتا ہے، انسان کے چہرے کا رنگ زرد و بدنما اور متغیر کر دیتا ہے، اور یہ سونا تو بالکل منحوس ہے اللہ تعالیٰ طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان رزق تقسیم فرماتا ہے لہٰذا اس وقت کے سونے سے پرہیز کرو۔

(۱۴۴۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ دن کے ابتدائی حصہ میں سونا جہل و فقر ہے اور دوپہر کا سونا اور قیلولہ کرنا نعمت ہے اور بعد عصر سونا حماقت اور مغرب و عشاء کے درمیان سونا رزق سے محروم کر دیتا ہے۔

اور سونا چار قسم کا ہے۔ انبیاء اپنے پشت کے بل چت سوتے ہیں اس لئے کہ وہ وحی میں مناجات کرتے ہیں۔ مومنین اپنی داہنی کروٹ سوتے ہیں کفار کا سونا انکی بائیں کروٹ کا ہے اور شیاطین کا سونا اپنے منہ کے بل پٹ ہوتا ہے۔

(۱۴۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم لوگ کسی کو منہ کے بل سوتا دیکھو تو اس کو جگا دو۔

(۱۴۴۴) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا تین چیزیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں بغیر کسی بیداری کے نیند، بغیر کسی حیرت و تعجب کے ہنسی اور پیٹ بھرے پر کھانا۔

(۱۴۴۵) اور ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری یاد پہلے اچھی تھی مگر اب بھول جاتا ہوں آپؐ نے پوچھا کیا تم پہلے قیلولہ کرتے (دوپہر کو سوتے) تھے اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ اب تم نے چھوڑ دیا؟ اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا دوبارہ قیلولہ کرنے لگو۔ اس نے دوبارہ قیلولہ شروع کیا تو اس کا حافظہ پلٹ آیا۔

(۱۴۴۶) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا پانچ اشخاص کو نیند نہیں آتی۔ وہ شخص جس نے کسی کا خون بہایا ہو، وہ شخص جس کے پاس مال بہت ہو مگر اس کے پاس کوئی امین نہ ہو، وہ شخص جس نے مال دنیا کیلئے لوگوں سے جھوٹ اور فریب کی باتیں کی ہوں، وہ شخص جس پر لوگوں کا قرض بہت زیادہ ہو مگر اس کے پاس کچھ مال نہ ہو، وہ شخص جو کسی سے محبت کرے اور اس کی جدائی متوقع ہو۔

(۱۴۴۷) روایت کی گئی ہے کہ دوپہر کے وقت قیلولہ کرو اللہ تعالیٰ روزہ دار کو خواب ہی میں کھلا پلا دیتا ہے۔

(۱۴۴۸) اور روایت کی گئی ہے کہ قیلولہ کرو اس لئے کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔

(۱۴۴۹) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ صبح کے وقت کا سونا منحوس ہے وہ انسان کو رزق سے محروم اور اس کے چہرے کے رنگ کو زرد کر دیتا ہے۔ اور طلوع فجر و طلوع آفتاب کے درمیان نبی اسرائیل پر من و سلوی نازل ہوا کرتا تھا چنانچہ جو شخص اس وقت سوتا رہتا اس کا حصہ نازل نہیں ہوتا تھا اور جب بیدار ہوتا اور دیکھتا کہ اس کا حصہ نازل نہیں ہوا تو اسے کسی

دوسرے سے مانگنا پڑتا تھا۔

(۱۴۵۰) امام رضا علیہ السلام نے قول خدا فالمقسمت امرآ (پھر ایک ضروری شے کو تقسیم کرتی ہیں) (سورۃ الذاریات آیت نمبر ۴) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد ملائیکہ ہیں جو بنی آدم پر رزق تقسیم کرتے ہیں فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان چنانچہ جو اس وقت سویا سمجھ لو کہ وہ رزق ہی سے سو گیا۔

(۱۴۵۱) اور معمر بن خلاد نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی اس وقت کہ جب آپ خراسان میں تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب آپؑ صبح کی نماز پڑھتے تو طلوع آفتاب تک اپنے مصلیٰ پر بیٹھے رہتے اسکے بعد آپؑ کے پاس ایک تھیلا لایا جاتا جس میں بہت سی مسواکیں ہوتی تھیں اور آپؑ ایک مسواک کے بعد دوسری مسواک کرنا شروع کرتے اس کے بعد آپؑ کے پاس کندر حاضر کیا جاتا اور آپؑ اس کو چباتے پھر اسے چھوڑ دیتے تو مصحف (قرآن مجید) حاضر کیا جاتا اور آپؑ اس کی تلاوت کرتے۔

(۱۴۵۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک اپنے مصلے پر بیٹھے گا اس کو اللہ تعالیٰ جہنم سے بچالے گا۔

باب نماز عیدین

(۱۴۵۳) جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا نماز عیدین فریضہ ہے اور نماز کسوف بھی فریضہ ہے۔ یعنی یہ دونوں چھوٹے فریضہ ہیں اور چھوٹے فریضے حریز کی روایت کی بنا پر سنت ہیں۔

(۱۴۵۴) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا نماز عیدین امام کے ساتھ سنت ہے اور اس دن اور ان دونوں نمازوں کے قبل یا انکے بعد زوال تک کوئی نماز نہیں ہے۔ اور نماز عید کا واجب ہونا تو یہ امام عادل کے ساتھ ہو تب واجب ہے۔

(۱۴۵۵) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عیدین کی نماز بغیر امام کی معیت کے نہیں ہوتی۔ ویسے اگر تم تنہا پڑھو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۱۴۵۶) زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ یوم فطر اور یوم اضحیٰ کی نماز بغیر امام کے نہیں ہے۔

(۱۴۵۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز اضحیٰ اور نماز فطر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں میں دو دو رکعتیں پڑھو خواہ جماعت کے ساتھ ہو خواہ بغیر جماعت کے اور سات اور پانچ تکبیریں کہو۔

(۱۴۵۸) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان کیا کہ میرے

پدر بزرگوار ایک مرتبہ یوم اضحیٰ پر بیمار تھے تو آپ نے اپنے گھر ہی میں دو رکعت نماز پڑھی اور قربانی کی۔

(۱۴۵۹) اور جعفر بن بشیر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص عیدین میں لوگوں کے ساتھ جماعت میں حاضر نہیں ہو سکتا تو اس کو چاہیئے کہ غسل کرے اور جو خوشبو ہو وہ لگائے اور اپنے گھر میں نماز پڑھے جیسا کہ وہ جماعت کے ساتھ پڑھتا۔

(۱۴۶۰) ہارون بن حمزہ غنوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا یوم فطر اور یوم اضحیٰ کو (نماز پڑھنے) صحرا کی طرف جانا اچھا ہے اگر کوئی شخص جاسکے راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ آپ کی رائے کیا ہے اگر کوئی شخص بیمار ہو اور صحرا کی طرف نہ جاسکے تو کیا وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لے؟ آپ نے فرمایا نہیں (یہ واجب نہیں ہے)

(۱۴۶۱) ابن مغیرہ نے قاسم بن ولید سے روایت کی اس نے کہا کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے غسل یوم اضحیٰ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ سوائے منیٰ کے اور کہیں واجب نہیں ہے۔

(۱۴۶۲) اور روایت کی گئی ہے کہ غسل عیدین سنت ہے۔

(۱۴۶۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا عورت کیلئے یوم جمعہ، عید الفطر اور عید الضحیٰ اور عرفہ کا غسل ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کیلئے بھی ہر غسل ہے۔

اور یہ ایک سنت رائج ہے کہ یوم فطر انسان نماز کیلئے عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھائے اور یوم اضحیٰ نماز کیلئے عید گاہ جانے سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

(۱۴۶۴) اور حضرت علی علیہ السلام یوم فطر نماز کیلئے جانے سے پہلے کچھ کھالیا کرتے تھے اور یوم اضحیٰ نماز کیلئے جانے سے پہلے کچھ نہ کھاتے تھے جب تک کہ جانور ذبح نہ کرلیں۔

(۱۴۶۵) حریز نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم (نماز کیلئے) یوم فطر نہ نکلو جب تک کہ کچھ کھا نہ لو۔ اور یوم اضحیٰ کچھ نہ کھاؤ جب تک کہ اپنی کی ہوئی قربانی کا گوشت نہ کھا لو۔ اور قربانی کا جانور تمہاری استطاعت پر ہے اگر استطاعت نہیں ہے تو معذور ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام یوم الضحیٰ اس وقت تک نہیں کھاتے جب تک کہ اپنی کی ہوئی قربانی کا گوشت نہ کھالیتے۔ اور یوم الفطر اس وقت تک نماز کیلئے نہ جاتے جب تک کچھ کھا نہ لیں اور فطرہ نہ ادا کرلیں پھر آپ نے فرمایا کہ اسی طرح ہم لوگ بھی کرتے ہیں۔

(۱۴۶۶) حفص بن غیاث نے حضرت امام جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تمام اہل دیار و امصار پر یہ سنت ہے کہ وہ عیدین کی نماز کیلئے اپنی آبادی سے باہر کہیں نکلیں سوائے

اہل مکہ کے اس لئے کہ وہ مسجد الحرام میں نماز پڑھیں گے۔

(۱۴۶۷) اور علی بن رئاب نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نامناسب ہے کہ عیدین کی نماز کسی چھت دار مسجد میں یا کسی مکان میں پڑھی جائے بلکہ مناسب یہ ہے کہ صحرا میں یا کسی کھلی جگہ پڑھی جائے۔

(۱۴۶۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب آپؑ نماز فطر یا نماز اضحیٰ کیلئے نکلتے تو نماز پڑھنے کیلئے کوئی فرش یا چٹائی لانے کو منع کر دیتے اور فرمایا کرتے کہ یہ وہ دن ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلتے تو اوپر آسمان ہوتا اور آپؑ اپنی پیشانی زمین پر رکھدیا کرتے۔

(۱۴۶۹) اسماعیل بن جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا آپؑ کی رائے میں نماز عیدین کیلئے اذان واقامت ہے؟ آپؑ نے فرمایا ان دونوں میں اذان واقامت نہیں ہے بلکہ تین مرتبہ الصلوٰۃ الصلاۃ کی منادی کی جائے گی اور ان دونوں میں منبر بھی نہیں اور منبر اپنی جگہ سے نہیں ہٹایا جاتا بلکہ امام کیلئے مٹی سے منبر کے مشابہہ ایک بلند جگہ بنا دی جاتی ہے وہ اس پر کھڑا ہوتا ہے اور لوگوں کو خطبہ دیتا ہے پھر اُتر آتا ہے۔

(۱۴۷۰) حریز نے زرارہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر تمہاری نماز وتر فوت ہو گئی ہے تو عیدین کی شب میں اس کی قضا نہ پڑھو جب تک کہ اس دن ظہر کی نماز نہ پڑھ لو۔

(۱۴۷۱) محمد بن فضل ہاشمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا عیدین کے دن نماز کیلئے نکلنے سے پہلے دو رکعت نماز سنت سوائے مدینہ کے اور کسی جگہ نہیں پڑھی جائے گی اور اس کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پڑھیں گے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا تھا۔

(۱۴۷۲) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بڑا سا ڈنڈا تھا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا تھا جس پر آپؐ ٹیک لگایا کرتے اور عیدین میں اس کو نکالتے اور اس کو قبلہ کی رخ سامنے کھڑا کر کے نماز پڑھتے۔

(۱۴۷۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر عید الفطر یا عید الاضحیٰ جمعہ کے دن پڑ جائے؟ آپؑ نے فرمایا یہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے دور خلافت میں پڑ گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کیلئے آنا چاہتا ہے وہ آئے اور جو بیٹھ رہے تو اس کیلئے کوئی مضرت نہیں وہ ظہر کی نماز پڑھ لے اور حضرت علی علیہ السلام نے ان دونوں خطبوں میں خطبہ عید اور خطبہ جمعہ کو جمع فرمالیا تھا۔

(۱۴۷۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ قول خدا قد افلح من تزکی (وہ فلاح پا گیا جس نے زکوۃ

ادا کر دی) (سورہ الاعلیٰ ۱۴) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ (یہ اس کے لئے ہے) جس نے فطرہ نکال دیا۔ پھر عرض کیا گیا کہ و ذکر اسم ربه فصلی (جس نے اپنے رب کا ذکر کیا اور نماز پڑھی) اس سے کیا مراد؟ آپؑ نے فرمایا جو عید گاہ کیلئے نکلے اور نماز پڑھے۔

(۱۴۷۵) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عید کی نماز کیلئے نکلتے تو جس راستے سے جاتے پھر اس راستے سے واپس نہیں آتے بلکہ دوسرے راستے سے واپس آتے تھے۔

(۱۴۷۶) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ عید کے دن جب تمہارا کوچ کا ارادہ ہو اور فجر نمودار ہو جائے تو تم جس شہر میں ہو وہاں سے نہ نکلو جب تک وہاں کی عید کی نماز میں شریک نہ ہو لو۔

(۱۴۷۷) سعد بن سعد نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے مکے وغیرہ کے مسافر کے متعلق روایت کی ہے کہ پوچھا گیا کہ کیا اس پر نماز عیدین یعنی نماز فطر اور نماز اضحیٰ ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ ہاں سوائے منیٰ میں قربانی کے دن کے۔

(۱۴۷۸) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب ماہ شوال کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اے اہل ایمان اپنے اپنے انعام اور جائزہ کیلئے چلو پھر فرمایا کہ اے جابر اللہ کا انعام ان بادشاہوں کے انعام جیسا نہیں ہے۔ پھر فرمایا یہ دن انعام اور جائزہ کا ہے۔

(۱۴۷۹) امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ کچھ لوگ عید الفطر کے دن کھیل کود رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں تو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو اپنی مخلوق کیلئے گھوڑدوڑ کا ایک میدان بنایا ہے کہ جس میں لوگ اللہ کی اطاعت اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اس میں ایک گروہ آگے بڑھ جاتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے اور ایک گروہ پیچھے رہ جاتا ہے اور ناکامیاب ہوتا ہے مگر تعجب اور بڑا ہی تعجب ہے ان لوگوں پر کہ اس دن جس میں نیکیاں کرنے والے ثواب پائیں گے اور کوتاہیاں کرنے والے حصول ثواب میں ناکام ہونگے۔ یہ لوگ لہو لعب و ہنسی و مزاح میں مصروف ہیں۔ خدا کی قسم اگر ان کی نگاہوں سے پردے ہٹا دیئے جائیں تو وہ دیکھیں گے کہ نیکیاں کرنے والا اپنی نیکی کا کیا بدلہ پا رہا ہے اور برے کام کرنے والا کس طرح سزا پا رہا ہے۔

(۱۴۸۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو عید بھی آتی ہے خواہ وہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ اس میں آل محمدؐ کا غم تازہ ہو جاتا ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ یہ کیوں؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کا حق دوسرے کے قبضے میں ہے۔

اور نماز عیدین دو رکعت ہے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں۔ نہ ان دونوں رکعتوں کے پہلے کوئی شے ہے اور نہ ان کے بعد اور یہ دو رکعتیں صرف امام کے ساتھ باجماعت پڑھی جائیں گی اور جو امام کو کسی جماعت میں نہ پاسکے تو نہ اس کیلئے نماز ہے اور نہ اسکی قضا ہے اور ان دونوں کیلئے نہ اذان ہے اور نہ اقامت ہے ان دونوں کی اذان تو بس طلوع آفتاب ہے۔

امام نماز شروع کریگا تو ایک تکبیر کہے گا پھر سورہ الحمد اور سورہ سبح اسم ربک الاعلی کی قرأت کرے گا پھر پانچ تکبیریں کہے گا اور ہر دو تکبیروں کے درمیان قنوت پڑھے گا ساتویں تکبیر پر رکوع میں جائے گا اسکے بعد دو سجدے کرے گا اور اب اٹھے گا دوسری رکعت کیلئے تو تکبیر کہے گا اور سورہ الحمد اور سورہ والشمس و ضحھا کی قرأت کرے گا اور چار تکبیریں قیام کے ساتھ کہے گا پھر پانچویں تکبیر پر رکوع کرے گا۔

(۱۴۸۱) محمد بن فضیل نے ابو الصباح کنانی سے روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز عیدین میں تکبیر کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بارہ (۱۲) تکبیریں ہیں سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ تکبیریں دوسری رکعت میں اور جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو ایک تکبیر کہنے کے بعد یہ کہو اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَهْلُ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ ، وَاَهْلُ الْجُوْدِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْقُدْرَةِ وَالسُّلْطَانِ وَالْعِزَّةِ ، اَسْأَلُكَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ عِيْداً وَلِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ ذُخْراً وَمَزِيْداً ، اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ ، وَاَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاَنْبِيَائِكَ الْمُرْسَلِيْنَ ، وَاَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ مِنْهُ عِبَادُكَ الْمُخْلَصُوْنَ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَوَّلُ كُلِّ شَيْءٍ وَآخِرُهُ ، وَبَدِيْعُ كُلِّ شَيْءٍ وَمُنْتَهَاهُ ، وَعَالِمُ كُلِّ شَيْءٍ وَمَعَادُهُ وَمَصِيْرُ كُلِّ شَيْءٍ اِلَيْهِ وَمَرَدُّهُ ، وَمُدَبِّرُ الْاُمُوْرِ وَبَاعِثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ، قَابِلُ الْاَعْمَالِ وَمُبْدِي الْخَفِيَّاتِ ، وَمُعْلِنُ السَّرَائِرِ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَظِيْمُ الْمَلَكُوْتِ شَدِيْدُ الْجَبَرُوْتِ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ دَائِمٌ لَا يَزُوْلُ ، اِذَا قَضٰى اَمْراً فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَشَعَتْ لَكَ الْاَصْوَاتُ وَعَنَتْ لَكَ الْوُجُوْهُ وَحَارَتْ دُوْنَكَ الْاَبْصَارُ وَكَلَّتِ الْاَلْسُنُ عَنْ عَظَمَتِكَ وَالنَّوَاصِيْ كُلُّهَا بِيَدِكَ وَمَقَادِيْرُ الْاُمُوْرِ كُلُّهَا اِلَيْكَ لَا يَقْضِيْ فِيْهَا غَيْرُكَ ، وَلَا يَتِمُّ مِنْهَا شَيْءٌ دُوْنَكَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ حِفْظُكَ وَقَهَرَ كُلَّ شَيْءٍ عِزُّكَ ، وَنَفَذَ كُلَّ شَيْءٍ اَمْرُكَ ، وَقَامَ كُلُّ شَيْءٍ بِكَ ، وَتَوَاضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِعَظَمَتِكَ ، وَذَلَّ كُلُّ شَيْءٍ لِعِزَّتِكَ ، وَاسْتَسْلَمَ كُلُّ شَيْءٍ لِقُدْرَتِكَ ، وَخَضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِمَلَكَتِكَ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔اے اللہ تو بڑائی اور عظمت والا ہے اور صاحب جود و قوت و سلطنت و عزت ہے میں تجھ سے آج ایسے دن میں سوال کرتا ہوں جس کو تو نے مسلمانوں کے لئے عید اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مزید ذخیرہ قرار دیا ہے کہ تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما نیز اپنے مقرب ملائکہ اور اپنے انبیاء، مرسلین پر بھی اور ہم لوگوں کی اور جمیع مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات میں سے زندہ و مردہ کی مغفرت فرما۔اے اللہ میں تجھ سے اس خیر کا طالب ہوں جس کے تیرے صالح بندے طالب ہیں اور اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے مخلص بندے تیری پناہ چاہتے ہیں ۔اللہ

اکبر اول شے سے بھی اور آخر شے سے بھی۔ ہر شے کا موجد ہے اس کی انتہا تک۔ ہر شے کا عالم ہے اسکے انجام تک۔ اسکی طرف ہر شے کی بازگشت ہے اور ہر شے اس کی طرف پلٹے گی۔ وہ تمام امور کو درست کرنے والے ہے اور جو لوگ قبروں میں ہیں انہیں اٹھانے والا ہے۔ اعمال کو قبول کرنے والا ہے۔ پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرنے والا ہے اور بھیدوں کو آشکار کرنے والا ہے۔ عظیم سلطنت والا اور شدید قوت والا ہے ایسا زندہ ہے جو کبھی نہ مرے گا۔ ایسا ہمیشہ رہنے والا ہے جس کو کبھی زوال نہیں جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے اللّٰہ اکبر (اے اللہ) تیری بارگاہ میں ساری آوازیں خوف زدہ ہیں تیرے سامنے سارے چہرے جھکے ہوئے ہیں تیرے آگے ساری نگاہیں محو حیرت اور تیری عظمت کے بیان سے ساری زبانیں گنگ ہیں۔ ہر ایک کی پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے اور تمام امور کے مقدرات تیرے پاس ہیں جن کا فیصلہ تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا اور انہیں تمام وکمال تک تیرے سوا کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

اللّٰہ اکبر تیری حفاظت ہر شے کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور تیری قوت ہر شے کو مغلوب کئے ہوئے ہے تیرا حکم ہر شے پر نافذ ہے۔ ہر شے تیری وجہ سے قائم ہے۔ تیری عظمت کے سامنے ہر شے جھکی ہوئی ہے تیری طاقت کے سامنے ہر شے پست ہے تیری قدرت کے سامنے ہر شے اپنا سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے اور تیری سلطنت کے آگے ہر شے سر جھکائے ہوئے) اللّٰہ اکبر پھر سورہ الحمد اور سورہ سبح اسم ربک الاعلی پڑھو اور ساتویں تکبیر کہہ کر رکوع میں جاؤ پھر سجدہ کرو اور کھڑے ہو جاؤ۔ سورہ حمد اور سورہ والشمس و ضحٰھا پڑھو اور کہو۔ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ أَهْلُ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ (اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں پروردگار تو بڑائی اور عظمت والا ہے) اس کو مکمل اور پورا پڑھو جیسا کہ تم نے پہلی تکبیر میں پڑھا تھا اور ہر تکبیر میں یہی پڑھو یہاں تک کہ پانچ تکبیریں پوری ہو جائیں۔

(۱۴۸۲) حضرت امیرالمومنین نے عید الفطر کے دن خطبہ دیا تو یہ کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ، لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئاً، وَلَا نَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ وَلِيّاً، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي [الدُّنْيَا وَ] الْآخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ، يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ، كَذٰلِكَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُوفٌ رَحِيمٌ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِرَحْمَتِكَ وَأَعْمِمْنَا بِمَغْفِرَتِكَ، إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا مَقْنُوطٌ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلَا مَخْلُوٌّ مِنْ نِعْمَتِهِ، وَلَا مُؤْيَسٌ مِنْ رَوْحِهِ، وَلَا مُسْتَنْكَفٌ عَنْ عِبَادَتِهِ، [الَّذِي] بِكَلِمَتِهِ قَامَتِ السَّمٰوٰاتُ السَّبْعُ وَاسْتَقَرَّتِ الْأَرْضُ الْمِهَادُ، وَثَبَتَتِ الْجِبَالُ الرَّوَاسِي وَجَرَتِ الرِّيَاحُ اللَّوَاقِحُ وَسَارَ فِي جَوِّ السَّمَاءِ السَّحَابُ، وَقَامَتْ عَلَى

حدود دها البحار وهو اله لها وقاهر، يذل له المتعززون، ويتضاءل له المتكبرون، ويدين له طوعاً وكرهاً العالمون، نحمده كما حمد نفسه وكما هو أهله ونستعينه ونستغفره، ونستهديه ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، يعلم ما تخفي النفوس، وما تجن البحار وما توارى منه ظلمة، ولا تغيب عنه غائبة، وما تسقط من ورقة من شجرة ولا حبة في ظلمات الأرض إلا يعلمها، لا إله إلا هو ولا رطب ولا يابس إلا في كتاب مبين، ويعلم ما يعمل العاملون وأي مجرى يجرون، وإلى أي منقلب ينقلبون، ونستهدي الله بالهدى، ونشهد أن محمداً عبده ونبيه ورسوله إلى خلقه، وأمينه على وحيه، وأنه قد بلغ رسالات ربه، وجاهد في الله الحائدين عنه، العادلين به وعبد الله حتى أتاه اليقين صلى الله عليه وآله-

أوصيكم [عباد الله] بتقوى الله الذي لا تبرح منه نعمة ولا تنفد منه رحمة ولا يستغني العباد عنه، ولا يجزي أنعمه الأعمال، الذي رغب في التقوى، وزهد في الدنيا، وحذر المعاصي، وتعزز بالبقاء وذلل خلقه بالموت والفناء، والموت غاية المخلوقين، وسبيل العالمين، ومعقود بنواصي الباقين، لا يعجزه إباق الهاربين، وعند حلوله يأسر أهل الهوى، يهدم كل لذة، ويزيل كل نعمة ويقطع كل بهجة، والدنيا دار كتب الله لها الفناء، ولأهلها منها الجلاء، فأكثرهم ينوي بقاءها ويعظم بناءها، وهي حلوة خضرة، وقد عجلت للطالب، والتبست بقلب الناظر ويضن ذو الثروة الضعيف، ويجتويها الخائف الوجل فارتحلوا منها يرحمكم الله بأحسن ما بحضرتكم، ولا تطلبوا منها أكثر من القليل، ولا تسألوا منها فوق الكفاف، وارضوا منها باليسير، ولا تمدن أعينكم منها إلى ما متع المترفون به، واستهينوا بها، ولا توطنوها، وأضروا بأنفسكم فيها وإياكم والتنعم والتلهي والفاكهات فإن في ذلك غفلة واغترار، ألا إن الدنيا قد تنكرت وأدبرت واحلولت وآذنت بوداع، ألا وإن الآخرة قد رحلت فأقبلت وأشرفت وآذنت باطلاع ألا وإن المضمار اليوم والسباق غداً، ألا وإن السبقة الجنة والغاية النار، ألا أفلا تائب من خطيئته قبل يوم منيته، ألا عامل لنفسه قبل يوم بؤسه وفقره جعلنا الله وإياكم ممن يخافه ويرجو ثوابه-

ألا وإن هذا اليوم يوم جعله الله لكم عيداً، وجعلكم له أهلاً، فاذكروا الله يذكركم، وادعوه يستجب لكم، وأدوا فطرتكم، فإنها سنة نبيكم وفريضة واجبة من ربكم، فليؤدها كل امرئ منكم عنه وعن عياله كلهم ذكرهم وأنثاهم، صغيرهم وكبيرهم، وحرهم ومملوكهم، عن كل إنسان منهم صاعاً من بر أو صاعاً من تمر أو صاعاً من شعير، وأطيعوا الله فيما فرض الله عليكم وأمركم به من إقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، وحج البيت، وصوم شهر رمضان، والأمر بالمعروف، والنهي عن المنكر والإحسان إلى نسائكم وما ملكت أيمانكم، وأطيعوا الله فيما نهاكم عنه من قذف المحصنة، وإتيان الفاحشة، وشرب الخمر، وبخس

لِمِکْیَالٍ وَنَقْصِ الْمِیْزَانِ وَشَھَادَۃِ الزُّوْرِ وَالْفِرَارِ مِنَ الزَّحْفِ عَصَمَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ بِالتَّقْوٰی، وَجَعَلَ الْاٰخِرَۃَ خَیْرًا لَنَا وَلَکُمْ مِنَ الْاُوْلٰی، اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ وَاَبْلَغَ مَوْعِظَۃِ الْمُتَّقِیْنَ کِتَابُ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ، لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ، وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

(حمد اس اللہ کی جس نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق کیا اور اندھیرے اور اجالے بنائے پھر وہ لوگ جو کافر ہیں انہوں نے اپنے رب سے منہ موڑا مگر ہم لوگ اللہ کا کسی کو شریک نہیں سمجھتے اور نہ اس کے سوا کسی کو اپنا سرپرست جانتے ہیں ۔ حمد اس اللہ کی کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے یہ سب اسی کا ہے اور اسی کیلئے حمد ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور وہی حکمت والا اور خبر رکھنے والا ہے وہ جانتا ہے کہ زمین کے اندر کیا داخل ہوتا اور اس میں سے کیا نکلتا ہے ۔ اور آسمان سے کیا چیز نازل ہوتی ہے اور کیا چیز اس کی طرف بلند ہوتی ہے اور وہی رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے ۔ ایسا ہی ہے اللہ اور نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس کے ۔ اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے ۔ حمد اس اللہ کی جو آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے وہ بغیر اسکے حکم کے نہیں گرے گا بیشک اللہ تعالی لوگوں پر مہربانی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۔

اے اللہ ہم لوگوں پر رحم فرما اور اپنی بخشش ہم لوگوں پر عام کر بیشک تو برتر و بزرگ ہے حمد اس اللہ کی جسکی رحمت سے کوئی مایوس نہیں جس کی نعمت سے کوئی خالی نہیں جسکی مہربانی سے کوئی نا امید نہیں جسکی عبادت سے کسی کو روگردانی کی تاب نہیں ۔ جسکے ایک حکم پر ساتوں آسمان قائم ہوگئے اور زمین گہوارہ بن کر ٹھہر گئی ۔ پہاڑ ثابت قدم ہوگئے ۔ بہار آور ہوائیں چلنے لگیں فضا میں بادل تیرنے لگے ۔ سمندر اپنی حدوں میں رہنے لگا ۔ وہ ان سب کا اللہ اور ان سب پر غالب ہے ۔ بڑے بڑے عزت دار اسکے سامنے ذلیل اور بڑے بڑے متکبر اسکے سامنے حقیر ۔ تمام عمل کرنے والے اپنے عمل کا حساب دینے کیلئے خوشی سے یا ناخوشی سے اسکے سامنے حاضر ۔ ہم لوگ اسکی حمد اس طرح کرتے ہیں جس طرح کی حمد اس نے اپنی ذات کیلئے کی ہے اور جس کا وہ اہل ہے ہم لوگ اسی سے مدد چاہتے ہیں اسی سے طلب مغفرت کرتے ہیں اور اسی سے ہدایت کے طلبگار ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ دلوں میں چھپی باتوں کو سمندر کی تہہ میں پوشیدہ چیزوں کو اور ظلموں کے پس پردہ اشیاء کو جانتا ہے ۔ اس سے کوئی گمشدہ چیز غائب نہیں ہے درخت کا پتہ جو گرتا ہے اور دانہ جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ہے وہ اسکو جانتا ہے ۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس کے ۔ ہر خشک و تر کا علم کتاب مبین میں ہے ۔ وہ جانتا ہے کہ عمل کرنے والے کیا عمل کر رہے ہیں، جانے والے کس راستے پر جارہے ہیں اور کس جگہ کی طرف لوٹائے جائیں گے ۔ اور ہم لوگ اللہ کی ہدایت سے ہدایت چاہتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ اسکے بندے اور اسکی مخلوق کی طرف اسکے نبی اور اسکے رسول اور اسکی وحی کے امین ہیں ۔ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات کو پہنچایا اور اسکو نہ ماننے والوں اور اس سے منہ پھیرنے والوں سے راہ خدا میں جہاد کیا اور وہ اللہ تعالی کی عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں موت آگئی ۔

اے اللہ کے بندوں میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ جس کی نعمت ہوا رہے گی جس کی رحمت کبھی ختم نہ ہوگی اور بندے اس سے کبھی مستغنی وبے نیاز نہیں ہوسکتے اس کی نعمتوں کا بدل اعمال نہیں ہوسکتے۔ جس نے تقویٰ کی طرف رغبت دلائی اور دنیا سے اجتناب کی ہدایت کی۔ گناہوں سے بچنے کیلئے کہا۔ وہ اپنی بقا کی وجہ سے صاحب عزت ہے اس نے موت وفنا کے ذریعے اپنی مخلوق کو تابعدار بنایا اور موت تمام مخلوقات کی انتہا اور تمام عالمین کا راستہ ہے اور جو لوگ باقی ہیں اس کی پیشانیاں اس سے بندھی ہوئی ہیں۔ جب وہ آتی ہے تو اہل حرص وہوا کو گرفتار کرلیتی ہے ہر لذت کو منہدم کردیتی ہے ہر نعمت کو زائل کردیتی ہے ہر خوشی کو ختم کردیتی ہے۔ اور دنیا وہ چیز ہے کہ جس کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے فنا اور یہاں کے رہنے والوں کی قسمت میں جلا وطنی لکھ دی ہے۔ مگر اکثر لوگ اس کی بقا چاہتے ہیں اور بنیاد کو بڑی مستحکم سمجھتے ہیں۔ یہ (بظاہر) شیریں اور سرسبز وشاداب ہے دیکھنے والوں کے دل کو لبھا لیتی ہے اور ثروت مند لوگ محتاجوں کو عطا کرنے میں بخل کرتے ہیں۔ مگر جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ یہاں رہنا ناپسند کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے جو کچھ اعمال صالحہ تمہارے پاس موجود ہیں ان کو لیکر یہاں سے نکل جانے کی کوشش کرو اور اس متاع قلیل سے بہت زیادہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ضرورت سے زیادہ اس میں سے لینے کی سعی نہ کرو۔ اس میں سے کم سے کم پر راضی رہو۔ اور دولتمندوں کے پاس جو دولت ہے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو اسے حقیر سمجھو۔ اس (دنیا) کو اپنا وطن نہ بناؤ اس کے اندر رہنے کو اپنے لئے باعث مسرت سمجھو عیش وعشرت ولہو ولعب سے گریز کرو اس لئے کہ اس میں غفلت اور دھوکا ہے۔ آگاہ ہو کہ دنیا رنگ بدلنے والی اور پیٹھ پھیرنے والی اور تمام ہونے والی اور کوچ کا اعلان کرنے والی ہے اور آخرت نے کوچ کی تیاری کرلی ہے وہ آئے گی اور نمودار ہوگی وہ اپنی آمد کا اعلان کررہی ہے۔ آگاہ ہو آج گھوڑدوڑ کا میدان اس میں جنت کی طرف کس نے سبقت کی اور جہنم کس کا انجام ہوا اسکا فیصلہ کل ہوگا۔ آگاہ رہو اپنی موت کے دن سے پہلے اپنی گناہوں سے وہی شخص توبہ کرے گا جو اپنے افلاس اور اپنے فقر کے دن سے پہلے اپنے لئے کچھ کام کرلے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اور تم لوگوں کو اس گروہ میں قرار دے جو اس سے ڈرتے اور اس سے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔

آگاہ ہو آج کا دن اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کیلئے عید کا دن قرار دیا ہے اور تم لوگوں کو اس کا اہل بنایا ہے لہذا تم لوگ اللہ کو یاد کرو وہ تمہیں یاد کرے گا۔ اس سے دعا مانگو وہ قبول کرے گا۔ اپنا فطرہ ادا کرو اس لئے کہ یہ تمہارے نبی کی سنت ہے اور تمہارے رب کی طرف سے فریضہ واجبہ ہے لہذا تم میں سے ہر شخص اپنی طرف سے اپنے سارے اہل وعیال کی طرف سے خواہ مرد ہوں یا عورتیں چھوٹے ہوں یا بڑے بڑے آزاد ہوں یا غلام ہر ایک کی طرف سے (فطرہ) ایک صاع گیہوں یا ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جو ادا کرے۔

اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر جو فرض کیا ہے اور تمہیں جو حکم دیا ہے کہ نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو خانہ کعبہ کا حج کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اپنی عورتوں اور اپنے

غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اور اللہ کی اطاعت ان کاموں میں بھی کرو جس کے کرنے سے اللہ نے تم لوگوں کو منع کیا ہے۔ جیسے شوہر دار عورت پر زنا کا الزام، فواحش کا ارتکاب، شراب نوشی، ناپ طول میں کمی ترازو میں نقص، جھوٹی گواہی، جنگ سے فرار اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اور تم لوگوں کو ان سب سے محفوظ رکھے اور تقویٰ کے ساتھ ہمارے اور تمہارے لئے آخرت کو بہتر بنائے ۔ بہترین حدیث اور متقین کیلئے بلیغ ترین وعظ خدائے عزیز و حکیم کی کتاب ہے ۔ اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفواً احد ۔

اس کے بعد ذرا دیر کیلئے بیٹھ جائے پھر اٹھے اور وہی خطبہ پڑھے جس کو میں نے آخر خطبہ یوم جمعہ میں بیٹھنے کے بعد کھڑے ہو کر پڑھنے کیلئے تحریر کیا ہے۔

(۱۴۸۳) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے عیدالاضحیٰ میں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ، وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ اللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰی مَا هَدَانَا وَ لَهُ الشُّكْرُ فِيْمَا اَوْلَانَا ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (اور اللہ ہی کیلئے ہے حمد ہے اللہ اکبر اس بات پر کہ اس نے ہم لوگوں کی ہدایت فرمائی اور اسکا شکر ہے کہ اس نے ہم لوگوں کو اس کے لائق سمجھا۔ اور اللہ کی حمد اس بات پر کہ جس نے چوپایوں کو ہم لوگوں کی خوراک بنایا)

(۱۴۸۴) اور حضرت علی علیہ السلام قربانی کے دن جب ظہر کی نماز پڑھتے تو تکبیر کہنا شروع کرتے اور آخر ایام تشریق (پندرہ ذالحجہ) میں صبح کی نماز کے وقت تکبیر کہنا ختم کرتے ۔ چنانچہ آپ ہر نماز کے بعد تکبیر کہتے اور یہ فرماتے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ اور جب مصلے کی طرف جاتے تو آگے بڑھ کر لوگوں کو بغیر اذان اور بغیر اقامت نماز پڑھاتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو منبر پر تشریف لے جاتے اور خطبہ شروع کرتے اور کہتے ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ زِنَةَ عَرْشِهٖ وَ رِضَی نَفْسِهٖ وَ عَدَدَ قَطْرِ سَمَائِهٖ وَ بِحَارِهٖ ، لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَتّٰی يَرْضٰی ۔ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ، اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا مُتَكَبِّرًا ، وَ اِلٰهًا مُتَعَزِّزًا ، وَ رَحِيْمًا مُتَحَنِّنًا يَعْفُوْ بَعْدَ الْقُدْرَةِ ، وَ لَا يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَتِهٖ اِلَّا الضَّالُّوْنَ ، اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ، وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَثِيْرًا ، وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ حَنَانًا قَدِيْرًا ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَسْتَهْدِيْهِ ، وَ نَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدِ اهْتَدٰی ، وَ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ، وَ مَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا ، وَ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِيْنًا ۔

اُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَ كَثْرَةِ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا الَّتِيْ لَمْ يَتَمَتَّعْ بِهَا مَنْ كَانَ فِيْهَا قَبْلَكُمْ ، وَ لَنْ تَبْقٰی لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِكُمْ ، وَ سَبِيْلُكُمْ فِيْهَا سَبِيْلُ الْمَاضِيْنَ اَلَا تَرَوْنَ اَنَّهَا قَدْ تَصَرَّمَتْ وَ اٰذَنَتْ بِانْقِضَاءٍ ، وَ تَنَكَّرَ مَعْرُوْفُهَا ، وَ اَدْبَرَتْ حَذَّاءَ فَهِيَ تُخْبِرُ بِالْفَنَاءِ ، وَ سَاكِنُهَا يُحْدٰی بِالْمَوْتِ فَقَدْ اَمَرَّ مِنْهَا مَا كَانَ حُلْوًا ، وَ كَدِرَ مِنْهَا مَا كَانَ صَفْوًا ، فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا سَمَلَةٌ كَسَمَلَةِ الْاِدَاوَةِ ، وَ جُرْعَةٌ كَجُرْعَةِ الْاِنَاءِ ، يَتَمَزَّزُهَا

الصدیان لم تنقع غلته، فازمعوا عباد اللہ بالرحیل من ھذہ الدار المقدور علی اھلھا الزوال، الممنوع اھلھا من الحیاۃ، المذللۃ انفسھم بالموت فلا حی یطمع فی البقاء ولا نفس الا مذعنۃ بالمنون، فلا یغلبنکم الامل، ولا یطل علیکم الامد، ولا تغتروا فیھا بالآمال وتعبدوا اللہ ایام الحیاۃ، فو اللہ لو حننتم حنین الوالہ العجلان ودعوتم بمثل دعاء الانام وجارتم جوار متبتل الرھبان، وخرجتم الی اللہ من الاموال والاولاد التماس القربۃ الیہ فی ارتفاع درجۃ عندہ او غفران سیئۃ احصتھا کتبتہ وحفظتھا رسلہ لکان قلیلا فیما ارجو لکم من ثوابہ واتخوف علیکم من الیم عقابہ، وباللہ لو انماثت قلوبکم انمیاثا وسالت عیونکم من رغبۃ الیہ ورھبۃ منہ دما، ثم عمرتم فی الدنیا ما کانت الدنیا باقیۃ ماجزت اعمالکم ولو لم تبقوا شیئا من جھدکم لنعمہ العظام علیکم وھداہ ایاکم الی الایمان ما کنتم لتستحقوا ابد الدھر ما الدھر قائم باعمالکم جنتہ ولا رحمتہ ولکن برحمتہ ترحمون وبھداہ تھتدون، وبھما الی جنتہ تصیرون، جعلنا اللہ وایاکم من التائبین العابدین۔

وان ھذا یوم حرمتہ عظیمۃ وبرکتہ مأمولۃ، والمغفرۃ فیہ مرجوۃ، فاکثروا ذکر اللہ تعالی واستغفروہ وتوبوا الیہ انہ ھو التواب الرحیم، ومن ضحی منکم بجذع من المعز فانہ لا یجزی عنہ، والجذع من الضان یجزی۔

ومن تمام الاضحیۃ استشراف عینھا واذنھا واذا سلمت العین والاذن تمت الاضحیۃ، وان کانت عضباء القرن او تجر برجلیھا الی المنسک فلا تجزی۔

واذا ضحیتم فکلوا واطعموا واھدوا واحمدوا اللہ علی ما رزقکم من بھیمۃ الانعام واقیموا الصلاۃ، وآتوا الزکاۃ واحسنوا العبادۃ، واقیموا الشھادۃ وارغبوا فیما کتب علیکم وفرض من الجھاد والحج والصیام، فان ثواب ذلک عظیم لا ینفد، وترکہ وبال لا یبید، وامروا بالمعروف، وانھوا عن المنکر، واخیفوا الظالم، وانصروا المظلوم، وخذوا علی ید المریب واحسنوا الی النساء وما ملکت ایمانکم، واصدقوا الحدیث، وادوا الامانۃ، وکونوا قوامین بالحق، ولا تغرنکم الحیاۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور، ان احسن الحدیث ذکر اللہ، وابلغ موعظۃ المتقین کتاب اللہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد لم یلد ولم یولد، ولم یکن لہ کفوا احد۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کی منشاء کے مطابق اس کے آسمانوں اور اس کے سمندروں کے قطرات کی تعداد کے برابر۔ اس کیلئے اچھے اچھے نام ہیں۔ اور اللہ کی حمد یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے۔ اور وہی صاحب عزت اور بخشنے والا ہے۔ اللہ اکبر ہے۔ کبیر ہے۔ بڑائی والا ہے۔ اور اللہ عزت والا ہے۔ رحیم ہے۔ مہربانی کرنے والا ہے۔ باوجود قدرت سزا معاف کر دیتا ہے اور سوائے گمراہوں کے اس کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوتا۔ اللہ اکبر کبیر ہے

اور لا الہ الا اللہ بہت زیادہ پاک و منزہ ہے اللہ جو مہربان اور صاحب قدرت ہے، اللہ کیلئے حمد ہے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اسی سے مدد چاہتے ہیں اسی سے مغفرت کے طالب ہیں اسی سے ہدایت چاہتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس کے اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے ہدایت پائی اور بہت بڑی کامیابی پر فائز ہوا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ بڑی گمراہی میں پڑ گیا، اور سراسر گھاٹے میں رہا۔

اللہ کے بندو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرنا، موت کو یاد رکھنا، دنیا سے اجتناب کرنا یہ وہ ہے کہ تم سے پہلے اس کے اندر رہنے والے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھاسکے اور تمہارے بعد آنے والوں میں سے کسی ایک کیلئے باقی نہیں رہے گی ۔اس دنیا میں تمہاری راہ بھی وہی ہے جو گزشتہ لوگوں کی راہ تھی کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ ان لوگوں سے بالکل کٹ گئی ۔قضا کا اعلان کر دیا جان پہچان سے انجان بن گئی ۔اور الٹے پاؤں پھر گئی ۔یہ فنا کی خبر دے رہی ہے اور اپنے ساکنین کیلئے موت کی حدی خوانی کر رہی ہے اس میں کی جو چیزیں شیریں تھیں وہ تلخ ہو گئیں ۔جو صاف شفاف تھیں وہ گدلا گئیں اس میں سے اب اتنی ہی باقی ہے جیسے کسی برتن کی تہہ میں ذرا سا پانی یا برتن میں ایک گھونٹ جسے پیاس کی شدت میں پیاسا چوس کر پیئے اور پیاس نہ بجھے ۔پس اے اللہ کے بندو تم لوگ اس گھر سے کوچ کیلئے سب کے سب متفق ہو جاؤ جس کے رہنے والوں کے مقدر میں زوال ہے ۔اس کے ساکنین کیلئے زندگی ممنوع ہو جائیگی ان کے نفوس موت سے مفلوج ہو جائینگے ۔کوئی ایسا نہیں جو بقا کی طمع کرے اور کوئی نفس ایسا نہیں جسکو موت کا یقین نہ ہو ۔لہذا تم لوگوں پر آرزوؤں کا غلبہ نہ ہونا چاہیئے تم لوگوں کی لمبی لمبی امیدیں نہ ہونی چاہیں اور اس دنیا میں تمناؤں کے دھوکے میں نہ رہنا چاہیئے ۔اللہ کی عبادت زندگی بھر کرتے رہو ۔خدا کی قسم اگر تم لوگ زن پسر مردہ کی طرح دہاڑیں مار کر بھی روتے رہے اور لوگوں کی طرح دعائیں مانگتے رہے اور تارک دنیا راہب کی طرح تضرع وزاری کرتے رہے اور پھر اپنے اموال و اولاد کو چھوڑ کر اللہ کی طرف گئے اور اس سے تقریب و بلندی درجات کی اور ان گناہوں کی مغفرت کی درخواست کی جو انکے کراماً کاتبین تمہارے نامہ اعمال میں لکھے ہوتے ہیں تو ہمیں کم ہی امید ہے کہ تم لوگوں کو ثواب ملے بلکہ ہمیں تو ڈر ہے کہ تم لوگ اللہ کے دردناک عذاب میں نہ مبتلا ہو جاؤ۔

اور خدا کی قسم اگر تم لوگ دنیا میں اس وقت تک باقی رہو جب تک دنیا باقی ہے اور اللہ کی محبت اور اس کے خوف میں تمہارے قلوب نمک کی طرح پگھل جائیں اور تمہاری آنکھیں آنسو کے بدلے خون بہائیں پھر بھی تمہارے یہ اعمال پورے نہیں ہونگے ۔اور اللہ تعالیٰ نے جو عظیم نعمتیں تمہیں دی ہیں اور ایمان کی طرف جو تمہاری ہدایت کی ہے اس کیلئے تم اپنی کوئی کوشش باقی نہ چھوڑو اور جب تک زمانہ قائم ہے اس وقت تک اعمال بجالاتے رہو پھر بھی تم اپنے اعمال سے اس کی جنت اور اس کی رحمت کے حقدار نہیں بن سکتے ۔مگر یہ اس کی مہربانی ہے جو تم پر رحم کیا جارہا ہے ۔یہ اس کی

رہنمائی ہے جو تم ہدایت پارہے ہو اور انہیں دونوں کی وجہ سے تم لوگ اس کی جنت میں پہنچو گے اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اور تم لوگوں کو توبہ کرنے والوں اور عبادت کرنے والوں میں قرار دے۔

آج کا دن وہ ہے کہ جس کی حرمت عظیم ہے اور اس کی برکت کی امید کی جاتی ہے اور جس میں مغفرت کی بھی امید کی جاتی ہے۔ لہٰذا اس میں اللہ کا ذکر بہت کرو۔ اس سے طلب مغفرت کرو اس کی بارگاہ میں توبہ کرو بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

جو شخص تم میں سے بکری کے بچے کی قربانی کرے تو وہ اس کی طرف سے کافی نہیں ہے ہاں بھیڑ کے بچے کی قربانی کافی ہے اور قربانی کے جانور کا درست اور ٹھیک ہونا یہ ہے کہ اس کی آنکھ، کان کو دیکھ لیا جائے اگر آنکھ، کان سلامت ہیں تو قربانی کا جانور ٹھیک ہے اور اگر اس کا سینگ ٹوٹا ہوا یا وہ لنگڑا کر چلتا ہو تو وہ قربانی کیلئے درست اور کافی نہیں ہے۔

اور جب تم لوگ قربانی کے جانور کو ذبح کرلو تو (اس کا گوشت) کھاؤ کھلاؤ اور ایک دوسرے کو ہدیہ کرو اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو جانوروں کی روزی دی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو نماز پڑھو، زکوۃ دو، اچھی طرح سے عبادت کرو۔ شہادت قائم کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تم پر فرض کی ہیں ان کو رغبت سے انجام دو جیسے جہاد و حج اور روزہ اس لئے کہ اس کا ثواب اتنا بڑا ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا اور ان کا ترک کرنا ایسا وبال ہے جو کبھی نہ مٹے گا، اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، ظالم کو ڈراؤ اور مظلوم کی مدد کرو، جو لوگ ریب اور شک میں گرفتار ہیں ان کی دستگیری کرو، عورتوں اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور سچ بولو، لوگوں کی امانتیں ادا کرو اور حق پر قائم رہنے والوں میں شامل ہو جاؤ اور تمہیں یہ دنیاوی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ کوئی فریب دینے والا تمہیں فریب میں مبتلا کرے، بیشک بہترین بات ذکر خدا ہے اور متقیوں کیلئے سب سے فصیح و بلیغ موعظہ کتاب الٰہی ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان رجیم سے۔ اے رسول کہہ دو کہ اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ اس کو کسی نے جنا اور اس کا ہمسر کوئی بھی نہیں ہے)

اور اس کے بعد سورہ قل یا ایھا الکافرون آخر تک یا الھٰیکم التکاثر آخر تک یا سورہ العصر پڑھتے لیکن جو سورہ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے وہ سورہ (قل ھو اللہ احد) ہے اور جب ان سوروں میں سے کسی ایک سورہ کو پڑھ چکتے تو پھر ذرا دیر کیلئے بیٹھ جاتے اور آپؑ پہلے وہ شخص ہیں کہ جس نے دو خطبوں کے درمیان اس نشست کو محفوظ رکھا۔ پھر آپ وہی خطبہ پڑھتے تھے جس کو میں نے جمعہ کے بعد تحریر کیا ہے۔

(۱۴۸۵) اور وہ علل و اسباب کہ جس کی روایت مفضل بن شاذان نیشاپوریؒ سے کی گئی ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا کہ یوم فطر کو یوم عید اس لئے قرار دیا گیا کہ اس میں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے وہ مجتمع ہوتے ہیں اور خدا کی خوشنودی کیلئے نکلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو ان پر احسان کیا ہے اس پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں اس لئے یہ یوم عید یوم اجتماع یوم فطر، یوم زکوۃ، یوم رغبت اور یوم تضرع ہے نیز اس لئے

کہ یہ سال کا پہلا دن ہے (رمضان کے بعد) جس میں کھانا پینا حلال ہے کیونکہ اہل حق کے نزدیک ایک سال کے مہینوں میں پہلا مہینہ ماہ رمضان ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ لوگوں کا مجمع ہو جس میں لوگ اس کی حمد کریں اور اس کی تقدیس کریں، اور اس کے علاوہ اس میں دوسری نمازوں سے زیادہ تکبیریں قرار دیں اس لئے کہ تکبیر اصل میں اللہ کی بڑائی کا اقرار ہے اور اس نے جو ہدایت کی اس کا شکر ادا کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولتکبروا اللّٰہ علی ماھداکم ولعلکم تشکرون (تاکہ خدا نے جو تم کو راہ پر لگا دیا ہے اس نعمت پر اس کی بڑائی بیان کرو تاکہ تم شکر گزار ہو) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۵)

اور اس میں بارہ تکبیریں رکھ دیں اس لئے کہ پوری دو رکعتوں میں بارہ تکبیریں ہیں۔ پہلی رکعت میں سات دوسری رکعت میں پانچ دونوں میں برابر برابر نہیں رکھا اس لئے کہ نماز فریضہ میں سنت ہے کہ اس کا افتتاح سات تکبیروں سے کیا جائے اس لئے یہاں بھی سات تکبیروں سے شروع کیا اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں اس لئے کہ تکبیرۃ الاحرام دن اور رات میں پانچ ہوتی ہیں تاکہ دونوں رکعتوں میں تکبیر متواتر ہو جائے۔

(۱۴۸۶) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ نمازِ عیدین میں جب لوگ پانچ یا سات ہوں تو نماز باجماعت ادا کریں جیسا کہ جمعہ کے دن کرتے ہیں نیز فرمایا کہ دوسری رکعت میں قنوت پڑھا جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ کیا بغیر عمامہ کے (یہ نماز) جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں مگر عمامہ مجھے بہت پسند ہے۔

(۱۴۸۷) ابو الصباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے نمازِ عیدین میں تکبیر کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بارہ تکبیریں ہیں سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو ایک مرتبہ اللہ اکبر کہو اس کے بعد کہو أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ أَهْلُ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ، وَأَهْلُ الْجُودِ وَالْجَبَرُوتِ، وَالْقُدْرَةِ وَالسُّلْطَانِ وَالْعِزَّةِ أَسْأَلُكَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ الَّذِي جَعَلْتَهُ لِلْمُسْلِمِينَ عِيداً وَلِمُحَمَّدٍ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ ذُخْراً وَمَزِيداً أَنْ تُصَلِّيَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَىٰ مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ وَأَنْبِيَائِكَ الْمُرْسَلِينَ، وَأَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ بِهِ عِبَادُكَ الْمُرْسَلُونَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ مِنْهُ عِبَادُكَ الْمُخْلَصُونَ - اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَوَّلُ كُلِّ شَيْءٍ وَآخِرُهُ وَبَدِيعُ كُلِّ شَيْءٍ وَمُنْتَهَاهُ، وَعَالِمُ بِكُلِّ شَيْءٍ وَمَعَادُهُ وَمَصِيرُ كُلِّ شَيْءٍ إِلَيْهِ وَمَرَدُّهُ، وَمُدَبِّرُ الْأُمُورِ وَبَاعِثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ، قَابِلُ الْأَعْمَالِ مُبْدِي الْخَفِيَّاتِ، مُعْلِنُ السَّرَائِرِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ عَظِيمُ الْمَلَكُوتِ، شَدِيدُ الْجَبَرُوتِ، حَيٌّ لَا يَمُوتُ دَائِمٌ لَا يَزُولُ إِذَا قَضَىٰ أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَشَعَتْ لَكَ

الْاَصْوَاتُ وَعَنَتْ لَکَ الْوُجُوْهُ، وَحَارَتْ دُوْنَکَ الْاَبْصَارُ، وَکَلَّتِ الْاَلْسُنُ عَنْ عَظَمَتِکَ، وَالنَّوَاصِیْ کُلُّهَا بِیَدِکَ، وَمَقَادِیْرُ الْاُمُوْرِ کُلُّهَا اِلَیْکَ - لَایَقْضِیْ فِیْهَا غَیْرُکَ، وَلَا یَتِمُّ مِنْهَا شَیْءٌ دُوْنَکَ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ حِفْظُکَ وَقَهَرَ کُلَّ شَیْءٍ عِزُّکَ - وَنَفَذَ کُلَّ شَیْءٍ اَمْرُکَ وَقَامَ کُلُّ شَیْءٍ بِکَ، وَتَوَاضَعَ کُلُّ شَیْءٍ لِعَظَمَتِکَ، وَذَلَّ کُلُّ شَیْءٍ لِعِزَّتِکَ، وَاسْتَسْلَمَ کُلُّ شَیْءٍ لِقُدْرَتِکَ، وَخَضَعَ کُلُّ شَیْءٍ لِمُلْکِکَ - اَللّٰهُ اَکْبَرُ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔ اے اللہ تو ہی بڑائی اور عظمت والا ہے صاحب بخشش و قوت و قدرت و سلطنت و عزت ہے میں تجھ سے آج کے دن سوال کرتا ہوں جسے تو نے مسلمانوں کیلئے عید اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مزید ذخیرہ قرار دیا ہے اور تمام مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات زندہ مردہ کو بخش دے ۔ اے اللہ میں تجھ سے اس خیر کا سوال کرتا ہوں جس کا سوال تیرے مرسل بندوں نے کیا تھا ۔ اور اس شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس سے تیرے مخلص بندوں نے پناہ چاہی تھی۔

اللہ اکبر ہر شے کے اول و آخر ہے وہ ہر شے کا موجد اور تنہا ہے ہر شے کا عالم اور اس کے پلٹنے کی جگہ ہے ہر شے اسی کی طرف جاری ہے اور اس طرف واپس ہو رہی ہے ۔ اور تمام امور کو درست کرنے والا ہے اور جو لوگ قبروں میں ہیں ان کو دوبارہ زندہ کرنے والا ہے ۔ بندوں کے اعمال کو قبول کرنے والا اور مخفی چیزوں کو ظاہر کرنے والا ہے بھیدوں کو افشاء کرنے والا ہے اللہ اکبر وہ عظیم قوت والا ، شدید طاقت والا ہے وہ ایسا زندہ جسے کبھی موت نہیں آئے گی وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اس کو کبھی زوال نہیں جب وہ کسی امر کا ارادہ کرلیتا ہے تو بس وہ کہہ دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ شے ہو جاتی ہے ۔ اللہ اکبر (پروردگار) تیرے سامنے آوازیں رکی ہوئی ہیں ۔ تیرے حضور رخسار جھکے ہوئے ہیں ۔ آنکھیں حیرت زدہ ہیں تیری عظمت کے بیان میں زبانیں گنگ ہیں ۔ ہر ایک کی پیشانیاں تیرے دست قدرت میں ہیں اور تمام امور کے مقدرات تیری طرف سے ہیں تیرے سوا ان کو کوئی پورا نہیں کر سکتا ۔ اور وہ بغیر تیرے ان میں سے کوئی بھی اتمام کو نہیں پہنچ سکتی ۔

پروردگار ۔ ہر شے تیرے احاطہ حفاظت میں ہے ۔ ہر شے تیری قوت سے مغلوب ہے ۔ ہر شے پر تیرا حکم نافذ ہے تیری وجہ سے ہر شے قائم ہے تیری عظمت کے سامنے ہر شے سرنگوں ہے ۔ تیری طاقت کے سامنے ہر شے پست و ذلیل ہے تیری قدرت کے آگے ہر ایک کا سر تسلیم خم ہے ۔ تیری طاقت کے آگے ہر شے زیر ہے ۔ اللہ اکبر)

پھر سورہ الحمد اور سورہ والشمس و ضحیٰھا پڑھو اور ساتویں تکبیر پر رکوع کرو اور دوسری رکعت میں کہو اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَهْلُ الْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں اے اللہ تو بڑائی اور عظمت والا ہے) ــــــ اور وہ سب مکمل کہو جو پہلی تکبیر کے بعد کہہ چکے ہو اور یہ ہر تکبیر میں کہنا ہے یہاں تک کہ پانچ تکبیریں پوری ہوں اور عیدین کا خطبہ بعد نماز ہے ۔

باب استسقاء

(۱۴۸۸) عبدالرحمن بن کثیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب چار باتیں کھل کر ہونے لگیں تو چار چیزیں ظاہر ہونگی ۔ جب زنا کھل کر ہوگا تو زلزلے آئیں گے ، جب زکات روک لی جائیگی تو مویشی ہلاک ہونگے ، جب حکام فیصلہ دینے میں ناانصافی کریں گے تو آسمان سے بارشیں ہونی بند ہو جائینگی ، جب عہد شکنی ہو گی ، اپنی ذمہ داری کو پورا نہ کیا جائے گا تو مشرکین مسلمانوں پر فتحیاب ہونگے ۔

(۱۴۸۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر غضبناک ہوتا ہے مگر پھر بھی عذاب نازل نہیں کرتا تو چیزوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں ، عمریں کم ہو جاتی ہیں ، تاجروں کو نفع نہیں ہوتا ، درختوں کے پھل اچھے نہیں اترتے ، دریاؤں میں پانی کم ہو جاتے ہیں ، بارش ہونی بند ہو جاتی ہے اور شریر لوگ ان پر مسلط ہو جاتے ہیں ۔

(۱۴۹۰) حفص بن غیاث نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان ابن داؤد علیہ السلام ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تاکہ بارش کیلئے دعا کریں کہ راستہ میں ایک چیونٹی کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے یہ دعا کر رہی ہے کہ اے اللہ تیری مخلوق میں سے میں بھی تیری ایک مخلوق ہوں ہم لوگ تیرے رزق سے مستغنی نہیں ہمیں تیرے رزق کی ضرورت ہے بنی آدم کے گناہوں کی وجہ سے ہم لوگوں کو تو ہلاک نہ کر (چیونٹی کی یہ دعا سن کر) حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے کہا واپس چلو اب بغیر تمہاری دعا کے پانی برسے گا ۔

(۱۴۹۱) حفص بن بختری نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب ارادہ کرتا ہے کہ بارش سے مخلوق کو سیراب کرے تو وہ بادل کو حکم دیتا ہے اور وہ زیر عرش سے پانی اٹھا لیتا ہے اور جب نباتات اگانے کا ارادہ نہیں کرتا تو وہ بادلوں کو حکم دیتا ہے اور وہ سمندر سے پانی اٹھاتے ہیں ۔ تو عرض کیا گیا کہ مگر سمندر کا پانی تو کھاری اور نمکین ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ بادل شیریں کر لیتا ہے ۔

(۱۴۹۲) اور سعدان نے ان ہی علیہ السلام سے روایت کی تو آپ نے فرمایا کہ جو قطرہ بھی آسمان سے نازل ہوتا ہے اسکے ساتھ ایک فرشتہ بھی نازل ہوتا ہے اور وہ اس قطرے کو وہاں رکھ دیتا ہے جہاں اسکے لئے جگہ مقرر ہے ۔

(۱۴۹۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اہل دنیا کو خلق کیا اس وقت سے اب تک کوئی دن ناغہ نہیں جاتا ہر روز پانی برستا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے برساتا ہے ۔

(۱۴۹۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہوا صرف اسی مقدار سے نکلتی ہے جتنی اہل زمین کیلئے مناسب ہو

سوائے زمانہ عاد کے اس لئے کہ وہ اس وقت اپنے موکلین کے قابو سے باہر ہو گئی تھی چنانچہ وہ ایک سوئی کے ناکے کے برابر نکلی اور اس سے قوم عاد ہلاک ہو گئی اور پانی بھی صرف اسی مقدار سے برستا ہے جتنا اہل زمین کیلئے مناسب ہو سوائے زمانہ نوحؑ کے اس لئے کہ وہ اس وقت اپنے موکلین کے قابو سے باہر ہو گیا اور وہ بھی ایک سوئی کے ناکے کے برابر نکلا اور اسی سے اللہ تعالیٰ نے قوم نوحؑ کو غرق کر دیا۔

(۱۴۹۵) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بادل بارش کی چھلنی ہے اگر یہ نہ ہو تو ہر وہ شے جس پر یہ گرے فاسد اور خراب ہو جائے۔

(۱۴۹۶) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے رعد کے متعلق دریافت کیا کہ یہ رعد کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسے مرد کے مانند ہے جو اونٹ پر سوار ہے اس کو ہنکاتا ہے اور اس طرح گونجتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان یہ بجلی کیا ہے؟ فرمایا یہ ملائیکہ کے کوڑے ہیں جس سے وہ بادل کو مارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جہاں بارش کا فیصلہ کیا ہوتا ہے وہاں انکو ہنکا کر لے جاتے ہیں۔

(۱۴۹۷) نیز آپ نے فرمایا کہ رعد ایک ملک کی آواز ہے اور برق اس کا کوڑا ہے۔

(۱۴۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ فرعون کے اصحاب فرعون کے پاس آئے اور بولے دریائے نیل خشک ہو گیا ہے ایسی حالت میں تو ہم لوگوں کی ہلاکت ہے۔ فرعون نے کہا اچھا آج تم لوگ واپس جاؤ پھر جب رات ہو گئی تو دریائے نیل کے وسط میں گیا اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا اے اللہ تجھے علم ہے کہ میں اس بات کو جانتا ہوں کہ اس دریا میں سوائے تیرے کوئی پانی نہیں لاسکتا لہذا ہم لوگوں کیلئے اس میں پانی لادے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہوتے دریائے نیل میں پانی ٹھاٹھیں مارنے لگا۔

اور نماز استسقاء صرف صحرا میں پڑھی جائے تاکہ آسمان نظر آئے اور نماز استسقاء سوائے مکہ کی مسجد کے اور کسی میں نہیں پڑھی جائے گی۔

اور جب تم نماز استسقاء پڑھنے کا ارادہ کرو تو جس دن تم یہ نماز پڑھو وہ دن شنبہ کا ہونا چاہیئے اس روز تم اس طرح نکلو جس طرح نماز عید کے لئے نکلتے ہیں۔ اعلان کرنے والے تمہارے آگے آگے اعلان کرتے ہوئے چلیں یہاں تک کہ تم نماز کی جگہ پہنچو اور لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز بغیر اذان اور بغیر اقامت کے پڑھو پھر منبر پر جاؤ اور خطبہ پڑھو۔ اور تمہاری ردا کا جو (حصہ) تمہارے داہنی جانب ہے اسے بائیں جانب کر لو اور جو (حصہ) بائیں جانب ہے اسے داہنے جانب کر لو۔ پھر قبلہ کی طرف رخ کرو اور سو مرتبہ اللہ اکبر بلند آواز سے کہو۔ پھر اپنے داہنی جانب ملتفت ہو اور سو مرتبہ سبحان اللہ بلند آواز سے کہو پھر اپنے بائیں جانب ملتفت ہو اور سو مرتبہ لا الہ الا اللہ بلند آواز سے کہو پھر مجمع کی طرف رخ کرو اور سو مرتبہ بلند آواز سے الحمد للہ کہو پھر تم اور سارے لوگ بلند آواز سے بارش کیلئے دعا کریں انشاء اللہ وہ تمہیں مایوس واپس نہ

کرے گا۔

(۱۵۰۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بارش کیلئے دعا کرتے تو یہ کہتے اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَ بَھَائِمَکَ وَ انْشُرْ رَحْمَتَکَ وَ اَحْیِ بِلَادَکَ الْمَیِّتَۃَ (اے اللہ تو اپنے بندوں اور اپنے جانوروں کو سیراب کر دے اپنی رحمت پھیلا دے اور اپنے مردہ شہروں کو زندہ کر دے) آپ اس دعا کی تکرار تین دفعہ کرتے تھے۔

(۱۵۰۱) اور امیر المومنین علیہ السلام نے نماز استسقاء کے موقع پر خطبہ دیا اور یہ کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سَابِغِ النِّعَمِ وَ مُفَرِّجِ الْھَمِّ وَ بَارِیءِ النَّسَمِ ، اَلَّذِیْ جَعَلَ السَّمَاوَاتِ لِکُرْسِیِّہٖ عِمَاداً وَ الْجِبَالَ لِلْاَرْضِ اَوْتَاداً ، وَ الْاَرْضَ لِلْعِبَادِ مِھَاداً وَ مَلٰائِکَتَہٗ عَلٰی اَرْجَائِھَا ، وَ حَمَلَۃَ الْعَرْشِ عَلٰی اَمْطَائِھَا وَ اَقَامَ بِعِزَّتِہٖ اَرْکَانَ الْعَرْشِ ، وَ اَشْرَقَ بِضَوْئِہٖ شُعَاعَ الشَّمْسِ ، وَ اَطْفَاَ بِشُعَاعِہٖ ظُلْمَۃَ الْغَطَشِ وَ فَجَّرَ الْاَرْضَ عُیُوْناً ، وَ الْقَمَرَ نُوْراً ، وَ النُّجُوْمَ بُھُوْراً ، ثُمَّ عَلَا فَتَمَکَّنَ ، وَ خَلَقَ فَاَتْقَنَ وَ اَقَامَ فَتَھَیْمَنَ فَخَضَعَتْ لَہٗ نَخْوَۃُ الْمُتَکَبِّرِ وَ طُلِبَتْ اِلَیْہِ خَلَّۃُ الْمُتَمَسْکِنِ اَللّٰھُمَّ فَبِدَرَجَتِکَ الرَّفِیْعَۃِ ، وَ مَحَلَّتِکَ الْمَنِیْعَۃِ ، وَ فَضْلِکَ السَّابِغِ ، وَ سَبِیْلِکَ الْوَاسِعِ اَسْاَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا دَانَ لَکَ وَ دَعَا اِلٰی عِبَادَتِکَ وَ وَفٰی بِعَھْدِکَ وَ اَنْفَذَ اَحْکَامَکَ ، وَ اتَّبَعَ اَعْلَامَکَ ، عَبْدِکَ نَبِیِّکَ وَ اَمِیْنِکَ عَلٰی عَھْدِکَ اِلٰی عِبَادِکَ ، اَلْقَائِمِ بِاَحْکَامِکَ ، وَ مُؤَیِّدِ مَنْ اَطَاعَکَ ، وَ قَاطِعِ عُذْرِ مَنْ عَصَاکَ ، اَللّٰھُمَّ فَاجْعَلْ مُحَمَّداً اَجْزَلَ مَنْ جَعَلْتَ لَہٗ نَصِیْباً مِنْ رَحْمَتِکَ ، وَ اَنْضَرَ مَنْ اَشْرَقَ وَجْھُہٗ بِسِجَالِ عَطِیَّتِکَ وَ اَقْرَبَ الْاَنْبِیَاءِ زُلْفَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عِنْدَکَ ، وَ اَوْفَرَھُمْ حَظّاً مِنْ رِضْوَانِکَ وَ اَکْثَرَھُمْ صُفُوْفَ اُمَّۃٍ فِیْ جِنَانِکَ کَمَا لَمْ یَسْجُدْ لِلْاَحْجَارِ ، وَ لَمْ یَعْتَکِفْ لِلْاَشْجَارِ ، وَ لَمْ یَسْتَحِلَّ السِّبَاءَ وَ لَمْ یَشْرَبِ الدِّمَاءَ ، اَللّٰھُمَّ خَرَجْنَا اِلَیْکَ حِیْنَ اَجَاءَتْنَا الْمَضَائِقُ الْوَعِرَۃُ ، وَ اَلْجَاَتْنَا الْمَحَابِسُ الْعَسِرَۃُ وَ عَضَّتْنَا [الصَّعْبَۃُ] عَلَائِقُ الشَّیْنِ ، وَ تَاَثَّلَتْ عَلَیْنَا لَوَاحِقُ الْمَیْنِ وَ اعْتَکَرَتْ عَلَیْنَا حَدَابِیْرُ السِّنِیْنَ وَ اَخْلَفَتْنَا مَخَائِلُ الْجَوْدِ وَ اسْتَظْمَاْنَا لِصَوَارِخِ الْعَوْدِ ، فَکُنْتَ رَجَاءَ الْمُبْتَئِسِ وَ الثِّقَۃَ لِلْمُلْتَمِسِ نَدْعُوْکَ حِیْنَ قَنَطَ الْاَنَامُ ، وَ مُنِعَ الْغَمَامُ ، وَ ھَلَکَ السَّوَامُ ، یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ عَدَدَ الشَّجَرِ وَ النُّجُوْمِ ، وَ الْمَلٰائِکَۃِ الصُّفُوْفِ ، وَ الْعَنَانِ الْمَکْفُوْفِ ، اَنْ لَا تَرُدَّنَا خَائِبِیْنَ وَ لَا تُؤَاخِذْنَا بِاَعْمَالِنَا وَ لَا تُحَاصَّنَا بِذُنُوْبِنَا ، وَ انْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ بِالسَّحَابِ الْمُتَّاقِ ، وَ النَّبَاتِ الْمُوْنِقِ وَ امْنُنْ عَلٰی عِبَادِکَ بِتَنْوِیْعِ الثَّمَرَۃِ وَ اَحْیِ بِلَادَکَ بِبُلُوْغِ الزَّھْرَۃِ وَ اَشْھِدْ مَلٰائِکَتَکَ الْکِرَامَ السَّفَرَۃَ ، سُقْیاً مِنْکَ نَافِعَۃً ، دَائِمَۃً غُزْرُھَا وَ اسِعاً دَرُّھَا سَحَاباً وَابِلاً سَرِیْعاً عَاجِلاً تُحْیِیْ بِہٖ مَا قَدْ مَاتَ ، وَ تَرُدُّ بِہٖ مَا قَدْ فَاتَ وَ تُخْرِجُ بِہٖ مَا ھُوَ آتٍ ، اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثاً مُغِیْثاً مُمْرِعاً طَبَقاً مُجَلْجِلاً مُتَتَابِعاً خُفُوْقُہٗ مُنْبَجِسَۃً بُرُوْقُہٗ ، مُرْتَجِسَۃً ھُمُوْعُہٗ ، وَ سَیْبُہٗ مُسْتَدِرٌّ ، وَ صَوْبُہٗ مُسْبَطِرٌّ لَا تَجْعَلْ ظِلَّہٗ عَلَیْنَا سَمُوْماً ، وَ بَرْدَہٗ عَلَیْنَا حُسُوْماً وَ ضَوْءَہٗ عَلَیْنَا رُجُوْماً ، وَ مَاءَہٗ اُجَاجاً ، وَ نَبَاتَہٗ رَمَاداً رِمْدِداً اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشِّرْکِ وَ ھَوَادِیْہِ ، وَ الظُّلْمِ وَ دَوَاھِیْہِ ، وَ الْفَقْرِ وَ دَوَاعِیْہِ یَا مُعْطِیَ الْخَیْرَاتِ مِنْ اَمَاکِنِھَا ، وَ مُرْسِلَ الْبَرَکَاتِ مِنْ مَعَادِنِھَا ، مِنْکَ الْغَیْثُ الْمُغِیْثُ ، وَ اَنْتَ الْغِیَاثُ الْمُسْتَغَاثُ وَ نَحْنُ

الخاطئون و اَھلُ الذّنوب و انتَ المستغفرُ الغفّار، نستغفرک للجمّاتِ من ذنوبنا، و نتوب الیک من عوامّ خطایانا اللّھُمّ فارسِل علینا دیمۃً مدراراً، و اسقِنا الغیثَ و اکفاً مغزاراً غیثاً واسعاً، و برکۃً من الوابل نافعۃ یدافع الودق بالودق، و یتلو القطرُ منہُ القطر، غیر خلّب برقہ و لا مکذّب رعدہ، و لا عاصفۃ جنائبُہ بل ریّاً یغصّ بالرّیّ ربابہ، و فاض فانصاع بہ سحابہ و جری آثار ھیدبہ جنابہ، سقیاً منک محییۃ مرویۃ، محفلۃ مفضلۃ زاکیاً نبتھا نامیاً زرعھا، ناضراً عودھا، ممرعۃ آثارھا، جاریۃ بالخیر و الخصب علی اَھلھا، تنعش بھا الضّعیف من عبادک و تحیی بھا المیّت من بلادک، و تنعم بھا المبسوط من رزقک و تخرج بھا المخزون من رحمتک، و تعم بھا من نأی من خلقک، حتّی یخصب لإمراعھا المجدبون، و یحیا ببرکتھا المسنتون، و تترع بالقیعان غدرانھا، و تورق ذری الآکام زھراتھا، و یدھام بذری الآکام شجرھا و تستحق علینا بعد الیأس شکراً، منّۃ من منّتک مجلّلۃ، و نعمۃ من نعمک مفضلۃ، علی بریّتک المرملۃ، و بلادک المغربۃ و بھائمک المعملۃ، و وحشک المھملۃ اللّھمّ منک ارتجاؤنا، و الیک مآبنا، فلا تحبسہ عنّا لتبطّنک سرائرنا و لا تؤاخذنا بما فعل السّفھاء منّا، فانّک تنزل الغیث من بعد ما قنطوا و تنشر رحمتک، و انت الولیّ الحمید۔

(اس اللہ کی حمد جو وسیع نعمتیں دینے والا ہے۔ غم و ہم کو دور کرنے والا اور انسانوں کا پالنے والا ہے وہ اللہ وہ ہے جس نے تمام آسمانوں کو اپنی کرسی کا پایہ بنایا اور پہاڑوں کو زمین کیلئے میخ بنایا زمین کو بندوں کیلئے گھوارہ بنایا اور اس کے ملائیکہ ان سب کے ارد گرد ہیں اور حاملین عرش ان کی پشت پر ہیں اس نے اپنی قوت سے ارکان عرش کو قائم کیا اور اپنے نور سے آفتاب کی شعاعوں کو چمکایا۔ اور پھر آفتاب کی شعاعوں نے ظلمت کو ڈھانپ لیا۔ اس نے زمین میں جگہ جگہ چشمے جاری کیے، چاند کو منور کیا ستاروں کو جگمگایا، پھر بلندی کی طرف متوجہ ہوا اس پر اپنا اقتدار دکھایا اسے پیدا اور مستحکم کیا اسے کھڑا کیا اس کی حفاظت کی۔ تو ہر متکبر کی نخوت اسکے سامنے سرنگوں ہو گئی اور ہر مسکین کا افلاس اس کے سامنے دست طلب بڑھانے لگا۔

اے اللہ میں تجھے تیرے درجہ رفیع و علوئے مرتبت اور تیرے کمال فضل اور تیرے وسیع راستہ کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اس لئے کہ انہوں نے تیری اطاعت کی اور لوگوں کو تیری عبادت کی طرف دعوت دی، تیرے عہد کو پورا کیا تیرے احکام نافذ کئے تیری ہدایات کا اتباع کیا۔ یہ تیرے بندے ہیں تیرے نبی ہیں اور تیرے ان پیغامات کے امین ہیں جو تو نے اپنے بندوں کے پاس بھیجے ہیں۔ تیرے احکامات پر قائم ہیں۔ تیرے اطاعت گزار بندوں کی مدد کرنے والے اور تیرے نافرمان بندوں کے عذر کو قطع کرنے والے ہیں۔

اے اللہ تو نے اپنی رحمت کے جن جن لوگوں کو حصے دیئے ہیں ان میں سب سے بڑا حصہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا اور تیرے ڈھیروں عطیات دینے کی وجہ سے جن لوگوں کے چہرے بشاش ہیں ان سے زیادہ بشاش آنحضرت

کے چہرے کو بنا دے اور ان لوگوں سے زیادہ اپنی رحمت کا حصہ انہیں عطا فرما اور ان لوگوں سے زیادہ ان کی امت کی صفوں کو اپنی جنت میں داخل فرما۔ اس لئے کہ انہوں نے کبھی پتھروں کو سجدہ نہیں کیا کبھی درختوں کی پرستش نہیں کی کبھی شراب کو حلال نہیں سمجھا۔ اور کبھی خون نہیں پیا۔

اے اللہ جب کہ ہم لوگوں کو بے حد تنگیوں نے گھیرا ہے جب کہ ہم لوگوں پر حد درجہ مشکلات آن پڑی ہیں جب کہ عیوب نے ہمیں دانتوں سے پکڑ لیا ہے جب کہ کذب و افتراء نے ہم پر پورا قبضہ جمالیا ہے۔ جب کہ ہم لوگوں پر قحط سالیوں نے یلغار کر دی ہے جب کہ یہ نہ برسنے والے بادل ہم لوگوں کو چھوڑ جاتے ہیں جب کہ ہمارے بوڑھے اونٹ پیاس سے بلبلا رہے ہیں تو ہم لوگ تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں تو ہر بدحال و پریشان کی امید اور ہر طلبگار کا بھروسہ ہے۔ ہم لوگ تجھے اس وقت آواز دے رہے ہیں جب لوگوں پر مایوسی چھائی ہوئی ہے۔ بادل پانی نہیں برسا رہا ہے۔ چرنے والے جانور ہلاک ہو رہے ہیں۔

اے حی و قیوم ہم لوگ تجھ سے اتنی مرتبہ دعا کرتے جتنی درختوں اور پھولوں اور ملائیکہ کی صفوں اور ان نہ برسنے والے بادلوں کی تعداد ہے کہ تو ہم لوگوں کو مایوس نہ پلٹا۔ ہم لوگوں سے ہمارے اعمال کا مواخذہ نہ فرما ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا نہ دے بلکہ ہم لوگوں پر اپنی رحمتوں کا سایہ کر ایسے برسنے والے بادلوں کے ذریعے جن سے ندی نالے گڑھے تالاب سب بھر جائیں گھاس اور پودے روئیدہ ہو جائیں اور درختوں پر پھل لٹکنے لگیں تو پھولوں کو شگفتہ کر کے اپنے شہروں میں جان ڈال دے۔ اور اپنی طرف سے جلد از جلد بہت برسنے والے ایسے منفعت بخش بادل بھیج جو اس وسیع علاقہ کو سیراب کر دیں اور اپنے بھیجے ہوئے ملائیکہ کو دکھا دے کہ مردہ میں تو اس طرح جان ڈالتا ہے اور جو آئندہ پیدا ہونے والے ہیں ان کو اس طرح نکالتا ہے۔ اے اللہ تو ہم لوگوں کو گرج اور چمک کے ساتھ برسنے والے اور چراگاہوں کو سیر کرنے والے بادلوں سے سیراب کر جس سے ندی نالے زور شور سے بہنے لگیں۔ اور ان بادلوں کے زیر سایہ ہم لوگوں پر باد سموم نہ چلے اور نہ منحوس سردی ہو نہ اس کی چمک ہم پر بجلی گرائے نہ اس کی بارش کا پانی تلخ و نمکین ہو کہ پودے جل کر راکھ ہوں اور ہلاک ہو جائیں۔ اے اللہ ہم شرک اور اسکے مقدمات سے اور ظلم اور اسکے پر از مصائب انجام سے اور فقر اور اس کے اسباب سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اے خیر کے مراکز سے خیر عطا کرنے والے۔ برکتوں کے معدن سے برکتیں بھیجنے والے یہ برسنے والے بادل تیری طرف سے آتے ہیں تو ہی فریاد کرنے والوں کی فریاد کو پہنچنے والا ہے۔ ہم لوگ خطا کار اور گنہگار ہیں۔ تو مغفرت چاہنے والوں کی مغفرت کرنے والا ہے اور ہم لوگ تجھ سے اپنے گناہوں کی کثرت کی مغفرت چاہتے ہیں اور اپنی خطاؤں سے تیرے سامنے توبہ کرتے ہیں اے اللہ اب ہم لوگوں پر ایسے بادل بھیج جن میں گرج و چمک نہ ہو اور مسلسل موسلا دھار برسے ہم لوگوں کو ایسی بارش سے سیراب کر جو بہت وسیع علاقہ میں ہو اسکی بڑی بڑی بوندیں برکت اور نفع بخش ہوں جو ایک پر ایک گریں ایک قطرہ کے پیچھے دوسرا قطرہ آئے ایسے بادل نہ ہوں کہ جن میں بجلی کی چمک اور

رعد کی جھوٹی کڑک ہو اور پانی نہ برسے اور نہ باد شمالی جو تیز چلے (بادلوں کو اڑا لے جائے)۔تیری طرف سے سقایت کا یہ اہتمام ہو کہ بادلوں کے دل اور تہہ بہ تہہ گھٹائیں زمین سے زیادہ اوپر نہ ہوں اور بارش ہو تو قطروں کے تار بندھ جائیں اور یہ سب کیلئے حیات بخش ہوں تالاب اور وادیاں پانی سے بھر جائیں جس سے سبزے اگیں کھیتیاں لہلہائیں شاخیں سرسبز ہوں چراگاہیں آباد ہوں گھاس کثرت سے اگ آئے اور یہاں کے بسنے والوں کیلئے یہ خیر جاری ہو اور تیرے بندوں میں جو مالی حیثیت سے کمزور ہوں وہ بھی خوش حال ہو جائیں تیری آبادیوں میں جان پڑ جائے وہ تیرے پھیلے ہوئے رزق سے فیض یاب ہوں ۔ تیری رحمت کے چھپے ہوئے خزانے ابھر کر سامنے آجائیں اور یہ رحمت عام ان لوگوں پر بھی ہو جو تجھ سے پھرے ہوئے ہیں اور جو لوگ قحط زدہ ہیں ان کی چراگاہیں سرسبز ہو جائیں جو لوگ خشک سالی کے شکار ہیں اس کی برکت سے وہ بھی جی اٹھیں ۔ میدانوں کے تالاب پانی سے لبریز ہو جائیں درختوں میں پتے اور پھولوں کے شگوفے پھوٹنے لگیں جنگلی جھاڑیوں پر گہری سبزی آجائے اور ہم لوگوں پر مایوسی کے بعد یہ احسان عام اور بخشش عمومی جو تو اپنے وحشی اور پالتو جانوروں پر اور پریشان حال مخلوقات پر کرے گا اس کیلئے تو ہمارے شکر کا مستحق ہو گا۔

اے اللہ ہم لوگوں کو صرف تجھ سے ہی امید ہے اور صرف تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہم لوگوں کے باطن سے واقف ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں تو اس بارش کو اب مزید نہ روک اور ہم میں جو بیوقوف و ناسمجھ ہیں انکے اعمال کا ہم لوگوں سے مواخذہ نہ کر۔ ان لوگوں کی مایوسی کے بعد ان کیلئے پانی برسا دے اپنی رحمت کو پھیلا دے بیشک تو مالک اور لائق حمد ہے)یہاں تک کہہ کر امیرالمومنین علیہ السلام رونے لگے اور بارگاہ الہیٰ میں عرض کرنے لگے کہ سَيِّدِي سَاخَتْ جِبَالُنَا ، وَاغْبَرَّتْ أَرْضُنَا ، وَهَامَتْ دَوَابُّنَا وَقَنَطَ النَّاسُ مِنَّا أَوْمَنْ قَنَطَ مِنْهُمْ ، وَتَاهَتِ الْبَهَائِمُ وَتَحَيَّرَتْ فِي مَرَاتِعِهَا ، وَعَجَّتْ عَجِيجَ الثَّكَالَىٰ عَلَىٰ أَوْلَادِهَا وَمَلَّتِ الدَّوَرَانَ فِي مَرَاتِعِهَا ، حِيْنَ حُبِسَتْ عَنْهَا قَطْرُ السَّمَاءِ فَدَقَّ لِذٰلِكَ عَظْمُهَا وَذَهَبَ لَحْمُهَا ، وَذَابَ شَحْمُهَا ، وَانْقَطَعَ دَرُّهَا ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ أَنِيْنَ الْآنَّةِ ، وَحَنِيْنَ الْحَانَّةِ ارْحَمْ تَحَيُّرَهَا فِيْ مَرَاتِعِهَا وَأَنِيْنَهَا فِيْ مَرَابِضِهَا۔

(میرے مالک ہمارے پہاڑ پھٹے جا رہے ہیں ۔ ہماری زمینیں خاک اڑا رہی ہیں ۔ ہمارے چوپائے پیاسے ہیں اور ہم لوگ اور یہ سب جانور پریشان ہیں اور اپنی چراگاہوں میں مارے مارے حیران پھر رہے ہیں اور اس طرح چیخ رہے ہیں جیسے کوئی زنِ پسر مردہ چیخ چیخ کر رو رہی ہو ۔ یہ اس لئے کہ آسمان سے پانی برسنا رک گیا ان کی ہڈیاں پسلیاں نکل آئیں ۔ ان کے جسموں پر گوشت نہیں رہ گئے ۔ ان کی چربیاں پگھل گئیں ۔ تھنوں سے دودھ ختم ہو گیا ۔ پروردگار تو ان بکریوں اور ان اونٹنیوں پر ترس کھا ۔ اور ان کے چراگاہوں میں حیران پھرنے اور اپنے باڑوں کے اندر رونے پر رحم فرما)

(۱۵۰۲) اور ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز استسقاء میں اپنی ردا کو الٹ کر کیوں اوڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ اپنے اور اپنے اصحاب کے درمیان ایک علامت کے طور پر

پیش کرتے تھے کہ آپ نے خشک سالی کو ہریالی سے بدل دیا ہے۔

(۱۵۰۴) ایک مرتبہ اہل کوفہ کا ایک گروہ حضرت علی ابن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا امیر المومنین ہمیں آپ استسقاء کی دعا پڑھا دیں۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو بلایا اور امام حسن علیہ السلام سے کہا اے حسن تم ذرا دعائے استسقاء پڑھ دو۔ تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰهُمَّ هَيِّجْ لَنَا السَّحَابَ بِفَتْحِ الْاَبْوَابِ بِمَاءٍ عُبَابٍ وَرَبَابٍ بِانْصِبَابٍ وَانْسِكَابٍ يَا وَهَّابُ، وَاسْقِنَا مُطْبِقَةً مُغْدِقَةً مُونِقَةً، فَتِّحْ اَغْلَاقَهَا وَسَهِّلْ اِطْلَاقَهَا، وَعَجِّلْ سِيَاقَهَا بِالْاَنْدِيَةِ فِي الْاَوْدِيَةِ يَا وَهَّابُ، بِصَوْبِ الْمَاءِ يَا فَعَّالُ اِسْقِنَا مَطَراً قَطْراً طَلّاً مُطِلّاً طَبَقاً مُطْبِقاً، عَامّاً مُعِمّاً، رَهِماً بِهِمَاراً رَحِماً رَشّاً مُرِشّاً وَاسِعاً كَافِياً، عَاجِلاً طَيِّباً مُبَارَكاً سَلَاطِحَ بَلَاطِحَ، يُنَاطِحُ الْاَبَاطِحَ، مُغْدَوْدِقاً مُطْبَوْبِقاً مُغْرَوْرِقاً وَاسْقِ سَهْلَنَا وَجَبَلَنَا، وَبَدْوَنَا وَحَضَرَنَا حَتّٰى تُرْخِصَ بِهِ اَسْعَارَنَا وَتُبَارِكَ بِهِ فِي ضِيَاعِنَا وَمُدُنِنَا - اَرِنَا الرِّزْقَ مَوْجُوداً وَالْغَلَاءَ مَفْقُوداً آمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

(اے پروردگار آسمان کے دروازے کھول اور موج در موج پانی سے بھرے ہوئے تہہ بہ تہہ بادلوں کو اٹھا جس سے لگاتار بارش ہو اے وہاب ہم لوگوں کو سیراب کر اپنی بھرپور بارش سے کہ جل تھل ہو جائے اور بارش کی رکاوٹوں کو دور کر کہ کھل کر بارش ہو۔ اور پانی کو ندی نالوں کے اندر بہانے میں جلدی کر اے وہاب۔ اے کار ساز تو ہم لوگوں کو سیراب کر کبھی تیز بارش سے کبھی ہلکی بارش سے کبھی شبنم سے کبھی بہت وسیع اور کافی پھوار سے جو پاک و مبارک ہو اور چکنے پہاڑوں اور چوڑے میدانوں اور پتھریلی زمینوں پر برسے اور وہ سب پانی میں چھپ جائیں اور ڈوب جائیں اور ہمارے میدانوں اور پہاڑوں اور دیہاتوں اور شہروں کو سیراب کر تاکہ چیزوں کے نرخ کم ہو جائیں اور ہماری کھیتی باڑی میں اور آبادیوں میں برکت دے ہم لوگوں کو دکھادے کہ رزق موجود ہے مہنگائی ختم ہو گئی آمین یا رب العالمین) پھر آپ نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ تم بھی دعائے استسقاء پڑھو تو امام حسین علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰهُمَّ مُعْطِيَ الْخَيْرَاتِ مِنْ مَظَانِّهَا - وَمُنْزِلَ الرَّحَمَاتِ مِنْ مَعَادِنِهَا، وَمُجْرِيَ الْبَرَكَاتِ عَلٰى اَهْلِهَا، مِنْكَ الْغَيْثُ الْمُغِيْثُ، وَاَنْتَ الْغِيَاثُ الْمُسْتَغَاثُ، وَنَحْنُ الْخَاطِئُوْنَ وَاَهْلُ الذُّنُوْبِ، وَاَنْتَ الْمُسْتَغْفَرُ الْغَفَّارُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُمَّ اَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا دِيْمَةً مِدْرَاراً، وَاسْقِنَا الْغَيْثَ وَاكِفاً مِغْزَاراً، غَيْثاً مُغِيْثاً، وَاسِعاً مُسْبِغاً مُهْطِلاً مَرِيْئاً مَرِيْعاً غَدَقاً مُغْدِقاً عُبَاباً مُجَلْجِلاً سَحّاً سَحْسَاحاً، بَسّاً بَسَاساً، مُسْبِلاً عَامّاً، وَدْقاً مِطْفَاحاً يَدْفَعُ الْوَدْقَ بِالْوَدْقِ دِفَاعاً وَيَطْلُعُ الْقَطْرُ مِنْهُ غَيْرَ خُلَّبِ الْبَرْقِ، وَلَا مُكَذِّبِ الرَّعْدِ، تَنْعَشُ بِهِ الضَّعِيْفَ مِنْ عِبَادِكَ وَتُحْيِيْ بِهِ الْمَيِّتَ مِنْ بِلَادِكَ، مَنّاً عَلَيْنَا مِنْكَ آمِيْنَ [يَا] رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

(اے اللہ اے جہاں جہاں سے خیر کا امکان ہے وہاں وہاں سے خیر عطا کرنے والے اور رحمتوں کی کانوں سے رحمتیں نازل کرنے والے۔ اور جو لوگ برکتوں کے اہل ہیں ان پر برکتیں جاری کرنے والے۔ برسنے والے بادل تیری ہی طرف

سے آتے ہیں تو ہی فریاد رس ہے اور تجھ ہی سے فریاد کی جاتی ہے۔ ہم لوگ خطا کار اور گنہگار ہیں اور تو مغفرت کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ اے اللہ ہم لوگوں پر ایسے بادل بھیج جو جم کر برسیں اور ان میں گرج و چمک نہ ہو ہم لوگوں کو ایسے بادل سے سیراب کر جو بہت برسنے والا ہو جو پودے اگانے والا ہو وسعت اور کشادگی پیدا کرنے والا ہو مسلسل اور موسلادھار ہو جسے زمین ہضم کرسکے جس سے پودے نشوونما پائیں اور انہیں سرسبز وشاداب بنائیں پانی ہے تو پہاڑوں میں سرسراہٹ کی آواز ہو اوپر سے گرے تو کھنکھناہٹ پیدا ہو۔ ہر طرف بوندیں ٹپکائے۔ اور وہ بوندیں ایک دوسرے پر گریں اور ٹکرائیں ان میں برق و رعد کی جھوٹی گرج و چمک نہ ہو۔ تاکہ تیرے ضعیف مکروہ بندے بھی زندگی بسر کرسکیں اور تیری مردہ آبادیوں میں جان پڑجائے یہ ہم لوگوں پر بڑا احسان ہوگا آمین یارب العالمین) اور امام حسین علیہ السلام کی یہ دعا ابھی ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ اللہ نے زور دار پانی برسا دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ اے ابا عبداللہ کیا ان دعاؤں کی ان دونوں شہزادوں کو تعلیم دی گئی تھی؟ انہوں نے کہا تم لوگوں پر افسوس کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول نہیں سنا ہے کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے اہلبیت کی زبان سے حکمت کی باتیں جاری ہوتی ہیں۔

(۱۵۰۵) ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عمر ابن خطاب نماز استسقاء کیلئے نکلے تو (میرے والد) عباس سے کہا آپ اٹھیں اور اپنے رب سے طلب باران کی دعا کریں اور خود کہا اے اللہ میں تیرے نبی کے چچا کو تیری بارگاہ میں اپنا وسیلہ اور ذریعہ بنا رہا ہوں۔ چنانچہ عباس اٹھے اور حمد وثنائے الٰہی بجالانے کے بعد یہ دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ عِنْدَکَ سَحَاباً وَاِنَّ عِنْدَکَ مَطَراً فَانْشُرِ السَّحَابَ وَاَنْزِلْ فِیْہِ الْمَاءَ، ثُمَّ اَنْزِلْہُ عَلَیْنَا، وَاشْدُدْ بِہِ الْاَصْلَ، وَاَطْلِعْ بِہِ الْفَرْعَ وَاَحْیِ بِہِ الزَّرْعَ، اَللّٰھُمَّ اِنَّا شُفَعَاءُ اِلَیْکَ عَمَّنْ لَا مَنْطِقَ لَہٗ مِنْ بَھَائِمِنَا وَ اَنْعَامِنَا شَفِّعْنَا فِیْ اَنْفُسِنَا وَاَھَالِیْنَا، اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَدْعُوْ اِلَّا اِیَّاکَ، وَلَا نَرْغَبُ اِلَّا اِلَیْکَ، اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا سَقْیاً وَادِعاً نَافِعاً طَبَقاً مُجَلْجِلاً، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَشْکُوْ اِلَیْکَ جُوْعَ کُلِّ جَائِعٍ وَعُرْیَ کُلِّ عَارٍ، وَخَوْفَ کُلِّ خَائِفٍ، وَسَغَبَ کُلِّ سَاغِبٍ۔

(اے اللہ تیرے پاس بادل بھی ہیں اور پانی بھی ہے لہذا بادل کو پھیلا کر ان میں پانی انڈیل دے پھر وہ پانی ہم لوگوں پر برسا دے۔ درختوں کی جڑوں کو مضبوط کر اور شاخوں کو ثمردار کر۔ اے اللہ ہم لوگ اپنے ان جانوروں اور چوپایوں کی ترجمانی کرنے تیری بارگاہ میں آئے ہیں جن میں قوت گویائی نہیں ہے لہذا ہمارے اپنے نفوس اور اپنے اہالیان شہر کی شفاعت کو قبول فرما۔ اے اللہ ہم لوگ تیرے سوا اور کسی کو نہیں پکارتے اور تیرے سوا کسی اور کی طرف رغبت نہیں رکھتے۔ اے اللہ تو ہم لوگوں کی وسیع ترسقایت کر جو نفع بخش ہو ایسی بارش سے جو زمین کو ڈھانپ لے اور ہمہ گیر ہو۔ اے اللہ ہم لوگ تجھ سے ہر بھوکے کی بھوک کی اور ہر عریاں کی عریانی کی اور ہر خوف زدہ کے خوف اور ہر فاقہ کش کی فاقہ کشی کی شکایت کرتے ہیں) اسی طرح انہوں نے اللہ سے دعا کی۔

باب کسوف وزلزلہ وسیاہ آندھی کی نماز اور اس کا سبب

(۱۵۰۶) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ منجملہ ان نشانیوں کے جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے مقرر کی ہیں اور جس کے یہ لوگ محتاج ہیں ایک سمندر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے درمیان خلق فرمایا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں سورج و چاند اور ستاروں کے تیرنے کے راستے معین فرمائے اور یہ سب کے سب فلک پر ہیں پھر اس فلک پر ایک ملک مقرر کیا کہ جسکے ساتھ ستر ہزار ملائیکہ ہیں جو فلک کی دیکھ بھال اور انتظام کرتے ہیں اور جب وہ لوگ فلک کو گردش دیتے ہیں تو اسکے ساتھ سورج چاند اور ستارے گردش کرتے ہیں اور اپنی اپنی منزلوں میں اترتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے دن و رات کیلئے معین کر دیا ہے۔ پس جب بندوں کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اللہ چاہتا ہے کہ اپنی نشانیوں میں سے کسی نشانی کے ذریعہ انکی تنبیہہ کرے تو وہ اس ملک کو حکم دیتا ہے جو فلک پر موکل و مقرر ہے کہ فلک کو اسکے راستے سے ہٹا دے پس وہ ملک ان ستر ہزار ملائیکہ کو حکم دیتا ہے اور فلک کو اس کے مدار سے ہٹا دو چنانچہ فرشتے اسے ہٹا دیتے ہیں پس آفتاب اس سمندر میں چلا جاتا ہے جس میں یہ فلک تھا تو اس کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اور اس کا رنگ بدل جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ کوئی بڑی نشانی دکھائے اور اس سے بندوں کو خوف زدہ کرے تو سورج اس سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور اسطرح اس کو گہن لگ جاتا ہے اور اسی طرح وہ چاند کے ساتھ بھی کرتا ہے اور جب اللہ چاہتا ہے کہ اس کو جلا اور روشنی دے اور اس کو مدار پر واپس کر دے تو اس ملک کو حکم دیتا ہے جو فلک پر موکل اور مقرر ہے کہ فلک کو اس کے مدار پر واپس کر دو وہ اس کو اسکے مدار پر واپس کر دیتا ہے اور سورج بھی اپنے مدار پر واپس آجاتا ہے اور اب وہ پانی میں سے صاف شفاف موتی کی طرح نکلتا ہے اور اس طرح چاند بھی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام نے فرمایا لیکن ان دونوں نشانیوں سے وہی خوف زدہ ہوگا اور وہی ڈرے گا جو ہمارے شیعوں میں سے ہوگا لہٰذا ان دونوں میں سے کوئی نشانی ظاہر ہو تو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لیکن وہ بات جو منجمین کسوف (گہن) کے متعلق بتاتے ہیں اس کی اگرچہ اس کسوف سے کوئی مطابقت نہیں لیکن پھر بھی اسکے دیکھنے کے بعد مسجدوں میں جا کر نماز پڑھنی چاہیئے اس لئے کہ یہ کسوف بھی اسی کسوف کے مثل ہے اور دیکھنے میں اسی کسوف کے مشابہہ ہے جس کا ذکر امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے اور اس میں مسجد کی طرف جانا اور نماز کسوف پڑھنا واجب ہے کیونکہ یہ نشانی قیامت کی نشانیوں کے مشابہہ ہے اور اسی طرح زلزلہ اور سیاہ آندھی کہ یہ نشانیاں بھی قیامت کی نشانیوں کے مشابہہ ہیں اس لئے ہم لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جب ان کو دیکھو تو قیامت کو یاد کرو توبہ و انابت کرو اللہ کی طرف رجوع کرو اور مسجدوں کی طرف جاؤ اس لئے کہ

یہ زمین پر اللہ کا گھر ہیں اس میں پناہ چاہنے والا اللہ کی پناہ میں ہوگا۔

(۱۵۰۷) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اللہ کے مقرر کردہ راستوں پر حرکت کرتے ہیں اور اس کے حکم پر اپنی حرکت پوری کرتے ہیں۔ اور یہ کسی کے مرنے یا کسی کے جینے پر منکسف نہیں ہوتے اور جب ان دونوں میں سے کوئی منکسف ہو (ان میں گہن لگے) تو فوراً اپنی مسجدوں کی طرف بھاگو۔

(۱۵۰۸) اور ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے عہد حکومت میں سورج کو گہن لگا تو آپ نے لوگوں کے ساتھ کسوف کی نماز باجماعت پڑھی اور اتنی دیر تک پڑھائی کہ ہر ایک شخص دوسرے کو دیکھ رہا تھا کہ اس کے پسینے سے اسکے پاؤں تر ہو رہے ہیں۔

(۱۵۰۹) ایک مرتبہ عبدالرحمن بن ابن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا سیاہ آندھی اور ظلمت آسمان میں ہوتی ہے اور کسوف (گہن) بھی؟ آپ نے فرمایا مگر ان دونوں کی نمازیں یکساں ہیں۔

(۱۵۱۰) اور وہ اسباب و علل کہ جن کا ذکر فضل بن شاذان رحمہ اللہ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے بیان کئے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کسوف (گہن) کے لئے نماز اس لئے قرار دی گئی کہ یہ اللہ کی آیات (نشانیوں) میں سے ہے اس لئے کہ یہ کوئی نہیں جانتا کہ یہ نشانی عذاب کیلئے ظاہر ہوئی ہے یا رحمت کیلئے۔ اس بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چاہا کہ ان کی امت اس موقع پر اپنے خالق اور اپنے اوپر رحم کرنے کی طرف رجوع کرے تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے اسکے شر کو دور کردے اور اسکے مکروہات سے محفوظ رکھے۔ جس طرح اس نے قوم یونس سے عذاب کو پھیر دیا جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا مانگی اور اسکی نماز دس رکعت اس لئے قرار دی گئی کہ اصل نماز ہی جسکے فرض ہونے کا آسمان کی طرف سے حکم نازل ہوا ہے وہ دن اور رات میں صرف دس رکعت ہے۔ اور وہ دس رکعتیں یہاں جمع کردی گئی ہیں اور اس میں سجدہ اس لئے قرار دیا گیا کہ وہ نماز ہی نہیں جس میں رکوع ہو اور سجدہ نہ ہو۔ اور یہ سجدہ اس لئے بھی ہے کہ لوگ اپنی نماز سجدہ و خضوع و خشوع پر ختم کریں۔

اور اس میں چار سجدے اس لئے ہیں کہ ہر وہ نماز جس میں چار سجدے نہ ہوں وہ نماز نہیں۔ اور اس لئے کہ ہر نماز میں کم از کم چار سجدے لازمی فرض ہیں اور رکوع کے بدلے سجدہ اس لئے نہیں رکھا گیا ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بیٹھ کر نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اس لئے کہ کھڑا شخص گہن لگنے اور گہن چھوٹنے کو دیکھ سکے گا بیٹھا ہوا نہیں اور دراصل نماز جس کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا اس سے اس نماز کی شکل اس لئے بدلی ہوتی ہے کہ یہ ایک خاص سبب سے پڑھی جارہی ہے اور وہ کسوف (گہن) ہے اور جب سبب بدل جاتا ہے تو مسبب بھی بدل جاتا ہے۔

(۱۵۱۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت ذوالقرنین جب سد تک پہنچے اور اس سے آگے بڑھے اور ظلمات میں داخل ہوئے تو ناگاہ ایک مَلَک ملا جو ایک پہاڑ پر کھڑا تھا اور اس کا قد پانچ سو ہاتھ کا تھا۔ اس نے ان

سے کہا اے ذوالقرنین کیا تمہارے پیچھے کوئی مسلک نہیں؟ ذوالقرنین نے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا۔ میں اللہ تعالیٰ کے ملائکہ میں سے ایک ملک ہوں اور اس پہاڑ پر مقرر ہوں اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی پہاڑ خلق فرمائے ہیں ان سب کی رگیں اس پہاڑ سے آکر ملتی ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ کسی شہر میں زلزلہ آئے تو میری طرف وحی فرماتا ہے اور میں اس کی رگ کو ہلا دیتا ہوں۔ اور کبھی کبھی زلزلہ اس کے بغیر بھی آجاتا ہے۔

(۱۵۱۲) نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا اور مچھلی کو حکم دیا اس نے اس زمین کو اٹھایا اور بولی کہ میں نے اس زمین کو اپنی قوت سے اٹھایا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس ایک چھوٹی سی مچھلی فترا (جس کے چھونے سے کپکپی پڑجائے) کے برابر بھیجی اور وہ اس کی ناک میں گھس گئی اس کی وجہ سے وہ چالیس دن تک تڑپتی رہی اب جس وقت اللہ تعالیٰ کسی زمین پر زلزلہ لانا چاہتا ہے تو اس کو یہ چھوٹی مچھلی دکھا دیتا ہے اور وہ ڈر کے مارے کانپنے لگتی ہے مگر کبھی کبھی زلزلہ اس وجہ کے علاوہ کسی دوسری وجہ سے بھی آتا ہے۔

(۱۵۱۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ زمین کو اٹھالے۔ اور تمام شہروں میں سے ہر شہر اس مچھلی کے چھلکوں (فلس) میں سے کسی ایک چھلکے پر واقع ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ فلاں مقام پر زلزلہ آئے تو اس مچھلی کو حکم دیتا ہے کہ اپنا فلاں چھلکا ہلادے وہ اس کو ہلا دیتی ہے اور اگر وہ چھلکے کو اٹھادے تو حکم خدا سے زمین کا طبقہ ہی الٹ جائے۔

اور کبھی کبھی زلزلہ ان تینوں وجوہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے بھی آتا ہے اور یہ حدیثیں باہم مختلف نہیں ہیں۔

(۱۵۱۴) سلیمان دیلمی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے زلزلہ کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ ایک آیت (نشانی) ہے راوی نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی رگوں پر ایک ملک مقرر کردیا ہے پس جب اللہ تعالیٰ کسی زمین کو زلزلہ دینا چاہتا ہے تو اس ملک کو وحی کردیتا ہے کہ فلاں فلاں رگ کو ہلادے پس وہ ملک اس زمین کی اس رگ کو ہلا دیتا ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ پس وہ زمین مع اپنے بسنے والوں کے ہل جاتی ہے۔

راوی نے عرض کیا کہ جب ایسا ہو تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا نماز کسوف پڑھو اور جب نماز سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ کرو اور سجدے کی حالت میں یہ کہو یَا مَنْ یُمْسِکُ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَ لَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْماً غَفُوْراً - یَا مَنْ یُمْسِکُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اَمْسِکْ عَنَّا السُّوْءَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (اے وہ ذات کہ جو آسمان اور زمینوں کو زوال سے روکے اور بچائے ہوئے ہے اور واقعاً اگر ان دونوں پر زوال آئے تو اسکے سوا کون ہے جو اسے بچاسکے بیشک وہ حلیم اور غفور ہے۔ اے وہ ذات جو آسمان کو بغیر اسکے اپنے اذن کے زمین پر گرنے سے بچائے ہوئے ہے ہم لوگوں کو ہر گزند سے بچالے بیشک تو ہر شے پر قادر

ہے)

(۱۵۱۵) علی بن مہزیار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اس میں اھواز کے اندر زلزلوں کی شکایت کی اور لکھا کہ آپ کی رائے ہو تو میں یہاں سے نقل مکانی کرلوں۔ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا تم لوگ وہاں سے نقل مکانی نہ کرو اور چہار شنبہ و پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھو پھر غسل کرو پاک لباس پہنو اور آبادی سے باہر نکل جاؤ اور وہاں اللہ تعالیٰ سے دعا کرو وہ اس سے تم لوگوں کو نجات دے گا۔ تو ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا اور زلزلہ کا آنا بند ہو گیا۔

(۱۵۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صاعقہ (بجلی) مومن و کافر پر گر سکتی ہے مگر ذکر خدا کرنے والے پر نہیں گر سکتی۔

(۱۵۱۷) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہوا کے بھی ایک سر اور دو بازو ہوتے ہیں۔

(۱۵۱۸) کامل بن علاء سے روایت کی گئی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مقام عریض میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ تیز آندھی آئی تو آپ تکبیر کہنے لگے پھر فرمایا کہ تکبیر آندھی کو رد کر دیتی ہے۔

(۱۵۱۹) نیز آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب آندھی کو بھیجتا ہے تو یا بربنائے رحمت بھیجتا ہے یا بربنائے عذاب لہٰذا جب تم لوگ آندھی کو آتے دیکھو تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ خَیْرَھَا وَ خَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ لَهٗ، وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ لَهٗ (اے اللہ ہم لوگ تجھ سے اس آندھی میں جو خیر ہے وہ چاہتے اور جس خیر کیلئے یہ بھیجی گئی ہے وہ چاہتے ہیں اور ہم لوگ اس کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور جس شر کیلئے یہ بھیجی گئی ہے اس سے تیری پناہ چاہتے ہیں) اور اس کے بعد تم لوگ تکبیر کہو اور تکبیر میں اپنی آوازیں بلند رکھو یہ آندھی کے زور کو توڑ دے گی۔

(۱۵۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہوا کو گالی نہ دو اس لئے کہ یہ اس پر مامور ہے اور نہ پہاڑ کو نہ ساعتوں کو نہ دنوں کو اور نہ راتوں کو گالی دو ورنہ تم لوگ گنہگار ہو گے اور یہ گالی تمہاری طرف پلٹ کر آئے گی۔

(۱۵۲۱) نیز آپؐ نے فرمایا کہ ہوا جب بھی نکلتی ہے تو معینہ مقدار میں نکلتی ہے سوائے زمانہ عاد کے اس لئے کہ وہ اپنے خزینہ داروں کے قابو سے باہر ہو گئی تھی اور سوئی کے ناکے کے برابر نکل آئی تھی اور اس نے قوم عاد کو ہلاک کر دیا۔

(۱۵۲۲) علی بن رئاب سے اور انہوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے چاروں سمت کی ہواؤں کے متعلق دریافت کیا یعنی شمال و جنوب اور مغرب و مشرق کی ہواؤں کے متعلق اور عرض کیا کہ لوگ تو اسکے متعلق کہتے ہیں کہ باد شمالی جنت سے آتی ہے اور باد جنوبی جہنم سے آتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہواؤں کے بہت سے لشکر ہیں تو جو قوم اللہ سے سرتابی کرتی ہے وہ اس کے ذریعہ اس کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور ان میں سے ہر نوع کی ہوا پر ایک ملک مقرر ہے اور اس نوع کی ہوا اس ملک کی اطاعت کرتی ہے پس

جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ کسی قوم کو عذاب دے تو اس نوع کی ہوا کے مَلک کو جس کے ذریعہ وہ عذاب دینا چاہتا ہے وحی کرتا ہے اور وہ مَلک اس ہوا کو حکم دیتا ہے اور ہوا بپھر جاتی ہے جیسے غصہ میں آیا ہوا کوئی شیر بپھرتا ہے اور ان میں سے ہر ہوا کا الگ الگ نام ہے کیا تم نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے کہ انا ارسلنا علیھم ریحا صرصرا فی یوم نحس مستمر (ہم نے ان پر ایک تند ہوا بھیجی ایک دوامی نحوست کے دن میں) (سورہ قمر آیت نمبر ۱۹) اور ایک جگہ فرماتا ہے الریح العقیم (سورہ الزاریات ۴۱) نیز فرماتا ہے فاصابھا اعصار فیہ نار فاحترقت (سو اس باغ پر ایک بگولا آئے جس میں آگ ہو پھر وہ باغ جل جائے) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۶۶)

یہ وہ ہوائیں ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نافرمانی کرنے والوں کو عذاب دیتا ہے اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ کے پاس اور ہوائیں بھی ہیں جو رحمت کی ہیں کچھ بار آور ہیں کچھ ہوائیں ہیں جو بادل اٹھاتی ہیں اور اسے ہنکا کر لے جاتی ہیں اور وہ باذنِ خدا قطرہ قطرہ برستا ہے کچھ ہوائیں ہیں جو بادل کو متفرق اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے بکھیرتی ہیں اور یہ وہ ہوائیں ہیں کہ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

لیکن وہ چار ہوائیں تو یہ ان ملائکہ کے نام ہیں شمال و جنوب و صبا و دبور۔ اور ان میں سے ہر ہوا پر ایک مَلک مقرر ہے پس جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ شمال سے ہوا چلے تو اس مَلک کو حکم دیتا ہے اس کا نام شمال ہے اور وہ خانہ کعبہ پر اترتا ہے اور رکن یمانی پر کھڑا ہوتا ہے اور اپنے بازو پھڑپھڑاتا ہے اس سے شمالی ہوا نکل کر بر و بحر میں جہاں بھی اللہ کا ارادہ ہو پھیل جاتی ہے اور جب اللہ کا ارادہ ہوتا ہے کہ وہ صبا کو بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس مَلک کو حکم دیتا ہے جس کا نام صبا ہے اور وہ خانہ کعبہ پر اترتا ہے اور رکن یمانی پر کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے بازو پھڑپھڑاتا ہے اور ہوائے صبا خشکی و تری میں جہاں بھی اللہ کا ارادہ ہو پھیل جاتی ہے اور جب اللہ کا ارادہ ہوتا ہے کہ جنوب کی ہوا بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس مَلک کو حکم دیتا ہے جس کا نام جنوب ہے اور وہ بیت الحرام خانہ کعبہ پر اترتا ہے اور رکن یمانی پر کھڑا ہو کر اپنے بازو پھڑپھڑاتا ہے تو خشکی ہو یا تری جہاں جہاں بھی اللہ کا ارادہ ہوتا ہے جنوب کی ہوا پھیل جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ دبور (پچھوائی) ہوا چلے تو اس مَلک کو حکم دیتا ہے جس کا نام دبور ہے وہ بیت الحرام پر اتر کر اپنے دونوں بازو پھڑپھڑاتا ہے تو خشکی یا تری جہاں بھی اللہ چاہتا ہے وہاں دبور (پچھوائی) ہوا پھیل جاتی ہے۔

(۱۵۲۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جنوب کی ہوا بہت اچھی ہے کہ مسکنوں پر سے برف پگھلا دیتی ہے درختوں میں پھل آنے لگتے ہیں اور وادیوں میں پانی بہنے لگتا ہے۔

(۱۵۲۴) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہوا پانچ قسم کی ہوتی ہے ان میں سے ایک عقیم بھی ہے اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

(۱۵۲۵) اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں) جب کبھی زرد یا سرخ یا سیاہ آندھی چلتی تھی تو آپ کا چہرہ

مبارک کا رنگ زرد ہو جاتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا کہ آپ بہت ڈر رہے ہیں یہاں تک کہ جب بارش کا ایک قطرہ گرتا تو آپ کا رنگ اپنی پہلی حالت پر لوٹ آتا تھا اور فرمایا کرتے کہ لو یہ رحمت لے کر آیا۔

(۱۵۲۶) زرارہ اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ہم نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ یہ سیاہ آندھی جو آتی ہے تو کیا آپ کی رائے میں اس میں بھی نماز پڑھی جائے۔ آپؑ نے فرمایا کہ فضاؤں کی ہر خوفناک چیز خواہ وہ آندھی ہو یا اندھیری یا کوئی اور ڈراؤنی چیز، جب آئے تو نماز کسوف پڑھو تاکہ وہ ساکن ہو جائے۔

(۱۵۲۷) محمد بن مسلم و برید بن معاویہ نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب گہن لگے یا آیات میں سے کوئی آیت ظاہر ہو (جیسے زلزلہ یا سیاہ آندھی وغیرہ) تو اس کی نماز پڑھو۔ اگر تم کو یہ خوف نہ ہو کہ نماز فریضہ کا وقت چلا جائیگا چنانچہ اگر تم کو اس کا خوف ہو تو پہلے نماز فریضہ پڑھو۔ اور اگر نماز کسوف پڑھ رہے ہو تو اس کو قطع کر دو جب نماز فریضہ پڑھ چکو تو جہاں سے تم نے نماز کسوف کو قطع کیا ہے وہاں سے آگے بڑھو اور بقیہ نماز کو اس میں شامل کر لو۔

(۱۵۲۸) علی بن فضل واسطی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ جب سورج یا چاند میں گہن لگے اور میں اپنی سواری پر ہوں اترنا ممکن نہ ہو تو میں کیا کروں؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تم جس سواری پر سوار ہو اسی پر نماز کسوف پڑھ لو۔

(۱۵۲۹) محمد بن مسلم اور فضیل بن یسار سے روایت کی گئی ہے دونوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا وہ شخص جس کو صبح کو پتہ چلا کہ رات چاند گہن تھا یا شام کو معلوم ہوا کہ دن کو سورج گہن تھا تو کیا وہ کسوف کی قضا نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا اگر پورا گہن لگا تھا تو قضا پڑھے گا اور اگر گہن جزوی طور پر لگا تھا تو تم پر اسکی قضا نہیں ہے۔

(۱۵۳۰) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز کسوف کے متعلق دریافت کیا یعنی کسوف شمس و قمر کے متعلق تو آپ نے فرمایا کہ اس نماز میں دس (۱۰) رکعتیں ہیں اور چار سجدے ہیں (وہ یوں کہ) پانچ رکوع کرو اور پانچویں کے بعد سجدہ کرو۔ پھر پانچ رکوع کرو اور دسویں رکوع کے بعد سجدہ کرو۔ اور اگر چاہو تو کوئی پورا سورہ ہر رکعت میں پڑھو اگر ہر رکعت میں قراءت کر رہے ہو تو سورہ فاتحہ پڑھو اور اگر نصف سورہ پڑھ رہے ہو تو وہ بھی تمہارے لئے کافی ہے اور سورہ فاتحہ نہ پڑھو سوائے پہلی رکعت کے حتیٰ کہ دوسری رکعت شروع کر دو اور رکوع سے سر اٹھانے میں سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہو لیکن اس رکعت میں جسکے اندر تمہارا سجدہ کرنے کا ارادہ ہو۔

(۱۵۳۱) عمر بن اذنیہ نے روایت کی ہے کہ قنوت دوسری رکعت میں ہوگا رکوع سے پہلے پھر چوتھی میں پھر چھٹی میں پھر آٹھویں رکعت میں پھر دسویں رکعت میں اور اگر صرف پانچویں اور دسویں رکعت میں قنوت پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔

اور جب آدمی نماز کسوف سے فارغ ہو جائے مگر ابھی گہن کھلا نہ ہو تو پھر نماز کسوف پڑھے اور اگر چاہے تو بیٹھے اور گہن کھلنے تک اللہ تعالیٰ کی تمجید اور بزرگی کا اظہار کرتا رہے۔

اور یہ جائز نہیں کہ نماز فریضہ کے وقت میں جب تک نماز فریضہ نہ پڑھ لے نماز کسوف پڑھے۔

اور اگر انسان نماز کسوف پڑھ رہا ہے اور نماز فریضہ کا وقت آجائے تو نماز کسوف کو قطع کر کے نماز فریضہ پڑھے اسکے بعد نماز کسوف کو جہاں سے قطع کیا تھا وہیں سے نماز کسوف پڑھ لے۔

(۱۵۳۲) اور حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے سامنے کسوف قمر اور اس میں لوگوں کو جو پریشانی ہوتی ہے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر گہن ذرا بھی کھل جائے تو سمجھ لو کہ گہن کھل گیا۔

باب نماز حبوہ (عطیہ رسول) و تسبیح اور یہ نماز حضرت جعفر ابن ابی طالب علیہما السلام ہے

(۱۵۳۳) ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب علیہ السلام سے فرمایا اے جعفر کیا میں تم کو بخشش دوں کیا میں تم کو عطیہ دوں کیا میں تم کو کوئی تحفہ دوں کیا میں تم کو ایک ایسی نماز کی تعلیم دوں کہ جب تم اس کو پڑھو تو اگر تم میدان جنگ سے فرار (جیسا گناہ بھی) کئے ہوئے ہو اور تمہارے اوپر جبل عالج کے سنگریزوں اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی گناہ ہوں تو وہ بخش دیئے جائیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم چار رکعت نماز پڑھو۔ چاہو تو ہر شب میں پڑھو چاہو ہر دن میں پڑھو چاہو صرف جمعہ جمعہ پڑھو چاہو تو سال کے سال پڑھو جب نماز شروع کرو تو پندرہ مرتبہ تکبیر اسطرح کہو اللّٰہ اکبر و سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ و لا الہ الا اللّٰہ پھر سورہ الحمد پڑھو اور کوئی اور سورہ اور رکوع میں جاؤ اور رکوع میں دس مرتبہ وہی کہو (جو اوپر مذکور ہوا) پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور دس مرتبہ وہی کہو پھر سجدہ میں جاؤ اور سجدہ میں دس مرتبہ وہی کہو پھر سجدہ سے سر اٹھالو اور دس مرتبہ وہی کہو پھر کھڑے ہو جاؤ اور پندرہ مرتبہ وہی کہو اسکے بعد سورہ الحمد اور کوئی اور سورہ پڑھو رکوع میں جاؤ اور رکوع میں دس مرتبہ وہی کہو پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور دس مرتبہ وہی کہو پھر سجدہ میں جاؤ اور سجدہ میں دس مرتبہ وہی کہو پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ اور دس مرتبہ یہی کہو پھر تشہد پڑھو اور سلام پڑھو پھر کھڑے ہو جاؤ اور آخری دو رکعتیں بالکل اس طرح پڑھو جس طرح یہ ابتداء کی دو رکعتیں پڑھی ہیں اس کے بعد سلام پڑھو۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا پس تسبیح پچھتر (۷۵) مرتبہ ہوئی اور ہر رکعت میں تین سو (۳۰۰) تسبیح ہوئی یعنی اس طرح چار رکعت میں بارہ سو تسبیح ہو گئی اور اس کو اللہ تعالیٰ دس گنا کر کے تمہارے نامہ اعمال میں بارہ ہزار حسنات لکھے گا اور اس میں سے ایک حسنہ کوہ احد سے بھی بڑا ہو گا۔

(۱۵۳۴) اور بعض جگہ روایت کی گئی ہے کہ نماز جعفر طیار میں سوروں کی قراءت کے بعد تسبیح ہے اور تسبیح کی ترتیب اس طرح ہے سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ اللہ و اللہ اکبر

ان حدیثوں میں سے جس پر بھی نمازی عمل کرے اسکے لئے صائب اور جائز ہے۔

اور قنوت ہر دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے ہے اور پہلی رکعت میں سورہ حمد اور سورہ اذازلزت الارض کی قراءت ہے اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ والعادیات کی قراءت ہے اور تیسری رکعت میں سورہ حمد اور سورہ اذا جاء نصر اللہ کی قراءت ہے اور چوتھی رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ھو اللہ احد کی قراءت ہے اور اگر تم چاہو تو ہر رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ھو اللہ احد کی قراءت کرو۔

(۱۵۳۵) اور عبداللہ بن مغیرہ کی روایت میں جو اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے یہ ہے کہ نماز جعفر طیار میں سورہ قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون پڑھو۔

(۱۵۳۶) ابراہیم بن ابی بلاد سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن یعنی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ جو شخص نماز جعفر طیار پڑھے اس کو کیا ثواب ملے گا؟ تو آپ نے فرمایا اگر اسکے گناہ جبل عالج کے سنگ ریزوں اور سمندروں کے جھاگ کی تعداد کے برابر بھی ہوں تو اللہ اس کو بخش دے گا میں نے عرض کیا کہ کیا یہ بخشش ہم لوگوں کیلئے ہوگی؟ فرمایا اور یہ کس کے لئے ہوگی یہ تو تم ہی لوگوں کیلئے خاص کرکے ہے۔ میں نے عرض کیا کہ پھر اس نماز میں میں کیا پڑھوں؟ فرمایا قرآن میں سے جو چاہو پڑھو کیا اس میں اذا زلزلت الارض اور اذا جاء نصر اللہ اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اور قل ھو اللہ احد نہیں پڑھو گے۔

(۱۵۳۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اس شخص کے متعلق جس نے نماز جعفر طیار پڑھی کہ کیا اس کو بھی وہی ثواب ملے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفر طیار کے لئے فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم۔

(۱۵۳۸) علی بن ریان سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے آخری گزرے ہوئے امام علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ ایک شخص نے نماز جعفر طیار ابھی دو رکعت ہی پڑھی تھی کہ اسے ضروری کام پڑ گیا یا کوئی حادثہ پیش آگیا اس لئے اس نے آخری دو رکعت چھوڑ دی کیا اس کیلئے یہ جائز ہے کہ جب وہ ضرورت سے فارغ ہو تو وہ دو رکعت پوری کرے خواہ وہ اپنے مصلیٰ سے اٹھ چکا ہو۔ یا یہ اس میں محسوب نہ ہوگی اور اس کو از سر نو چار رکعت پڑھنی چاہئے کل کی کل مقام واحد پر؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا ہاں اگر اس نے انتہائی ضروری امر کی وجہ سے نماز قطع کی ہے تو پھر اس سے واپس آکر وہ باقی رکعتیں پڑھ کر نماز پوری کرے انشاء اللہ۔

(۱۵۳۹) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم نماز جعفر طیار جس وقت چاہو پڑھو۔ خواہ دن میں پڑھو خواہ رات میں اگر چاہو تو اس کو نماز شب میں محسوب کرلو اور چاہو تو دن کے نوافل میں محسوب کرلو وہی تمہارے لئے دن کے نوافل میں بھی شمار ہوجائے گی اور نماز جعفر طیار میں بھی محسوب ہوجائے گی۔

(۱۵۴۰) نیز ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت بھی کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تم بہت جلدی میں ہو تو صرف نماز جعفر طیار (چار رکعت) پڑھ لو بعد میں تسبیحات پڑھ لینا۔

(۱۵۴۱) اور حسن بن محبوب کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ نماز جعفر طیار کے آخری سجدہ میں تم یہ کہو یَامَنْ لَبِسَ الْعِزَّ وَالْوَقَارَ، یَامَنْ تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَتَكَرَّمَ بِهٖ، یَامَنْ لَایَنْبَغِي التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَهٗ یَامَنْ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عِلْمُهٗ، یَاذَا النِّعْمَةِ وَالطَّوْلِ یَاذَا الْمَنِّ وَالْفَضْلِ، یَاذَا الْقُدْرَةِ وَالْكَرَمِ، اَسْاَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَی الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَبِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ الْاَعْلٰی وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَفْعَلَ بِیْ كَذا كذا

(اے وہ ذات جو عزت و وقار کا لباس پہنے ہوئے ہے۔ اے وہ ذات جو بزرگی و کرامت کی ردا اوڑھے ہوئے ہے۔ اے وہ ذات کہ اسکے سوا اور کسی کے لئے تسبیح روا نہیں اے وہ ذات کہ جسکا علم ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اے صاحب نعمت و بخشش اے صاحب فضل و احسان اے صاحب قدرت و کرم میں تجھ سے تیرے عرش کی عظمت و عزت کا واسطہ دے کر اور تیری کتاب کی انتہائی رحمت کا واسطہ دے کر اور تیرے اسم اعظم و اعلیٰ کا واسطہ دے کر اور تیرے کلمات تامہ (پورے) کا واسطہ دے کر تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور یہ کام پورے کردے۔ (یہاں اپنی حاجات کا تذکرہ کرے)۔

باب نماز حاجت

(۱۵۴۲) مرازم نے حضرت عبد صالح امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی بہت مشکل اور امر عظیم آپڑے تو دن کے وقت ساٹھ مسکینوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاع کے حساب سے نصف صاع ہر مسکین کو کھجور یا گیہوں یا جو صدقہ دو اور جب رات ہو تو رات کے آخری تہائی حصہ میں غسل کرو۔ اور وہ لباس پہنو جو سب سے موٹا جھوٹا ہو لیکن یہ کہ اس لباس میں ازار ضرور ہونا چاہیئے پھر دو رکعت نماز پڑھو اور دونوں رکعتوں میں سورہ توحید اور سورہ قل یاایھاالکافرون کی قرات کرو اور جب تم آخری رکعت میں سجدے کیلئے اپنی پیشانی رکھو تو کہو لاالہ الاّ اللّٰہ، سبحان اللّٰہ، اللّٰہ اکبر لاحول ولاقوۃ الاّ باللّٰہ۔

پھر اسی سجدے میں اپنے گناہوں کا ذکر کرو اور انکا اقرار کرو اور جو جانتے ہو اس کا نام اور جو نہیں جانتے ان کا مجملاً اقرار کرو پھر اپنا سر سجدے سے اٹھاؤ اور جب دوسرے سجدے کیلئے اپنی پیشانی رکھو تو اللہ تعالیٰ سے طلب خیر کرو اور سو (۱۰۰)

مرتبہ یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ (اے اللہ میں تجھ سے طلب خیر کرتا تیرے علم کے واسطہ سے) پھر اللہ تعالیٰ کو اس کے ناموں میں سے جن ناموں کے ساتھ چاہو پکارو اور کہو یَا کَائِنًا قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَیَا مُکَوِّنَ کُلِّ شَیْءٍ وَیَا کَائِنًا بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ اِفْعَلْ بِی (اے ہر شے سے قبل ہونے والے اے ہر شے کو پیدا کرنے والے اے ہر شے کے بعد رہنے والے میرے لئے یہ کام کردے (یہاں حاجات کا تذکرہ کرو) اور جب تم سجدہ کرو تو اپنا گھٹنے زمین پر رکھو اور ازار کو اٹھا لو تاکہ وہ کھل جائے اور اسے اپنے پیچھے سے اپنے دونوں کولہوں پر پنڈلیوں کے باطنی حصہ میں رکھ لو۔ مجھے امید ہے کہ تمہاری حاجت انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہو جائیگی اور اسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہلبیت پر درود سے شروع کرو۔

دیگر نماز حاجت

(۱۵۴۳) موسیٰ بن قاسم بجلی نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن سہل سے اور ان دونوں نے اپنے شیوخ سے اور ان لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب تم کو اللہ تعالیٰ سے اپنی کوئی اہم حاجت طلب کرنی ہو تو تین روزے متواتر اور بلاناغہ رکھو چہار شنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کو اور جب انشاء اللہ جمعہ کا دن آئے تو غسل کرو نیا لباس پہنو اور اپنے گھر کی سب سے اوپری چھت پر چلے جاؤ۔ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرو اور کہو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ حَلَلْتُ بِسَاحَتِکَ لِمَعْرِفَتِیْ بِوَحْدَانِیَّتِکَ وَصَمَدَانِیَّتِکَ وَاَنَّہٗ لَا قَادِرَ عَلٰی حَاجَتِیْ غَیْرُکَ، وَقَدْ عَلِمْتُ یَا رَبِّ اَنَّہٗ، کُلَّمَا تَظَاھَرَتْ نِعْمَتُکَ عَلَیَّ اشْتَدَّتْ فَاقَتِیْ اِلَیْکَ، وَقَدْ طَرَقَنِیْ ھَمُّ کَذَا وَکَذَا وَاَنْتَ بِکَشْفِہٖ عَالِمٌ غَیْرُ مُعَلَّمٍ، وَاسِعٌ غَیْرُ مُتَکَلِّفٍ، فَاَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ وَضَعْتَہٗ عَلَی الْجِبَالِ فَنُسِفَتْ، وَوَضَعْتَہٗ عَلَی السَّمَاءِ فَانْشَقَّتْ، وَعَلَی النُّجُوْمِ فَانْتَثَرَتْ، وَعَلَی الْاَرْضِ فَسُطِحَتْ، وَاَسْاَلُکَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَالْاَئِمَّۃِ، عَلَیْھِمُ السَّلَامُ یہاں ہر امام کا نام لو ، اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ وَاَنْ تُیَسِّرَ لِیْ عَسِیْرَھَا، وَتَکْفِیَنِیْ مُھِمَّھَا، فَاِنْ فَعَلْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ، وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَلَکَ الْحَمْدُ، غَیْرَ جَائِرٍ فِیْ حُکْمِکَ وَلَا مُتَّھَمٍ فِیْ قَضَائِکَ وَلَا حَائِفٍ فِیْ عَدْلِکَ (اے اللہ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں یہ جانتے ہوئے کہ تو واحد اور صمد ہے اور میری حاجت برآوری پر تیرے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے اور اے پروردگار تو خود جانتا ہے کہ جب تیری نعمت مجھ سے پیٹھ پھیرتی ہے تو مجھے شدید طور پر تیری احتیاج ہوتی ہے۔ اور اب مجھ پر یہ مصیبت آپڑی اور تجھے بتانے کی ضرورت نہیں تو خود جانتا ہے کہ یہ مصیبت کیسے دور ہو۔ تیری قدرت بہت وسیع ہے اس مصیبت کا دور کرنا تیرے لئے کوئی دشوار نہیں لہذا میں تجھے تیرے اس اسم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ جس کو تونے پہاڑوں پر رکھ دیا تو پاش پاش ہوگئے تونے اس کو آسمان پر رکھ دیا تو وہ پھٹ گیا تو نے اسے ستاروں پر رکھ دیا تو وہ بکھر گئے اور زمین پر رکھ دیا تو وہ

پھیل گئی اور میں تجھ سے اس حق کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں جسے تو نے محمدؐ اور (آئمہ طاہرین ــــــــ ایک ایک کا نام آخر تک) کے پاس ودیعت کیا ہے کہ تو محمدؐ اور ان کے اہلبیتؑ پر رحمت نازل فرما اور میری حاجت پوری کر دے میری مشکل کو آسان کردے اور اس مہم میں میری مدد فرما اگر تو نے یہ کردیا تو تیری حمد تیرا شکر اور تو نے یہ نہ کیا تو بھی تیری حمد اور تیرا شکر ۔ تو اپنے حکم میں جور سے کام نہیں لیتا تیرے فیصلہ پر کوئی اتہام نہیں رکھ سکتا تو اپنے عدل میں کبھی ظلم و ناانصافی نہیں کرتا) ۔

اسکے بعد اپنا چہرہ زمین پر رکھ دو اور یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنَّ یُوْنُسَ بْنَ مَتّیٰ عَبْدُکَ دَعَاکَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ وَ ھُوَ عَبْدُکَ فَاسْتَجَبْتَ لَہٗ وَ اَنَا عَبْدُکَ اَدْعُوْکَ فَاسْتَجِبْ لِیْ (اے اللہ تیرے بندے یونس بن متی نے شکم ماہی میں تجھ سے دعا کی وہ تیرے بندے تھے تو نے انکی دعا قبول کی میں بھی تو تیرا ہی بندہ ہوں تو میری دعا کو قبول فرما) ۔

اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی مجھے کوئی حاجت لاحق ہوتی ہے تو میں یہ دعا پڑھتا ہوں ۔ اور اس کو پڑھ کر پلٹتا ہوں تو وہ حاجت پوری ہوجاتی ہے ۔

(۱۵۴۴) سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب تم لوگوں میں سے کوئی بیمار ہوتا ہے تو وہ طبیب کو بلاتا ہے اور اس کو نذرانہ دیتا اور جب کسی کو بادشاہ وحاکم سے کوئی حاجت ہوتی ہے تو اسکے دربان کو رشوت دیتا ہے ۔ لہذا جب تم میں سے کسی کو کوئی امر درپیش ہو اور اللہ کی طرف رجوع کرے تو غسل یا وضو کرے اور تھوڑا یا بہت جو ہوسکے صدقہ دے اور مسجد جائے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ کی حمد و ثناء کرے اور نبی اور اسکے اہلبیت پر درود بھیجے اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنْ عَافَیْتَنِیْ مِنْ مَرَضِیْ (اے اللہ (تجھے قسم ہے) مجھے میرے مرض سے شفا دے) ۔ اَوْ رَدَدْتَنِیْ مِنْ سَفَرِیْ (مجھے میرے سفر سے سلامت گھر واپس کردے) اَوْ عَافَیْتَنِیْ مِمَّا اَخَافُ مِنْ (فلاں فلاں بات سے میں ڈرتا ہوں اس سے مجھے بچالے) تو اللہ تعالیٰ ضرور ایسا کرے گا ۔ اور اس قسم کا پورا کرنا اللہ پر واجب ہوگا اس کے شکر کے سلسلہ میں ۔

(۱۵۴۵) اور حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام جب کسی امر میں محزون و متفکر ہوتے تو دو موٹے موٹے اور سخت لباس پہنتے پھر آخر شب میں دو رکعت نماز پڑھتے اور اسکے آخری سجدہ میں سو (۱۰۰) مرتبہ سبحان اللہ کہتے سو (۱۰۰) مرتبہ الحمدللہ کہتے سو (۱۰۰) مرتبہ لا الہ الّا اللہ کہتے اور سو مرتبہ اللہ اکبر پھر اپنی تمام کوتاہیوں کا اعتراف کرتے جو یاد آتیں ان کا اقرار کرتے اور جو یاد نہ آتیں ان کا مجملاً اقرار کرتے پھر اپنے گھٹنے زمین پر ٹیک کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے تھے ۔

(۱۵۴۶) یونس بن عمّار سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص مجھے بہت اذیت پہنچاتا ہے آپ نے فرمایا اس کیلئے بددعا کرو میں نے عرض کیا کہ میں نے بددعا

تو کی ہے۔آپ نے فرمایا اس طرح نہیں بلکہ پہلے اپنے گناہوں کو ترک کرو۔روزہ رکھو نماز پڑھو اور صدقہ دو اور جب شب کا آخری حصہ ہو تو پورا وضو کرو پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھو پھر سجدہ کی حالت میں یہ کہو۔اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ قَدْ آذَانِي اَللّٰھُمَّ اَسْقِمْ بَدَنَهٗ، وَ اقْطَعْ اَثَرَهٗ وَ انْقُصْ اَجَلَهٗ، وَ عَجِّلْ لَهٗ ذٰلِكَ فِي عَامِهٖ هٰذَا (اے اللہ فلاں نے مجھے بہت ستایا ہے اے اللہ تو اسکے بدن کو بیمار کردے اس کے نشان کو مٹا دے اس کی عمر کو کم کر دے اس میں جلدی کر اور اسی سال یہ کردے)

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور تھوڑے ہی دن بعد وہ مرگیا۔

(۱۵۴۷) عمر بن اذنیہ نے آل سعد کے ایک بزرگ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میرے اور اہل مدینہ میں سے ایک شخص کے درمیان خصومت اور جھگڑا چل رہا تھا جس سے عظیم خطرہ محسوس ہو رہا تھا تو میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور ان سے بیان کیا اور عرض کیا کہ اس سلسلہ میں کوئی دعا ہمیں تعلیم کر دیں شاید اللہ تعالیٰ میرا حق مجھ کو اس سے واپس دلا دے۔آپؑ نے فرمایا جب تم نے دشمن کا ارادہ کر لیا ہے تو جاؤ (مسجد رسول میں) قبر اور منبر کے درمیان دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھو اور اگر چاہو تو اپنے گھر میں پڑھو۔اور اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہاری مدد کرے اور کوئی چیز جو تم کو میسر ہو لو اور اس فقیر و مسکین کو صدقہ دیدو جو سب سے پہلے تمہیں ملے۔

راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے جیسا کہ حکم دیا تھا میں نے ویسا ہی کیا تو میری حاجت پوری ہو گئی اور میری زمین اللہ نے مجھے واپس کر دی۔

(۱۵۴۸) زیاد قندی نے عبدالرحیم قصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان میں نے ایک دعا اختراع کی ہے آپؑ نے فرمایا اپنی اختراع کو چھوڑو جب تمہیں کوئی امر اہم پیش آجائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فریاد کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کرو۔میں نے عرض کیا میں یہ کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا پہلے غسل اور وضو کرو پھر دو رکعت نماز پڑھو جیسے نماز فریضہ پڑھتے ہو اس میں تشہد پڑھو جو تشہد تم نماز فریضہ میں پڑھتے ہو۔جب تشہد سے فارغ ہو تو سلام پڑھو اور یہ کہو۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ وَ اِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ عَنِّي السَّلَامَ، وَ السَّلَامُ عَلَيْهِمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، اَللّٰھُمَّ اِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِّنِّيْ اِلٰى رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ فَاَثِبْنِيْ عَلَيْهِمَا، مَا اَمَّلْتُ وَ رَجَوْتُ مِنْكَ وَ فِيْ رَسُوْلِكَ، يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(اے اللہ تو سلام ہے اور تیری طرف سے سلام ہے اور تیری ہی طرف سلام واپس ہوتا ہے اے اللہ تو رحمت نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر۔محمدؐ وآل محمدؐ کو میری جانب سے سلام پہنچا دے اور ان سب پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکت ہو

پروردگار یہ دونوں رکعتیں میری جانب سے تیرے رسول کیلئے ہدیہ ہیں۔ان دونوں کا ثواب مجھے عطا کر جس کی امید میں نے تجھ سے کی ہے اور تیرے رسول کے بارے میں کی ہے۔اے مومنین کے ولی)

پھر سجدے میں جاکر چالیس (۴۰) بار کہو۔ یَا حَيُّ يَا قَيُّومُ ، يَا حَيًّا لَا يَمُوتُ ، يَا حَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ (اے سدا زندہ رہنے والے اے سدا قائم رہنے والے۔اے وہ زندہ جس کو کبھی موت نہ آئے گی اے زندہ رہنے والے، نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے۔اے صاحب جلال اور صاحب بزرگی۔اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے) پھر اپنا داہنا رخسار زمین پر رکھو اور یہی چالیس (۴۰) مرتبہ کہو پھر اپنا بایاں رخسار زمین پر رکھو اور یہی چالیس (۴۰) مرتبہ کہو پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنی گردن کی طرف لے جاؤ اور اپنی شہادت کی انگلی کو چالیس مرتبہ ہلاؤ اور فریاد کرو پھر اپنی داڑھی اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑو اور گریہ کرو یا اگر رونا نہ آئے تو رونے والے کی صورت بناؤ اور کہو۔ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَشْكُو إِلَى اللّٰهِ وَ إِلَيْكَ حَاجَتِي وَ أَشْكُو إِلَى أَهْلِ بَيْتِكَ الرَّاشِدِينَ حَاجَتِي وَ بِكُمْ أَتَوَجَّهُ إِلَى اللّٰهِ فِي حَاجَتِي (اے محمدؐ اے رسول اللہ میں شکایت کرتا ہوں اللہ کی طرف اور آپ کی طرف اپنی حاجت کے متعلق اور میں شکایت کرتا ہوں آپ کے اہلبیت راشدین سے اپنی حاجت کے متعلق اور آپ لوگوں کے واسطہ سے اپنی حاجت کیلئے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں) پھر سجدہ میں جاؤ اور یا اللہ یا اللہ اس وقت تک کہو جب تک سانس نہ ٹوٹے پھر کہو صل علی محمدؐ وآل محمدؐ (تو رحمت نازل کر محمدؐ وآل محمدؐ پر) اور میرے لئے یہ کر دے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی بارگاہ میں ضامن ہوتا ہوں کہ یہ دعا ختم بھی نہ ہوگی کہ حاجت پوری ہوجائے گی۔

دیگر نماز حاجت

میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے خط میں تحریر کیا کہ فرزند جب تمہیں کوئی حاجت اللہ کی بارگاہ میں درپیش ہو تو تین دن روزہ رکھو چہار شنبہ، پنجشنبہ اور جمعہ، جمعہ کا دن آئے تو غسل کرکے قبل زوال اللہ کی بارگاہ میں دعا کیلئے نکلو اور دو رکعت نماز پڑھو ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ الحمد اور پندرہ مرتبہ قل هو الله احد پڑھو اور جب رکوع میں جاؤ تو اس میں دس مرتبہ قل هو الله احد پڑھو اور رکوع سے سر اٹھاؤ تو اس کو دس (۱۰) مرتبہ پڑھو جب سجدہ میں جاؤ تو اسی سورہ کو دس مرتبہ اور سجدے سے سر اٹھاؤ تو اسی سورہ کو دس مرتبہ پڑھو پھر جب دوسرے سجدہ میں جاؤ اسی سورہ کو دس مرتبہ پڑھو اور جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاؤ تو اسی سورہ کو دس (۱۰) مرتبہ پڑھو پھر بغیر اللہ اکبر کہے دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہو جاؤ اور اسے بھی اسی طرح پڑھو جس طرح میں نے تم سے پہلی رکعت کیلئے بیان کیا اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور سوروں کی قرأت کے بعد قنوت پڑھو۔

اور جب اللہ کے فضل سے تمہاری حاجت پوری ہوجائے تو دو رکعت نماز شکر پڑھو پہلی رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ احد اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور قل یا ایھا الکافرون پڑھو۔ اور پہلی رکعت کے اندر رکوع میں الحمد للہ شکراً سجدہ میں شکراً للہ حمداً اور دوسری رکعت کے رکوع میں اور سجدے میں کہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَضٰی حَاجَتِی وَ اَعْطَانِي مَسْئَلَتِي (حمد اس اللہ کی جس نے میری حاجت پوری کردی اور جو میں نے مانگا تھا وہ مجھے عطا کر دیا)

(۱۵۴۹) اور محمد بن احمد یحییٰ بن عمران اشعری کی کتاب میں ابراہیم بن ہاشم سے روایت مرقوم ہے کہ انہوں نے روایت کی محمد بن سنان سے اور انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف ایک شخص کے متعلق کہ وہ اپنے کسی کام کیلئے پریشان اور متفکر تھا تو آپ نے فرمایا وہ دو رکعت نماز پڑھے اور ان دونوں رکعتوں میں سے کسی ایک میں ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے اور دوسری میں صرف ایک مرتبہ پھر اپنی حاجت طلب کرے۔

اور نماز حاجت کے متعلق میں نے جتنی روایتیں پیش کی ہیں ان سب کو میں نے کتاب ذکر الصلوات میں بھی درج کر دیا جو پچاس کے اوپر ہیں۔

باب استخارہ

(۱۵۵۰) ہارون بن خارجہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگوں میں کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو لوگوں میں سے کسی ایک سے مشورہ نہ کرے بلکہ اپنے اللہ تعالی سے مشورہ کرے راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان اللہ سے مشاورت کیسے؟ فرمایا یوں کہ پہلے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرے پھر لوگوں سے مشورہ کرے اس لئے کہ جب اللہ سے پہلے مشورہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کی زبان سے چاہے گا بہتر مشورہ جاری کرا دے گا۔

(۱۵۵۱) مرازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالی کی حمد وثناء کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور یہ کہے اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا الْأَمْرُ خَيْرًا لِّي فِي دِيْنِي وَ دُنْيَايَ فَيَسِّرْهُ لِي وَ قَدِّرْهُ لِي وَ إِنْ كَانَ غَيْرُ ذٰلِكَ فَاصْرِفْهُ عَنِّي (اے اللہ اگر یہ کام میرے لئے میرے دین اور میری دنیا میں بہتر ہے تو اسکو میرے لئے آسان کر دے اور اس کو میرے لئے مقدر کر دے اور اگر اس کے علاوہ ہے تو اسکو مجھ سے پھیر دے)

مرازم کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ان دونوں رکعتوں میں کیا پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا ان دونوں میں قرآن کی جو سورہ چاہو پڑھو۔ اگر چاہو تو ان دونوں میں قل ھو اللہ احد پڑھو اور چاہو تو قل یا ایھا الکافرون پڑھو۔ اور قل ھو اللہ احد ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(۱۵۵۲) محمد بن خالد قسری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے استخارہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا نماز شب کی آخری رکعت میں اللہ سے استخارہ کرو سجدہ کی حالت میں ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ میں نے عرض کیا اس میں کیسے کہوں آپ نے فرمایا یوں کہو أَسْتَخِيرُ اللّٰهَ بِرَحْمَتِهِ أَسْتَخِيرُ اللّٰهَ بِرَحْمَتِهِ۔

(۱۵۵۳) حمّاد بن عثمان نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے استخارہ کے متعلق کہ آدمی نماز فجر کی دو رکعتوں کے آخری سجدہ میں ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ اللہ سے استخارہ کرے پھر الحمد اللہ کہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اسکے بعد پچاس مرتبہ استخارہ کرے (استخیر اللہ کہے) پھر الحمد اللہ کہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کو ایک سو ایک مرتبہ پورا کرے۔

(۱۵۵۴) حمّاد بن عیسیٰ نے ناجیہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ جب کوئی غلام یا کوئی سواری یا کوئی ہلکی پھلکی اور تھوڑی شے خریدنے کا ارادہ کرتے تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کیا کرتے اور جب کوئی بہت بڑے کام کیلئے ارادہ کرتے تو اس کے لئے سو مرتبہ استخارہ کرتے تھے۔

(۱۵۵۵) اور معاویہ بن میسرہ نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو کوئی بندہ اس طرح استخارہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس خیر و بہتر مشورہ بھیج دے گا۔ وہ یہ کہے يَا أَبْصَرَ النَّاظِرِينَ وَيَا أَسْمَعَ السَّامِعِينَ وَيَا أَسْرَعَ الْحَاسِبِينَ وَيَا أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ وَيَا أَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَخِرْلِي فِي (اے سب سے زیادہ دیکھنے والے اے سب سے زیادہ سننے والے اے سب سے زیادہ حساب رکھنے والے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اے سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے رحمت نازل فرما محمد اور ان کے اہلبیت پر اور اس کام میں میرے لئے جو بھلائی ہے وہ بتادے)۔

میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے خط میں لکھا کہ اے فرزند جب کسی کام کا ارادہ کرو تو دو رکعت نماز پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ایک سو ایک مرتبہ استخارہ (طلب خیر) کرو اور جو ارادہ کیا ہے اس پر عمل کرو اور اپنی دعا میں یہ کہو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، رَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَخِرْلِي فِي (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ حلیم و کریم کے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ علی و عظیم کے اے پروردگار تجھے محمد وآل محمد کے حق کا واسطہ محمد اور انکی آل پر رحمت نازل فرما اور میرے لئے اس کام میں وہ پسند فرما جو دنیا اور آخرت میں میرے لئے بہتر ہو اور عافیت کے ساتھ ہو)

باب اس نماز کا ثواب جسے لوگ نماز فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نام سے یاد کرتے ہیں اور جسے لوگ توبہ کرنے والوں کی نماز بھی کہتے ہیں

(۱۵۵۶) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے وہ پورا وضو کرے اور نماز شروع کرے تو چار رکعت نماز پڑھے اور دو رکعت کے بعد سلام سے درمیان میں فاصلہ دے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورہ قل ھو اللہ احد پچاس مرتبہ پڑھے ۔ اور یہ نماز جس وقت چاہے پڑھے تو اللہ اور اس شخص کے درمیان کوئی ایسا گناہ نہ رہ جائیگا جس کو اللہ تعالیٰ بخش نہ دے ۔

(۱۵۵۷) لیکن محمد بن مسعود عیاشی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں عبداللہ بن محمد سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن سماک سے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے انھوں نے ھشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں پچاس مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو یہ نماز حضرت فاطمہ علیہا السلام ہوگی اور یہی توبہ کرنے والوں کی نماز بھی ہے ۔

اور ہمارے شیخ محمد بن ولید رضی اللہ عنہ اس نماز کی اور اس کے ثواب کی روایت کیا کرتے تھے لیکن وہ یہ کہا کرتے تھے کہ میں نہیں جانتا کہ اس نماز کا نام نماز فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے لیکن اہل کوفہ اسکو نماز فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نام سے جانتے ہیں ۔

اور ابو بصیر نے بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس نماز کی اور اسکے ثواب کی روایت کی ہے ۔

باب ثواب اس دو رکعت نماز کا جس میں ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھتے ہیں

(۱۵۵۸) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں ہے کہ جسے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص دو رکعت خفیف نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ساٹھ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو سمجھ لو کہ اس کی رسی مضبوط بٹ گئی اور اب اسکے اور اللہ کے درمیان کوئی گناہ نہیں رہ گیا ۔

باب ساعت غفلت میں نافلہ پڑھنے کا ثواب

(۱۵۵۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ساعت غفلت میں نافلہ پڑھا کرو خواہ ہلکی پھلکی دو رکعتیں

کیوں نہ پڑھو اس لئے کہ یہ دو رکعتیں دارالکرامت (جنت) کا وارث بنا دیتی ہیں۔

(۱۵۶۰) اور دوسری حدیث میں ہے کہ یہ دارالسلام کا وارث بنا دیتی ہیں اور وہ جنت ہے اور ساعت غفلت نماز مغرب اور نماز عشاء کے درمیان کا عرصہ ہے۔

باب نماز کے سلسلہ میں چند نادر احادیث

(۱۵۶۱) بکیر بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز چاشت کبھی نہیں پڑھی۔

(۱۵۶۲) عبدالواحد بن مختار انصاری نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب سے نماز چاشت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سب سے پہلے تمہاری قوم نے پڑھنی شروع کی جن کا شمار غافل اور جاہل لوگوں میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نماز کبھی نہیں پڑھی۔

نیز آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام ایک شخص کی طرف سے ہو کر گزرے تو دیکھا کہ وہ نماز چاشت پڑھ رہا ہے حضرت علی علیہ السلام نے کہا تو یہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے؟ اس نے کہا امیرالمومنین میں اس کو چھوڑ دوں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا ایک بندہ نماز پڑھ رہا تو میں اس کو منع کر دوں۔

(۱۵۶۳) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی نماز چاشت نہیں پڑھی۔ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کے ابتدائی حصہ میں چار رکعت نماز پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں مگر وہ ان چار رکعتوں کو ان آٹھ رکعتوں میں شمار کر لیتے تھے جو بعد ظہر پڑھی جاتی ہے۔

(۱۵۶۴) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماہ رمضان میں نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تیرہ (۱۳) رکعتیں ہیں جن میں نماز وتر بھی شامل ہے۔ اور دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور اگر اس سے زیادہ ہوتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر عمل کرنے کے زیادہ حقدار تھے۔

(۱۵۶۵) اور عقبہ بن خالد نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس کو دوسرے شخص نے پکارا تو اس نے بھول کر اسکا جواب دیدیا تو اب وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا وہ اپنی نماز پڑھتا رہے۔

(۱۵۶۶) عمران حلبی نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سہو اور بھول کی وجہ سے نماز میں تخفیف مناسب ہے۔

(۱۵۶۷) اور سماعہ بن مہران نے ان ہی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ صدقہ میں غلام کو دینا اور اسکو آزاد کرنا جائز ہے اور جب وہ دس سال کا ہو جائے تو وہ لوگوں کی امامت بھی کرے گا۔

(۱۵۶۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر تم ان (مخالفین) کے ساتھ نماز پڑھو تو تمہارے مخالفین کی تعداد کے برابر تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(۱۵۶۹) اور عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم نماز پڑھو تو اپنی نعلین میں نماز پڑھو بشرطیکہ وہ طاہر اور پاک ہو اس لئے کہ یہ بھی سنت میں داخل ہے۔

(۱۵۷۰) اور حلبی نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر تم سفر کے اندر غیر وقت نماز میں کوئی نماز پڑھ لو تو اس میں تمہارے لئے کوئی ہرج نہیں (یعنی غیر وقت فضیلت میں)۔

(۱۵۷۱) اور عائذ احمسی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرا ارادہ تھا کہ میں آپ سے نماز کے متعلق سوال کروں گا مگر آپ نے میرے سوال سے پہلے ہی یہ فرمایا کہ اگر تم اپنی پانچوں وقت کی فرض نماز کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرو گے تو اللہ تعالیٰ ان کے سوا اور کسی نماز کیلئے باز پرس نہیں کرے گا۔

(۱۵۷۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن جب تک حالت وضو میں ہے اس کا شمار تعقیبات پڑھنے والوں میں ہوگا۔

(۱۵۷۳) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا یہ بتائیں کہ ایک شخص کی نمازہائے نافلہ بہت سی قضا ہیں اور اتنی کثرت سے ہیں کہ اس کو معلوم نہیں کہ کتنی ہیں اب وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا وہ نماز پڑھے اور اتنی کثرت سے کہ اس کو یہ معلوم نہ رہے کہ کتنی پڑھی ہے تو اس میں سے جتنے کا اسے علم ہے اس کی قضا ہو جائیگی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا مگر اب اس کی قضا پڑھنے پر تو وہ قادر نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ ایسے حصول معاش میں مشغول تھا کہ بغیر اس کے چارہ نہ تھا یا اپنے کسی برادر مومن کے کام میں لگا ہوا تھا تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر وہ دنیا جمع کرنے میں مصروف تھا اور اس مشغولیت نے اس کو اس نماز (نافلہ) سے باز رکھا تو وہ اس کی قضا پڑھے ورنہ جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا تو اس کا شمار نماز کو خفیف اور بے وقعت سمجھنے والوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام نہ کرنے والوں میں ہوگا۔ میں نے عرض کیا مگر وہ قضا پڑھنے پر قادر نہیں تو کیا اس کیلئے جائز ہے کہ

وہ اس کے عوض کچھ تصدق کردے؟ یہ سنکر آپ ذرا دیر خاموش ہوئے پھر فرمایا ہاں پھر وہ کوئی صدقہ نکال دے۔ میں نے عرض کیا وہ کتنا صدقہ نکالے؟ آپ نے فرمایا اپنی وسعتِ دولت کے مطابق اور کم از کم ہر نماز کے بدلے ہر مسکین کو ایک مُد (جو اہل حجاز کے نزدیک ۱/۳ اور اہل عراق کے نزدیک ۲ رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل شام میں پانچ پونڈ کا اور مصر میں پونے سولہ اونس کا ہوتا ہے) میں نے عرض کیا کتنی نماز کہ جس پر ہر مسکین کو ایک مُد دینا پڑے گا؟ آپ نے فرمایا شب کی نمازوں میں ہر دو رکعت پر ایک مُد اور دن کی نمازوں میں ہر دو رکعت پر ایک مُد۔ میں نے عرض کیا مگر اتنا دینے پر تو وہ قادر نہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا پھر ایک رات کی نمازوں پر ایک مُد اور ایک دن کی نمازوں پر ایک مُد مگر نماز پڑھنا افضل ہے نماز پڑھنا افضل ہے نماز پڑھنا افضل ہے۔

الحمدللّٰہ کہ کتاب من لایضرہ الفقیہ تصنیف شیخ سعید ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی قدس اللہ روحہ و نور ضریحہ کے جزاول کا اردو ترجمہ آج تمام ہوا۔

سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)

۱۷ دسمبر ۱۹۹۲ روز پنجشنبہ

مطابق ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۴۱۳ھ



کمال الدین
وتمام النعمۃ

للشیخ الجلیل الأقدم
الصدوق
ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی
(المتوفی ۳۸۱)

ناشر
الکساء پبلیشرز
آر۔۱۵۱ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

